٢٣٦
دفع التحریفات ورفع التلبیسات
ملقب بہ
رمی الجمرات

یریدون لیطفئوا نور الله بافواههم والله متم نوره ولو کره الکافرون

الحمد للّٰہ والمنۃ کہ در اوان حمید و زمان سعید رسالہ شریفہ و عجالہ منیفہ
مشتمل اوپر جواب کتاب آیات بینات الموسوم

دفع التحریفات و رفع التلبیسات

ملقب بہ

رمے الجمرات

من مصنفات جناب ہدایت مآب قدسی القاب تورع مآب عمدۃ الاجلاء
صفوۃ العلماء خوش بیان شیرین زبان لسان العین مولوی سید علی حسین صاحب قبلہ دام ظلہ العالی

لکھنؤ
مقام محلہ وزیر گنج مطبع اثنا عشری بحسن اہتمام سید عابد علی رضوی کے چھپا

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدك اللهم يا ملهم الخيرات ومجيب السؤالات ومقيل العثرات على
ما وفقتنا لدفع التحريفات ورفع التلبيسات عن الآيات البينات و
وازاحة الشبهات بتأويل المتشابهات الى المحكمات وانقذتنا من
شفا جرف الهلكات بركوب سفن النجاة واتباع اهلبيت نبيك خير
البريات المتطهرين عن رجس الخطيئات عليه وعليهم افضل الصلوات
التامات الناميات الفائقات واكمل التحيات الطيبات الزاكيات
على اصحابه الاخيار السابقين في الخيرات المتمسكين بالثقلين في
الفتن المضلات لا المقتحمين في ورطات الضلالات المخرجين من النور
الى الظلمات المؤمنين بافواههم دون صدق النيات المتنافسين
الدنيا الدنية وما يحويها من اللذات الموقرين ظهورهم باوزار

والتبعات ما دامت السموات حول الارضین دائرات وذرات الذاریات
سترت السادیات ع اما بعد حمد وثنای ایزد منعام وابدای ہدایای صلوٰۃ وسلام
بحضرت خیر الانام وآلہ الکرام اوپر منصفین اہل ایمان و اسلام کے مخفی و محتجب نرہے
کہ بالفعل ایک رسالہ آیات بینات نام تصنیف عطریف قمقام عالی مقام والا احتشام
جناب سید مہدی علی صاحب ہداہ اللہ الی سبیل السلام اس عبد مستہام اقل الانام کی نظر
سے گذرا دیکھا میئے کہ تمام مملو از اتہام اور مبنی اوپر خیالات خام اور تقریرات مختل
النظام کے ہے اور ہرگز صلاحیت اسکی نہین رکھتا کہ خدام علماے کرام متوجہ اوسکی نقض
وابرام کے ہون اور کیونکر ایسا نہو حالانکہ بعد اسکے ظاہر ہوگا کہ مصنف رسالہ فہم
عبارات فارسیہ مین قاصر اور اصطلاحات علوم رسمیہ سے مطلقا غیر ماہر ہے اور زیور
علم وکمال سے بالکل عاری اور عاطل اور اپنے تئین صاحب لیاقت منصب تصنیف
سمجھنا اونکا محض خیال خام اور ہوس باطل ہے اور علماے فن مناظرہ وکلام اور قدما
کملاے والا مقام نے فرمایا ہے کہ ضرور ہے کہ ایسے حضرات سے مخاطبہ اور محاورہ ترک
ہوجاے اینکہ مسلک مجادبہ ومناظرہ مسلوک ہو مگر چونکہ یہ رسالہ اونکا بزبان اردو موجب
فریب عوام الناس اور ہیجان وسواس اون لوگون کے ہے جو تفاصیل دلائل اور
اصول مسائل سے آگاہ اور ماہر نہین اور طریقے تحقیق حقائق اور تنقیب دقائق کے
اون پر ظاہر نہین اور مقاصد کلام اور غایت مرام اور مواضع اتہام اور کجی افہام
اور تخیلات خام اور اباطیل اوہام سے بیخبر ہین لہذا ضرور ہوا کہ حقیقت حال اور کماہی
ہر مقال سے اونکو آگاہی دیجاوے تا قطاع الطریقان راہ دین وایمان سے بچین
اور درمیان مضلین اور مضلین اور ہادیان راہ دین کے تمیز دین اور فریب شیاطین

مین نہ آوین اور بنادانی وہٹ کا نکھا وین بہ این لحاظ اس خاکپای طلاب مؤمنین و تراب
ارباب دین و یقین نے یہ چند سطرین لعبتہً فی اللہ واسطے کشف تمویہات و تلبیسات و ازالہ
و تدلیسات صاحب رسالہ کے لکھین لیکن افسوس دو امر کا ہے ایک یہ کہ معروف و مشہور ہے
کہ لطف خطاب ساتھ مخاطب صحیح کی ہوتا ہے اور ہمارے حضرت مخاطب قطع نظر عدم استقامت
فہم اور اعوجاج طبع کی مصطلحات فن میزان و مناظرہ سے بھی بالکلیہ کورے ہین اور
ماہرین فن پر بخوبی ظاہر اور روشن ہے کہ طرح مناظرہ جیسا کہ مخاطب نے کی ہے
جز عوام کے بتقریر عامیانہ اہل علم سے نہین ہو سکتی دوسرے اس زمانہ مین کوئی ایسا
مرد میدان مباحثہ و مناظرہ نہین نظر آتا کہ سختیان حملات ضربت حیدریہ اور صدمات
بوارق موبقہ غضنفریہ اور طعن رماح فرقہ جعفریہ اور کڑی چوٹین صمصام اور صوارم
متکلمین اثنا عشریہ کی اوٹھائے اور صبر متحمل اوسکا ہو جائے اور واغوثاہ و واغوثاہ (فریاد فریاد)
زبان پر نہ لائے ہان صاحب رسالہ بسبب اسکے کہ خود بادی بدرشتی ہے شاید تحمل کا
کام فرمائے اور جواب ترکی بترکی سنکر پیشانی شریف پر شکن نہ لائے لیکن ہم اکثر ان
درشتیہا سے بیجا سے جو صاحب رسالہ نے شیعون کے حق مین کی ہے چشم پوشی کرتے
ہین اور بمقتضائے قولا لہ قولاً لیناً جواب نختی بملائمت دیتے ہین اور امید خدا سے
ہے کہ انصاف کو کام فرما کے ہدایت پاوے اور راہ باطل سے پھر راہ حق پر آوے
واللہ ولی التوفیق وما علینا الا البلاغ ✤ من آنچہ شرط بلاغ ست با تو میگویم ✤ تو خواہ
از سخنم پند گیر خواہ ملال ✤ اور مسمی کیا ہمنے اس رسالہ کو ساتھ دفع التحریفات و رفع
التلبیسات کے اور ملقب کیا ساتھ رمی الجمرات کے وہا انا اشرع فی المقصود متوکلاً علی
مفیض الخیر والجود قال المخاطب القمقام ھداہ اللہ سبل السلام

اشارہ است
بعرف آنکہ درین زمانہ
حضرات اہلسنت خود
بادی بدرشتیہای بیجا
میشوند و اگر احدی از
اہل تشیع بمقتضای آنکہ
جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا
جوابش کا شکن جاوجوئی
قوت بازو بخش مذارند
بسرانگی میلی دست بابی
مظلومانہ رجوع بعدالت
مے آرند و بہ بی انصافی
ابادی الظلم چشم
نا پوشند ۱۲ ✤

شرعی مراد نہین بلکہ مطلقاً دعاے رحمت مراد ہے ملاحظہ فرماتے اور لفظ اجمعین جو تاکید مفید استغراق ہے نہ لاتے اور منافقین امت کو قابل صلوٰۃ نہ ٹھہراتے اور اگر امواج یزید اور قاتلان امام مظلوم شہید کو کہ سب امت رسول سے معدود ہین اور او نہین کی شان مین جماعۃ من امتی لا ینالہم اللہ شفاعتی وارد ہے مورد صلوٰۃ اور مرجع تحیات ٹھہرانا حضرت مصنف پر کمال تسنن تازہ سے شاق نہو تو کوئی جاے استعجاب نہین ہے اسلیئے کہ امام غزالی نے بھی یزید کے بارہ مین لکھا ہے علے ما نقل عنہ فی حیوۃ الحیوان للدمیری تحت لفظ الفہد امّا الترحم علیہ فجائز بل مستحب بل داخل فی قولنا اللّٰہم اغفر للمؤمنین والمؤمنات فانہ کان مؤمنا یعنی رحمت بھیجنا یزید پر جائز ہے بلکہ مستحب ہے بلکہ یزید داخل ہے ہمارے اس قول مین کہ خداوندا تو مغفرت کر سب مومنین اور مومنات کی اور یہ بات محقق ہے کہ یزید مومن تھا تمام ہوا کلام امام غزالی کا حالانکہ یزید وہ پلید ہے کہ جسکے حق مین جناب علامہ لاثانی سعدالدین تفتازانی شرح عقائد نسفیہ مین ارشاد فرماتے ہین کہ الحق ان رضا یزید بقتل الحسین واستبشارہ بذلک واہانتہ اہل بیت النبی مما تواتر معناہ وان کان تفاصیلہ احادا فنحن لا نتوقف فی شانہ بل فی ایمانہ لعنۃ اللّٰہ علیہ وعلی انصارہ واعوانہ یعنے حق یہ ہے کہ یزید کا خوش ہونا امام حسینؑ کو قتل کرکے اور اس فعل پر راضی ہونا اوسکا اور اہانت کرنا اوسکا اہلبیت نبوی کی اون امور سے ہے کہ جسکی خبر متواتر معنوی ہے اگرچہ تفاصیل احاد سے معلوم ہو پس ہم نہین توقف کرتے اوسکی شان مین بلکہ اوسکے ایمان مین لعنت خدا او سپر اور اوسکے اعوان اور انصار پر انتہی لیکن قیامت بپا ہوئی ہے کہ قاتلان حضرت عثمان بن عفانؓ

اور شجاع الدین ابو لولو قاتل حضرت عمر ابن الخطاب یہ سب بھی مورد رحمت ٹھہر گئے
معلوم نہین کہ اگر حضرات مقتولین مقبولین اہل سنت زندہ ہوتے تو اس اونکے قاتلون
پر رحمت اور صلوۃ بھیجنے پر حضرت مصنف سے کسطرح پیش آتے غالبًا فرمانا امام غزالی
کا وَمِنهُم مَن یَتَعَصَّبُ لِاَبِی بَکرِ الصِّدِّیقِ وَلَو رَاٰهُ لَکَانَ اَوَّلَ عَدُوٍّ لَّهُ صادق
آجاتا اور تعجب یہ ہے کہ یہ فقرات معمولی ہین ہزارہا مصنفین درج کتب و خطب کرتے
ہین مگر یہ ترقی و اضافہ و تعمیم صلوۃ جو حضرت نے کی ہے کسینے بھی نہین کی حضرات
اہل سنت کا عجب حال ہے کہ کبھی تو صلوۃ مین ایسا مضائقہ ہوتا ہے کہ آل محمدؐ پر بھی
بھیجنے پر اعتراض ہوتا ہے چنانچہ مناظرہ بعض علمائے شیعہ کا ساتھ بعض فضلائے اہلسنت
کے کہ مدعی سیادت تھے مشہور اور بعض کتب مین بطور لطیفہ مذکور ہے کہ عالم شیعی نے
آل محمد پر صلوۃ بھیجی فاضل سنی نے فرمایا کہ کیون صلوۃ بھیجتے ہو کیا دلیل ہے واسطے
جواز صلوۃ کے غیر انبیا پر عالم شیعی نے کہا کہ دلیل آیہ کریمہ اِذَا اَصَابَتهُم مُّصِیبَةٌ
قَالُوا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیهِ رَاجِعُونَ اُولٰٓئِکَ عَلَیهِم صَلَوٰتٌ مِّن رَّبِّهِم وَرَحمَةٌ
ہے فاضل سنی نے ازراہ کمال عناد و بلالحاظ عقوق آبا و اجداد کے کہا کہ علی ابن ابیطالب
اور اونکی اولاد کو کیا مصیبت پہونچی جو مصداق اس آیہ کے ہو سکین عالم شیعی نے
ذکر مصائب اہلبیت کو نظر بشہرت ترک کرکے واسطے زیادتی تخجیل مناظر کے فرمایا کہ
اس سے زیادہ کیا مصیبت ہوگی کہ تم ایسا ناخلف فرزند اونکی اولاد مین پیدا ہوا ہے
کہ بعض منافقین کو اون پر ترجیح اور تفضیل دیتا ہے اور اپنے آبا و اجداد پر صلوات
بھیجنے کا بھی روادار نہین ہوتا ہے اہل مجلس اس لطیفہ پر ہنسے اور فاضل سنی منفعل
اور خفیف اور خجل ہوگئے اور بعض شعرائے جو حاضرین مجلس سے تھے یہ اشعار تصنیف کیے

إِذَا الْعَلَوِيُّ تَابَعَ نَاصِبِيًّا + بِمَذْهَبِهِ فَمَا هُوَ مِنْ أَبِيهِ + وَإِنَّ الْكَلْبَ خَيْرٌ
مِنْهُ طَبْعًا + فَإِنَّ الْكَلْبَ طَبْعُ أَبِيهِ فِيهِ + اور کبھی بلحاظ اسکے شیعہ ہمیشہ صلوۃ
آل محمدؐ پر بھیجتے ہین یہ امر ایسا ناگوار خاطر ہوا کہ حضرت مصنف نے اسقدر اوسکو ارزان
اور بے حقیقت کر دیا کہ قاتلان جگر گوشہاے رسول خداؐ بلکہ کشندگان مقتدایان
باعز و علا حضرت مصنف کے بہی اوسمین داخل ہوگئے اور یہ بہی لطیفہ قابل ملاحظہ ہے
کہ وہان جو صاحب مانع تصلیہ آل رسولؐ تھے وہ بہی مدعی سیادت تھے اور یہان
جو صاحب صلوۃ کو اس درجہ بے قدر اور ارزان کرتے ہین وہ بہی ادعای سیادت
رکھتے ہین الحاصل یہ عبارت فصیح و بلیغ جو مخاطب نے تحریر فرمائی مخدوش ہے بچند وجہ
اول یہ کہ آلہ کو اصحابہ پر مقدم کرنا خلاف مذاق جمہور اہل سنّت و جماعت ہے
اسلیئے کہ اونکے عقیدے مین تو بعد جناب رسول خداؐ کے کل خلائق پر من حیث الثواب
والرتبۃ تفضیل شیخین کو ہے جیسا کہ عقائد نسفی مین جو معتبر کتاب اہل سنّت کی ہے
موجود ہے افضل البشر بعد نبینا ابوبکر الصدیق ثم عمر الفاروق انتہی بلکہ ظاہر عبارت
تفضیل انبیای اولی العزم پر بہی ہے فما ظنک بغیرہم اور ہرگاہ مخاطب نے
دامن آل کا چہوڑا اور اصحاب ثلثہ کا محکم پکڑا ہے تو لازم تہا کہ لفظ آلہ کو اصحابہ
پر مقدم کرتا تا کہ زبان ساتہہ قلب و جنان کے موافق اور مطابق ہوتی یہ نہین
کہ فریب عوام کے لیئے دل مین کچہہ اور زبان پر کچہہ دوسرے لفظ اصحابہ عام
ہے شامل ہے کل صحابہ کو کسیکو استثنا نہین کیا بلکہ لفظ اجمعین سے تاکید شمول
کر کے سب کو گہیر لیا حالانکہ بعض اصحاب ایسے ہین کہ جنکے حق مین جناب رسول خداؐ
نے فرمایا ہے کہ مِنَ الْأَصْحَابِ مَنْ لَا يَرَانِي بَعْدَ مَا يُفَارِقُنِي یعنے بعض صحابہ

ایسے ہین کہ بعد اسکے کہ مجھسے مفارقت کرینگے پھر مجکو نہ دیکھین گے اور حضرت خلیفہ
ثانی حضرت ام سلمہ سے پوچھتے تھے کہ آیا مین بھی او نہین مین سے ہون جیسا کہ نہایہ
ابن اثیر مین کہ معتبر کتاب اہل سنت کی ہے موجود ہے اور بھی اصحاب مین ہین وہ
لوگ جنکا ذکر حدیث حوض مین ہے یعنے فرشتے اونکو حوض کوثر پر سے دور رکہدینگے
جیسا کہ صحیح مسلم اور صحیح بخاری اور دیگر صحاح مین ہے اور محصل بعض طرق حدیث
کا یہ ہے کہ بعض صحابہ کو ذات الشمال یعنے فرشتگان عذاب گرفتار کرلینگے پس جناب
رسول خدا اون ملائکہ سے فرماینگے کہ اصحابی اصحابی یا اُصیحابی اُصیحابی یعنے یہ اصحاب
میرے ہین پس ملائکہ عرض کرینگے کہ جس روز سے آپنے انسے مفارقت کی اوسی روز سے
یہ مظہر ارتداد ہوئے اور اولٹے پاؤن راہ کفر پر پھرے پس جناب رسول خدا اون اصحاب
کے حق مین سُحقًا سُحقًا فرماینگے یعنے رحمت خدا سے انکو دوری ہو اور یہی معنی ہین
لعنت کے بالجملہ اگر ان سب صحابہ پر حضرت مخاطب صلوات بھیجتے ہین تو اونکو اختیار ہے
اور اگر کچھہ لوگون کو مستثنے کرتے ہین تو آلہ استثنا کا المعنی فے بطن الشاعر ہو گا۔
تیسرے لفظ ازواج شامل ہے جمیع ازواج کو شیعون کو اسمین اور کچھہ جاے
کلام نہین ہے مگر اسیقدر کہ بعض انہین سے جو مصداق آیہ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُکُمَا
ہین یعنے اے عائشہ و حفصہ تم دونون کے دلون نے میلان بہ بدی کیا ہے پس کوئی
خبر مثل خبر قرآنی کے اونپر حسن حال اور حسن مآل انکے قائم کرنی چاہیے حالانکہ حسن
حال و مآل مخالف نص قرآنی وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ سے ظاہر ہے کہ خدا نے تو حکم کیا
کہ گہر سے باہر نہ نکلو اور حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ مجتہدہ تا بصرہ کہ مدینہ سے
منزلون دور ہے تشریف لیگئین اور درمیان خروج کنیز کے معرکہ آرا ہوئین اور

سکہاے دنیاکے حمایت مین حدیث تنبحا کلاب حوأب وایاک ان تکون یاحمیرا پر علی

مافی المواہب وکنز العمال لحاظ نہ فرمایا اور فریب شیاطین کہا یا محصل حدیث علی

مافی النہایہ یہ ہے کہ جناب رسول خدا فرما گئے تھے کہ ایک زن میری ازواج سے

لڑنے کو نکلی گی اور کتے حوأب کے کہ وہ ایک مقام ہے درمیان مدینہ اور بصرہ کے

اسکو دیکھکر بہونکین گے بہر اون حضرت نے خود حضرت عائشہ سے مخاطب ہوکر فرمایا

کہ ڈر اس بات سے کہ وہ تو ہی ہو اے حمیرا لیکن باین ہمہ باغواے طلحہ و زبیر قدم معرکہ

جدال و قتال مین رکہا اور نفس رسول سے جنگی شان مین حربلک صحابی مشہور و

معروف ہے لڑین یہانتک کہ تیس ہزار مسلمانون کو قتل کروا ڈالا اور بعد خرابی بصرہ

مدینہ کو پہرین اور حضرات اہل سنت اسمقام پر قابل تماشاے اہل انصاف ہین کبہی

کہتے ہین کہ یہ معرکۂ عظیم لاعن قصد و شعور سرزد ہوا کہ جسکے بانی صبیان تھے وَہٰذَا

مِمَّا یَضْحَكُ عَلَیْهِ الصِّبْیَانُ کبہی عذر خطا فی الاجتہاد بیان فرماتے ہین اگرچہ

یہ اجتہاد مخالف نصوص قرآن و حدیث ہو کہ بالاتفاق جائز نہین اور کبہی عذر توبہ

وندامت پیش لاتے ہین اور کلام اولاً اوسکے ثبوت مین ہے اور ثانیاً اوسکی مقبولیت

مین خصوصاً نظر بخون ناحق مسلمانان کہ متعلق بحقوق الناس ہے جو تہے لفظ امتہ

جو ایجاد طبعزاد مخاطب ہے اسمین جو قباحتین ہین پیشتر اس سے معروض بیان مین

آئین کہ منافقین امت اور قاتلین ذریت حضرت رسالت بلکہ قاتلین مقتدایان سنیان

مثل قاتلین حضرت عمر و عثمان سب اسمین داخل ہین کسیکو استثنا نہین کیا بلکہ لفظ اجمعین

نے سبکو گہیر لیا آب اس مقام پر بطور لطیفہ یہ گذارش ہوتا ہے کہ خود ہی حضرت مخاطب

نے بعد چند سطروان کے اشارہ طرف حدیث ستفترق امتی کے فرمایا ہے یعنے جناب

رسول خدا نے فرمایا کہ میری امت کے تہتّر فرقہ ہونگے اور جز ایک کے کلہم فی النار

ہین پس جب لفظ امتہ اجمعین ہے یہ کل فرق امت مورد صلوۃ ہوئے تو

شیعون کو شکر گذار اسکا ہونا چاہیے کہ حضرت مخاطب نے ہمکو بہی قابل صلوۃ

جانا لیکن مقام افسوس یہ ہے کہ ہم اسکے مقابلہ مین بجز اون صلوالتون کے جو

مقابل صلوۃ ہین کچہہ کہہ نہین سکتے اسلیے کہ مخالف کلہم فے النار کے ہو جاوے گا اور

ایمان بحدیث نبوی مثل مخاطب کے ہاتہہ سے جائے گا پس امید یہ ہے کہ اس بارہ

مین ہمارا عذر قبول ہووے والعذر عند کرام الناس مقبول وَقَالَ المخاطِبُ

الْفَقْامُ هَدَاهُ اللهُ سُبُلَ السَّلَامِ بعد حمد و صلوۃ کے جاننا چاہیے کہ

خدا ے عزوجل نے ہماری ہدایت کے واسطے اپنا محبوب پیغمبر بہیجا اور اپنا خاص کلام

اوسپر نازل کیا اور چراغ رہنمائی کا اوسکے ہاتہہ مین دیا اور اپنی کمال مہربانی سے

شرک اور کفر کی تاریکی سے نکال کر ہمارے دلون کو نور ایمان سے روشن کیا پس

ایمان اور اسلام ایک ایسی اوسکی نعمت ہے کہ ہم اوسکا شکر ادا نہین کر سکتے لیکن

شیطان نے بعد ایمان کے اکثر مسلمانون کو بہکایا اور اونکے دلون کو باطل عقیدون

سے پہر تاریک کر دیا اور مسلمانون مین ایسا تفرقہ ڈال دیا کہ بہتّر فرقے گمراہ ہوگئے

جنکی نسبت ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی سے خبر دی تہی پس

ہم لوگون کو فقط اسلام کے نام پر خوش ہونا اور صرف توحید اور نبوت کے اقرار

پر اپنے آپ کو ناجی سمجہنا نہ چاہیے بلکہ ہر عقیدے کی تحقیق کرنا اور ہر اعتقادی مسئلہ

کی تطبیق کتاب اللہ اور کتاب الرسول سے دینا ضرور ہے اور یہ ممکن نہین ہے کہ جو

شخص اپنے سچے اور صاف دل سے صرف اپنی نجات کی امید پر خدا کی کتاب کو دیکہے

اور تعصب اور عناد کو دخل نہ دے وہ حق اور باطل مین تمیز نہ کر سکے اور ایسے حق
کے طالب کو خدا گمراہی مین پڑا رکھے ہان جو کوئی پہلے ہی سے سچائی کا طالب نہو
اور مذہبی تعصب مین گرفتار ہو اور سوائے مجادلہ اور مکابرہ کے اوسے اور کچھہ
منظور نہ ہو اور اپنے آبائی دین اور مذہب کو تقلیداً سچ جانتا ہو اور اِنَّا وَجَدْنَا
اٰبَاءَنَا عَلٰۤی اُمَّۃٍ وَّاِنَّا عَلٰۤی اٰثَارِھِمْ مُّقْتَدُوْنَ کہتا ہو وہ بیشک اپنی گمراہی مین
پڑا رہے گا اور دل کو باطل عقیدون سے کبھی پاک و صاف نہ کر سکے گا یہ مقال
المتمسک بولایہ علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہر یہ بھی جاننا چاہیے
کہ جب خدا نے چراغ رہنمائی اپنے پیغمبر کے ہاتھہ مین دیا تو اوسوقت لوگ تین قسم پر ہوئے
ایک تو کافر محض جنکی بصر بصیرت پر عصبیت کے پردے پڑے ہوئے تھے پس اس چراغ
ہدایت سے اونکو کچھہ نفع نہ ہوا اور وہ لوگ تاریکی محض ضلالت و غوایت و جہالت مین
پڑے رہ گئے جیسے امثال ابوجہل اور ابولہب دوسرے مؤمن محض کہ جنہون نے
اقرار باللسان اور تصدیق بالجنان بلکہ عمل بالارکان بھی کیا اور ظاہر اور باطن اونکا
از سر تا پا نور ایمان اور ضیاء ایقان سے منور ہو گیا اور چونکہ یقین اعتقاد جازم
ثابت مطابق للواقع ہے پس ممکن الزوال نہوگا تیسرے وہ لوگ کہ جنکی زبان پر
کلمۂ ایمان جاری ہوا لیکن تصدیق جنانی سے عاری تھے پس ظاہر اونکا تو نور
ایمان ظاہری سے منور تھا مگر باطن اونکا ظلمت کفر و شک و ریب سے تیرہ و تار
رہا اور یہ لوگ مُذَبْذَبِیْنَ بَیْنَ ذٰلِکَ لَاۤ اِلٰی هٰۤؤُلَآءِ وَلَاۤ اِلٰی هٰۤؤُلَآءِ رہ گئے
چنانچہ ابتدائے کتاب خدا مین ان تینون قسمون کے لوگون کا ذکر ہے اور مذمت
مین اس قسم ثالث کے جو مصداق فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ کے تھے جناب باری نے

نہایت مبالغہ فرمایا ہے اور اونکی تفضیح حال کے لیئے مثالین لطیف اور نادر بیان
کی ہین چنانچہ فرمایا ہے مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ
ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَا يُبْصِرُونَ پہر فرمایا أَوْ
كَصَيِّبٍ مِنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمَاتٌ وَرَعْدٌ وَبَرْقٌ تا اینکہ فرمایا كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُمْ
مَشَوْا فِيهِ وَإِذَا أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا اللف ان تمثیلون کی تفاسیر مین مثل بیضاوی
وغیرہ کے بوجہ احسن مذکور ہین کہ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسے لوگون کا نور ایمان
ناقص ہے گو بسبب ایمان ظاہری کے فوائد ایمانی دنیوی سے متمتع ہوئے اور مال غنیمت
وزکوۃ پایا اور جان ومال اپنا بچایا مگر حقیقت مین ظلمات ضلالت اور غوایت مین گرفتار
رہے بس یہی اصحاب ایمان ناقص منافقین امت تہے کہ داخل زمرۂ اصحاب رسول اللہ تہے
جیساکہ بعد اسکے امام نووی سے شرح مسلم مین نقل ہوگا کہ اِنَّهُمْ كَانُوا مَعْدُودِينَ
فِي أَصْحَابِهِ يُجَاهِدُونَ مَعَهُ إِمَّا حَمِيَّةً أَوْ لِطَلَبِ الدُّنْيَا یعنے منافقین امت اصحاب
رسول خدا مین معدود اور محسوب تہے اور آنحضرت کے ساتہہ جہاد ونمین شریک ہوتے
تہے بالحمیت یا بطلب دنیا بس ایسے ہی لوگ مبدا اور منشا کل فسادات کے ملت اسلامیہ
مین ہوئے اور انہین لوگون کے شبہات شک وریب سے ایک فرقہ کے تہتر فرقے
ہوگئے کہ جنکی شان مین كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا وَاحِدَةً ہے جیساکہ اوائل کتاب ملل و
نحل مین کہ معتبر کتاب اہلسنت کی ہے بیان شبہات ملت اسلامیہ مین مذکور ہے
إِنَّ شُبُهَاتِهَا نَشَأَتْ كُلُّهَا مِنْ شُبُهَاتِ مُنَافِقِي زَمَنِ النَّبِيِّ إِذْ لَمْ يَرْضَوْا
بِحُكْمِهِ فِيمَا كَانَ يَأْمُرُ وَيَنْهَى یعنے کل شبہات امت اسلامیہ منافقین زمانہ رسول خدا
سے پیدا ہوئے جسوقت کہ وہ منافقین حکم جناب رسول خدا پر راضی نہوئے اور انکی

امر و نہی کو نہ مانا بعد اسکے چند مثالین ذکر کین کہ منجملہ اوسکے قصہ اوس منافق کا ہے
کہ جسنے جناب رسول خداؐ کو تقسیم غنائم مین عیاذاً باللہ بے انصافی متہم کیا اور
کمال وقاحت سے بر روے آنحضرت کے کہا کہ اعدل یا محمد فانک لم تعدل یعنے انصاف کرو
اے محمدؐ کہ تمنے تقسیم مین بے انصافی کی ہے اور اون حضرت نے کمال خلق سے جواب
مین اسیقدر فرمایا کہ وَیْحَكَ اِنْ لَمْ اَعْدِلْ فَمَنْ یَعْدِلُ یعنے وا اسے ہے تجہپر اگر مجہی سے
بے انصافی ہوگی تو پہر دنیا مین کون انصاف کرے گا صحیح مسلم و بخاری مین ہے کہ بعض
صحابہ نے اجازت چاہی کہ اوس منافق کو قتل کرین پس اون حضرت نے فرمایا دَعْهُ
لَا یَتَحَدَّثُ النَّاسُ اَنَّ مُحَمَّدًا یَقْتُلُ اَصْحَابَهٗ یعنے چہوڑ دے اسکو تا لوگ نہ کہین
کہ محمد اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہین بعد ذکر اس منافق کے صاحب ہلال فرماتے ہین کہ اگر
منافق لعین کا معترض ہونا جناب رسول خداؐ پر نہ تہا مگر اس راہ سے کہ اپنے قیاس
اور استحسان عقلی کو مقابل مین نص کے جاری کیا یعنے جسطرح شیطان نے مقابل
حکم خدا السجدہ آدم اپنی عقل کو دخل دیا اور حکم خدا اٹہانا اوسیطرح منافقین بہی
حکم رسول خداؐ پر راضی نہوتے تہے اور مقابل نصوص صریحہ اپنی عقلون کو
دخل دیتے تہے یہانتک کہ فرماتے ہین کہ فہذا ما کان فی زمانہ وہو علی شوکتہ
وقوتہ وصحتہ والمنافقون یخادعون فیظہرون الاسلام ویبطنون النفاق
یعنے پس یہ تہا حال منافقین صحابہ کا اون حضرت کے زمانے مین جس وقت مین وہ
حضرت اپنی شوکت اور قوت اور صحت بدنی پر تہے کہ یہ منافقین خدع و فریب
کرتے تہے اور اسلام کو ظاہر کرتے تہے اور نفاق کو دلون مین چہپائے
ہوئے تہے انتہی الحاصل جب حال منافقین کا آنحضرت کی حالت صحت اور

قوت مین یہ تہا کہ سرتابی اونکے احکام سے کرتے تھے تو قیاس کرنا چاہیئے کہ حالت ضعف
اور مرض مین اور بعد اون حضرت کے بدرجۂ اولے سرتابی کی ہو گی اور کیا فرق ہے
درمیان ان منافقوں کے اور اون منافقوں کے جو مانع کتابت وصیت نامہ ہوئے
اور جب اون حضرت نے کاغذ و دوات واسطے لکہنے وصیت نامہ کے طلب فرمایا تو لانے
ندیا اور نسبت ہذیان العیاذ باللہ اونکی طرف دی اور کہا کہ اس شخص پر درد نے غلبہ
کیا ہے اور کتاب خدا ہمکو کافی ہے اور اسیطرح جب اون حضرت نے فرمایا کہ جَهِّزُوا
جَیْشَ اُسَامَۃ لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا یعنے سامان کرو لشکر اسامہ کی ساتھ
جانے کا خدا لعنت کرے اوس پر جو لشکر اسامہ سے پیچہے رہجائے پس اس باب مین بہی اون
حضرت کے حکم کی تعمیل نکی اور اپنی عقل و قیاس کو مقابل نص کے جاری کیا چنانچہ صاحب
ملل نے ان مخالفتوں کا بہی ذکر بعد اسکے کیا ہے اور بسبب حسن ظن کے اپنے خلفا
سے اسکو اختلافات اجتہادی قرار دیا ہے حالانکہ یہ اجتہادات بہی مثل اجتہادات
سابقہ کے مقابل نص صریح کے تھے بہرکیف جو کچہ حضرت مخاطب اسمقام پر ارشاد فرماتے
ہین کہ مسلمان بعد ایمان کے راہ ایمانی سے منحرف ہو گئے اگر غرض یہ ہے کہ اصحاب
ایمان ناقص منحرف ہو گئے تو مسلّم ہے لیکن اونکے دل تو کبہی نور ایمان سے منور ہی
نہین ہوئے تھے بلکہ ظلمت شک و ریب سے ہمیشہ تیرہ و تار رہتے تھے ہان زمانۂ اول و آخر
مین اسقدر فرق ہوا کہ حالت قوت اور شوکت و صحت جناب رسول خدا مین مجال سرتابی
کم تہی اور بعد اون حضرت کے بالکل خلیع العذار اور گسستہ مہار ہو گئے اور بے خوف
و خطر مطابق اپنی خواہشات نفسانی کے کاربند ہوئے **قولہ** لیکن شیطان
نے بعد ایمان کے اکثر مسلمانون کو بہکایا **اقول** ہم آپکی بہت تعریف کرتے ہین

کہ یہ بات آپ نے خوب تحریر فرمائی ہے یہ فرمانا خیال مین رہے انشاء اللہ آگے
کام آوے گا ہم بھی کہتے ہین کہ بہت لوگ ایمان لائے اور بعد اغوائے شیطان منحرف
ہوگئے اور انجام منجر بارتداد ہوا اور ظاہر ہے کہ شیطان کا بہکانا مخصوص ساتھ
کسی وقت کے نہین ہے بلکہ از عہد آدم تا این دم جاری ہے جیسا کہ سابق مین
لوگ راہ ایمان سے بہکے ویسا ہی آپ بھی راہ حق چھوڑ کر راہ باطل اختیار کرتے
ہین قولہ اور صرف توحید اور نبوت کے اقرار پر اقول صفحہ ۹ کے آخر مین
آپ اپنی کتاب کے لکھتے ہین کہ جب پیغمبر صاحب نے نبوت کا دعوا کیا اور اسلام کی
دعوت فرمائی اوسوقت خدا کی توحید اور اپنی نبوت کی تصدیق ایمان کی علامت
رکھی انتہی موضع الحاجہ پس جب ایمان کی علامت صرف اقرار شہادتین ٹھہرا تو اس مقام
پر یہ لکھنا کہ صرف توحید اور نبوت کے اقرار پر اپنے آپکو ناجی نہ سمجھنا چاہیے اسکے کیا
معنے ہین سے این تناقض ورکلم کے روا است قولہ کتاب اللہ اور کتاب الرسول
اقول کتاب اللہ تو ہم سمجھے مگر کتاب الرسول کے کیا معنے ہین اگر مراد وہی کتاب اللہ
ہے تو تکرار بیکار ہے اور اگر مراد اہلسنت کے صحاح ہین تو شیعون کے نزدیک
اسقام ہین اور اگر مراد وہ کتاب ہے کہ جسکے لکھنے سے حضرت عمر مانع ہوئے تو وہ لکھی
ہی نہین گئی اوسکو کوئی کیا دیکھے چنانچہ صحیحین مین بتفاوت الفاظ موجود ہے کہ
اون حضرت نے فرمایا اِئْتُوْنِیْ بِدَوَاتٍ وَقِرْطَاسٍ اَکْتُبُ لَکُمْ کِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا
بَعْدِیْ اَبَدًا یعنے اون حضرت نے وقت وفات فرمایا لاؤ میرے پاس دوات و کاغذ کہ
لکھون مین واسطے تمہارے ایک کتاب کہ نہ گمراہ ہو بعد میرے کبھی پس حضرت عمر نے اِنَّ
الرَّجُلَ لَیَھْجُرُ فرمایا اور حَسْبُنَا کِتَابُ اللّٰہِ یعنے اس شخص کو معاذ اللہ ہذیان ہے ہمکو کتاب اللہ

کافی ہے آرے اگر کتاب اللہ کو مقارن باقوال عترت طاہرہ کرتے تو البتہ حدیث متفق
علیہ اِنّی تَارِکٌ فِیکُمُ الثَّقَلَین کِتَابُ اللهِ وَعِترَتِی کے مطابق ہوتا یعنے اون حضرت
نے فرمایا کہ مین تم مین دو چیزین بزرگ چھوڑے جاتا ہون ایک کتاب خدا اور دوسرے
اہلبیت میرے مَا اِن تَمَسَّکتُم بِہِمَا لَن تَضِلُّوا بَعدِی کہ اگر ان دونون کے ساتھ تم
متمسک ہوگے تو بعد میرے گمراہ نہوگے فَاِنَّہُمَا لَن یَفتَرِقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الحَوضَ
پس تحقیق کہ یہ دونون آپس سے جدا نہونگے یہانتک کہ میرے پاس حوض کوثر پر آئین لیکن
جب خود حضرت عمر نے حَسبُنَا کِتَابُ اللهِ فرمایا اور عترت سے ہاتھ اوٹھایا تو اتباع
اونکے کتاب العترت پر کب نظر کرینگے قولہ سچے اور صاف دل سے اقول تعجب ہے
کہ سچائی اور صاف دلی کو آپ واسطے احقاق حق کے ضروری سمجھتے ہین اور پھر خود اوسکے
مطلقاً کاربند نہوئے اور تحریفات اور تلبیسات اور خیانت فی نقل العبارات عمل مین لائے
جیسا کہ آیندہ واضح ہوگا علاوہ اسکے محض سچائی اور صاف دلی کافی نہین ہے بلکہ لیاقت
فہم مقاصد عبارات قرآنی اور خطابات یزدانی بھی ضرور ہے جو بمراحل آپ سے
دور ہے اور اگر محض تبدیل مذہب پر مدار ہے تو ہزارون سنی بھی شیعہ ہو جاتے
ہین بلکہ بہت مسلمان کرسٹان بھی ہو جاتے ہین خدا نکرے کہ آپ بھی اونہین سے
ہون قولہ تمیز نہ کر سکے اقول لاریب تمیز مین الحق و باطل ہر ذی عقل
کو لازم ہے ورنہ حجت خدا اتمام نہو اور لِلّٰہِ الحُجَّۃُ البَالِغَۃُ غلط ہو جاوے
مگر جَحَدُوا بِہَا وَاستَیقَنَتہَا اَنفُسُہُم کا کیا علاج ہے قولہ آبائی دین و
مذہب کو تقلیداً سچ جانتا ہو اقول الحمد للہ کہ فرقۂ حقہ شیعہ اپنے مذہب کو تقلیداً
سچ نہین جانتا بلکہ تحقیقاً سچ جانتا ہے اسلئے کہ اول مسئلہ انکے کتب کلامیہ کا یہی ہے

کہ تقلید مسائل اصول دینیہ مین جائز نہین ہے اور بالاتفاق اسمین تقلید باطل
ہے پس ایسے فرقہ کے سامنے ذکر اِنَّا وَجَدْنَا اٰبَاءَنَا کا محض لغو اور بیکار ہے برخلاف
اون لوگون کے جنہون نے تقلید علما کی فے الاصول جائز رکہی ہے اونکے سامنے اِنَّا
اطعنا سادتنا وکبراءنا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِیْلَ پڑہنا چاہیے اور اگر حضرت مخاطب
کو معلوم نہو کہ تقلید فی الاصول کسنے جائز رکہی ہے تو ہم سے سنین کہ وہ ائمہ اہلسنت
اور سلف صالح اونکے ہین جنہون نے فرمایا ہے کہ اَلنَّظَرُ فِیْهَا مَظِنَّةُ الْوُقُوْعِ
فِی الشُّبْهَةِ وَالضَّلَالِ لِاخْتِلَافِ الْاَنْظَارِ بِخِلَافِ التَّقْلِیْدِ فَاِنَّهٗ طَرِیْقٌ اٰمِنٌ
فَوَجَبَ اِحْتِیَاطًا وَلِوُجُوْبِ الْاِحْتِرَازِ عَنْ مَظِنَّةِ الضَّلَالِ اِجْمَاعًا یعنے اصول
عقائد مین فکر و غور کرنے سے احتمال ہے کہ آدمی ضلالت اور شبہ مین پڑجائے اسلیے
کہ نظرین مختلف رہتی ہین برخلاف تقلید کے کہ وہ ایک امان کا طریقہ ہے واضح رہے
کہ یہ استدلال ان بزرگوارون کا بعینہ وبعبارتہ شرح مختصر الاصول علامہ تفتازانی
مین مذکور ہے اور اوسی سے ہمنے نقل کیا ہے اور ائمہ اربعہ اہلسنت کی طرف یہی مذہب
منسوب ہے اور اکابر محدثین اور ائمہ متقدمین سے بہی یہی الفاظ ماثور ہین بخوف
تطویل نقل اونکی عبارتون کی نہین کی گئی تفصیل اسکی ملاحظہ کتاب قواعد العقائد
احیاء العلوم امام غزالی سے معلوم ہوسکتی ہے بلکہ خود امام غزالی بہی اسیطرف
مائل ہین چنانچہ احیاء العلوم مین فرماتے ہین کہ اِعْتِقَادُ الْعَامِّیِّ فِی الثَّبَاتِ کَالطَّوْدِ
الشَّامِخِ لَا تُحَرِّکُهُ الدَّوَاهِیْ وَالصَّوَاعِقُ وَعَقِیْدَةُ الْمُتَکَلِّمِ الْحَارِسِ اِعْتِقَادَهٗ
بِتَقْسِیْمَاتِ الْجَدَلِ کَخَیْطٍ مُرْسَلٍ فِی الْهَوَاءِ یُصَفِّقُهُ الرِّیَاحُ مَرَّةً هٰکَذَا وَمَرَّةً
هٰکَذَا اِلَّا مَنْ سَمِعَ مِنْهُمْ فَتَلَقَّفَهٗ تَقْلِیْدًا کَمَا یَتَلَقَّفُ نَفْسَ الْاِعْتِقَادِ یعنے

امی جاہل کا اعتقاد نجات مین ایسا ہے جیسا کہ ایک پہاڑ کہ جسکو کوئی ہٹا نہین سکتا
اور متکلم کا اعتقاد جیسے ہوا مین ایک ڈورا لٹک رہا ہے کہ ہوا سے اوڑ کر ادھر اودھر
ہو جاتا ہے مگر یہ کہ متکلم دلیل کو تقلید سے اعتقاد کرے جیسا کہ اصل مسئلہ کو عامی نے تقلید
سے اعتقاد کر لیا ہے انتہی خلاصہ کلام الغزالی قال المخاطب المقام ھداہ
اللہ سبل السلام بعد اس تمہید کے بندہ گنہگار مہدی علی ابن سید ضامن علی
غفر اللہ ذنوبہ اپنے بہائیون کی خدمت مین التماس کرتا ہے کہ منجملہ مذاہب مختلفہ مسلمانون
کے دو مذہب زیادہ جاری ہین ایک اہل سنت و جماعت دوسرا امامیہ دونون اپنے
مذہب کو حق اور دوسرے کے مذہب کو باطل کہتے ہین اور اپنے آپکو ناجی اور دوسرے کو
ناری سمجھتے ہین ہزارون کتابین تالیف ہو گئین اور صدہا رسالے تحریر ہوئے مگر
یہ جہگڑا ابتک طے نہوا جسکا جو عقیدہ تہا وہ اوسپر قائم رہا بہت کم ایسے ہین جنہون نے
حق پر نظر کر کے اپنے آبائی دین کو چہوڑا ہو اور دوسرے مذہب کو صرف اپنی نجات
کے لیئے اختیار کیا ہو لیکن مین اپنے خدائی عزوجل کا ہزار ہزار شکر کرتا ہون کہ مین
ان چند آدمیون مین سے ہون جنہون نے اپنی نجات کی امید پر دونون مذہب کے
اصول پر انصاف سے غور کیا اور مذہب اہل سنت کو مطابق کلام الٰہی کے پاکر
اور مذہب امامیہ کو اوسکے مخالف دیکھکر اپنے آبائی دین کے چہوڑنے مین اور تمام کنبہ
قبیلے سے جدا ہونے مین کچھ کسیکا لحاظ و خیال نہین کیا اور امامیہ مذہب کو جو لفحوای برعکس
نہند نام زنگی کافور کے مخالف عقائد ائمہ کرام علیہم السلام کے ہے چہوڑ کر سچا مذہب
اہلسنت و جماعت کا اختیار کیا چونکہ میرے عزیز و قریب اور بہائی بہتیجے اکثر اپنے
قدیم مذہب پر ہین اور مجہے گمراہ جانتے ہین اسلیئے مین اون پر اون دلائل عقلی کو ظاہر

کرتا ہون جنہون نے میرے دلکو اونکے مذہب سے متنفر کیا اور اون شواہد نقلی کو
بیان کرتا ہون جنکے سبب سے مینے مذہب اہل سنت وجماعت کو اچھا جانکر اختیار کیا
اسیواسطے مین یہ رسالہ اہل سنت وجماعت کے مذہب کی خوبیون مین لکھتا ہون خدا
کرے کہ میرے اور بھائی اسکو نظر انصاف سے دیکھکر باطل عقیدون کو چھوڑین اللّٰہم
آمین **یقول المتمسک بولایۃ علی ابن ابیطالب علیہ السلام**
معلوم ہوا کہ غرض اس تمہید سے جو آپنے کی ہے بیان وجہ تبدیل مذہب بمذہب سے ہے
اور صاف صاف اقرار اور اعتراف ہے اس بات کا کہ پیش ازین آپ دین آبائی پر تقلیداً
تھے اور ہمنے ابھی ذکر کیا کہ متفق علیہ فرقہ حقہ شیعہ اور ضروریات مذہب انکے سے
ہے کہ تقلیداً اختیار کرنا کسی دین کا جائز نہین ہے پس جو آپنے تقلیداً دین آبائی
کو اختیار کیا تھا یہ خلاف عقیدۂ کل فرقہ شیعہ تھا اور جو شخص کہ اوپر خلاف عقیدۂ کل
فرقہ شیعہ کے ہو اوسکو شیعہ نہین نہین داخل سمجھہ سکتے پس آپ پر تبدیل مذہب بمذہب
صادق نہین آسکتا ہان اگر یہ فرمائیے کہ تبدیل لامذہبیتہ بمذہب باطل عند الشیعہ عمل
مین آیا ہے تو اسکو ہم مان سکتے ہین **فقط** اپنے بھائیون کی خدمت مین **اقول**
لَا اُخُوَّۃَ بَیْنَ الْکَافِرِ وَ الْمُؤْمِنِ فقط مگر یہ جھگڑا ابتک طے نہ ہوا **اقول** اب
شاید مخاطب خوش فہم کے طے کرنے سے طے ہو جائے گا حضرت سلامت آپ فقط برائے
نام مہدی ہین سو برعکس نہند نام زنگی کافور * جو اس جھگڑے کو طے کرینگے وہ دوسرے
ہی مہدی موعود ہین عجل اللّٰہ ظہورہ آپنے ناحق کی مشقت اوٹھائی اور اپنے
سر پر ایک جہان کی خاک اوڑائی ہے **فقط** دونون مذہب کے اصول پر انصاف
سے غور کیا **اقول** آپ اپنے تئین منصف سمجھتے ہین اور اپنے منہ سے میان مٹھو

بنتے ہین دوسرا اسکو کب ماننے کا حضرت والا اگر در حقیقت آپ منصف ہوتے تو راہ
خدع و فریب پر نچلتے اور نقل اقوال مین خیانتین نکرتے اور ناقلین اقوال کو
مصدق نٹھہراتے جیسا کہ عنقریب ظاہر ہوگا پس اس سے صاف ثابت ہے کہ آپکو جز
حق پوشی اور کچھ منظور نظر وقت اثر نہین ہے خدا اسکی جزائے خیر آپکو دے فقط
مذہب امامیہ اسکے مخالف دیکھکر افغول یہ آپکا پندار ہے دوسرون پر حجت نہین
ہو سکتا ہے خصوصًا جبکہ آپکے علم و کمال اور فہم و عقل کا حال ظاہر ہو گیا کہ آپکو فہم
کلام علمائے فریقین کی لیاقت حاصل کرنے کے لیئے ابھی ایک زمانۂ دراز چاہیئے چہ جائے
اینکہ آپ اونکے کلام مین ترجیح اور نقص و ابرام فرماوین اور اگر محض اپنی ہی سمجھ کی
راہ سے کوئی مذہب حق و باطل ٹھہر جاوے تو شیعہ بھی مذہب اہل سنّت کو از اول
تا آخر مخالف کلام الٰہی جانتے ہین بلکہ سورۂ حمد سے خلافت حضرت خلیفۂ اول کو باطل
کرنا شروع کرتے ہین اور غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ کو ساتھ غَضِبَتْ فَاطِمَةُ وَلَمْ
تَتَكَلَّمْ حَتّٰى مَاتَتْ اور ساتھ اَلْفَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِنِّي مَنْ اَغْضَبَهَا فَقَدْ اَغْضَبَنِي وَمَنْ
اَغْضَبَنِي فَقَدْ اَغْضَبَ اللّٰهَ کے کما فی البخاری وغیرہ ملا کر وہ نتیجہ نکالتے ہین کہ
جس سے بطلان خلافت ایک طرف بطلان ایمان ہی ہوا جاتا ہے اور بعد اسکے
رکوع اول سے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ
بِمُؤْمِنِيْنَ يُخَادِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ
وَمَا يَشْعُرُوْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ
الآیات لیکر تا من الجنۃ و الناس جتنی آیات منافقین کی شان مین ہین اونکا راس
و رئیس حضرات ثلثہ کو ثابت کرتے ہین اور جتنی آیات مومنین کی شان مین ہین سبکا ر

روایت کو قابل احتجاج نہین جانا بلکہ اوستاد بخاری نے کہا کہ مین اپنے دل
مین اونکی طرف سے کھٹکا پاتا ہون اور مالک نے بہی اونسے روایت نہین کی جبتک
کہ کسی دوسرے کو اونکے ساتہہ نہ منضم کرلیا یعنے فقط اونکی روایت کو قابل اعتبار
نہ سمجہا اور امام رضا علیہ السلام کے ترجمہ مین یہ عبارت لکہی ہے قال ابوطاہر
یاتی عن ابیہ العجائب یعنے ابوطاہر نے کہا ہے کہ وہ اپنے باپ سے عجیب عجیب
باتین نقل کرتے ہین اور پہر لکہا ہے کہ قال ابوالحسن الدارقطنی اخبرنی ابن حبان
فی کتابہ فقال ان علی بن موسی الرضا یروی عن ابیہ عجائب یہم ویخطی یعنے
کہا ابوالحسن دارقطنی نے کہ ابن حبان نے مجہے خبر دی کہ علی بن موسی الرضا اپنے
والد سے عجائب نقل کرتے ستے اور وہم کیا کرتے تہے اور خطا کیا کرتے تہے۔
انتہی اور مراد عجائب سے وہ باتین ہوتی ہین جو محل تعجب ہون اور قابل اعتبار
نہون اور وہم وخطا کی نسبت تو بتصریح صریح ایسے امام عالی مقام کی نسبت
موجود ہے اور ابن الجوزی اور سیوطی نے اپنے تصانیف مین جو موضوعات
حدیث مین ہین اور علی بن محمد عراق مدنی نے کتاب تنزیہ الشریعہ مین اور شیخ
رحمۃ اللہ سندی نے مختصر تنزیہ الشریعہ مین امام حسن عسکری علیہ السلام کی نسبت
لکہا ہے کہ لیس بشی یعنے العیاذ باللہ وہ کچہہ نہین ہین اور عقیلی نے کہ علمای
اعلام اہل سنت سے ہے امام موسی کاظم علیہ السلام کو کتاب الضعفا مین ضعفای
رواۃ مین داخل کیا ہے اور اون حضرت کے حق مین فرمایا ہے کہ حدیثہ غیر
محفوظ براے خدا جاے انصاف ہے کہ آیا متابعت امامون کی کرنے والے
وہ لوگ ہین جو اماموں سے کہٹکتے ہین اور اونکو متہم اور ضعیف جانتے ہین

اور لیس پشتے اونکے حق مین کہتے ہین اور اونسے روایت کرنا جائز نہین جانتے
بلکہ خوارج اور نواصب کی روایات کو تالی کتاب خدا جانتے ہین یا وہ لوگ کہ جنکی کل
بضاعت دین اور ایمان روایات ائمہ علیہم السلام ہین اب یہان حضرت مصنف
رسالہ اور اونکے ہم مذہبون کو مناسب ہے کہ فائدہ ملقبہ بسعادۃ الدارین فے
شرح حدیث الثقلین مین کہ جزو تحفہ اثنا عشریہ کا ہے اور مابین باب پنجم و ششم
تحفہ کے واقع ہے اس عبارت شاہ عبد العزیز صاحب کو جو مقتدا اکل حضرات اہلسنت
کے ہین ملاحظہ فرماوین جسکو اضعف العباد یہان بالفاظہا نقل کرتا ہے اور یہہ
دیکھین کہ خود بگواہی شاہ صاحب حق کس فرقہ کی جانب ہے شیعہ کی یا سنی کی اور
عبارت مشار الیہا یہ ہے باید دانست کہ باتفاق شیعہ و سنی این حدیث ثابت
است کہ پیغمبر فرمود انی تَارِكٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ مَا اِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا لَنْ تَضِلُّوا
بَعْدِي كِتَابُ اللهِ وَعِتْرَتِي اَهْلِبَيْتِي پس معلوم شد کہ در مقدمات دینی و احکام
شرعی مارا پیغمبر حوالہ این دو چیز عظیم القدر فرمودہ است پس مذہبے کہ مخالف این
دو باشد در امور شرعیہ عقیدۃً و عملاً باطل و نامعتبر است و ہر کہ انکار این دو
بزرگ نماید گمراہ و خارج از دین باشد انتہی اب مضمون کو دیکھنا چاہیے کہ باعتراف
شاہ عبد العزیز صاحب کے حضرت اہل سنت جو ائمہ کرام علیہم السلام کی شان مین
ایسے الفاظ لکھتے ہین گمراہ خارج از دین ہوئے یا امامیہ اثنا عشریہ جو اصولاً و
فروعاً قرآن اور احادیث ائمہ کو کہ مفسرین قرآن اور حاملین علوم قرآن ہین
اپنا ملجا اور ماوا جانکر کل اصول و فروع اونہین سے اخذ کرتے ہین علاوہ اسکے
خود علمائے اعلام اہل سنت اقرار کرتے ہین کہ طریقہ ائمہ اہلبیت غیر طریقہ ائمہ اہلسنت

وجماعت ہے چنانچہ شارح منہاج لکھتا ہے کہ انکار قیاس مسائل دینیہ مین مذہب
اہلبیت ہے جیسا کہ عمل اوپر قیاس کے مذہب ابوحنیفہ اور شافعی وغیرہ کا ہے
ملا جامی نفحات مین ہمدانی سے ناقل ہے کہ مذہب امام جعفر صادقؑ حرمت خرگوش
ہے ثعلبی ناقل ہے کہ مذہب علی عدم جواز المسح علے الخفین ہے وفی شرح التحریر
عن الآمدی مذہب علی جواز بیع امہات الاولاد ولم یزل علیہ الشیعۃ قلائد تقتا ابی
شرح مختصر الاصول عضدی مین فرماتے ہین کہ اصحاب نے اختلاف کیا ہے جواز
بیع امہات الاولاد مین اور مذہب علی جواز بیع ہے چنانچہ یہی مذہب شیعون
کا ہے اور شیعہ اون حضرت کے مذہب کو بہتر جانتے ہین آب ہم حضرات اہلسنت سے
پوچھتے ہین کہ قیاس پر عمل کرنا تم جائز جانتے ہو کہ ہم خرگوش تم کھاتے ہو کہ ہم
مسح علے الخفین تم جائز جانتے ہو کہ ہم جواز بیع امہات الاولاد کے تم منکر ہو کہ ہم
کہو کہ تمنے مذہب اہلبیت چھوڑا ہے ملا جلال دوانی شرح عقائد عضدیہ مین فرماتے
ہین کہ فرقۂ ناجیہ تہتر مین سے طائفہ اشعریہ ہے اسلیے کہ عمل انکا اوپر اون احادیث
صحیحہ کے ہے کہ جناب رسول خداؐ اور اونکے اصحاب سے منقول ہین اور ظواہر احادیث
سے تجاوز اور اپنی عقول پر اعتماد نہین کرتے مثل معتزلہ کے اور نہ احادیث غیر
اصحاب پر عمل کرتے ہین مثل شیعون کے کہ متابعت کرتے ہین اونکی جو اپنے
اماموں سے روایت کرتے ہین بسبب اسکے کہ معتقد اونکی عصمت کے ہین مولوی عبد العلی صاحب
شرح مسلم الثبوت مین فرماتے ہین کہ اجماع اہلبیت حجت نہین ہے خلافاً للشیعۃ
بلکہ اہلبیت جائز الخطا ہین قد یصیبون وقد یخطئون ویجوز علیہم الزلۃ و
ھی وقوعہم فی الذنب من غیر تعمد کما وقع من سیدۃ النساء من ھجرانہا

خلیفه رسول الله حِیْنَ مَنعھا فدک انتہی موضع الحاجه یہ ہے اعتقاد اہلسنت
کا دربارۂ ائمہ اہلبیت کہ رتبہ اماموں کا کہین کم رتبۂ اصحاب سے سمجھتے ہین اور اصحاب
کے قول کو قابل اعتبار جانتے ہین اور قول اماموں کا محل اعتماد نہین تصور کرتے
اور شیعون پر طاعن ہین کہ قول پر اماموں کے عمل کرتے ہین اور اونکو معصوم سمجھتے
ہین اسی سبب سے خطبۂ کتاب مین معروض ہوا کہ لفظ اصحابہ کو آلہ پر بمذاق اہلسنت
مقدم کرنا ضرور ہے آپ فرمائیے کہ متمسک باہلبیت شیعہ ہین جو باعتراف تمہارے
علمائے کے اقوال ائمہ پر عمل کرتے ہین اور اہلبیتؑ کو بنص آیۂ تطہیر معصوم جانتے
ہین اور اونکے اجماع کو حجت سمجھتے ہین بلکہ ایک کے قول کا انکار بہی کفر جانتے ہین
یا متمسک باہلبیت وہ لوگ ہین جو اونکو خاطی سمجھتے ہین اور اونکا قول قابل اعتبار
نہین جانتے اور صدور ذنب اور معصیت داونمن غیر تعمد اونسے جائز بلکہ واقع سمجھتے
ہین اور جناب بتول بضعۂ رسولؐ کو معاذ اللہ دعواے فدک مین کاذب اور گناہگار
کہتے ہین کبرت کلمۃ تخرج مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ یَّقُوْلُوْنَ اِلَّا کَذِبًا ردّ اس خرافات
کا کتاب سیف ماسح اور طعن الرّماح مین بخوبی کیا گیا ہے اس مقام پر ہمکو فقط اسقدر
بیان کرنا منظور ہے کہ باعتراف علماے سنیہ امامیہ اپنے اماموں کے مذہب پر
ہین شرح مواقف مین شریف جرجانی فرماتے ہین کانت الامامیہ اوّلًا علیٰ
مذهب ائمتهم حتّٰی تمادی الزّمان فَاخْتَلَفُوْا اور شہرستانی بہی کتاب
ملل ونحل مین ضمن ذکر امامیہ لکہتے ہین کانوا فی الاصول علیٰ مذهب ائمتهم
فی الاصول ثمّ اختلفت الروایات عن ائمتهم وتمادی الزّمان اختار
کلّ فرقۃ طریقۃ خلاصہ کلام یہ ہے کہ امامیہ ابتدا مین تو اپنے اماموں کے مذہب

عداسکے زمانہ زیادہ گزرا پس بسبب اختلاف روایات کے متفرق اور مختلف
ہوئے اس سے صاف ثابت ہے کہ شیعہ مذہب ائمہ اثناعشر پر تھے و
فی الابتدا لیکن اہلسنت پس کبھی مذہب ائمہ پر نہ تھے ورنہ ذکر خصوصیت
ئمہ با مامیہ محض لغو ہوتا ابن اثیر کہ علماے اعلام اہلسنت سے ہے
تاب جامع الاصول مین جسمین احادیث صحاح ستہ جمع کی گئی ہین ذیل
دیث اِنَّ اللّٰہَ سَیَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ مِائَۃِ
سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا یعنی خداوند تعالی ہر سیکڑے کے سر
یک مجدد دین پیدا کرتا ہے فرماتے ہین کہ ضرور نہین ہے کہ مجدد دین
یک ہی شخص ہو وَنَحْنُ نَذْکُرُ الْاٰنَ الْمَذَاھِبَ الْمَشْھُوْرَۃَ فِی
الْاِسْلَامِ الَّتِیْ عَلَیْھَا مَدَارُ الْمُسْلِمِیْنَ فِیْ اَقْطَارِ الْاَرْضِ وَھِیَ
مَذْھَبُ الشَّافِعِیِّ وَاَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَمَالِکٍ وَابْنِ حَنْبَلٍ وَمَذْھَبُ الْاِمَامِیَّۃِ
نی اب ہم ذکر کرتے ہین مذاہب مشہورہ فی الاسلام کا جسپر مدار مسلمین
ہے اطراف روی زمین مین اور وہ چارون مذہب اہلسنت کے ہین
ور پانچوان مذہب امامیہ کا بعد اسکے مجدد دین ہر مذہب کا ذکر نام بنام
روع کیا ہے یہانتک کہ کہا ہے کہ مائۃ ثانیہ مین مجدد مذہب امامیہ
ی بن موسی الرضاؑ ہین اور مائۃ ثلثہ مین محمد بن یعقوب کلینی اور مائۃ
بعہ مین سید مرتضی علم الہدی تھے اور بدیہیات جلیہ سے ہے کہ کل
بیت کا ایک مذہب تھا پس جس مذہب کے مروج اور مجدد علی بن
سی الرضاؑ تھے وہ ہی مذہب کل اماموں کا تھا پس باعتراف علماے

اہلسنت ثابت ہوگیا کہ مذہب امامیہ وہی مذہب کل اماموںکا ہے نہ
اہل سنت معاویہ کا اور جس بات کے خود علماء متقدمین و متاخرین اہلسنت
معترف ہیں تعجب ہے جہلاسے اس زمانیکے کہ کیونکر انکار کرتے ہیں اور
کہتے ہیں کہ مذہب امامیہ برخلاف اماموںکے ہے بالجملہ اگر کل شواہد
دلائل لکھے جائیں تو ایک کتاب ضخیم ہو لہذا مشتے نمونہ از خروارے
حیز تحریر میں آیا ہے **قولہ** برعکس نہند نام زنگی کافور؛ **اقول**
واقع میں مصداق اس مصرعہ کے اہلسنت معاویہ ہیں جنہوں نے
عرف و خلاف تصریحات اہل لغت مثل مجد الدین فیروزآبادی وغیرہ اپنا
نام شیعہ رکھا ہے شروع تحفۂ اثنا عشریہ سے آپکو اسکا پتا ملجائیگا
کہ اوس مرد عزیز نے اپنا نام شیعۂ اولی رکھا ہے پس اگر اول سے
خلیفۂ اول حضرت ابی بکر ہیں تو شیعۂ ابی بکر نام رکھنا مناسب تھا
حدیث میں شِیْعَۃُ عَلِیٍّ هُمُ الْفَائِزُوْن ہوا اور اگر مراد شیعہ
علیؑ ہے تو وہی ع برعکس نہند نام زنگی کافور ؛ ہے **قولہ**
سنی مجھے گمراہ جانتے ہیں **اقول** حقیقت یہہ ہے کہ آپ ہمیشہ سے
ایسے ہی تھے کبھی شیعہ تھے کبھی سنی اب کرستان ہونے لگے دیکھیے
کہ کیا رنگ بدلتے ہیں **قولہ** دلائل عقلی کو ظاہر کرتا ہوں **اقول**
دلائل عقلی و نقلی آپ نے کے سبب بنی اوپر خلل دماغ کے ہیں نکلے
عنقریب انشاءاللہ **قولہ** اہل سنت کے مذہب کی خوبیوں میں ایمان
میں بھی یہہ رسالہ فرقۂ حقۂ اثنا عشریہ کے مذہب کی خوبیوں میں لکھا گیا ہے

خدا کرے کہ آپ کے سنی بھائی اسکو نظر انصاف سے دیکھین اور اپنے
باطل عقیدونکو چھوڑ دین اللھم آمین ثم آمین قال المخاطب
لهذا المقام هدانا الله سبل السلام تمہید یہ سب پر ظاہر ہے
کہ دونو مذہب کا اصل اختلافی مسئلہ معاملہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالی
کا ہی کہ اہلسنت اونکو اچھا جانتے ہین اور شیعہ اونکو برا کہتے ہین بلکہ
جسطرح اہل سنت اونکو تمام امت سے مرتبہ مین اعلی اور افضل اور ایمان
اور اسلام مین سب سے بہتر اور کامل جانتے ہین اوسیطرح یہ شیعہ
اونکو سب سے زیادہ تر برا اور خراب حتی کہ کافر اور مرتد کہتے ہین پس
درحقیقت یہی مسئلہ ایسا ہے جسپر دونو مذہب کی حقیت اور بطلان کا
مدار ہے یعنی اگر موافق اصول مذہب اہلسنت کے صحابہ کا ایمان اور اسلام
مین کامل ہونا اور مرتے دم تک اونکا اوسپر ثابت قدم رہنا ثابت ہو تو
بلاشبہہ سنیونکا مذہب حق اور شیعونکا مذہب باطل اور اگر برخلاف اسکے
اونکا کافر اور مرتد ہونا و نعوذ باللہ من ذلک معلوم ہوا تو شیعونکا مذہب
سچا اور سنیونکا مذہب جھوٹھا ہے اسواسطے ہم اول صحابہ کے فضائل
بیان کرتے ہین پھر خلافت راشدہ کو ثابت کرینگے پھر جواب مطاعن کا جو
صحابہ کی نسبت امامیہ کرتے ہین دینگے یقول المتمسک بولایۃ
علی ابن ابیطالب علیہ السلام اصل اختلافی مسئلہ ماخذ دین و
ایمان ہے بعد جناب رسول خدا صلعم کے امامیہ کل اصول و فروع کو ماخوذ
کرتے ہین اہلبیت طاہرین ع سے کہ بموجب حدیث متفق علیہ مثل اہلبیتی

کسفینۃ نوح علیہ السلام سفینۂ نجات ہین اور بموجب حدیث متفق علیہ
انّی تارک فیکم الثّقلین کتاب اللہ و عترتی اونکا حکم ہرگز
حکم کتاب خدا سے جدا نہین ہوتا اور سابقاً شاہ عبدالعزیز صاحب کی
عبارت نقل ہوئی ہے کہ فرماتے ہین کہ در مقدمات دینی و احکام شرعی
مارا پیغمبر صلعم حوالہ باین دو چیز عظیم القدر فرمودہ است پس مذہبی کہ مخالف
این دو باشد در امور شرعیہ عقیدۃً و عملاً باطل و نامعتبر است پس شیعونکا عمل
قولاً و فعلاً اسی بات پر رہا جسکو چار و ناچار شاہ صاحب کو بھی زبانی
لسانا قبول کرنا پڑا ہے اور شیعون نے انہین کا دامن تھاما اور از توحید
تا معاد اور از طہارت تا دیات انہین کے قول و فعل پر عمل کیا اور انہین
کے احادیث کو اپنا دین و ایمان جانا اور اہلسنت نے صحابہ اور تابعین
اور تبع تابعین کو ماخذ اپنے مسائل دین و ایمان کا ٹھہرایا اگرچہ بعض انمین سے
ناصبین عداوت اہلبیت طاہرین اور قاتلین ذریت سید المرسلین صلعم اور
مارقین اور قاسطین اور ناکثین سے ہون جیسا کہ ملاحظۂ رواۃ صحاح
اور غیر صحاح اہلسنت سے ظاہر ہے ہرچند جہال زبانی مدعی تمسک
باہلبیت بھی ہوتے ہین مگر علماے اعلام اونکے فخر کرتے ہین کہ
فقط منقولات صحابہ پر عامل ہین نہ مثل شیعونکے منقولات ائمہ پر
ہین جیسا کہ ابھی اقوال ملا سعد تفتازانی اور سید شریف جرجانی اور
جلال الدین دوانی اور حکیم شہرستانی وغیرہ سے بخوبی ظاہر کیا گیا
ان دونون دینون کے اختلاف پر نظر کرنا چاہیے کہ اصول مین از توحید

معاد

معاد اختلاف کثیر ہے اور اسیطرح فروع مین از طہارت تا دیات اختلاف
کثیر ہے پس آپ سے جو اصل اختلافی مسئلہ فقط معاملہ صحابہ ٹھہرایا ہے
بیوجہ ہے اس لیئے کہ اگر بفرض محال مثل شریک الباری سب صحابہ
عدول ہی ٹھہر جائین اور برخلاف احادیث متواترہ مثل حدیث حوض
وغیرہ کے اور سیکڑون دلائل عقلیہ ونقلیہ کے جسمین کتب ضخیمہ تصنیف
ہوئی ہین ناجی ہونا کل صحابہ کا ثابت ہوجائے تو اس سے ماخذ مسائل
اصولیہ وفروعیہ ہونا اونکا ثابت نہوگا اسلئے کہ عدم عصمت اونکی اتفاقی
بین الامت ہے اور شیعونکے نزدیک بجز اہلبیت معصومین ع کے کوئی
ماخذ اصول وفروع نہین ہوسکتا ہے پس کیونکر ہوسکتا ہے کہ اسی ایک
مسئلہ صحابہ کے طے ہونے سے رفع اختلاف لاکھون مسائل کا از توحید تا
دیات ہوجاے اور اگر غرض آپکی اثبات حقیت احد المذہبین بلزوم خرق
اجماع مرکب ہے تو تخصیص مسئلہ صحابہ لغو ہے بلکہ ایک ادنی مسئلہ کا ثبوت
مسائل مختلفہ سے آپ کردیجیئے تو قصہ طی ہوجائیگا بسم اللہ ایک ترتیب
وضو ہی کی آپ اسطرح سے ثابت کر دیجیئے کہ آپکے خصم کو جاے کلام
نرہے بلکہ ایک جزء ہی وضو کا یعنی بطلان مسح اور وجوب غسل یا اتنا
ہی آپ ثابت کر دیجیئے الغرض آپکے اور آپکے امثال کے کلہ سے
یہ بات خارج ہے کہ ادنی بات کا بھی ثبوت کرسکین فما ظنک
بحول المسائل وغوامضہا یہ آپ ناحق زق زق وبق بق کرکے
اپنا سر پھرلاتے ہین اور دوسرونکی اوقات کو ضایع کرتے ہین قولہ

معاملۂ صحابہ کرام ہے کہ اہلسنت اونکو اچھا جانتے ہین اور شیعہ اونکو برا
سمجھتے ہین اقول اگر لفظ کرام صفت احترازیہ ہے اور مقصود اس سے
احتراز ہے صحابۂ لیام سے تو حاشا وکلا کہ شیعہ صحابۂ کرام کو برا سمجھتے
ہون بلکہ اپنے نزدیک جن لوگونکو لیام جانتے ہین اور اونکا لیام ہونا کتب
فریقین سے ثابت کرتے ہین اونہین کو برا سمجھتے ہین اور اگر لفظ کرام کو
مخاطب نے صفت کاشفہ ٹھرایا ہے اور مقصود یہہ ہے کہ جملہ صحابہ کہ
کلہم کرام ہین اہلسنت اونکو اچھا اور شیعہ کلہم کو برا سمجھتے ہین تو یہہ بہی
غلط ہے اسلئے کہ ہر چند مذہب جمہور اہلسنت کا یہہ ہے کہ صحابہ کلہم
عدول ہین جیساکہ صاحب فتح المغیث علی مالفقل فرماتے ہین کہ الصحابۃ
کلّہم عدول وعلیہ الجمہور کما قال الامدی و ابن الحاجب انّہم
عدول کلّہم مطلقا وحکی بن البرّقی الاستیعاب اجماع اہل الحق
من المسلمین وہم اہل السّنّۃ والجماعۃ علیٰ انّ الصّحابۃ کلّہم
عدول انتہے ملخصًا یعنی کل صحابہ عادل ہین اور یہی مذہب جمہور
اہل سنت کا ہے اور امدی اور ابن حاجب نے بہی یہی کہا ہے کہ کلہم
مطلقاً عدول ہین اور ابن بر نے استیعاب مین بہی کہا ہے کہ عدول ہین
کل صحابہ کا مجمع علیہ اہلسنت وجماعت ہے اور صفحہ ۱۱ مین حضرت مخاطب
کے کلام سے بہی سمجہا جاتا ہے یعنی سب ایمان لانیوالے کامل الایمان
ہی تہے پس یہ بات گو شیعونکے نزدیک غلط ہے ولنعم ما قال
مولانا ومقتدا الناس السید عبّاس الشستری دام اللہ ظلا

سہ ان الصحابۃ منہم المجہول ＋ والہالکون المہلکون الغول ＋
ومنافقون نفاقہم مقبول ＋ عجبًا من النصاب کیف تقول ＋
ان الصحابۃ کلہم عدول ＋ مگر یہہ مسلم ہے کہ یہ مذہب اہلسنت
ہے لیکن شیعہ جیسا کہ ابھی ہمنے بیان کیا کل صحابہ کو برا نہیں سمجھتے
بلکہ بعضے ہی کو برا جانتے ہین خدا خیر کرے آپنے ابتدای تمہید سے
فریب دہی عوام شروع کی اور ایسی گول باتین کہتے ہین جس سے یہی
ظاہر ہوتا ہے کہ شیعہ کل صحابہ کو برا جانتے ہین حالانکہ صفحہ ۲۷ مین
اسی کتاب کے آپ خود مقر اس بات کے ہین کہ امامیہ کے نزدیک
فضائل کے مصداق صرف وہی اصحاب ہین جنکو علماے شیعہ نے
قبول کیا ہے پہر صفحہ ۳۷ مین فرماتے ہین کہ مابہ النزاع درمیان
ہمارے اور حضرات کے صرف یہہ امر رہگیا کہ مراد اس سے تمام مہاجرین
ور انصار ہین یا نہین بلکہ خلفای ثلثہ اسمین داخل ہین یا نہین انتہے
موضع الحاجۃ پس اسصورت مین مناسب یہہ تہا کہ اس مقام پر بجاے
لفظ صحابہ کرام کے ثلثہ عظام اور خلفاے نیکنام آپ فرماتے تا
فریب عوام اور تطرق ابہام اور اوہام سے آپکا کلام دور ہوتا قولہ
م امت سے مرتبہ مین اعلی اور افضل اقول شیعہ بہی صحابۂ مقبولین
تمام امت سے من بعض الوجوہ اعلی اور افضل اور کامل تر جانتے ہین
ن ویسا ہی بعض دیگر کو جو اہل نفاق وشقاق سے تہے یا بعد ایمان
ے شیطان نے اونکو طمع ریاست اور حب دولت دنیا مین مع ال کر

مصداق

بمصداق امنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفرًا کے راہ دین و ایمان
سے پھیرا گو بظاہر مصلحتہً زبان سے لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ
کہتے رہے اونکو بہت برا اور بہت خراب جانتے ہین بلکہ کسی
عاقل کی مجال نہوگی کہ ایسونکو برا نہ سمجھے باقی رہا کلام تعیین او
تشخیص ابرار و فجار ہین پس یہی امر معرکۃ الآراء بین الفریقین ہے بہت سے
لوگونکو اہلسنت برا جانتے ہین اور شیعونکے نزدیک اونکی برائی ثابت نہین
جیسے امثال مالک بن نویرہ کہ جنکو خلیفۂ اول نے زبردستی اہل ردہ ٹہراکر قتل
کروا ڈالا اور امثال سعد عبادہ جنکے حق مین حضرت خلیفۂ ثانی قتل
اللہ سعدًا فانہ صاحب فتنۃٍ فرماتے تھے کما فی النہایہ اور بہت سے
لوگ بالعکس اسکے ہین یعنی شیعونکے نزدیک اونکی برائی ثابت ہے اور اہلسنت
اونکو اچھا جانتے ہین **قولہ** درحقیقت یہی ایک مسئلہ **اقول** درحقیقت
کل مسائل مختلفہ فیما بین الفریقین کہ ضروریات ہر ہر فرقہ سے ہون ایسے
ہین تخصیص اس ایک مسئلہ کی لغو بحت ہے کما بینا سابقًا اول اس
مسائل دینیہ سے توحید ہے اسمین دیکھئے کہ کسقدر باہم اختلاف
اہلسنت صفات کو زائد بر ذات سمجھتے ہین اور لزوم تعدد قدما سے کچھ
پروا نہین کرتے اور شیعہ اسکو عین شرک جانتے ہین اہلسنت خلافًا للقرآن
الصریح لا تدرکہ الابصار رویت خدا کے قائل ہین اور کہتے ہین
کہ ہم خدا کو کالقمر فی لیلۃ البدر دیکھین گے شیعہ اسکو منافی لیس کمثلہ
شیئ کے جانتے ہین اہلسنت خالق عادل کو جابر اور بندونکو مجبور

سمجھ

سمجھتے ہین شیعہ اسکو ظلم قبیح جانتے ہین الغرض اصولاً اور فروعاً ہزارون
مسئلہ مختلف فیہ ہین کہ مدار حقیت اور بطلان ہر ایک پر ہوسکتا ہے
کل حزب بما لدیہم فرحون تخصیص مسئلہ صحابہ بیکار ہے شیعہ
کبھی تبعیت اہلبیت نبوی سے جنکو معصوم جانتے ہین اور اونہین کے
منقولات پر کہ ناقلین اوسکے ہر ہر طبقہ مین ہزار در ہزار ہین عمل
کرنے مین دست بردار ہونگے نہ سنی تبعیت ابو الحسن اشعری اور
ابو حنیفہ اور امثال اونکے سے ہاتھہ اوٹھاوینگے حتیٰ یظہر اللہ
حجتہ المنتظر صلوات اللہ علیہ وعلیٰ آبائہ الکرام ما یتوالی
اللیالی والایام اللہم عجل ظہورہ واتمم نورہ ولو کرہ
المشرکون انہم یرونہ بعیداً ونراہ قریباً **قولہ** اگر ہوا فق
اصول مذہب اہلسنت کے **اقول** اگر غرض اس عبارت سقیم سے
یہ ہے کہ ثبوت ایمان حضرات ثلثہ بنابر اصول مذہب اہلسنت کے ہوجاے
تو شیعہ اوس اصول کو غیر معقول اور غیر مقبول جانتے ہین اور اگر غرض
یہ نہین ہے تو عبارت کی تصحیح فرمایئے کہ ایہام خلاف مقصود اوس سے
دفع ہوجاے **قولہ** اسواسطے اول ہم صحابہ کے فضائل **اقول**
بنابر اسکے ہمکو بہی ضرور ہوگا کہ بمقابلہ اونکے ہم حضرات ثلثہ کے رذائل
بیان کرین پہر خلافت غیر راشدہ کو باطل کرین پہر رد جواب مطاعن کا
جو اہلسنت دیتے ہین کردینگے الغرض در پردہ دوستی اہلسنت آپنے
سنیون کے ساتھہ برا سلوک کیا کہ اونکے پیر ونکو فضیحت کرنیکا ارادہ فرمایا

بہانتک تو قبل ظہور تنفر آپ سے بہت خوش تہے مگر شاید عقلاے اہلسنت اسکو پسند نہ کرتے ہونگے ؎ چو سنگ انداختی برروی دشمن حذر کن کاندر آبا جش نشستی + قال المخاطب القمقام هداه الله سبل السلام دلائل عقلی صحابہ کی فضیلت مین پہلی دلیل یہ بات سب جانتے ہین کہ جب پیغمبر خدا کو خدا نے عرب مین مبعوث کیا اور مکہ معظمہ مین اول حضرت کو اظہار نبوت کا حکم دیا تو اوسوقت مین سب لوگ کافر اور مشرک ستہے اور آپکے عزیز اور قریب اور رشتہ دار اور بہائی بند اس خبر کو سنتے ہی آپکے دشمن ہوگئے تہے اور آپکی تکذیب کرتے تہے کوئی مجنون کہتا تہا کوئی دیوانہ بناتا تہا نعوذ بالله من ذلك اور چہہ برس تک باوجود دعوت اور اظہار معجزات کے صرف چند آدمی جو چالیس سے کم تہے مسلمان ہوئے مگر چہہ برس کے بعد کسی قدر جماعت مسلمانونکی ہوئی اور دعوت عام اسلام کی علانیہ ہونے لگی اور ارکان دین کو حضرت نے علی رؤس الاشہاد ظاہر کرنا شروع کیا تب اہل مکہ نے یہانتک تکلیف اور ایذا دینی شروع کی کہ آخر مکہ چہوڑنا اور مدینہ کو ہجرت کرنا پڑا اور بعدہ آہستہ آہستہ دین اسلام کی ترقی ہونی شروع ہوئی اور پہر اسقدر جلد اسلام پہیلا کہ چند سال کے عرصہ مین سیکڑون سے ہزارونکی اور ہزارون سے لاکہونکی نوبت آگئی اور جماعت کے جماعت اور فوج کے فوج دین خدا مین داخل ہوگئے پس غور کرنیکا مقام ہے کہ جن لوگون نے ابتداء دعوت

مین اسلام قبول کیا اور سب سے پہلے پیغمبر خدا صلعم کے کہنے کو سچ جانا اور اول ہی اول آپکے نبوت کو تصدیق کیا اور بلا توقف اور بلا تامل کلمۂ شہادت پڑہا اور بغیر صلاح اور مشورہ اپنے عزیزون اور رشتہ دارون کے قدیمی دین کو چھوڑ دیا اور اپنے بھائی بندونسے علیحدہ ہوکر اول ہی اول آپکا دامن رحمت پکڑا اور اپنے دوست آشناؤن سے مخالفت کرکے غاشیۂ اطاعت نبوی اپنے دوش پر رکھا تو ایسے لوگون کے اسلام کا جو ایسے نازک وقت مین اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑکر نئے دین مین آئے کوئی نہایت قوی سبب ہوگا ورنہ یہہ بات سب جانتے ہین کہ اپنے قدیم دین کا چھوڑنا اور نیا دین اختیار کرنا نہایت ہی مشکل ہوتا ہے اور اپنے عیش و آرام کا ترک کرنا اور مصیبت اور ایذا مین پڑنا اور تکلیفین اوٹھانا بلا کسی خاص سبب کے کسی کو گوارا نہین ہوتا پس اگر ہم اون اسباب کو سوچین جن سے اول اول صحابہ نے دین قبول کیا تو صرف دو سبب معلوم ہوتے ہین یا دین کی خواہش اور نجات کی امید یا دنیا کی طمع اور مال و دولت کا لالچ اگر پہلے سبب کو ہم تسلیم کرین اور اوس امر کو مانین کہ صحابہ نے اپنی نجات کی امید پر دین اسلام قبول کیا تہا اور صرف خدا کی رضامندی کے لیئے اپنے گھر بار کو چھوڑا تہا تو ہمارے وہم مین بہی یہ بات نہین آتی کہ پہر ایسے لوگ کسیوقت مین اوس دین سے پھر گئے ہون اور کبہی اونہون نے اوس محبت کو جو ایمان اور اسلام کے ساتھہ تہی دل سے نکال دیا ہو

بلکہ ہم یقین کرسکتے ہین کہ جن لوگون نے صرف خدا کی رضامندی
حاصل کرنے کے لئے اسلام کو مصیبت اور تکلیف کیوقت اختیار کیا
ہوگا اور برسون اوسی کے لئے رنج اور دکھہ اوٹھائے ہونگے
وہ کبھی اوس دین سے نہ پھرے ہونگے بلکہ مرتے دم تک اوسیہی
ویسے ہی ثابت قدم رہین ہونگے اور اگر ہم دوسرے دو سبب پر
نظر کرین کہ وے لوگ دنیا کی طمع پر اور مال و دولت کی لالچ سے
مسلمان ہوئے ہون تو یہہ ایسی بات ہے کہ جسکی نسبت ہم فرضی خیال
بھی نہین کرسکتے اور نہ کوئی شخص جسکو ایمان اور عقل اور شرم کا
پاس ہوگا اسکو خیال کرسکتا ہے اسلئے کہ ابتداء اسلام مین جو کچھہ
دنیا کی طمع تھی وہ ظاہر جو کچھہ دولت و مال کی حرص تھی وہ معلوم
پس ثابت ہوا کہ صحابہ کا ایمان لانا اور مسلمان ہونا صرف نجاتِ آخرت
کی امید پر تھا اور جب اوس امید پر ایمان لانا اونکا ثابت ہوا تو پھر
اوس سے پھرنا اونکا غیر ممکن تھا **یقول المتمسك بولاية**
علی بن ابیطالب علیہ السلام جو شخص کہ متمذہب بمذہب
اشعریہ ہوگئیو نکر وہ تمسک بدلائل عقلیہ ہو سکتا ہے اسلئے کہ اونکو
تو حسن و قبح عقلی سے انکار بحت ہے پس اگر آپ کی عقل ناقص نے کچھ
دلائل مزخرف ایجاد بھی کئے تو بنا بر اصول اہلسنت قابل اصغا نہین
ہو سکتے و مع قطع النظر عن ذلک پس ملخص اس طول تقریر کا یہی ہے
کہ جو اصحاب اوائل زمان دعوت مین ایمان لائے ضرور ہے کہ وہ اسلئے

آخرت ہی کے ایمان لائے ہون اور جو لوگ کہ واسطے آخرت ہی کے
ایمان لائے ہون ضرور ہے کہ مرتے دم تک راہ دین سے نہ پہرین پس
اگر یہ تقریر تمام ہو تو دلالت نکریگی مگر اوپر حسن و خوبی بعض صحابہ کے
ولاینکرہ احد نہ اوپر خوبی کل صحابہ کے جیسا کہ دعوی آپکا ہے کہ
کل صحابہ عدول ہین باقی رہی گفتگو اسمین کہ ثلثہ اہلسنت اول زمانہ
دعوت مین ایمان لانیوالو مومنین سے تہے پس شیعہ اسکو مسلم ہی نہین رکہتے
خصوصًا سابق الاسلامی حضرت خلیفہ اول تو کتب شیعہ اسے بعقل
باطل ہے بلکہ کتب مخالفین بہی اوسکے خلاف پر شاہد ہین شیعہ اہلبیت
عصمت و طہارت سے کما فی الامالی ناقل ہین کہ سات برس تک جناب
رسولخدا کے پیچہے بجز علی ابن ابیطالب اور جعفر بن ابیطالب کے کوئی
نماز پڑہنے والا نتہا پہر ایمان لانیوالے سترآ حضرت ابیطالب اور علاوہ
حضرت حمزہ اور عبیدہ اور ابوذر غفاری اور عمر ابن غلبسہ اسلمی اور زید بن
حارث اور حباب بن الارث اور خالد بن سعید وغیرہم تہے جب اسلام
کو یومًا فیومًا ترقی شروع ہوئی تب اہلسنت کے شیخین نے بہی ابتداءً
قبول اسلام کیا اور عقل کسی عاقل کی اسکو مستبعد نہین جانتی کہ اگر
کوئی اولو العزم کمر اوپر اولو العزمی کے باندہے اور اوسکا امر یومًا فیومًا
ترقی پذیر نظر آوے تو بعضی عقلا بہی بطمع حصول مدارج دنیوی اوسکا
ساتہہ دیتے ہین بدین امید کہ ہرگاہ اوسکو کوئی ثروت اور ریاست
ہاتہہ لگے تو ہمارا بہی کچہہ بہلا ہو جائیگا چنانچہ ابتدائی ریاستون اور سلطنتون

مین ہمیشہ ایسا ہی واقع ہوا جیسا کہ اہل تواریخ پر مخفی نہین ہے اور جبکہ حال عقلا کا یہہ ہو فما ظنّک بالسّفہاء الفقراء لیکن کتب مخالفین کی شہادت اس دعوی پر بس ہے ابن ابی الحدید ابوجعفر اسکافی سے کہ دوستدار ان حضرات خلیفۂ اول وثانی سے ہے ناقل ہے کہ اوسنے کہا کہ جمہور المحدّثین لم یذکروا انّ ابابکر اسلم الا بعد عدّۃٍ من الرّجال منہم علیّ بن ابیطالبؑ وجعفر اخوہ وزید بن حارثۃ وابوذر الغفاری و عمر بن عنبسہ السلمی وخالد بن سعید بن العاص وحباب بن الارث وغیرہ انتہی اب ہم بحث کرتے ہین آپکی صغری اور کبری دلیل مین کہ دونو ممنوع ہین لیکن صغری بس اسوجہ سے کہ آپ فرماتے ہین کہ جو اوائل دعوت اسلام مین ایمان لائے ضرور ہے کہ واسطے آخرت ہی کے لائے ہون ہم کہتے ہین کہ لانسلّم یہہ ہرگز ضرور نہین بلکہ جائز ہے کہ بعضے آخرت کے واسطے ایمان لائے ہون اور بعضی بطمع اوس فتح کے کہ حصول اوسکا زمانہ آیندہ مین مرجو تہا علی الخصوص جو لوگ کہ علاوہ قرائن حال اولوالعزمی صاحب عزت اور حمایت میان قوم وقبیلہ مثل ابوطالب اور امیر حمزہؓ وغیرہ موافقین سے بلکہ بحمیت قومیت امثال ابولہب تک مخالفین مین سے جیسا کہ شعب ابوطالب مین کل بنی عبدالمطلب اور کل بنی ہاشم شریک حراست جناب ختمی مآب تہے کوئی امر خارجی بہی باعث اونکی طمع اور امید کا ہو جیسا کہ شیخین اہلسنّت کیواسطے ہوا کہ کاہنین اور منجمین یہود نے اونکو خبر دی تہی کہ قریب ہے کہ ایک شخص مدعی نبوت ہو اور

امر اوسکا ترقی پذیر ہوا اور جوکہ اوسکا ساتھ دین اور اوسکے دین متین کا دین
وہ معزز اور مکرم اور مخالفین اوسکے خوار اور ذلیل ہون اور بھی حضرت شیخین کو
بشارت دی تھی کہ اگر تم دونو ایمان لاؤ گے تو تمکو ایک سلطنت یعنی خلافت
حاصل ہوگی یہی وجہ ہوئی شیخین کے ایمان ظاہری لانے کی اب فرمائیے
کہ اسمین کونسا امر خلاف عقل و نقل لازم آیا یہہ تقریر ہماری مبتنی ہے اوپر
منع کلیت صغری کے اب ہم یہہ تقریر آخر کہتے ہین کہ صغری مین لفظ
ایمان جو مستعمل ہوئی اگر مراد اوس سے ایمان حقیقی ہے اور غرض یہہ ہے
کہ جو لوگ اوائل دعوت مین ایمان حقیقی لائے وہ ضرور ہے کہ آخرت
کیواسطے لائے ہون تو یہ کلیہ مسلم ہے مگر خصوصیت اوائل دعوت کی
لغو ہے بلکہ اوائل اور اواخر سبکا حال یکسان ہے اور آپکے ثلاثہ کے
واسطے یہہ کلیہ کچھ نفع نہین پہنچا تا اسلئے کہ ایمان حقیقی اونکا اول بحث
ہے شیعہ اونکے ایمان کو بجز ایمان ظاہری کے کبھی ایمان حقیقی ہونے
کے قائل ہی نہین ہین اور اگر کہیئے کہ ایمان ظاہری لانیکی کیا وجہ تو ہم
کہینگے وہی طمع حصول دنیا زمانہ آیندہ مین جو بقرائن حال اور بقول
کاہنین ملحوظ نظر کرامت اثر تھی جیسا کہ آپ خود حملہ حیدری سے
نقل فرماتے ہین
ہ دگر وعظ و ارشاد بر این نسق + در ابطال اصنام و اثبات حق +
نمودی حبیب خدائی جہان + نکردی وسلے کار در شر کان
بخواندے مدام از کلام مجید + بر آن قوم آیات وعد و وعید +
نمودی اثر گفتہ اش گاہ گاہ + کہ بگذاشتی یک دو کس پا براہ

ولیکن ز جملہ ز راہ یقین + یکے بہر دنیا یکے بہر دین + بنادان رسد گر بگیرد خطا + کہ دنیا کجا بود با مصطفا + چنین ست دنیا نبود اثر آن + وئے بود آینده منظور شان + خبر داده بودند چون کاہنان + + کہ دین محمد بگیرد جہان + ہمہ پیروانش بعزت رسند + تمام اہل انکار ذلت کشند + یکی کرده ایمان ازین رہ قبول + یکی شخص بہر خدا و رسول +

اور اگر صغریٰ مین ایمان سے مطلق ایمان مراد لیا ہے اعم اس سے کہ ظاہری ہو یا حقیقی تو ایسے ایمان عام کا آخرت کے لئے ہونا ایسا بدیہی البطلان ہے کہ قابل ضحک صبیان اور نسوان ہے لیکن کبریٰ آپکی دلیل کا پس آپ کہتے ہین کہ جو لوگ واسطے آخرت کے ایمان لائے ہون ضرور ہے کہ مرتے دم تک راہ دین سے نہ پھرین ہم کہتے ہین کہ یہ بھی کلیتہ آپکا خیر ممنوع ہین ہے کیون نہین جائز ہے کہ ایک زمانہ مین عقل اوسکی درست اور مزاج اوسکا صحیح ہو اور ایمان للآخرۃ لایا ہو اور بعد اوسکے بوجوہ و اسباب خارجیہ یا داخلیہ مثل صحبت ہای بد یا غلبہ حرص و حسد یا مستی دولت و ثروت یا طمع حکومت و ریاست یا عجب و کبر و غرور یا قلت صبر بر نوائب دہور یا غلبۂ شہوات نفسانی یا خدع و فریب شیطانی طریقۂ استقامت کو چھوڑ کر راہ اعوجاج اختیار کرے الغرض انسان کے ایک طریقہ پر تا دم مرگ رہنے کے لئے کوئی دلیل نہین قایم ہو سکتی ابھی چھٹی سطر صفحہ اولیٰ مین آپ خود ہی فرما چکے ہین لیکن شیطان نے بعد ان کے اکثر مسلمانون کو بہکایا اتنی کیون حضرت کیا آپ جلد بات بھول جاتے ہین

نہین معلوم کہ اس اختلال حواس کی کیا وجہ ہے اور اسقدر تناقض اور تہافت
کلام کا کیا باعث ہے اب ہم آپ سے پوچھتے ہین کہ ایا شیطان کا ہمکانا
مخصوص آپ ہی کے ایسے لوگون کیواسطے ہے یا صدر اول مین بہی
شیطان کو مداخلت تہی تو آپ کا کلیہ باطل ہوگیا اور اگر نہ تہی تو
انّ لی شیطانا یعترینی فان زغت فاستقیمونی کے کیا معنی ہین کما
اعترف بہ فضل ابن روزبہان فی کتابہ ابطال الباطل افسوس ہے کہ
جسوقت حضرت صدیق اکبر برسر منبر یہ ارشاد فرماتے تہے کہ اوس شخص پر
شیطان سوار ہوتا ہے تو اوسوقت مین کوئی آپکے دوستدارونمین سے
حاضر مجلس معلّٰی نہ تہا کہ آپ کی تحقیقات گوش گزار خلیفہ صاحب کرتا
اور دست بستہ بصد ادب عرض کرتا کہ خلیفہ صاحب آپ غلط فرماتے ہین
ہمارے دوست میان مہدی صاحب نے تحقیق اسکی کی ہے کہ صدر اول
کی بابس حج کلہم فقط ایمان واسطے آخرت کے لائے ہین شیطان کو کہان مداخلت
ہے اور اسصورت مین فرمانا جناب سولخدا صلعم کا حق حضرت عائشہ مین
قد جاءکِ شیطانکِ اور من ھنا یطلع قرن الشیطان کما فی صحیح
مسلم محض غلط ہوا جاتا ہے اسلئے کہ شیطان کو وہان کیا دخل تہا اور حدیث
انّ الشیطان یفرّ من ظل عمر بہی بیکار ہے اسلئے کہ جب کسی کے
پاس شیطان کو دخل نہ تہا تو تخصیص عمر کی لغو ہوگئی اور اگر فقط عمر ہی
سے شیطان ڈرتا تہا تو اور حضرات کی خدمت مین مشرف ہوتا ہوگا تو
تخصیص صدر اول بعدم مداخلت شیطان باطل ہوگئی اور خدا خود مداخلت

شیطانکو صدر اول مین بیان فرماتا ہے حیث قال فی قصۃ احد
حین انہزموا وترکوا الرسول ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعان

انما استزلہم الشیطان ببعض ما کسبوا اور ہمین کچھ شک نہین کہ روز احد
کی فراریون مین حضرت عمر بھی تھے بلکہ خود فرماتے تھے لقد رایتنی یوم
احد وانا اصعد فی الجبل منہزما مثل رویۃ یعنے مین مثل مادہ بز
کوہی پہاڑ و نپر اوچکتا تہا کما فی الدر المنثور للسیوطی ونقل عن کنز
العمال لما کان یوم احد ہزمنا وفررت حتی صعدت الجبل فلقد
رایتنی انزو کانّنی اروی یعنی روز احد ہزیمت کہائی ہمنے اور بہاگا مین
یہانتک کہ پہاڑ پر چڑہ گیا مین پس پایا مینے اپنے تئین اوچکتا ہوا مثل بز کوہی
کے انتہی پس آیہ شریفہ سے کذب حدیث ان الشیطان یفر من ظل
عمر بھی ثابت ہوگیا اب ہم جواب اجمالی دیچکے پس مناسب معلوم ہوا کہ
آپکی فقرات شکنی بہی کرین **قولہ** سب لوگ کافر اور مشرک تھے +
اقول اس قصہ خوانی حضرت مخاطب لاثانی سے بجز اظہار تاریخ دانی
اور کوئی مطلب نہین ظاہر ہوتا خصوصًا مقام استدلال مین بے سند
باتین کہنی بجز گفتاری کے کس چیز پر محمول ہوگا کیجا ہو سکتا ہے کہ یہہ
کلیہ آپکا کہ کل آدمی کافر اور مشرک تھے کوئی منع کرے اور کہے کہ انسان
جناب امیر علیہ السلام جنکو اہلسنت کرم اللہ وجہہ فرماتی ہین یعنے
خداوند تعالی نے اونکے وجہ مکرم کو سجدہ اصنام سے بچایا مثل شیوخ
کبار کے نہ کافر تھے نہ مشرک تھے اور عذر خوردسالی غیر مسلم ہو اسلیے

تکلیف اعتقادی غیر تکلیف اعمالی ہے اور باوجود اسکے بعض روایات
معتبرہ دال ہین اسپر کہ سن شریف اونحضرت کا پندرہ برس کا تہا اور
بنابر مذہب حق ابو طالب بہی ویسے ہی ستہے کہ وصایای انبیای یقین
و تفویض جناب رسولخداؐ فرمایا پس علماء آل محمدؐ نہ انکو کافر جانتے ہین
نہ مشرک بلکہ احادیث مین انکو تشبیہ بموسن آل فرعون کہ جسکے حق مین
جناب باری سے یکتم ایمانہ فرمایا ہے دی گئی ہے اور اسیطرح
علمای نصاری جو مشرف باسلام ہوئے کہ جنکی شان مین جناب باری
نے فرمایا منہم قسیسین ورھبانا وانھم لا یستکبرون ۝ واذا
سمعوا ما انزل الی الرسول تری اعینھم تفیض من الدمع مما عرفوا
من الحق ہم اونکو اپنے دین کا موسن سمجہتے ہین آپ جا ہین کافر کہین
یا ہین مشرک کہین شاید کہ حدیث سید القسیسین فی الجنۃ حق عم حضرت
خدیجہ مین آپکی نظر مبارک سے نہین گذری الغرض کلیہ آپکا باطل ہے
ہر چند ہمکو تعرض کرنا امثال ایسے مقامات کا کچہ ضرور نتہا اسلیئے کہ اصل مطلب
سے ہمارے ان قصہ خوانیون کو کچہ علاقہ نہین ہے لیکن بنظر اسکے کہ آپکی
خوبیانی سب پر واضح ہو جائے بعض مقامات پر ہمنے تعرض اسکا کردیا ہے
قولہ آپکے دشمن ہوگئے اقول یہ قول بہی مثل قول سابق کے
لغو ہے ہرگز سب دشمن نہین ہوئے جناب امیر علیہ السلام مثل عمر کے
کب دشمن ستہے حضرت ابو طالب جو حافظ اور حارس جناب رسول خدا
کے کب دشمن ستہے حضرت امیر حمزہ جسنے امثال ابوجہل کی موچہون مین

متسیمہ بلوایا کب دشمن تھے حضرت سلامت ذرا بھی تو شہب تیزگام
کو لگام دیجیے شتر بے مہار ہونا مناسب نہیں ہے اپنے خصم کی سا
بات سمجھ بوجھ کے موہنہ سے نکالیے **قولہ** کوئی مجنون کہتا تھا کوئی
بناتا تھا **اقول** مجنون اور دیوانہ کہنے والے خود مجنون اور دیوانے
عقلا اوس زمانہ کے محبت ہاے شافیہ کو سنتے تھے اور معجزات کو دیکھ
اور ایمان بصدق دل لاتے تھے گو ایسے لوگ قلیل ہون مثل سلمان
ابوذر ومقداد وعمار و یاسر وغیرہم کے وقلیل من عبادی الشکور
قولہ دعوت عام اسلام کی علانیہ ہونے لگی **اقول** اس تقریر دل
سے صاف ثابت ہے کہ بیشتر اس سے دعوت علانیہ نہ تھی بلکہ بات
من الاشرار سیما من اشد الکفار تھی اور یہی اخفا اور استتار مثل اس
فی الغار کے قسمے از تقیہ ہے جسکے نام سے آپ کی طبیعت جل بھن کر
ہو جاتی ہے اور چند نیزہ اوچھل اوچھل کے آپ زمین پر گرتے ہین
یہہ بات سینے سچ کہی تو برا نمانیے کہ آپ نے موہنہ کے بھل ٹھوکر کھا
اور اگر آپکی سمجھ مین خلاف واقع ہے تو قصور معاف کیجیے کہ اپنی اپنی
ہے **قولہ** بلا تامل کلمہ شہادت پڑھا **اقول** ظاہرا یہ ایمان لا
بزرگونکا بھی مثل فلتہ بیعت بکری واقع ہوا تھا جسکے حق مین خود حضرت
عمر جو بانی مبانی اس فلتہ کے تھے فرماتے ہین فمن عاد الی مثلہا
فاقتلوہ کما فی صحیح البخاری والنہایہ والملل والنحل وغیرہ ورنہ بلا
تامل کسی امر کا اختیار کرنا دلیل سفاہت ہے خداوند تعالی حکم فرما

کہ حقیت دین مین غور و فکر کرو قل انما اعظکم بواحدۃ ان تقوموا للہ
مثنیٰ وفرادیٰ ثم تتفکروا ما بصاحبکم من جنۃ فکر و تامل موجب ایمان
تحقیقی ہے کہ وہ زوال پذیر نہین ہے اور جو شخص کہ دین تحقیقی نہین رکہتا ہو
اوسکو مثل حضور والا کے ایک دین سے طرف دوسرے دین کے بدل جانا
کچھہ بات نہین ہے ظاہر اصحابہ مرتدین کا ایمان مثل آپہی کے ایمان کے
ہوگا کہ اونہون نے بلا تامل و فکر اختیار کیا تہا اسی وجہ سے وہ راہ دین
سے بہت جلد پہر گئے گو اونکی تشخیص اور تعئین مین ہمارے آپکے
اختلاف ہے آپ اہل ردہ کو کہتے ہین اور ہم دوسرون ہی کو کہتے ہین
والعاقل تکفیہ الاشارہ قولہ کوئی نہایت قوی سبب ہوگا
اقول قوت اور ضعف سبب موقوف اوپر استعداد کے ہے جیسی جسمین
استعداد ہے ویسا ہی اوسکے لئے سبب چاہیئے اور وہ بہی ہر شخص کے لئے الگ
مختلف ہے کسیکو استیناس صحبت جیسے اکثر متفقرین کو کسی طمع مال و منال
دنیا کسی کو طمع عزت و منزلت کسیکو طمع ریاست و حکومت کسیکو طمع
آخرت پس جیسا مادہ اور جیسی استعداد قوی ہوگی ویسا ہی سبب ضعیف
کافی ہوگا اور جسقدر کم ہوگی اوسیقدر سبب قوی کی احتیاج ہوگی پس
ہر شخص کے لئے سبب قوی کی ضرورت نہین ہے یہہ بھی فرمانا آپکا غلط
ہوا قولہ نہایت ہی مشکل ہوتا ہے اقول مگر آپکے ایسے متلون المزاج
کو تو کچھہ مشکل نہین نظر آتا ہے بہتیرے شعفا کو دیکھا کہ دن رات مثل گرگٹ
کے رنگ بدلتے رہتے ہین جسطرف کچھہ بہی منفعت دنیا اور خواہشات نفسانی

کے موافقت پائی اوسطرف تمہالی کے بگین کیطرح جہک پڑے ہر چند زبان
نکالنا ترک ادب ہے مگر شیعونکا گمان جو آپکے نزدیک سراپا باطل ہے حق
خلفای راشدین مین ایسا ہی ہے چنانچہ خطبۂ شقشقیہ مین کہ باقرار مجد الدین
فیروز آبادی و ابن اثیر وغیرہ کلام جناب امیر علیہ السلام ہے بیان عہد عمری
مین مذکور ہے فمنی الناس لعمر اللہ بخبط وشماس وتلون واعتراض
اور بہی مشکوٰۃ شریف اور نہایۂ ابن اثیر اور ازالۃ الخفا مین حدیثین میلان
حضرت خلیفۂ ثانی کی طرف یہودیت و نصرانیت کے مذکور ہین کبہی نسخہ
من التوراۃ لاتے تہے اور جناب رسولخدا ص کو پڑھکر سناتے تہے کہ جس سے
رنگ چہرۂ مبارک غیظ و غضب سے متغیر ہوجاتا تہا اور فرماتے تہے والذی
نفس محمد بیدہ لو بدء لکم موسیٰ لاتبعتموہ یعنی قسم ہے اوسکی
جان محمد جسکے قبضۂ قدرت مین ہے اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام تمہارے
واسطے ظاہر ہون تو پہر البتہ تم متابعت اونکی کروگے اور کبہی خدمت
اقدس مین عرض کرتے تہے کہ ہمکو احادیث یہود بہت پسند آتے ہین اگر
آپکی راے مبارک مین آئے تو ہم اسمین سے کچہہ لکہین اور جناب رسولخدا
جواب مین فرماتے تہے امتہوکون انتم کما تہوکت الیہود والنصاری
لقد جئتکم بیضاء نقیۃ ولو کان موسیٰ حیا ما وسعہ الا اتباعی

فی النہایۃ التہوک کالتہور وہو الوقوع فی امر بغیر رویۃ یعنے بغیر سمجہے
اور بے سوچے کسی بات کو اختیار کرنا وقیل التہوک التحیر یعنی بعضون
نے تفسیر تہوک بہ تحیر کیا ہے الحاصل وہ حضرت فرماتے تہے کہ تم لوگ

ہین

مثل یہود و نصاریٰ متحیر ہو یا بے سمجھے بوجھے چلتے ہو آیا مین تمہارے واسطے
طریقہ پاکیزہ روشن نہین لایا ہون اور اگر حضرت موسیٰ ع آج زندہ ہوتے
تو بجز میری اطاعت و متابعت کے اونکو چارہ نہوتا و فی النہایہ فی حدیث
آخران عمر اتے بصحیفۃ اخذ ھا من بعض اھل الکتاب فغضب
رسول اللہ وقال امتھوکون فیہا یا ابن الخطاب بالجملہ متزلزل الایمان
ہونا خلیفہ صاحب کا اسی سبب سے تہا کہ بے فکر و تامل ایمان لائے تھے
اگر ایمان مین ثابت القدمی ہوتی تو ہزار موسیٰ ع آتے تو اونکا قدم نہ ہٹتا
حالانکہ جناب رسول خدا صلعم بقسم مشدید فرماتے ہین کہ اگر موسیٰ ظاہر ہوتے
تو تم بیشک ملت اسلام بیضا نقیہ کو چھوڑ دیتے اور یہودیت اختیار کرتے
علاوہ اسکے تزلزل ایمانی حضرت خلیفہ ثانی تو ماجرا سے روز حدیبیہ سے
علی مانی الصحاح والسیر خود اونکے اقرار سے ثابت ہے کہ فرماتے تھے کہ
جیساکہ شک آج مجکو نبوت مین ہوا ایسا کبھی نہین ہوا اس سے صاف ظاہر ہے
کہ شک ہمیشہ تہا مگر اوس روز شک بڑھگیا تہا کما نقل عن زاد المعاد
للعلامۃ ابن القیم اور عجب تر شارح نودی سے ہے کہ قول عمر کو فقلت
الست رسول اللہ فرماتے ہین کہ یہ کہنا از راہ شک نہ تہا بلکہ از راہ غیظ و
غضب بدر دین تہا سبحان اللہ خود قایل تو اقرار کرے کہ مجکو شک ہوا اور
اونکے محبتین فرماوین کہ شک نہین ہوا وہی مثل صادق ہے کہ مدعی سست
گواہ چست کیا دینداری ہے کہ فعل رسول اللہ صلعم موجب غیظ و غضب ہو
بہرکیف اب خدا کو حاضر و ناظر جانکے فرمایئے کہ ایسی طبیعت اور مزاج والونکو

ایمان لانا اور ایمان سے پھر جانا کون مشکل بات ہے کہ جسکے لئے سبب
قوی کے آپ خواہان ہین **قوله** تو صرف دو سبب معلوم ہوتے ہین
اقول کوئی دلیل عقلی اور نقلی انحصار پر قایم نہین ہوئی کیون نہین جائز ہے
کہ سفاہت اور تلون طبعی باعث اسکا ہوا اور کیون نہین جائز ہے کہ دیگر
اسباب خارجیہ یا داخلیہ سبب ہون کما مر **قوله** صحابہ نے **اقول**
اگر مراد صحابہ سے کامل الایمان مثل ابوذر و سلمان ہین تو ایمان لانا انکا
واسطے آخرت کے مسلم بین الفریقین ہے اور اگر مراد وہ اصحاب ہین
جو ہمیشہ متزلزل الایمان رہے اور مصداق آمنوا بافواههم ولم تؤمن
قلوبهم ولما يدخل الايمان في قلوبهم کے تھے تو اصل ایمان ہی
اونسے منتفی ہے فضلا عن كونه للآخرة **قوله** تو ہماری وہم مین یہی
یہ بات نہین آتی **اقول** واہمہ خلاق صور باطلہ ہے اور یہہ توہم انکا
سراسر باطل ہے عقل عقلا حکم کرتی ہے اثبات کا نہ فقط حکم صحیح امکانی
بلکہ حکم وقوعی ایقانی کہ اکثر ہوا کہ ایمان لانیوالون اور ایذا ہین اوٹھانیوالون نے
بخواہشات نفسانی و باغواے شیطانی راہ ایمان کو چھوڑا اور طریقہ جنت سے
مونہہ موڑا اور مستحق دخول نار اور وصلین دار البوار سے ہوئے ففی صحیح المسلم
عن ابی ہریرة ان رسول الله صلعم قال ان الرجل ليعمل الزمن الطويل بعمل
اهل الجنة ثم يختم عمله بعمل اهل النار وان الرجل ليعمل الزمن الطويل
بعمل اهل النار ثم يختم عمله بعمل اهل الجنة کبھی سیاطین الجن باعث
اسکے ہوتے ہین کہ تمام عمر کی محنتین او مشقتین اور عبادتین مرتے دم بیکار ہوگئین

چنانچہ قصۂ برسیسا اسپر شاہد عادل ہے اور کبھی شیاطین انس باعث اسکے
ہوئے چنانچہ بنی اسرائیل کہ ایذائین اوٹھانا اونکا حضرت موسیٰ کیواسطے
اوذینا من قبل ان تاتینا ومن بعد ما جئتنا سے ظاہر ہے ایک فقرۂ
سامری سے کہ ھذا الٰھکم واله موسیٰ فنسے دین حضرت موسیٰ سے
یکبار دست بردار ہوگئے اور حضرت ہارون کے قتل پر مستعد ہوگئے
جیساکہ جناب باری نے فرمایا ہے یا بن اُمّ انّ القوم استضعفونی
وکادوا یقتلوننے پس اگر اسیطرح جناب امیر علیہ السلام کہ صاحب منزلت
ہارونی تھے فرماوین یا بن عم ان القوم استضعفونی وکادوا
یقتلوننی تو کونسا امر خلاف عقل ونقل لازم آتا ہے حالانکہ آپکے صحاح مین
موجود ہے یکون فی ھذہ الامّة کلّما کان فی بنی اسرائیل حذو ا
النّعل بالنّعل والقذّة بالقذّة اور صحیح مسلم اور صحیح بخاری مین یون ہے
لتتبعن سنن الذین من قبلکم شبر الشبر وذراعاً بذراع حتی لو دخلوا
فی جُحر ضبٍّ لاتّبعتموھم قلنا یا رسول الله الیھود والنصارٰی قال
فمن وفی النّھایة لترکبنّ سنن من کان قبلکم حذو القذّة بالقذّة
ای کما یقدّر کلّ واحدةٍ من ریش سھم علی قدر صاحبتھا وتقطع
یضرب مثلا للشیئین یستویان لا یتفاوتان انتھٰی خلاصہ جو بنی اسرائیل
مین واقع ہوا اور جو اگلی امتون نے کیا وہ سب یہہ امت بھی کریگی یہانتک
کہ اگر وہ لوگ یعنے یہود ونصاری داخل سوراخ سوسمار ہوئے ہونگے تو یہہ امت
بھی داخل ہوگی الغرض اگلی امتونکے ساتھہ یہہ امت ایسی مساوی ہے جسطرح

ایک جوتے کے مقابل دوسرا جوتہ ہوتا ہے اور ایک پر تیر کے برابر دوسرا
پر تیر ہوتا ہے اور حذو النعل اور حذو القذۃ بالقذۃ ایک مثل
ہے کہ دو شی مساوی مین بولی جاتی ہے جسمین کچھہ تفاوت نہو اور بعض طرق
حدیث مین ہے غیراتی لا اعلم انعبدون العجل من بعدی ام لا یعنے
جو بنی اسرائیل نے کیا وہ تم سب کروگے جز اسکے کہ مجکو معلوم نہین کہ تم
بعد میرے گوسالہ پرستی بہی کروگے یا نہین حضرت سلامت گوسالہ پرستی کا
حال تو معلوم نہین مگر اسمین کچھہ شک نہین کہ اس امت نے گاو کہن سالہ
پرستی کی باغواے سامری اس امت کے اور صفورا کا لڑنا حضرت یوشع سے
معروف اور مشہور اور کتب تواریخ مین مذکور ہے مثل جنگ جمل کے کہ مقصح
جمال باکمال افعال مخدرات حجال اور متبرجات علی الجمال ہے فتبصر وتامل
قولہ اور برسون اوسکے پیچھے رنج اور دکھہ اوٹھائے اقول ان برسونکی
مدت کبہی اون برسونکی مدت سے جسمین شیطان نے رنج وتعب عبادت
مین اوٹھائے ہین نہین بڑھی ہوگی رنج ومشقت حضرات ثلثہ اگر بارہ برس تک
تہا تو شیطان کا رنج وتعب عبادت بارہ ہزار برس کا تہا تو یہہ بات آپکے توہم
مین بہی نگذرتی ہوگی کہ شیطان نے بہی فرمان خالق انس وجان سے جسکی رضامندی
کیواسطے ہزارون برس کی عمر عزیز کو رنج وتعب عبادت مین ضایع کیا اعراض کیا
پھر گیا ہو قولہ مرتے دم تک ثابت قدم رہے اقول اسبات مین ہم
بہی آپ کی موافقت کرسکتے ہین کہ جسقدر دین کو اونہون نے دنیا کیواسطے
اختیار کیا تہا یعنے بظاہر کلمہ شہادتین پڑہنا اوسپر مرتے دم تک باقی رہے

اور کیونکر نہ باقی رہتے حالانکہ حصول سلطنت مسمی بخلافت اوسی پر موقوف
تہا لیکن کلام اوس ایمان حقیقی مین ہے جو موجب نجات آخرت ہو نہ اوس
ایمان مین جو موجب حصول دولت دنیا ہو بہ اتفاق مفسرین اہلسنت اس وقت یہ
تو یدون عرض الدنیا کے حضرت خلیفہ اول تہے کہ جنکی تجویز مبارک سے
اسارای بدر سے فدیہ لیا گیا گو رواۃ کذابین نے واسطے چہپانے عیب
خلیفہ صاحب کے جناب رسولخدا کو بہی ہمیٹ لیا ہو مگر تمیز دینے والے
نیک و بد مین جہوٹہہ اور سچ کو بخوبی سمجہہ لیتے ہین پس جس شخص کے طمع دنیا
پر خدا گواہی دے تو اگر آپکے ایسے لوگ ہزار شہادت علی النفی اور عدم طمع
دنیا کے دین تو ہم کب مانینگے ومن اصدق من اللہ قیلا قولہ
فرضی خیال بہی نہین کر سکتے اقول ہم بہی ہرگز فرضی خیال نہین کرتے
اور نہ کوئی شخص جسکو ذرا بہی عقل و ایمان و شرم کا پاس ہوگا وہ فرضی خیال
کریگا بلکہ صاحبان عقل و ایمان واقعی خیال کرتے ہین کہ ایمان حضرات ثلثہ فقط
بطمع جیفہ دنیا تہا اور جو شخص کہ فقط ماجرای سقیفہ کو بنظر انصاف صحیح بخاری
وغیرہ مین دیکہے اوسپر صبح صادق سے روشن تر ہوگا کہ یہہ تخالف اور تشاجر
صحابہ کا باہم تہا مگر بطمع حرص دنیا کہ ایک کہتا ہے مین امیر ہونگا دوسرا کہتا ہے
کہ نہین مین امیر ہونگا تیسرا کہتا ہے کہ منکم امیر و منا امیر اور کوئی کہتا ہے
نحن الامراء وانتم الوزراء کچہ لوگ کہتے ہین کہ ہم انصار مستحق خلافت ہین
کچہ لوگ کہتے ہین کہ ہم مستحق تر ہین کہ مہاجرین اور قریشی ہین آپس مین لڑنا
اور منصوص غدیر خم کا کچہ ذکر بہی نکرنا اور باوجود اوس لیاقت و اہلیت و علم

دفن

وفضل وزہد وورع وشجاعت اور جانفشانیون نکہ رواج دین مین اونکو خبر
تک نکرنا اور نعش مطہر جناب رسولخدا صلعم کو بے غسل وکفن چہوڑنا اور شریک
دفن وکفن نہونا اور قبل اسکے تخلف جیش اسامہ سے کرکے اپنے تئین مورد لعن
خدا اور رسول کرنا اور بعد اسکے غصب فدک کرنا اور بضعہ رسول کو ستانا اور
جہٹلانا جیساکہ اکثر کتب معتبرہ صحاح اور غیر صحاح اہلسنت مین مذکور ہے اور
کسی قدر ابتداے کتاب ملل ونحل مین کہ کتب معتبرہ اہلسنت سے ہے اسکا
ذکر ہے الغرض یہہ سب حالات شقاوت دلالات نہ تہے مگر واسطے طلب
زخارف دنیویہ کے اور بطمع ریاست وحکومت اور نہ تہا یہہ مگر بخیال اوس
جیفۂ دنیا کے بکمال حرص جیساکہ جناب رسولخدا صلعم نے پیشتر سے خبر اسکی
دی تہی اور فرمایا تہا ستحرصون علی الامارۃ وسیکون ندامۃ یوم
القیمۃ کما فی صحیح البخاری یعنی قریب ہے کہ تم لوگ اے صحابہ حرص امارت
کی کروگے اور وہ تمہارے لئے روز قیامت موجب سراسر ندامت ہوگا
انتہی حال قیامت تو روز قیامت معلوم ہوگا مگر ثمرۂ دنیاوی تو آپ خود دیکہتے
ہین کہ زبان ایک خلایق کثیر کی جنکے عدد لاکہو نسے متجاوز ہین جن لفظون
سے اونکے حق مین گویا ہے آپ پر مخفی نہین ہے **قولہ** اسلئے کہ ابتدائے
اسلام مین **اقول** اگر یہہ غرض ہے کہ ابتدائی اسلام مین طمع مال و دولت
دنیا سے موجود نہ تہی تو مسلم ہے لیکن انحصار طمع کا طمع دنیا سے موجود مین
غیر مسلم ہے جب جناب والا حفظ قانون تحصیلداری اور ڈپٹی کلکٹری مین
اوقات عمر عزیز کو ضایع کرتے تہے اسوقت مین نہ تحصیلداری موجود تہی

بٹی کلکٹری اور اگر غرض یہہ ہے کہ طمع مال و دولت دنیائی موجودہ حصول
ہی نہ تہی تو غیر مسلم ہے بسا ہے کہ انسان اپنے تئین تعب اور مشقت
مین ڈالتا ہے بطمع و امید حصول دولت دنیا زمانہ آیندہ مین گو وہ امید
قطعی و ظنی نہو بلکہ موہوم ہو پس اس امید موہوم پر کیا کیا زحمتین و مصیبتین
اور مشقتین کہنچتا ہے فما ظنك اذا كان مظنونا بقرائن الحال ومقرونا
بمقالات الكهنة المخبرين عن ما يطمع فى المآل من الاموال كما مرّ
قوله پس ثابت ہوا کہ صحابہ کا ایمان لانا اقول ہمنے جو تقریر ردّ اقوال
مخاطب مین بیان کی اوس سے بخوبی ثابت ہوا کہ ایمان ظاہری تقیّۃً کا اور
شہادتین زبان پر جاری کر کے بظاہر مسلمان ہونا فقط بطمع حصول دنیا
زمانہ آیندہ مین تہا جب اس امید پر ایمان ظاہری لانا ثابت ہوا تو اوس کیلیے
پہرنا اونکا غیر ممکن تہا اسی لیے ایمان ظاہری سے نہ طرف ایمان حقیقی کے پہرے
نہ طرف کفر ظاہری کے فتامّل حتّی تاتیك اليقين والحمد لله
رب العالمين قال المخاطب لا جنب من كل جانب دوسری
دلیل جبکہ ہم خلفائی راشدین اور مہاجرین و انصار کے حالات پر نظر
کرتے ہین اور اونکی چال و چلن پر خیال کرتے ہین تو اوس سے ہمکو یقین کامل
ہوتا ہے کہ وہ قدم بقدم اپنے پیغمبرؐ کے چلتے تہے اور حرص ہوا کو کسی کام
مین دخل نہ دیتے تہے اور شب و روز خدا اور اوسکے رسول کی رضا کے طالب
رہتے تہے اونکے دشمن بہی اس سے انکار نہین کر سکتے کہ اونہون نے حضرتؐ
کی رفاقت کا حق نہایت خوبی سے ادا کیا اور اپنی جانون اور مالونکو نہایت خوشی

حضرتؐ پر فدا کیا کونسی مصیبت رہگئی کہ جو کفار نے اونکو نہین دی کونسی تکلیف
باقی رہگئی کہ مشرکین نے اونکو نہین پہنچائی جب کفار نے پیغمبر خداؐ کو
آور ایذا دینا شروع کیا اوسوقت اصحاب نبیؐ نے کیسی حمایت اور رفاقت
کی آور دعوت اسلام مین کیسی سعی بلیغ فرمائی جب عرب عامۃً آور قریش خاص
حضرتؐ کی ایذا دہی پر مستعد ہوگئے اوسوقت یاران وی خود را اسیر و
از مشرب عشق چہ بادہا کہ نخوردند و چہ ستمہا کہ نکردند و ہر گاہکہ آنجنابؐ
وجہاد مامور شد اصحاب وے در مقابلۂ کفار چہ رنجہا کہ نہ کشیدند و
کہ نہ چشیدند پس اگر خدا اور اوسکے رسولؐ کی محبت اون لوگون کو نہ
کیون اپنی جانون آور مالون کو تلف کرتے تہے آور کیون سختیان
اپنے اوپر اوٹھاتے تہے سوچنا چاہیئے کہ مہاجرین کو کسکے عشق نے گہر
سے نکالا انصار کو کسکی محبت نے دیوانہ کیا آخر ؎ رنگین کہ کردیخۂ مژگان
اینچنین ہ لعل و گہر کہ ریخت بدامانم اینچنین ہ مین حضرات شیعہ سے پوچہتا
کہ صحابۂ کبار آور مہاجرین وانصار مصیبت اور رنج کیوقت مین حضرتؐ
شریک ہوئے یا نہین آور مال آور جان اور عزت اور ابرو کو آپ پر
کیا یا نہین حضرت کے پیچہے اونہون نے اپنے عزیزون اور قریبونکو
یا نہین اسلام کے پہیلانے مین اونہون نے تکلیف اور ایذا پائی یا نہین
پس یا ایسے بدیہیات سے انکار کیجیئے یا اقرار چونکہ انکار کرہی نہین
اسلیئے لازم آیا کہ اقرار کرین آور اگر اونکی محنتون اور کوششونکا اقرار
تو پہر ذرا انصاف بہی کرین کہ جسکے پیچہے اونہون نے یہہ تکلیفین گوارا کی

اونکی

تمہاری نگاہ مین کیا کچھ بھی قدر و منزلت اونکی نہوگی اور جسکی خاطر اونہون نے
گھر بار کو چھوڑا ہوگا اوسکے دلمین کچھ بھی محبت اونکی نہوگی جسکے یار
غار تو علی مرتضے ہی کی قسم ہے کہ اگر مصیبت کیوقت مین کوئی تمہارا شریک
حال اور دکھ درد کی حالت مین کوئی تمہارا ساتھ دے اور اپنے بھائی بندونکو
چھوڑ کر تمہارے ہمراہ ہوئے اور اپنی جان و مال کو تمہارے پیچھے ضایع کرے
تو تمہاری نگاہ مین اوسکی کچھ عزت اور تمہارے دلمین اوسکی کچھ محبت ہوگی
دنیا مین اگر ہوے تو وہی مہاجرین اور انصار کی نسبت حضرت کیطرف سے سمجھو
اور انصاف کرو کہ جسوقت لوگ چارونطرف سے یا ساحر یا مجنون کہکر آپکا دل
دکھاتے ہونگے اوسوقت جو لوگ یا رسول اللہ صلعم اور یا حبیب اللہ کہکر آپ کو
پکارتے ہونگے اور جبکہ خویش و اقارب آپکے آپکو ستاتے اور تکلیفین دیتے
ہونگے اوسوقت جو لوگ اپنا سینہ سپر کردیتے اور حضرت کو بچاتے ہونگے
اونکی اس اعانت کی کیا کچھ قدر و منزلت آپکے نزدیک ہوتی ہوگی اسے
انصاف کی آنکھ بند نکرو تو صحابۂ کرام کے مرتبونکی کوئی انتہا نہین ہے
نہین شخص اس دنیا مین ایسا ہے کہ اب اونکے مرتبہ پر پہنچے اور اونکے سا
جو بہا سکے کہان ہین اب رسولخدا کہ وہ دعوت کرین اور اونکے کنبہ
قبیلہ کے لوگ اونکو جھٹلاوین اور ہم مین سے کوئی سامنے آکر صدقت
یا رسول اللہ کہکر آپکے دل کو خوش کرے کہان ہے وہ وقت کہ پیغمبر خدا
ہجرت کرین اور غار مین جاکر چھپین اور کوئی ہم مین سے اوسوقت ساتھ
ہولے اور یار غار کہلاوے کہان ہے وہ زمانہ کہ فقرا و مہاجرین کو لیکر

حضرتؐ مدینہ مین پہنچین اور مدینہ والے اپنے اوپر مصیبت گوارا کر
اپنے گہر ونمین ٹہراوین اور انصار کہلاوین کیا اب پہر وہ دن مل سکتے
کہ پیغمبر خداؐ بدر کی لڑائی پر جاوین اور ہم لوگ حضرتؐ کے ساتہہ ہوان
مدد کے لئے خدا ملائکہ کو بہیجے اور لقد رضی اللہ عنہم کہکر اپنی رضا
ظاہر فرماوے اسے ہہائیو وہ زمانہ گذر گیا وہ وقت باقی نہین رہا جنکو
نعمت ملنے والی تہی اونکو مل گئی جنکو یہہ دولت حاصل ہونیوالی تہی
مین داخل ہوگئے جو انصار مین شامل ہونیوالے تہے وہ انصار مین
ہوچکے اب ہزار جان ومال کو کوئی نثار کرے مگر والسابقون الاو
من المہاجرین والانصار کی فضیلت پا نہین سکتا تمام جہان کی
کوئی لٹا وے مگر اصحاب بدر یا یاران بیعت الرضوان مین داخل نہین
ان دولتون کو لینے والے لیگئے ان نعمتونکو لوٹنیوالے لوٹ لیگئے
حریفان بادہا خوردند ورفتند ٭ تہی خمخانہا کردند ورفتند ٭ اے
جن لوگون نے بلاواسطے پیغمبر خداؐ سے تعلیم پائی اور جن شخصو
صاحب شریعت سے ہدایت حاصل کی کیونکر تمہارے دلمین اونکی
اور تمہاری نظر مین اونکی قدر ومنزلت نہین ہے کیا تمہاری عقل
قبول کرتی ہے کہ اون ہزارون لاکہون آدمیون مین جو برسون پیغمبر
کی صحبت اور رفاقت مین رہے جنکے دل پر ایمان کا کامل اثر ہوا
بیشمار آدمیون مین جو نمازون اور جہادون مین حضرتؐ کے شر
کوئی اسلام پر ثابت قدم نرہا باوجودیکہ حضر اور سفر مین آپکے ہمرا

شب و روز اپنے کانوں سے وعظ و نصیحت سنتے رہے اپنی آنکھوں سے جبرئیلؑ
کا آنا وحی کا لانا دیکھتے رہے لیکن اپنے نفاق اور کفر سے والعیاذ باللہ
بنہ باز نہ آئے گو کہ حضرتؐ نے طرح طرح کے معجزے اونکو دکھلائے
انواع انواع کی دعائیں اونکے حقمیں فرمائیں لیکن نہ کسی معجزہ کا اونپر اثر
ہوا نہ کوئی دعا اونکے حق میں مقبول ہوئی بھلا انصاف کرو کہ کوئی مسلمان
ایسا عقیدہ رکھیگا اور اپنے پیغمبرؐ کی شان میں داغ لگاویگا اور اوسکے
تمام شاگردوں اور کل مریدونکو کافر اور مرتد کہیگا ذرا تو سوچو کہ اگر
کسی عالم کے تمام شاگرد جاہل رہیں اور کسی امیر کے مصاحب سب کے سب
بدظن ہوں اور کسی ولی کے مرید کلہم اجمعین فاسق و فاجر ہوں تو کیا
اوس سے کچھ بدظنی اوس عالم اور اوس امیر اور اوس ولی کی نسبت
لوگونکو نہوگی بیشک ضرور ہوگی پس اسیطرح پر تمام صحابہ کے کفر اور
ارتداد پر اعتقاد رکھنا در پردہ حضرتؐ کی نبوت میں داغ لگانا ہے و
نعوذ باللہ من ذلک **یقول المتمسک بولایۃ علیؑ**
بن ابیطالب یہہ دلیل عجیب و غریب دلیل ہے کہ جسکا صغریٰ و
کبریٰ اور نتیجہ کا کچھہ پتا نہیں ملتا ہے تقریر عامیانہ ہے مبتنی اوپر
اقناعیات اور دعاوی بلا دلیل کے کاش صغریٰ و کبریٰ منطق کی بھی
پڑھہ لی ہوتی کہ ایسی تقریر مختل النظام واقع نہوتی بعد بہت فکر و غور کے
ماحصل تقریر یہ معلوم ہوا کہ بدیہیات سے ہے کہ ثلثہ اور کل مہاجر و انصار
متبعیت جناب رسول خداؐ میں کامل تھے اور نہایت سختیاں اور مشقتیں

راہ خدا مین اوٹھائین اور خود رسول خدا سے تعلیم پائی اور جو ایسے ہین
وہ منافق اور مرتد نہین ہو سکتے نتیجہ یہہ کہ خلفاے ثلثہ اور مہاجرین
انصار مرتد اور منافق نہین ہو سکتے جواب اجمالی یہہ ہے کہ بداہت
نہین ہے مگر بداہت وہم کہ جسکا منشا سفاہت یا غباوت فہم ہی جس میں
مین آج بارہ سو برس سے ہزارون عقلا اختلاف کرتے چلے آتے ہین اگر وہ بدیہی
بدیہی ہے تو پہر نظری کس جانور کا نام ہے جناب والا شیعہ کسی مقدمہ کو بھی
آپکے مقدمات دلیل سے مسلم نہین رکھتے نہ تو اسکو مانتے ہین کہ آپکے ثلثہ
متابعت جناب رسول خدا مین کامل تھے بلکہ اونکو متابعت حرص و ہوس مین کامل
سمجھتے ہین نہ اسکو مانتے ہین کہ اونہون نے راہ خدا مین کچھہ اذیتین اوٹھائین
بلکہ جو اذیتین اوٹھائین راہ طلب جیفۂ دنیا مین اوٹھائین چنانچہ جناب
رسول خدا صلعم کے سامنے اموال غنائم سے متمتع ہوئے اور بعد اونکے تو اونکی آل کا
حق اونکی اولاد کا چھینا اور نہ اونمین تعلیم جناب رسول خدا صلعم کا کچھہ اثر ہوا بلکہ
اور نہ اونہون نے مثل ابوجہل اور ابولہب کے معجزات کے دیکھنے سے ہدایت
پائی و نعم ما قال الجامی سہ آنکہ اوروی بہبود ندشت * دیدن روی نبی
سود ندشت * اور نہ شیعونکا اعتقاد بہ نسبت کل مہاجر و انصار کے ایسا
ہے کہ کلہم موسوم بخیر و خوبی و حسن عاقبت ہین کما قال التفتازانی فی شرح العقائد
لیس کل صحابی معصوما ولا کل من لقی النبی صلعم بالخیر موسوما آپ بعض
کی بہ نسبت ایسا سمجھتے ہین کہ وہ مدارج عالیۂ ایمان اور ایقان پر فائز ہوے اللہ
ولاکن قلیل ما ہم ولیس لمثلاثتکم منہا نصیب پس اگر مراد موضوع کبری

ایسے لوگ ہین تو البتہ وہ منافق اور مرتد نہ تھے لیکن اس صورت مین صغریٰ
غیر مسلم ہے اور اگر مراد ویسے لوگ ہین یعنے طالبین جیفۂ دنیا تو کبریٰ غیر مسلم
ہے اور اگر محمول صغریٰ مین ایسے اور موضوع کبریٰ مین ویسے یا بالعکس مراد
ہین فلم یتکرر الاوسط اب ہم آپکے فقرات شکلی سے فقرات لیشت اعلوی
اہلبیت ع کو توڑتے ہین قولہ جب کہ ہم خلفاے راشدین اقول
جبکہ ہم خلفائی غیر راشدین اور اکثر انصار و مہاجرین کے حالات پر نظر
کرتے ہین اور اونکے چال وچلن پر جو خود جناب رسولخدا ص اور اونکے اہلبیت
کے ساتھ کیا خیال کرتے ہین تو اوس سے ہمکو یقین کامل ہوتا ہے کہ وہ ہر
قدم راہ مخالفت پر چلتے تھے اور اپنی حرص و ہوا کو ہر کام مین دخل دیتے
شب و روز خدا اور رسولخدا کی راہ رضا سے ہارب اور جیفۂ دنیا کے
طالب رہتے تھے اور اونکے دوست بھی جب اپنے صحاح کو بنظر انصاف
دیکھین تو اس سے انکار نہین کر سکتے اور بہت سے آیات اور روایات
اسپر شاہد ہین بمقتضائے ما یدرک کلہ لا یترک کلہ بعض کیطرف اشارہ کیا جاتا ہے
پس مہاجرین و انصار مین سے ہین وہ طالبین دنیا جنکی شان جلالت نشان
مین تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الاخرۃ خداوند عز وجل فرماتا ہے
یعنی اے صحابۂ پیغمبر ص تم لوگ خواہان مال دنیا ہو اور خدا چاہتا ہے تو آ
خرت کو کما مرت الاشارۃ الیہ آنفا اور پھر فرماتا ہے منکم من یرید
الدنیا ومنکم من یرید الاخرۃ یعنی اے صحابہ تم سے بعض طالبین دنیا
ہین اور بعض طالبین آخرت ہین اب ہم آپسے پوچھتے ہین کہ جن لوگون

مسا

کے آپ مدعی کمال دینداری ہین اونکے حق مین خدا گواہی دنیا طلبی کی
دیتا ہے پس یا اپنے تئین آپ سچا کہیئے یا آپنے خدا کو سچا کہئے خدا کو
معاذ اللہ جہوٹہا کہی نہین سکتے تو لازم ہوگا کہ اپنے تئین جہوٹہا فرمائے
اور دعویہای بے سروپا سے ہاتھ اوٹھایئے اور سنیئے اونہین مہاجرین
انصار مین سے ہین وہ لوگ جنکی شان مین خدا فرماتا ہے تسرون الیہم
بالمودة وانا اعلم بما اخفیتم وما اعلنتم ومن یفعله منکم فقد
ضل سواء السبیل خلاصہ یہہ ہے کہ اے اصحاب پیغمبر جو تم لوگ دوستی
کفار دلونمین چھپاتے ہو ظاہر اور باطن تمہارا ایک نہین ہے اور مین
خوب جانتا ہون جس چیز کو تم چھپاتے ہو یعنی کفر کو تم چھپاتے ہو اور
ایمان کو ظاہر کرتے ہو یا محبت کفار کو چھپاتے ہو اور محبت مومنین
ظاہر کرتے ہو اور جو شخص تم مین سے ایسا کرتا ہے بہ تحقیق کہ وہ گمراہ ہے
راہ راست سے انتہی محصلاً انہون صاحبہی قدم بقدم پیغمبرؐ کے چلے
اور حرص و ہوا کو دخل نہ دینا اور شب و روز خدا اور رسول کی رضا کے طالب
رہنا ہے کہ دشمنونسے ملیئے اور خدا اور رسولؐ کے راز کو فاش کیجیے
نہین سمجھتے کہ اگر دینداری و دین طلبی اسی کا نام ہے تو نے دینی کسکو کہین
اور اونہین مہاجر و انصار مین سے ہین وہ لوگ جنکی شان مین ہے واذا رأوا
تجارة او لهوا انفضوا الیها وترکوک قائما قل ما عند الله خیر من اللهو
ومن التجارة یعنے جب دیکھتے ہین اصحاب کسی تجارت کو یا لہو و لعب
تو جاتے ہین طرف اوسکے اور چھوڑ دیتے ہین تجکو کہڑا ہوا نماز مین کہ

کہو

کہ جو کچھ خدا کے نزدیک ہے وہ بہتر ہے لہو اور تجارت سے انتہی کیون مگر دینداروں کے یہی حال اور چلن ہین کہ پیغمبرؐ کو تنہا نماز مین چھوڑ کر نماز کو توڑ کر عبادت خدا سے مونہہ موڑ کر واسطے سننے صدائے دف طبل کے دوڑ کر جائین اور تجارت کو عبادت خدا پر مقدم جانین کاش پیغمبرؐ کو تنہا نماز مین چھوڑ کر اکتفا کرتے یہہ حضرات تو پیغمبر صاحب کو نرغۂ کفار مین تنہا چھوڑ کر رو بفرار لاتے تھے اور مصداق فولیتم مدبرین کے ہوجاتے تھے اگر سب مہاجر و انصار کا چلن اچھا تھا تو کیون مصداق فقد باء بغضب من اللہ وماوٰھم جہنم و بئس المصیر کے ہوتے کیون فرار من الزحف کرتے اور خلفاے راشدین کا بھاگنا اُحد مین حُنین مین تو متفق علیہ بین الفریقین ہے پس جب تک جناب رسولخداؐ کا فرار مین معاذ اللہ پیش قدم ہونا نہ ثابت کیجئیگا تب تک خلفائی راشدین کا قدم بقدم چلنا نہ ثابت ہوگا اب دو ایک حدیثین بھی سن لیجئے کہ جس سے کامل الاتباع ہونا خلفاء کا اور کل مہاجر و انصار کا بخوبی واضح ہوجائے صحیح مسلم مین اور تفسیر دُر منثور مین حذیفہ سے روایت ہے وَاللفظ للاٰخیر کہ لیلۃ الاحزاب مین ہم جناب رسولخداؐ کے ساتھ تھے وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ یصلی من اللیل فی لیلۃ باردۃ لم ار قبلہ ولا بعدہ بردا کان اشد منہ یعنی جناب رسولخداؐ نماز شب پڑھتے تھے اور وہ رات ایسی سرد تھی کہ مینے کبھی ایسی سردی پیشتر اس سے دیکھی تھی نہ بعد اسکے فقال الا رجل یذھب الی ھؤلاء فیاتینا

يعود هيثم جعله الله معي يوم القيامة يعنے آيا كوئی شخص ايسا ہے جو
لشكر كفار كيطرف جاوے اور اونكی خبر لاوے اور جو شخص ايسا كرے يعنی
خبر كفار لاوے تو عوض مين اسكے خداوند عز وجل اوسكو روز قيامت كے
ميرے ساتھ كريگا قال فما قام منا انسان قال فسكتوا ثم عاد فسكتوا
حذيفہ كہتے هين پس هم مين سے كوئی شخص نہ اوٹھا اور سب نے سكوت
كيا پھر حضرت نے مكرر اسی سخن كا اعادہ فرمايا مگر كسی نے جواب نديا تب
انحضرت نے فرمايا يا ابا بكر فقال استغفر الله و رسوله يعنی بالخصوص
يار غار كا نام نامی ليكر پكارا تب بهی خليفہ صاحب نہ اوٹھے اور بڑے ہی اپڑ
فرمانے لگے كہ خدا اور رسول مجكو معاف ركھين ثم قال ان شئت ذهبت
پھر جناب رسول خدا نے فرمايا كہ اگر تو چاہتا تو جا سكتا تہا فقال يا عمر
فاستغفر الله و رسوله ثم قال ان شئت ذهبت جب حضرت ابوبكر
نہ اوٹھے تب انحضرت نے بالخصوص نام نامی خليفہ ثانی ليكر پكارا اونہون
نے بهی بڑے ہی بڑے كہا كہ مجكو بهی معاف كيجيے انحضرت نے فرمايا
كہ تو بهی اگر چاہتا تو جا سكتا تہا ثم قال يا حذيفة فقلت لبيك
فقمت حتى اتيته پہر حضرت نے فرمايا ای حذيفہ پس مينے كہا
لبيك اور اوٹھا اور حاضر خدمت بابركت ہوا الحديث كيون حضرت
يہی تبعيت كامل اور رضا طلبی خدا و رسول اور خدمتگزاری اور ادای حق
رفاقت تہا كہ وہ حضرت پكارا كرين اور كوئی صاحب جواب نہ دين اور
دم بخود ہو كے پڑے رہين اور جب نام بنام پكارين تب بهی حاضر خدمت نہون

اور قبل اسکے کہ وہ حضرت تکلیف کسی کام کی دین پڑے پڑے ایک کہے
مجھے معاف رکھیئے دوسرا کہے مجھے معاف رکھیئے سبحان اللہ کیا محبت
تہی اور کیا اطاعت تہی جسپر حضرات اہلسنت کو ہزار جان سے قربان ہونا
چاہیئے اور اگر کاش کہین سے مال غنیمت یا زکوٰۃ آیا ہوتا تو بہت جلد
اوٹھ کر دوڑتے کیا خوب گنواری مثل یاد آئی ہے کام کی چور نوالے حاضر
اور حدیث سنئے صحیح بخاری بعد کتاب المباری نکالئے اوسمین حضرت
صدیقہ فرماتی ہین کہ ایک روز جناب رسولخدا نے برسر منبر فرمایا من
یعذرنی فی رجل قد بلغنی اذاہ فی اھلی یعنی کون شخص ہے کہ
مجکو معذور رکھے سزا دہی مین اوس شخص کی کہ پہنچی ہے میرے تئین
اذیت اوسکی دربارۂ اہل بیت کے فقام سعد بن معاذ الانصاری
فقال یا رسول اللہ انا اعذرك منہ ان کان من الاوس ضربت
عنقہ و ان کان من اخواننا من الخزرج امرتنا ففعلنا امرك قالت
فقام سعد بن عبادۃ الانصاری وھو سید الاوس وکان قبل
ذلك رجلاً صالحاً ولکن احتملتہ الحمیۃ فقال لسعد کذبت
لعمر اللہ لا تقتلہ ولا تقدر علی قتلہ فقام اسید بن حضیر وھو
ابن عم سعد بن معاذ فقال لسعد بن عبادۃ کذبت لعمر اللہ
لنقتلنہ فانك منافق تجادل عن المنافقین فتثاور الحیان
الاوس والخزرج حتی ھموا ان یقتتلوا ورسول اللہ
قائم علی المنبر فلم یزل رسول اللہ یخفضھم حتی

سکتوا وسکت انتہی محصل یہہ ہے کہ سعد بن معاذ انصاری اوٹھہ کھڑا ہوا
اور کہا کہ مین معذور رکھتا ہون آپکو اوس موذی سے اگر وہ قبیلۂ اوس
سے ہے تو مین اوسکی گردن مارونگا اور اگر ہے ہمارے برادران خزرج
سے پس جو آپ اوسکے بارہ مین حکم فرمائینگے ہم آپکے امر کے تعمیل کرینگے
حضرت صدیقہ فرماتی ہین پس اوٹھا سعد بن عبادۂ انصاری اور وہ
سردار اوس تھا اور قبل اسکے مرد صالح تھا لیکن برانگیختہ کیا اوسکو حمیت
جاہلیت نے پس کہا سعد بن معاذ سے قسم خدا کی تونے جھوٹھ کہا تو اوسکو
نہین قتل کر سکتا ہے اور نہ تیری مجال اوسکے قتل کرنے کی ہے پس اوٹھا
اسید بن حضیر ابن عم سعد معاذ اور کہا سعد عبادہ سے قسم خدا کی تو جھوٹھ
کہتا ہے بر آئینہ ہم اوسکو قتل کرینگے اور تو خود منافق ہے کہ منافقونکی
جانب داری کرتا ہے پس جوش و خروش مین آئے دونو قبیلے اوس و خزرج
اور قصد کیا باہم قتال کرنیکا درحالیکہ رسول خدا منبر پر کھڑے ہوئے ہین پس
آنحضرت نے دونونکے شور و شغب کو پست کیا یہانتک کہ اونھون نے سکوت
کیا اور حضرت بھی ساکت ہو گئے انتہی اب ملاحظہ فرمایئے اس حدیث صحیح
بخاری کو کہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ بعض صحابہ کس قدر بے باکی اور
بے اعتنائی اور وقاحت اور بیحیائی مین کامل تھے کہ جنکو جناب رسولخدا
کا مطلق پاس ادب نہ تھا اور کس قدر نفسانیت اونپر غالب تھی کہ دین
ایمان کا کچھ لحاظ نہ تھا اور موذیان رسولخدا کی جانبداری پر کمر باندھتے تھے
کیونکہ حضرت صحابہ کا ہر نفس طالب رضای خدا اور رسول ہونا ہی کا

نام ہے اور اپنی ہوا و ہوس کو مداخلت نہ دینا اسی کو کہتے ہین اور قدم بقدم
پیغمبرؐ کی راہ پر چلنے کے یہی معنی ہین یہہ تہا حال اون صحابہ کا جو بشہادت
صادقہ صدیقہ صالحین مین سے تہے فما ظنك بالطالحين منهم
ولاكن اذا لم تستحي فقل ما شئت اور حمیدی نے جمع بین الصحیحین مین
روایت کی ہے ان اناسا من الانصار قالوا يوم حنين حيث افاء
الله على رسوله من اموال هوازن ما افاء وطفق رسول الله يعطى
رجالا من القريش المائة من الابل فقالوا يغفر الله الرسول يعطي قريشا
ويتركنا وسيوفنا تقطر من دمائهم وقال الحميدي عن انس ان الانصار
قالت اذا كانت الشدة فنحن ندعى ويعطى الغنائم غيرنا خلاصہ جب روز
حنین خدا نے غنیمت مال ہوازن عنایت کی تو جناب رسولخداؐ نے بعض
سی کچھہ قریشیونکو سو سو شتر دئے پس کہا انصار نے کہ خدا مغفرت کرے
رسولؐ کی کہ وہ قریش کو دیتے ہین اور ہمکو نہین دیتے حالانکہ ہماری تلوارون
سے خون قریش ٹپکتا ہے حمیدی کہتا ہے کہ انس نے یہہ بہی روایت کی
کہ انصار نے کہا کہ جب وقت شدت ہوتا ہے تو ہم پکارے جاتے ہین اور
اموال غنایم ہمارے غیرونکو دئے جاتے ہین انتہیٰ اس حدیث سے کیسی قدر
دنیا طلبی صحابہ کی معلوم ہوتی ہے کہ جناب رسولخداؐ کو معاذ اللہ متہم
بخیانت اور عدم عدالت کرتے تہے بلکہ جیسا کہ صحیح بخاری اور بیضاوی
مین ہے بعضے کمال وقاحت سے برو و آنحضرتؐ کے کہتے تہے اعدل
یا محمدؐ اور وہ حضرتؐ اپنے خلق عظیم سے جواب دیتے اسیقدر ارشاد

فرماتے تھے ویحک ان لم اعدل فمن یعدل الغرض حرص و ہوا اسمین
دنیا کی حب حیات رسولخدا میں باین مرتبہ ہو کہ موجب ان سے باکیون
کی ہو سیانتک کہ خدا بھی اونکی شان مین فرمائے منہم من یلمزک فی
الصدقات فان اعطوا منہا رضوا وان لم یعطوا منہا اذا ھم
یسخطون پس اسی پر قیاس کرنا چاہیئے کہ بعد وفات اونحضرت کے
حرص و ہوا سے کیا کیا نہ اونسے سرزد ہوا ہوگا یہہ تھا مختصر حال حضرات
ثلثہ اور اکثر مہاجرین اور انصار کا جو سامنے جناب رسولخدا کے تھا اگر
بالتفصیل لکھا جائے تو ایک دفتر طویل بھی گنجایش نکرے لیکن حال مابعد کا
اونحضرت کے پس اوسکا احصا تو ممکن ہی نہیں ہے اور کیونکر ایسا ہوتا
حالانکہ خود جناب رسول خدا فرما گئے تھے انی لست اخشی علیکم
ان تشرکوا ولکن اخشی علیکم الدنیا ان تنافسوھا کما فی البخاری
یعنی بعد اپنے تم سے اس بات کا ڈر مجھے نہیں ہے کہ تم لا الہ الا اللہ
چھوڑ کر پھر مشرک ہو جاؤ گے لیکن مین ڈرتا ہون اس بات سے کہ حرص دنیا
تمکو گمراہ کرے گی اور تم بالکلیہ طالب دنیا ہو جاؤ گے جیسا کہ یہہ حدیث
صحیح بخاری مین موجود ہے اور بھی اوسی صحیح بخاری مین ہے کہ جناب
رسولخدا نے فرمایا انکم ستحرصون علی الامارة وستکون ندامة
یوم القیامة یعنی قریب ہے کہ تم حرص امارت و ریاست کرو گے
اور یہہ امر تمہارے لئے روز قیامت موجب ندامت ہوگا **قولہ** اور اپنی
جانون اور مالونکو نہایت خوشی سے حضرت پر فدا کیا **اقول** حضرات ثلثہ

کے مال فدا کرنیکا حال جہان آپنے ایمان کو زبردستی اونکے گلے مڑھا ہے
علی التفصیل معرض بیان مین آویگا بالاجمال یہہ ہے کہ ہمیشہ اباعن جد مفلس مفلوک
اور قلندر صعلوک تھے جب صاحب ذوالفقار حیدر کرار ع کی جوتیونکے صدقہ
سے کچھہ استطاعت بہم پہنچائی تو ظنت و بخل اس قدر دامنگیر ہوا کہ روز نزول
آیہ نجوی انفاق ایک درہم سے بھی مونہہ چرایا یہانتک کہ حضرت ابی ذر رض
عثمان غنی کو دیکھکر آیہ یوم تکوی بہا جباھہم وجنوبہم پڑہتے تھے
چنانچہ شاہ جی دہلوی بہی اثبات خرافت ابی ذر مین اسکے مقر ہین اور یہی سبب
ہوا اونکے اخراج بلد کرنیکا حالانکہ یہہ وہ بزرگ ہے جسکے حق مین جناب
رسولخدا ص نے فرمایا ما اقلت الغبراء وما اظلت الخضراء علی اصدق
لہجۃ من ابی ذر یعنے نہین اوٹھایا زمین نے اور نہین سایہ ڈالا آسمان
نے کسی پر کہ صادق اللہجہ تر ہو ابی ذر سے باقی رہا جانونکا فدا کرنا آپس بعض
و لیتم مدبرین سے بہت ظاہر ہے حالانکہ خداوند عز و جل نے کس تاکید
سے فرمایا تہا فلا تولوھم الادبار ومن یولھم یومئذ دبرہ الی
ان قال فقد باء بغضب من اللہ وماواہ جہنم و بئس المصیر
یعنی اے مسلمانو جب صف جنگ مین کفار سے ملاقات کرو تو اونکو پشت
نہ دو اور جو شخص کہ پشت دیگا وہ گرفتار غضب خدا ہوگا اور جگہ اوسکی جہنم
ہے اور کیا بری بازگشت ہے مگر صحابہ کبار و یاران جان نثار کو بروقت
کارہمیشہ جز فرار کے کچہ نہ سوجہتا تہا بہلا فرمایئے تو کس شخص کو کفار نابکار
سے آپکے خلفاء عالی وقار نے زیر شمشیر آبدار کیا اور جز فرار کے کہان ثبات قدم

اخوی

اختیار کیا ہے رسولخدا باعلائی ندا فرماتے تھے اِلَیَّ اَیْنَ یَا مَعْشَرَ المسلمین
مگر کوئی صاحب مسلمانون مین سے نہ سنتے تھے کبھی فرماتے تھے یَا اَصحابَ
اَلْبَقَرَۃ مگر اونکو جز گاوتازی اور دغا بازی کے کچھہ نہ سوجھتا تھا یار غار
نہین معلوم کہ کس غار تیرہ و تار مین چھپ جاتے تھے کہ مور و مار تک بھی
اونکا پتا نہ پاتے تھے حضرت آقای نامدار افلح شہسوار کے خود اپنی تعریف
فرار مین زبان گہربار سے اقرار فرماتے ہین کہ لَمَّا کَانَ یَوْمَ اُحُدٍ ھُمْ منا
فَفَرَدْتُ حَتّٰی صَعِدْتُ الْجَبَلَ فَلَقَدْ رَایْتُنِی اَنْزُو کَاَنَّنِی اَرْوِیَۃٌ کما
رواہ السیوطی فی المنثور یعنی بھاگا مین اور پہاڑ پر چڑہ گیا اور اسطرح
اوچکتا تھا جیسی مادہ بز کوہی اوچکتی ہے حضرت عثمان ایسا بہاگے تھے
کہ تین تین روز اونکا پتا نہ ملتا تہا اور جناب رسولخدا فرماتے تھے
لَقَدْ ذَھَبْتَ عَرِیْضًا یَا عُثْمَان کما فی الاستیعاب اَلْغَرَض کیا جان نثار
اور کیا رفاقت شعار تھے کہ رسول ایزد غفار کو مجمع کفار نابکار مین تن تنہا
چھوڑ کر راہ فرار اختیار کرتے تھے آپ اگر اس فرار کا انکار کیجیے تو انکار
کلام اللہ ہوگا پس لاریب کہ اقرار کیجیے اور غایت عتذار آپکا یہ ہوگا کہ
ایزد کردگار نے بخش دیا تو ہم کہینگے کہ اگر کسی بار بخش دیا تو بخش دینا
کار ایزد غفار تہا آپکے خلفا کا اوسمین کیا کردار تہا اور بار بار بخشدینا
ثبوت کمال منہے ہو سکتا ہے اُحد مین خیبر مین حُنین مین ہمیشہ انکی یہی اطوار تھی
ایک خطا دو خطا تیسری خطا تو آپ جانتے ہی ہونگے کہ کون خطا
قولہ اسوقت یاران دینی خود را سپر ساختہ از مشرب عشق اقول

قولہ ابھی تو آپ ہندی مین باتین کرتی تھی دور از حال کونسا اختلال مزاج
صورت زوال اعتدال ہوا کہ موجب تبدیل مقال ہوا اور آپ فارسی چھانٹنے لگے
شاید زبان پر لفظ مشرب کے جاری ہونے سے ہم مشربونکی یاد دلائی
اور از خود رفتگی غالب آئی حالت صحو سے عالم سہو و محو مین جاتے رہے
اور عالم سکر و مستی مین عشق اللہ پاک ذات اللہ پکارنے لگے حالانکہ
اطلاق عشق عرف قرآن و حدیث سے خارج اور مفہوم لغوی مین اسکے
خروج از حد اعتدال داخل ہے اسی سبب سے حکمانے اسکو قسمی از جنون
و مالیخولیا ٹھرایا ہے اور بقول ابن جوزی اطلاق اسکا عرف و لغت مین
علی ما یصح بہ الجماع کے آیا ہے آپ سے آپکے اولیاء اللہ نے کچھ احادیث
مفتعلہ اس باب مین بنا کے المجاز قنطرۃ الحقیقۃ ٹھرایا ہے لیکن مشرب
متکلمین اونکے مشرب سے جداگانہ ہے آپ کہان سے کہان جاتے ہین
ذرا ہوش مین آیئے اور سنیئے کہ سپر جناب رسولخداؐ کی حقیقت مین حفظ
حافظ حقیقی تہا و لہ معقبات من بین یدیہ و من خلفہ یحفظونہ
الآیۃ اور ظاہر مین حفظ و حمایت کرنیوالے اونکے اجلائے قوم تھے مثل
ابیطالب اور علی بن ابی طالب اور جعفر بن ابیطالب اور حمزہ اور عبیدہ
امثالہم نہ اراذل قوم پرانی جوتیان کہانیوالے ابن بعہ کی کہ ایسے لوگون
کی جان تو خود انحضرت کی نعلین مبارک کے صدقہ سے بچتی تھی پس حضرت
بخلق عظیم خود سپر انکی تھے نہ بالعکس کما ستعلم عنقریب قولہ چہ بادہا
کہ نخوردند و چہ مستیہا کہ نکردند اقول ذکر مستی و بادہ خواری در امثال این مقامات

مشعر از رندی و بے باکی ست و یاد دہ از شرب و نوش پیر مغان شماس
شراب نبیذی نوش میمنود و اضر لو الشیطانۃ بالماء میفرمود اگر پیرو
او ہستید البتہ در عالم مستی و بیہوشی و حالت نوشانوشی و گرم جوشی و
ہم آغوشی ساقی ساغر کشی لذت چشی ترکمان وشی افلح منشی بہم رسانیدہ
کہ بپاے گردن صراحی در پیالہ و بادہ کہن سالہ را حوالہ کنند و بخون ارغوانی لعل
تا زیر دامن رنگین و دامان تمنی را بیواقیت و لآلی مثنی گہر آگین سازد آنوقت
در عالم از خود رفتگی شگفتہ باشید سے رنگین کہ کرد دامن تمنا بانم اینچنین
لعل و گہر کہ ریخت بدامانم اینچنین + قولہ مین حضرات شیعہ سے پوچھتا
اقول مین حضرات اہلسنت سے پوچھتا ہون کہ آپکے ثلاثہ کبار اور اکثر مہا
اور انصار بہت بڑے رنج و مصیبت کے وقتو نمین جب جان و آبرو پر آن
اور رسول ایزد کردگار زرغہ کفار مین گھر گئے بلکہ زخمی بھی ہوئے تب
اوس جان جہان کو چھوڑ کر اپنی اپنی جان بچا کر بھاگے یا نہین اور بجز
چند کے جنکو آپ صغار بلکہ نمبر چار مین سمجھتے ہین آپ کے کبار بھی ش
ہوئے یا نہین اور مال اور عزت و آبرو سب کو اپنی جان عزیز پر نثار کیا
نہین اور اپنی جان اور اپنی زن و فرزند کے دھیان مین اور محبت زندگا
دنیاے فانی کے پیچھے آنحضرت کو بلکہ دین و ایمان کو چھوڑا یا نہین آ
ایسے نازک وقتون مین اور ایسے معرکہای مرد آزما مین نام اسلام
مٹا دینے مین کچھ کوتاہی کی یا نہین پس یا ایسے بدیہیات کا انکار ہے
یا اقرار چونکہ انکار کر ہی نہین سکتے اسلیئے لازم آیا کہ اقرار کرین اور اگر

اونکی دغابازیون اور نمکحرامیونکا اقرار کرین تو پھر ذرا انصاف بھی کرین کہ
جسکے ساتھہ انہون نے ایسے برُے وقتونمین دغا کی ہوگی اور ایسی تکلیفونمین
اوسکا ساتھہ چھوڑا ہوگا اوسکی نگاہ مین کیا کچھہ بھی بیدینی اور بے ایمانی
اونکی نہ ثابت ہوئی ہوگی اَے یارو تمکو اپنی عمر عزیز کی قسم ہے کہ اگر کوئی
تمہارے نوالے پیالے مین حاضر اور وقت مصیبت کے تمہارا شریک نہو
اور دُکھہ درد کی حالت مین تمہارا ساتھہ نہدے اور بدروغ واسطے حصول
دنیا کے اپنے تئین تمہارا فدائی کہے اور باطن مین اپنے بھائی بندون سے
جو تمہارے دشمن ہون ملا رہے اور اپنی جان یا مال کو برُے وقتونمین تمسے
عزیز کرے تو تمہاری نگاہ مین کچھہ کور نمکی اوسکی اور ذلت وخواری اوس
تمہارے دلمین کچھہ اوسکی بیدینی اور بے اعتباری ہوگی یا نہین اگر ہوگی
تو وہی مہاجرین فارین اور انصار سے بے اعتباری کی نسبت حضرت صلعم کیطرف سے
سمجھو اور انصاف کرو کہ جسوقت لوگ چارونطرف سے ہزار در ہزار کفار
ستم شعار اُقتلوا السّاحِرَ وَالمجنُون کہکر آپکا دل دکھاتے ہونگے اور درپے
قتل وجرح ہونگے پس جب اون لوگون نے جنسے امید ایسے وقت مین ساتھہ
دینے کی تھی ساتھہ نہ دیا ہوگا اور کچھہ ادا ے حق رفاقت نکیا ہوگا بلکہ
اپنی اپنی جان بچاکر بھاگ کھڑے ہوئے ہونگے اور اونحضرت کو تنہا درمیان
تشنگان خون کے چھوڑ دیا ہوگا تو اونحضرت صلعم کے دلمین ایسے کمینونکی
کیا قدر ومنزلت رہی ہوگی یہہ اطوار تو اونحضرت صلعم کے سامھنے کے تھے
اور بعد اونحضرت کے جو کچھہ کیا وہ عیان ہے کہ نعش مطہر کو بےگور وکفن

چھوڑا اور تجہیز و دفن بادشاہ دین و دنیا سے موںہہ موڑا اور خود مثل نادرشاہ
بادشاہ بن بیٹھے اور اسپر بھی راضی نہوئے فدک تک چھین لیا اور اونکی
اولاد کو نان شبینہ کا محتاج کر دیا اور ایسی حالت ذلت و خواری مین چھوڑ دیا
کہ ہر ایک حجر اور مدر کے نیچے اونکا خون بہایا گیا فالی اللہ المشتکی اور بفرض
محال مثل شریک الباری اگر آنحضرت نے روز غدیر اور بمقامات کثیر
نص اوپر خلافت کسیکی نہ کی ہوتی اور اونکے اہلبیت مین معاذ اللہ کسیکو لیاقت
خلافت بھی نہوتی تو مقتضائی نمک حلالی و وفا شعاری یہہ تہا کہ خلافت
کو خاندان نبوت سے نہ نکال لیتے گو انتظام کار اپنے قبضۂ اقتدار مین رکھتے
مگر خلافت کو مخصوص باہلبیت کرتے تب بہی آنحضرت کی اولاد کو ایک عزت
اور وقعت رہتی اور ہر سفلہ و دون کو ادعای خلافت نہوتا اور ہر فاسق
و فاجر مثل بنی امیہ اور بنی عباس کے طمع خلافت نکرتے اور مدار خلافت
بہبیعت چند اجلاف نکرتے تو اہل شام معاویہ اور یزید کی متابعت کے ذی
مختار نہوتے اور نوبت اسکی نہ پہنچتی کہ معرکۂ کربلا مین کل بہتر دیندار اور
لاکھون بنام مسلمان اور در حقیقت بدتر از کفار بہم پہونچتے اور یہہ خرابیان
جو سبب ہدم بنیان ایمان و اسلام ہوئین نہ پڑتین اے یارو اگر انصاف
کی آنکھہ بند نکرو تو صحابۂ لیام کی شقاوت کی انتہا نہین ہے کہ اونہون
نے خاندان نبوت کو مٹا دیا **قوله** صدقت یا رسول اللہ کہکر آپنے
دلکو خوش کرے **اقول** جن لوگون نے صدقت بتصدیق جنابی لہا
اونکی وہی تعریفین ہین جو آپ اشقیا کے گلے مڑھتے ہین اور جن لوگون نے

فقط لسانی کہا وہ لوگ مصداق قالوا انّک لرسول اللّٰہ واللّٰہ یعلم
انّک لرسولہ واللّٰہ یشہد انّ المنافقین لکاذبون کے ہین **قولہ**
یار غار کہلاوے **اقول** سہ بس کن حدیث غار کہ عارست نزد عقل +
آن حزن وبیقراری شیخ معمّرم + یار غار سے جو اذیتین انحضرت کو پہنچین
اوسکا چرچا آجتک زبانون پر ہے اہلسنّت سیکڑون تاویلین کر کے
چھپاتے ہین اور بے صرفہ باتین بناتے ہین ولاکن لن یصلح العطّار
ما افسد اللّٰہ ہر حقیقت مین بجاے یار غار اگر کوئی مار زہردار ہوتا تو
خلیفہ صاحب کے زہر بولنے سے اوسکا ضرر کم ہی ہوتا ونعم ماقال السعدی
سے تر اژدہا گر بود یار غار + ازان بہ کہ جاہل بود غمگسار + **قولہ**
بدر کی لڑائی پر جاوین الی قولہ لقد رضی اللّٰہ عنہم کہکر اپنی رضامندی
ظاہر کرے **اقول** یہہ بات کبھی گوش زد ہمارے نہین ہوئی کہ بالخصوص
اہل بدر کی شان مین خدا نے کہین لقد رضی اللّٰہ عنہم فرمایا ہے بلکہ اس
کلام اللّٰہ مین جو اہلسنت واسطے پڑھنے تراویحون کے ازبر کرتے ہین
اس مین تو کہین لقد رضی اللّٰہ عنہم موجود ہی نہین ہے آیہ سے ان قرآنون
مین جنکو حضرت عثمان محرق القرآن نے جلایا شاید کہین موجود ہو اور
آپکو شاید کوئی نسخہ جلا ہوا اوسمین سے مل گیا ہو لیکن مشکل یہہ ہے کہ آج
کوئی مفسّر اور محدث بہی تو نہین لکھتا ہے کہ لقد رضی عنہم اہل بدر کی
شان مین نازل ہوا جناب والا جوسا بقین اہلسنّت نے اہل بدر کی شان مین
بنایا تہا وہ خود کیا کم تہا کہ آپکو نئی تصنیفونکی احتیاج اونکی شان مین پڑی

اس سے بڑھکر کیا ہوگا کہ خدا نے اونکو بقول اہلسنت اجازت تامہ عامہ کل
فسق و فجور کی علی کر الدہور و مر الشہور دی ہے اور فرمایا کہ اعملوا ما شئتم
فانی قد غفرت لکم بعد از بدر کے جو اونکا جی چاہتا زنا اور لواطہ اور شرب
خمر اور قتل نفوس کرتے اور خلیع العذار اور گسستہ مہار رہتے اس سے بڑ
اور کیا فضیلت ہوگی کہ آپنے زاد نغمۃ علی الطنبور کیا اور لقد رضی اللہ
عنہم بہی اوسپر رکھہ دیا آپنے مومنین کی شان مین رضی اللہ عنہم شان
لقد رضی اللہ عن المومنین کے وارد ہے پس وہ مخصوص مومنین ہے آپکے ثلاثہ
کو جنکا ایمان ہی ثابت نہین اور اسیطرح منافقین اور مرتدین کو اس سے کچھ
نہین ہے فاسئل بہ بصیرا العالک ماکنت بہ خبیرا ولیضحکوا
قلیلا ولیبکوا کثیرا قولہ والسابقون الاولون من المہاجرین
والانصار اقول یہ آیہ شریفہ مثل آیۂ سابقہ البتہ بالخصوص فضیلت
پر اون مومنین کے دلالت کرتا ہے جو سابقین اولین سے تہے خواہ
مہاجرین مین ہون خواہ انصار مین سے نہ منافقین مہاجرین اور انصار
سابقین سے ہون خواہ لاحقین سے اسلئے کہ اونکی مذمت پر ہزار
آیتین اور حدیثین دلالت کرتی ہین بالجملہ تعریف اونہین مہاجرین
انصار کی ہے جو للہ فی اللہ ایمان لائے اور اوس ایمان پر مرتے دم
قایم رہے آپ ناحق منافقین اور مرتدین کو انمین داخل کرتے ہین
اپنے ثلاثہ کی خبر لیجئے اور اونکا ایمان ثابت کیجئے آپکو مومنین مہاجرین
اور انصار سے بحث کرنا لغو ہے اسلئے کہ شیعہ جملہ مومنین خالص

خواہ سابقین سے ہوں خواہ لاحقین سے خواہ مہاجرین سے ہوں خواہ
انصار سے اچھا سمجھتے ہین ولو قل عددھم وقلیل من عبادی الشکور
قولہ اصحاب بدر یا یاران بیعت رضوان اقول اصحاب بدر اور بیعت
رضوان مین بھی تعریف مومنین ھی کی ہے نہ منافقین کی وتسیطھر علیک
نبئھم بعد حین فلکن من المنتظرین قولہ ان دولتونکے لئے لینے والے لیگئے
اقول جسطرح دولت دین کے لینے والے اوسکو لیگئے اوسیطرح دولت
دنیا کے لینے والے بھی دنیا کے مزے لوٹ لیگئے یاران بے وفا اور
حریفان پر دغا نے جس تمنا مین ایک عمر صرف کی تھی اور جسکے واسطے محنتین
اور مشقتین اور اذیتین اوٹھائین تھین بعد جناب رسولخدا اسکا اوسکا موقع
ملا اور نفاق باطنی کا راز پوشیدہ کھلا حریفوں نے بیخوف وخطر نرد دغا
کھیلی اور حسب خواہش دلی مقصود اصلی پالیا ۔ حریفان بادہ ہا خوردند
ورفتند ۔ لیکن جب زمانہ مین آپ ایسے لوگ سڑے مردونکی حمایت کرنے
والے اور سنت خلفای جور کے تھامنے والے موجود ہین تو کہہ سکتے ہیں
۔ ہست محفل بران قرار کہ بود + ہست مطرب بران ترانہ ہنوز قولہ
ای یارو جن لوگون نے بلا واسطہ پیغمبر خدا سے تعلیم پائی اقول جن لوگون
نے تعلیم پائی بایں معنی کہ تعلیم پذیر ہوئے اور ہدایت پائی اور اوس
ہدایت پر باقی بھی رہے ہمارے دلونمین اونکی نہایت محبت ہے اور
ہماری نظرونمین اونکی بڑی قدر ومنزلت ہے مگر جن لوگونمین باوجود
تعلیم اور ہدایت کے کچھہ اوسکا اثر نہین ہوا ہم اونہین کو برا سمجھتے ہین

اور مہتدی نہونا اونکا نقص تعلیم اور نقص ہدایت نہین ہے بلکہ نقص
قابلیت اور نقص لیاقت بسبب سوء اختیار غیر مہتدین کے ہے جیسے
کہ عدم تاثیر قدرت قادر علی الاطلاق ایجاد شریک الباری مین نقص
قدرت نہین ہے بلکہ نقص اس ماہیت کا ہے کہ قابلیت اور لیاقت
خلعت وجود ہی نہین رکھتی اسیطرح نہ مہتدی ہونا فرعون اور ہامان نقص
ہدایت وتعلیم حضرت موسیٰ وہارون نہین ہے اور نہ مہتدی ہونا ا
اور ابولہب کا اور فرعون اور ہامان اس امت کا نقص تعلیم وہدایت
جناب رسولخدا نہین ہے ولنعم ما قیل سے ہر کرا اوروی بہبود نداشت
دیدن روی نبی صلعم سود نداشت + وکذا قال الآخر سے دون شود از قرب بزرگان خجل
+ جیفہ دہد بوی بد از آفتاب + قولہ ان ہزارون لاکھون آدمیون
الی قولہ کسیکے دل پر ایمان کامل کا اثر نہوا اقول اس اضطراب کلام
کا باعث جز فریب دہی عوام کالانعام اور کچھہ نہین معلوم ہوتا ہے کبھی
مدعی حسن وخوبی مطلق صحابہ ہوتے ہین کبھی تخصیص صحابہ کبار کر دیتے
کبھی مطلق مہاجر اور انصار لکھتے ہین ایک صفحہ مین آپ کتنے رنگ
بدلتے ہین آپ یہان پوچھتے ہین کہ کیا کسیکے دل پر ایمان کامل کا اثر
کون کہتا ہے کہ دنیا مین کوئی مومن کامل نہ تہا ہمارے آپکے فرق
ہے کہ آپ کل کو مومن کامل ٹھہراتے ہین جسمین طمع کہ سب کے صدقہ
کچھہ آپکے ثلثہ کو بھی حصہ ملجائیگا ہیہات ہیہات یہ تمنای محال
آپ خود صفحہ اولی مین کہہ چکے ہین کہ تہتر مین سے ایک ہی ناجی

پس وہی ایک کامل الایمان تہا اور شیعونکے نزدیک وہ ایک نہین ہے مگر علی و شیعتہ فانہم ہم الفائزون ــ نہ ابوبکر و اہل سنتہ فانہم ہم الخاسرون **قولہ** جو نماز و نمین اور جہاد و نمین حضرت کے شریک رہے **اقول** منافقین کا نماز و نمین شریک ہونا مصداق یراؤن الناس تہا یعنی بریا و سمعہ تہا اور جہاد و نمین بطمع مال غنیمت تہا پس ایسی نماز نین اور ایسے جہاد کہان موجب ثبات قدم ہو سکتے ہین **قولہ** لیکن اپنے نفاق اور کفر سے باز نہ آئے **اقول** کفار اور منافقین تو کبہی معتقد الوہیت اور نبوت نہ تہے سفر اور حضر مین ساتہہ رہنا اور شب و روز وعظ و نصیحت سننا اگر اونکو مفید نہوا اور معجزات کو اونہون نے سحر پر محمول کیا اور ان ھو الا سحر یوثر کہا اور جبرئیل ع کے تشریف لانیکو اور وحی پہنچانے کو افترے علی اللہ کذبا ام بہ جنۃ سمجہا تو یہ کچہہ جای تعجب نہین ہے کہ یہہ سنت قدیمہ کفار اور منافقین کی بہ نسبت انبیای سابقین کے چلی آتی ہے اگر ایسے کسی قدر آپکو تعجب کرنا ہی تو اس سے کیجیے کہ جو لوگ کسی زمانہ مین ایمان بخدا اور رسول ص لا ئے تہے پہر وہ کیونکر ثابت قدم نہ رہے اور مصداق ثم قست قلوبکم بعد ذلک فہی کالحجارۃ او اشد قسوۃ الآیہ کے ہوئے لیکن یہ بات بہی چندان جای تعجب نہین ہے آپ نے خود صفحہ اولی مین فرمایا ہے لیکن شیطان نے بعد ایمان کے اکثر مسلمانونکو بہکایا انتہی جناب والا شیعہ بہی یہی کہتے ہین کہ اکثر کو بہکایا تو اقل ہی ایمان پر باقی رہے اور اکثر نے ارتداد کیا

اهل کو ایسا ضعیف کر دیا کہ احقاق حق اور ابطال باطل کما ینبغی نہ
فصار اهل الحق مستضعفین مشارق الارض و مغاربها + و
الباطل تملکوا من اخلها و من اهلها و مشاربها قوله کسی معجزہ
اثر اونپر نہوا اور نہ کوئی دعا اونکے حقمین مقبول ہوئی اقول آری منافقین
کفار کی حق مین ایسا ہی ہے کہ نہ کسی معجزہ کا اثر ہوا نہ کوئی دعا کا اثر ہوا اور یہ
ایک سنت قدیمہ ہے اہلسنت کیون نہین نظر کرتی کہ تسع آیات موسے کو کیا
فرعونیون مین اثر ہوا اور دعا ابرہیم کو مغفرت آذر مین بقوله واعفر لابی انه کان
الضالین کب اثر ہوا اور دعا حضرت نوح کو نجات مین اپنی بیٹی کی بقوله ان ابنی
کب اثر ہوا اسیطرح دعای جناب رسول خدا کو کفار اور منافقین کے بارہ
بمقتضای ان تستغفر لهم سبعین مرة لن یغفر الله لهم اگر
نہوا تو کیا جای تعجب ہے قوله کوئی مسلمان ایسا عقیدہ رکھیگا
اقول سوائے آپکے ایسے مسلمان کے کہ جسنے مسلمانی کو چھوڑ کر نصر
کیا ہے سبب سلمانون کی عقیدہ ہے کہ کفار اور منافقین مین معجز
اثر نہونے سے کسی پیغمبر کی پیغمبری مین داغ نہین لگتا ہے بعثت
اور تعین حافظان شرع واسطے اتمام حجت خدا کے ہے تاکہ اہل دنیا
کہین کہ لولا ارسلت الینا رسولا پس اگر اہل دنیا سے کوئی شخص
ایمان نلاوے تو پیغمبر کی پیغمبری اور وصی کا وصی ہونا نہین باطل
حجت خدا بمقتضائی ولله الحجة البالغة تمام ہو جاتی ہے
سیر مین منقول ہے کہ حنظلہ پیغمبر نے بمجرد اسکے کہ اظہار نبوت کیا

بلا

لیام نے اونکو قتل کیا تو اس سے کچھ داغ اونکی نبوت مین نہین لگ گیا مگر
متنصرین داغ لگانے کیواسطے اسلام مین جو چاہین سو کہین **قولہ**
اوسکے تمام شاگردون اور کل مریدون کو کافر اور مرتد کہیگا **اقول**
اگر تمام اور کل سے معنی حقیقی اوسکے مراد ہین یعنی کل الافراد بحیث لایشذ
منہ فرد تو یہہ کذب محض اور افترای بحت ہے اسلئے کہ باتفاق امت شیعہ
علی و اصحابہ کسی زمانہ مین از ابتدا تا انتہا کافر اور مرتد نہ تہی آری امت مین
اختلاف ہی تو اہل سنت ابی بکر و عمر و اخر ابہم مین ہی کہ بعضی اونکو کافر اور منافق
سمجھتے ہین مثل شیعونکی اور بعضے اونکو مومن سمجھتے ہین مثل اہلسنت کی اور اگر تمام اور کل
سے معنی مجازی اوسکے مراد ہین یعنی اکثر تو خود آپ صفحہ اولی مین فرما چکے ہین
کہ شیطان نے بعد ایمان کے اکثر مسلمانون کو بہکایا پس اگر اتنا ہی امر
آپکے لئے موجب بدظنی اور پیغمبری مین داغ لگنے کا ہوا ہے تو آپکے ایمانکا
خدا حافظ ہے اور شاید یہی بدظنی موجب آپکے تنصر کی ہوئی لیکن اسکو
خوب جانئے گا کہ اگر مثل آپکے اور آپکے اوستاد کے ہزار در ہزار بلکہ لاکھون
اور گردن مروڑی مرغیان کہائین تو دین اسلام مین کچہہ خلل نہ پڑیگا
بلکہ آپ خود اسلام سے خارج ہو جاینگے **قولہ** اگر کسی عالم کے تمام شاگرد
جاہل ! **قول** علم عالم اور ولایت ولی اور امیری امیر اگر بجہت شاگردون و
مریدون اور مصاحبون کے ہے جیسا کہ مشہور ہے کہ پیران نمی پرند مریدان
می پرانند تو البتہ شاگردونکی جہالت اور مریدون اور مصاحبونکے نالایق
اور فاجر و فاسق ہونے سے عالمیت اور ولایت اور امارت مین کے شک

بٹّہ لگے گا اور اگر علم اور ولایت اور امارت اوسکی فی نفسہٖ ہے اور صفت ذاتی اوسکی ہے اور بمقتضائی آنکہ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید شاگردون اور مریدون پر موقوف نہین ہے تو اگر تمام شاگرد جاہل ہوگئے اور تمام مرید مرتد ہوئے اور تمام مصاحب فاسق ہوگئے تو اوس عالم اور ولی اور امیر کو کیا ضرر ہے **قولہ** پس اسیطرح تمام صحابہ کے کفر اور ارتداد پر اعتقاد رکھنا **اقول** کفر اور ارتداد قوم حضرت موسیٰ سے بگوسالہ پرستی آپکے نزدیک حضرت موسیٰ عم کی نبوت مین کیا داغ لگ گیا نعوذ باللہ من ذلک الاعتقاد الفاسد اور درحقیقت حضرت موسیٰ کی نبوت مین داغ لگانا جناب رسولخدا صلعم کی نبوت مین داغ لگانا ہے اسلیے کہ وہ حضرت مصدق اونکے تھے فنعوذ باللہ من ذلک بلکہ اسی تقریر سے حضرت عیسیٰ کی نبوت مین بھی داغ لگے گا کہ وہ بھی مصدق حضرت موسیٰ کے تھے تو آپکو کوئی مفر طرف تنصر کے بھی نرہیگا بلکہ نبوت کل انبیا عم مین داغ لگ جائیگا لان کلھم مصدقون لمن مضےٰ و مبشرون بمن یاتی فنعوذ باللہ من ذلک اور اگر کوئی کہے کہ داغ نبوت حضرت موسیٰ بسبب رجوع قوم کے الی الحق مٹ گیا تو ہم کہین گے کہ اسیطرح جب قوم نے رجوع طرف جناب امیر علیہ السلام کے کی تو داغ نبوت جناب رسولخدا صلعم بھی مٹ گیا یہہ تقریر بنابر آپکی تخییل فاسد کے ہے ورنہ ہمنے سابق مین بیان کیا کہ مومنین کاملین اپنے ایمان پر آجتک باقی ہین اور چند منافقین امت نے دنیا طلبون کو بطمع مال و دولت اور بوعدہ ہای

حکومت و ریاست باہم کرکے مومنین موقنین کو بقہر و استعلا استضعف
کر دیا تو اوس سے نبی کی نبوات اور امام کی امامت مین کچھہ داغ نہین لگتا
اسلیے کہ ثبوت نبوت اور امامت بدلائل باہرہ و معجزات قاہرہ متواترہ
ہوتا ہے نہ بگفتہ چند دنیا طلبون کے جنکے کفر و ایمان ہی مین مابین اہل اسلام
جھگڑے پڑے ہوئے ہین پس اونکے حسن و خوبی سے نہ نبوت اونکے
مخالفین ملت کے نزدیک بن جاتی ہے اور نہ اونکے بگڑنے سے بگڑ جاتی ہے
الغرض کفر اور ارتداد حضرات ثلاثہ و اخرابہم سے داغ نبوت جناب رسولخدا
مین لگانا آپ ہی کے ایسے با ایمانونکا کام ہے فنعوذ باللہ ثم نعوذ
باللہ ثم نعوذ باللہ من ذلک قال المخاطب المقام ھداہ الله
سبل السلام تیسری دلیل اسکا کوئی انکار نہین کرسکتا ہے کہ
پیغمبر خدا ایسے وقت مین مبعوث ہوئے کہ لوگ توحید سے منکر ہو گئے تھے
عبادت اور استعانت مین شرک کرنے لگے تھے معاد پر یقین نہ رکھتے تھے
عبادت کے طریقونکو بھول گئے تھے دین ابراہیمی مین تحریفین کرنے لگے تھے
جانورونکی طرح آپسمین لڑتے اور وحشیونکے مانند باہم جھگڑتے تھے
علم اور حکمت سے بے بہرہ ہو گئے تھے اخلاق حسنہ کو چھوڑ کر جاہلانہ
رسمونکے پابند ہو گئے تھے چنانچہ اللہ جلشانہ نے توحید کی بتلانے
شرک کے چھوڑانے عبادت کے طریقے سکھلانے دین ابراہیمی کے
جاری کرنے اخلاق حسنہ کی تعلیم دینے کے لئے حضرت کو نبوت اور رسالت
کا مرتبہ دیا اور تمام بنی آدم کی ہدایت کا بار آپکے اوپر رکھا اور چونکہ بعد

حضرت سے کہ خدا کو دوسرا نبی بھیجنا منظور نہ تھا اور سلسلہ نبوت کا آپ
ذات پر ختم کرنا منظور تھا اسلیئے جو فضائل اور کمالات اور معجزات جا
اور انبیا علیہم السلام کو دیئے گئے تھے وہ سب حضرتکو دئیے گئے اور جا
طریقے ہدایت اور تعلیم کے علحدہ علحدہ اور پیغمبرونکو سکھلائے گئے تھے
وہ سب حضرت کو سکھلائے گئے بلکہ اس نظر سے کہ کوئی فرقہ کوئی گ
آپکی فیضان نبوت سے محروم نرہے اور آپکی ہدایت اور تعلیم مثل بعض ا
نبیون کے بے اثر نہوجائے اور کسیکو کوئی عذر ایمان اور اسلام لانے
باقی نرہے اور کسیکو موقع آپکی نبوت کے انکار کرنیکا نہ ملے وہ معجز
حضرت کو دیئے گئے جو اور کسی نبی کو نہین دئیے گئے اور اون اون باتو
اجازت آپکو دی گئی کہ اور کسی پیغمبر کو نہین دی گئی اسیواسطے آپکی ہد
کا اثر جلد اور کامل ہوا اور کچھ ایک ہی ذریعہ سے نہین بلکہ مختلف ذریعون
سے لوگون نے ایمان کو قبول کیا جو لوگ فصحا اور بلغا مشہور تھے وہ قرآن
کی فصاحت دیکھکر قائل ہوگئے اور جو لوگ علم اور حکمت کا دعوی کرتے تھے
وہ آپکی تعلیم حکیمانہ دیکھکر معتقد ہوگئے جو شخص معجزہ کے طالب تھے
معجزات دیکھکر ایمان لائے جو لوگ شجاعت اور مردانگی مین مشہور تھے
وہ میدان جنگ مین مقابلہ کی تاب لا سکے آخر مغلوب ہوکر مطیع ہوگئے
اور جو غرض اللہ جلشانہ کی آپکی نبوت سے تھی کہ دین اسلام تمام دنیا
مین پھیل جاوے اور سب باطل دینون پر غالب ہوجائے وہ حاصل ہوگئی
لیکن یہہ فائدہ جو بعثت نبوی سے ہوا صرف اہلسنت کے اصول کے مطابق

ثابت ہوتا ہے اور موافق اصول مذہب شیعہ کے ہرگز ثابت نہین ہوتا
اسلئے کہ جو لوگ حضرت کے سامنے ایمان لائے جب اونکی نسبت یہ اعتقاد
کیا جائے کہ وہ ایمان اور اسلام مین کامل تھے اور دل سے حضرت
کی نبوت کے معتقد تھے اور مرتے دم تک اوسپر ثابت قدم رہے
تو یہ امر البتہ تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ حضرت کی ہدایت سے جو غرض
الٰہی وہ حاصل ہوگئی مگر جبکہ اون لوگون کی نسبت یہ گمان کیا جاے
کہ وہ ظاہر مین مسلمان تھے اور باطن مین عیاذاً باللہ کافر یا حضرت
کی وفات کے بعد ہی مرتد ہوگئے تو کسکے موہنہ سے یہ بات نکل
سکتی ہے کہ حضرت کی ہدایت سے کچھہ فائدہ ہوا حقیقت یہہ ہے کہ
جو اعتقاد شیعونکا بہ نسبت صحابہ کے ہے اوس سے الزام آپکی نبوت
پر آتا ہے اور سننیوالے کو مذہب اسلام پر شبہہ ہوتا ہے اسلئے کہ
جب کوئی اس امر پر یقین کرے کہ جو لوگ حضرت پر ایمان لائے اونکے
دلون پر کچھہ اثر ایمان اور اسلام کا نہ تھا اور وہ صرف ظاہر مین مسلمان
تھے اور عیاذاً باللہ باطن مین کافر تھے یا حضرت کے انتقال کرتے ہی وہ
اوس سے پھر گئے وہ حضرت کی نبوت کی تصدیق کر نہین سکتا ہے
بلکہ یون کہہ سکتا ہے کہ اگر حضرت سچے نبی ہوتے تو کچھہ نہ کچھہ اونکی ہدایت
مین تاثیر ہوتی اور کوئی نہ کوئی دل سے اونپر ایمان لایا ہوتا اور جیسے
ہزارون لاکھون آدمیونکے جو اونپر ایمان لائے سو دو سو آدمی تو ایمان پر
ثابت قدم رہتے اگر صحابہ کرام تمہارے عقائد باطلہ کے موافق اسلام

اور ایمان مین کامل نہ تھے تو پھر وہ لوگ کونسے ہین جن پر حضرتؐ کی ہدایت
اثر ہوا اور وے لوگ کتنے ہین جنکو حضرتؐ کی نبوت سے فایدہ ہوا
اصحاب نبوی سوائے معدودے چند کے بقول تمہارے سب کے سب
عیاذاً باللہ منافق اور مرتد تھے تو دین اسلام کو کسنے قبول کیا اور
کی تعلیم و تلقین سے کسکو نفع پہنچا کن لوگون نے حضرتؐ کے کہنے
شرک چھوڑکر توحید پر اعتقاد کیا کن شخصون نے عبادت کے طریقے
سیکھا کس گروہ نے دین محمدیؐ کو جاری کیا کس فرقہ نے ایمان
پھیلایا اے یارو تمکو تو اسلام کا نام لینا اور پیغمبر صاحب کی نبوتؐ کا
ظاہری بھی کرنا نہ چاہیئے اگر پیغمبر صاحبؐ کے ایمان لانیوالون مین
سو دو سو ہزار دو ہزار کو تم کافر کہتے یا اون لوگونکو جو بعد غلبہ
مسلمان ہوئے تم منافق جانتے تو صبر آتا مگر افسوس تو اسی بات کا
کہ تم اونہین لوگون پر اعتراض کرتے ہو جو سب پہلے ایمان لائے اور اونکو
منافق بتاتے ہو جنہون نے خدا کے دین کو جاری کیا اور اون ہزار
لاکھون آدمیون مین سے جو حضرت پر ایمان لائے تھے سوائے چار چھ شخص کے
کسی کو اچھا نہین کہتے ہو بھلا کیونکر ایسے عقیدہ پر تعجب نہ آوے
کیونکر تمہاری اس گمراہی پر افسوس نہ ہووے **یقول المتمسّک**
بولایة علی ابن ابیطالب علیه السلام اس تیسری
محفل بعد از قصہ خوانی کہ گویا کرسنا کی نشانی ہے یہہ معلوم ہوا کہ
خدا کی مبعوث کرنے خاتم الانبیا سے یہی تھی کہ کل بنی آدم ہدایت پاوین

ر ایمان لاوین پس اگر کل صحابہ بظاہر ایمان لانیوالے مرتے دم تک
ل الایمان ٹھہر جاوین جیساکہ مذہب اہلسنت ہے تو غرض خدا کی حاصل
کی اور پیغمبر بھی سچے پیغمبر ہونگے بلکہ اگر سو دو سو بھی ایمان پر باقی
جائنگے تو بھی مخاطب کو صبر آجائیگا اور آنسو پونچھ جائنگے لیکن
ب تو یہہ ہے کہ بنا بر مذہب شیعہ کے کہ کل چار ہی پانچ مومن
ل رہتے ہین تو خدا کی غرض بالکل نہ حاصل ہوئی اور پیغمبر کا بھیجنا بالکلیہ
ہو گیا پس ایسے پیغمبر کے بھیجنے سے کیا حاصل کہ جسکی ہدایت کا کچھ
ہی دنیا مین نہ پایا گیا سبحان اللہ زہے فہم و زہے دانش و خوبی حدت
ہن رسا ہزار حکمای یونان اس طریقۂ برہان پر قربان اور جان بوعلی سینا
ردان ایسی دلیلین سواے مخاطب کے بھلا کسی کو کب سوجھتی ہین
ل علم کو نہایت افسوس آتا ہے کہ ایسی دلیلین لاجواب کے جواب مین اپنی
عزیز چند روزہ کو ضایع کرین ع الست جوابش کہ جوابش ندہی ؎ لیکن
سمجھکے کہ عوام کالانعام نہین سمجھتے اور ترک جواب کو محمول عجز کرتے ہین
با الاجمال کچھ گزارش خدمت شریف کیا جاتا ہے کہ یہہ دلیل نامربوط اپنی
سم تخییل اوہام اور اضغاث احلام ہے اسلئے کہ لاریب کہ خداوند تعالی
ل نے اپنی فضل و کرم اور مقتضائی مصالح و حکم سے بنی آدم کو حسن تربیت کی
جہت واسطے اصلاح حال اور حسن مآل کے ضروری تھی سب سے نہایت
ائی بھلے عقل ممیز بین الخیر والشر عطا کی فالھمھا فجورھا و
تقوٰھا کہ یہہ حجت باطنی خدا ہے بعد اوسکی حجت ظاہری بارسال رسل

وارزال

وانزال کتب اور نصب اوصیاء تمام کی تاکہ ممکن ہوا کہ کافۃ الناس
پاوین اور راہ راستی پر آوین پس جو کچہ مقتضاے فیض ازلی درجوال
تہا اوسکی طرف سے وہ سب عمل مین آیا اور یہہ سخن قابل انکار نہ
اسی طرح انبیاؑ اور اوصیاؑ پر جن جن با تونکو خدا نے دربارہ اصلاح
واجب کیا تہا حتی المقدور وہ بہی عمل مین لائے وما ارید الا الا
ما استطعت کے کاربند رہے اور انتہای درجے کی کوشش
محنتین اور مشقتین ہدایت ناس مین کین اور اذیتین اجراے دین مین
ومحتسبا اوٹہائین اور اونکے ثبات قدم مین کبہی لغزش نہین آئی
الطاف جلیلہ جناب باری سے تہا کہ اہلسنت اسکو امر تفضلی بحت
اور شیعہ بنظر اوسکے غناے ذاتی کے تفضلی اور بنظر حکم ومصالح
واجب کرتے ہین پس بعد اسکے کہ خداوند عز وجل نے تکمیل مدارج
ومقرب فرمایا بعضے لوگون نے بحسن اختیار بمقتضای عقل ونقل پر عمل
اونہون نے ہدایت پائی وَمَا ھم الا قلیل وقلیل من عبادی
اور اکثر لوگ بمقتضاے واکثرھم لا یعقلون ولتجدن اکثرھم
فاسقین بخواہشات نفسانی اور اغوای شیطانی مقتضای عقل
سے بسوء اختیار دست بردار ہو کر راہ دین سے درگذرے او
عاجل دنیائی فانی کو بعوض ثواب آخرت باقی کے خرید کیا اور
مصلحت خدا مقتضی اسکی نہین ہوئی کہ ایسے لوگون کو بمشیت ا
بجبر واکراہ راہ دین پر لاوے ولو شاء ربک لآمن من فی

کلھم

جمیعًا ولو یشاء اللہ لھدی النّاس جمیعًا پس بندونکو لاختیار
اختیار کے چھوڑا چنانچہ خود فرمایا لا اکراہ فی الدّین
الرّشد من الغیّ اور فرمایا من شاء فلیومن ومن شاء
پس اگر فرض کیا جاوے کہ کل بنی آدم کافر ہوجاوین تو جب خدا
نے جو ان پر لازم تہا وہ عمل مین لاچکے ہین تو نہ خدا پر کوئی الزام
سکتا ہے نہ اوسکے رسولؐ پر اسلئے چونکہ حجت خدا تمام ہوچکی
پہر ایا الزام عائد طرف عباد کے ہوگا اسلئے کہ اونپر لازم تہا
انقیاد انبیاء کا اور اونہون نے نکیا بنا بر اسکے اب ضرورت مترتب
کر ہدایت کے نرہے اور اگر کوئی خوش فہم مثل مخاطب کے کہے
کہ ہدایت مترتب ہونا ضرور نہ ہوا تو ایسے نبی کا بہیجنا عبث
ہوا تو ہم جواب دینگے کہ ہرگز عبث نہین ہے اسلئے کہ حجت خدا
مبعوث کرنے نبی کے تمام ہوگئی اور کسیکو مجال اسکی نرہی کہ کہے
لولا ارسلت الینا رسولاً فحجتہم واحضۃ وللہ الحجۃ البالغۃ
ہے فیما نحن فیہ مین اور فرمایئے کہ اگر سو دو سو صحابہ سے ایمان
نہ بوے اور دس ہی پانچ ایمان پر باقی رہگئے گو یہ معتقد شیعہ نہین ہے
عنقریب معلوم ہوگا مگر اسمین کیا قباحت لازم آئی اور پیغمبرؐ کی پیغمبری
خدائی مین کیا خلل پڑا اسلئے اگر خدا اسباب ہدایت کے پیدا کرے
ادای رسالت اور تحمل بار نبوت مین کچہ کوتاہی نفرمائا تو آپ کا
بنا سو فرماتے آپ اہل انصاف ذرا انصاف کرین کہ خداوند کریم

اسباب ہدایت پیدا کر دیئے اور نبی ؐ کے ادای رسالت کر
اکثر صحابہ کے منافق رہنے اور مرتد ہو جانے سے کیا علاق
کون تناقض پایا گیا ہے کہ ایک کا وضع مستلزم رفع آخر ہو
ہدایت اور ادای رسالت خواہی نخواہی مستلزم ایمان ہوتی
اور ابو جہل کیون کافر رہتے اور منافقین اپنے نفاق پر کیون
اور اہل ردہ کیون مرتد ہو جاتے پس اسیطرح کیون نہین جا
قوم حضرت موسیٰ ؑ ایک زمانہ مین اکثر صحابہ مرتد ہو جاوین گو پھر
راہ پر آوین اور جب خود ایمان لازم ہدایت نہو تو بقا علی الایمان
ضرور ہوگی آپ نے خود ہی صفحہ اولی مین فرمایا ہے کہ اکثر
نے بعد ایمان کے بہکایا ہے اور اونکے دلونکو عقائد باطلہ
اگر بتقریر آپکے کوئی کہے کہ خدا و رسول ؐ کے اہتمام نے کچھ
کہ تہتر فرقو نمین سے بہتر فی النار ہوئے اور فقط ایک ہی فرقہ
تو پیغمبر کی ہدایت اور خدا کی کفالت کا کیا اثر ہوا اگر کاش
ہوتے تو کچھ صبر آتا نہ یہ کہ فقط ایک ہی بہشتی ہو تو آپ کیا
دیجئے گا فما ہو جوابکم فہو جوابنا **قولہ** اسکا کوئی
اقول لفظ اِس کا مشار الیہ اگر کل کلام مختل النظام ہے تو
منکر ہے اور اگر بعض کلام دون بعض مراد ہے تو اوسکی تشخیص
اور اگر فقط فقرۂ اولی مراد ہے تو ایک کلام کے تحت مین
عوام کو دام فریب مین لانا ہے تا لوگ سمجھین کہ کل کلام مسلم الثبوت

قولہ

قوله لوگ توحید سے منکر ہو گئے تھے اقول اگر مراد لوگ سے مثال
خلفا پکے اصحاب ثلاثہ واخرابہم ہین تو مسلم ہے کہ وہ بت پرست تھے پس
بت پرستی سے طرف خود پرستی کے رجوع کرنے مین کچھ استبعاد نہین کیونکہ
افرایت من اتخذ الٰهه هواه اور اگر مراد کل دنیا کے لوگ ہین فلا
نسلم والمدعی مطالب بالبرہان اور یہی حال فقرات مابعد کا
سمجھنا چاہیئے **قوله** تمام بنی آدم کی ہدایت کا بار آپکے اوپر رکھا
اقول مراد ہدایت سے اگر اراءة الطریق ہے تو مسلم ہے کہ وہ حضرت
اسی لیے بھیجے گئے تھے اور آنحضرت نے اس بار کو باحسن ما کان
من الامکان اپنے سر سے اوتارا اور مصداق قد بلغوا رسالات
ربہم کے ہوئے لیکن اس کو اراءة الطریق کو ایصال الی المطلوب لازم
نہین ہے وہو بین ومبین فی فواتح کتب المیزان فلیس ایمان لازما
فرعونوا فما ظنک بالبقاء علی الایمان اور اگر مراد ہدایت سے ایصال
الی المطلوب ہے فیکذبہ قوله تعالی انک لا تهدی من احببت فما
بالاغیار ولو کان صاحب الغار **قوله** آپکے فیضان ہدایت سے
نہ ہے **اقول** لاریب کہ جناب رسول خدا کے موصوف ہونے
ان صفات جلیلہ امکان فیضان ہدایت واسطے کل بنی آدم کے
ہر ممکن الوقوع کے لیے وقوع لازم نہین ورنہ ہزارون لاکھون
کفار اس فیض سے محروم نرہتے بلکہ خود حضرت کے قوم
کے لوگ مثل ابو جہل اور ابو لہب کے بلکہ حضرت کی ہر وقت کی صحبت مین رہنے والے

اور ایمان ظاہر کرنیوالے اور کفر چھپانیوالے یعنی منافقین تو البتہ محمکو

بالجملہ فیض یابی ہدایت فقط وجود ہادی سے نہین ہے بلکہ موقوف ہے

اسپر کہ لوگ بھی بحسن اختیار ہادی کی ہدایت کو مانین اور اوسکی ہمار

چلین پس جو لوگ لِلّٰہ و فی اللہ راہ ہدایت پر چلے وہ فیضیاب ہوے

قلیلٌ ما ھُم اور جن لوگون نے اونحضرت صلعم کے کہنے کی تصدیق

اور اونکو معاذ اللہ ساحر اور کاہن اور مجنون اور شاعر سمجھا کئے

فقط صَدَقتَ یا رَسُولَ اللہ صَدَقتَ یا رَسُولَ اللہ کہتے رہے اور

منکر رہے اور ہمیشہ اسکی فکر مین رہے کہ وہ حضرت صلعم جلد وفات

سطالب دلی بر آوین وہ ہمیشہ محروم فیض ہدایت سے رہے

آپکی ہدایت اور تعلیم مثل بعض اور غبیونکے بے اثر ہو جائے

آخر کلام دلیل ثانی کا دلالت کرتا ہے اس بات سے کہ اوسکے حسن

اور ہدایت اور صحبت اور رفاقت او معجزات اور دعوات

اوسکی نبوت صلعم مین داغ لگتا ہے اور آپکی دلیل مین آپ

فرماتے ہین کہ اگر حضرت صلعم سچے نبی ہوتے تو کچھ نکچھ اونکی ہدا

ہوتی آپے عرض خدمت شریف مین یہ ہے کہ یہان جن نبیونکی نسبت

کہ اونکی تعلیم اور ہدایت سے اثر ہو گئی کہیے داغ اونکی نبوت پر

وہ جھوٹے پیغمبر بنا بر آپکے افادہ کے ٹھہرے یا نہین پس

آپکے ایسے متنصرین کا ہوگا ورنہ کل اہل اسلام خواہ شیعہ

نبیون کو برحق سمجھتے ہین اور یہ سبب نہ پائی جائے مرتد

جسکا منشاء سوء اختیار عباد ہے نہ اون پیغمبرون کی پیغمبری مین داغ
لگاتے ہین نہ اونکو معاذ اللہ جھوٹھا سمجھتے ہین اور اگر فرمایئے کہ
ہماری غرض نفی اثر تعلیم اور ہدایت سے بہ نسبت بعض انبیاء کے نفی بقاء
اثر ہے تو ما نحن فیہ مین بھی ہم ایسا ہی کہین گے کہ فی الجملہ اثر ہدایت
اور تعلیم کا مرتدین کو ہوا تھا مگر باقی نرہا بلکہ یہان فی الجملہ باقی بھی رہگیا
[illegible] ارتداد من حیث الاسلام بعد جناب رسول خدا صلعم کے واقع ہی نہین ہوا یا
ہوا تو شاذ و نادر ہوا بلکہ جو واقع بکثرت ہوا وہ ارتداد من حیث الایمان
یا ارتداد من حیث الاعمال تھا چنانچہ خود آپ نے صفحہ [illegible] اولے مین
[illegible] دیا ہے کہ اکثر مسلمانونکو شیطان نے بعد ایمان کے بہکایا اور [illegible]
دلونکو اعتقاد باطل سے بھر دیا اور ہمارے نزدیک اصل اصول اون
[illegible] باطلہ کا یہہ تھا کہ لوگون نے اعتقاد اسکا کیا کہ متابعت اہلبیت کچھ
ضروری امر نہین ہے اور کتاب خدا ہمکو کافی ہے اور حدیث ثقلین کو
[illegible] طاق رکھدیا اور حسبنا کتاب اللہ پکارنے لگے یہانتک کہ پیغمبر
[illegible] جو کہا اور وصیت نامہ تک جسکی شان مین لن تضلوا ابدا کہ تھا
[illegible] نہ دیا ہر چند بادی اسکے منافقین ہوئے مگر اثر اوسکا مرتدین مین
[illegible] اور سفینۂ نجات سے پھر بیٹھے اور مآل کار اوسکا یہہ ہوا کہ ذریت رسول
[illegible] تحت کل حجر و شجر مقتول ہوئے فجزاہم اللہ شر الجزاء اور یہہ تھا حال
[illegible] منافقین اور مرتدین کا لیکن کاملین فی الایمان اپنے ایمان پر باقی رہے
[illegible] تو اقلیلین مستضعفین فی الارض **قولہ** کوئی عذر ایمان

اور اسلام لانے پر باقی نہ ہے اقول واقع مین خدا اور رسول
اتمام حجت کیا کہ کوئی عذر باقی نہ ہا مگر نفس امّارہ نے بمقتضای
سوّلت لی نفسی اور شیطان نے بمقتضا لاغوینهم اجمعین
عبادك منهم المخلصین یون سامریان امّت کو گمراہ کیا کہ لوگ
بجای گوسالہ پرستی کے گاو کہن سالہ پرستی کرائی ولقد صدق
ابلیس ظنّہ فاتّبعوہ الّا فریقاً من المومنین قولہ اور
اللہ جلشانہ کی آپکی نبوت سے تھی کہ دین اسلام تمام دنیا مین
اقول اولاً سابق مین بیان ہو چکا ہے کہ غرض خدا کی تمام کرنا
کل اھل دنیا پر تہا وہ مبعوث کرنے نبی سے اور مؤید کرنے اوسکے
بآیات بیّنات باھرہ اور معجزات قاھرہ بخوبی عمل مین آیا اور حجت
کل مخلوقات پر تمام ہو گئی خواہ اسلام ساری دنیا مین پہیلتا یا نہ
آپکے نزدیک تصدیق حقیقت نبوت اسلام کے پہیلنے پر موقوف
پس یہہ عجب تحقیق ہے کہ جتنے تصدیق نبوت مصدّقین اوّلین
آتا ہے اسلئے کہ جنکو آپ مصدّقین اوّلین سمجھتے ہین اور
صدّقت یا رسول اللہ کہنے پر فخر کرتے ہین اونکو بجز تصدیق
تصدیق جنانی نہ حاصل ہوئی اور کیونکر حاصل ہوتی حالانکہ اوس
دین اسلام قبیلہ بنی ہاشم مین بھی نہین پہیلا تہا فضلاً عن القبائل
بقول آپکے تصدیق حقیقت بغیر پہیلنے اسلام کے ہوتی ہی نہین
تحقیق آپکی ہے کہ جس سے آپ اثبات ایمان ثلاثہ کیا چاہتے تھے

ھی باطل ہوا جاتا ہے ثانیاً اسلام کا پھیلنا مستلزم ایمان کے
کو نہیں ہے اسلئے کہ اسلام فقط اقرار شہادتین ہے لقولہ تعا
الاعراب اٰمنّا قل لم تؤمنوا ولاکن قولوا اسلمنا ولما یدخل
ن فی قلوبھم وثالثاً سلّمنا کہ اسلام و ایمان سب پھیلا لیکن پھیلنے
بقاعلی الایمان فی کلّ عہدٍ وفی کلّ آنٍ کچھ ضرور نہیں جائز ہے
ت خاص مین اکثر لوگ ایمان سے پھر جائین گو بعد چند سے پھ
بت پر آوین کما وقع فی قوم موسیٰ ع ویؤیّدہ قولہ علیہ السلام
سنن بنی اسرائیل حذو النّعل بالنّعل والقذّۃ بالقذّۃ بعد
ن صحاحکم قولہ اور سب باطل دینون پر غالب ہو جاوے
راد غلبہ سے اگر من حیث الحجۃ ہے تو مسلم ہے ولن یجعل اللہ
ین علی المؤمنین سبیلا۔ وقال البیضاوی المراد بالسبیل
قال السدّی والزجاج والبلخی لن یجعل اللہ للکافرین
لمؤمنین سبیلا بالحجۃ وان جاز ان یغلبوھم بالقوۃ لکن
ین منصورون باللّہ لا لۃ والحجۃ انتہی لیکن اسکو پھیلنے اور
دین سے کچھ علاقہ نہیں ہے اور اگر مراد غلبہ سے تسلط تام ہے
ول وسکا اتباک محل کلام ہے قال الضحاک البحث قولہ تعا
رہ علی الدّین کلّہ اراد عند نزول عیسیٰ بن مریم لا یبقیٰ
ین الا اسلم او ادّی الجزیۃ وقال السدّی ذلک عند
ج المہدی من اٰل محمّدٍ فلا یبقی احدٌ الا اقرّ بمحمّدٍ

وهو المروی عن الباقرؑ وقال الکلبی لا یبقی دین الا ظهر ع
وسیکون ذلک ولم یکن بعد ولا یقوم الساعۃ حتی تکون ذ
محصل سب اقوال مفسرین کا یہی ہے کہ تسلط تام اسلام کا جو مصد
لیظهره علی الدین کله ہو ہنوز ظہور مین نہین آیا بلکہ اسکا ظ
صاحب الامر علیہ السلام مین ہوگا باقی رہا تسلط فی الجملہ
جائی کلام نہین ہے کہ عہد جناب رسالتمآب صلعم مین حاصل ہوا
مستلزم عدم نفاق بعض صحابہ اور بقائی علی الایمان سے کل
کل صحابہ کا نہین ہے فلا یتم التقریب **قولہ** جو لوگ حضرتؐ
ایمان لائے **اقول** متفق علیہ بین الفریقین ہے بلکہ صدہا آیات
صحاح اور غیر صحاح کی اسپر دلالت کرتی ہین کہ حضرتؐ کے زمانہ
دو قسم کے لوگ تھے ایک وہ جو لیئے فی اللہ حقیقت مین ایمان
دوسرے وہ جو بطمع دنیا بظاہر ایمان لائے امنوا بافواہ
تؤمن قلوبهم پس اگر ان سبکو آپ ایمان مع اسلام مین کامل
فائدہ بعثت نبوی مطابق اصول اہلسنت بہت فرست ہوگا
بحث نہین ہے لکم دینکم ولی دین ط **قولہ** اور د
کی نبوت کے معتقد تھے **اقول** منافقین صحابہ کے دل
مختلف ہونا جلائی بدیہیات سے ہے گو آپ اسمقام
ایمان لانیوالونکو مصدقِ نبوت فرماتے ہین مگر لاریب کہ قلب
اسکا ہے یقولون بافواههم ما لیس فی قلوبهم **قولہ** مرتد

ثابرسام فر

ثابت قدم رہے اقول کل کا ثابت قدم نہ رہنا بھی اتفاقیات سے
ہے اسلئے کہ اہلسنت بھی مرتدین صحابہ کو ثابت قدم نہیں کہتے اگر اختلاف ہے
ہی تو اونکی تعیین اور تشخیص مین ہے کہ ما زالوا مرتدین منذ فارقتہم
کے مصداق کون صحابہ ہین بہرکیف ہمکو اس سے انکار نہین ہے کہ حقیقت
مین مومنین اور ظاہر مین منافقین بھی تا عہد حیات جناب رسالتمآب صلعم
اوس دین پر جسکو جناب ختمی مآب صلعم نے پھیلایا تھا قایم رہے لیکن بعد وفات حضرت
کے منافقین امت سے نے وہ فتنہ و فساد برپا کیا کہ جس سے اکثر مومنین
کو جادۂ ایمان سے لغزش ہوئی گو اسلام مین باقی رہے اسلئے کہ شہادتین
کا زبان سے انکار نہین کیا اور مصدق اسکا خود آپکا فرمانا ہے کہ اکثر
مسلمانونکو شیطان نے بعد ایمان کے بہکایا آپ فرماتے ہین کہ اونکے بہکانے
سے دین اسلام کو باطل کر دیا یا قایم رکھا اگر رکھا تو بنا بر مذہب شیعہ کے
بھی دین اسلام قایم رہگیا اور اگر باطل ہوگیا تو بنا بر مذہب سنیین کے باطل ہوگیا
پھر آپکا ارشاد کہ سنیونکے اصول کے موافق یہہ ہے اور شیعونکے اصول کے
موافق یہہ ہے محض غلط ہوا **قولہ** حضرت کی ہدایت سے جو غرض تھی
وہ حاصل ہوگئی **اقول** مراد اگر ارشاد ہو اگر غرض ہدایت خلق سے تمام
کرنا حجت خدا کا تمام خلق پر تھا وہ غرض جب حضرت نے ادای رسالت فرمائی
تو بہرکیف حاصل ہوگئی خواہ کفار و منافقین کفر و نفاق پر باقی رہین یا نہین
خواہ اکثر مومنین بطمع زخارف دنیویہ و بفریب شیاطین جن و انس ایک
زمانہ مین راہ ارتداد عن الایمان پر جاوین یا نہین علاوہ اسکے جب نفاق

بعض صحابہ کا اور ارتداد بعض دیگر کا مختلف فیہ نہین ہے گو اونکی تعیین و
تشخیص مین اختلاف ہو تو اگر تقریر آپ کی تمام ہے تو اعتراض مشترک الورود
علی الفریقین ہوگا فما ہو جوابکم فہو جوابنا غایۃ الاعتذار آپکا یہہ ہوگا کہ شیعہ
اکثر کو اہل نفاق اور ارتداد سے جانتے ہین اور ہم اقل کو تو ہم کہین گے
کہ قرآن اور حدیث اور تواریخ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ از عہد آدم تا خاتم
ہر ہر زمانہ مین کاملین فی الایمان اقل قلیل ہین اور دنیا طلب اور کفار و فجار
الی یومنا ہذا الکثیر ہین یہانتک کہ کئی ہزار بلکہ بنا بر بعض روایات کے کئی لاکھ
مین جناب سید الشہداء کا ساتھہ دینے والے بہتر ہی نکلے **قولہ** تو کس مونہہ
سے یہہ بات نکل سکتی ہے کہ حضرت کی ہدایت سے کچھ فائدہ ہوا **اقول**
آپکے مونہہ سے یہہ بات نکل سکتی ہے کہ موذیان عترت رسول اور قاتلان
ذریت بتول فائدہ مندان ہدایت خدا اور رسول سے تھے ہم تو منکر ہین
قولہ حقیقت یہہ ہے **اقول** حق حقیق فوق کل حقیقۃ کے یہہ ہے کہ جو
اعتقاد سنیون کا لسانی بہ نسبت کل صحابہ اور اونکے اذناب کے جنکو تابعین
اور تبع تابعین کہتے ہین اور جنکے حق مین حدیث خیر القرون بنائی گئی ہے
جب کوئی اونکے شنائع اعمال اور قبائح افعال پر بہ نسبت ذریت رسول رب
متعال کے صحاح اور غیر صحاح و سیر و تواریخ اہلسنت سے نظر کرے اور
غصب حقوق اور قتل نفوس بناحق کو دیکھے اور جانے کہ ایسے ظالمین ہی
مسلمانونکے نزدیک خدا اور رسول کی ہدایت سے بہرہ یاب ہین تو الزام
اونحضرت کی نبوت پر بلکہ خدا کی خدائی پر دیگا کہ یہہ کیسا فائدہ ہدایت

ساری دنیا مین پہیلایا کہ جسکا نتیجہ یہہ فساد فی الارض ہوا اور البتہ سنیونکے
کو شبہہ مذہب اسلام کی حقیقت پر ہوگا کہ جب اسلام مین ایسے مفسدین
فی الارض اچھے کہلاتے ہین تو ایسے اسلام سے کفر ہی بہتر ہے پہر
حضرتؐ کی نبوّت کی تصدیق کیونکر کرسکتا ہے **قولہ** کہہ سکتا ہے کہ
اگر حضرتؐ سچے نبی ہوتے تو کچہ نہ کچہ اونکی ہدایت مین تاثیر ہوتی —
اقول اوّلاً سابق مین توضیح بیان ہوچکا ہے کہ ہدایت واسطے اتمام
حجّت خدا کے ہے تاثیر ہو یا نہو ثانیاً اگر تاثیر ہونا ضرور ہے تو اگر ایک
آدمی مین تاثیر ہو تو وہ بہی تاثیر ہے کیا حدیث صحیح مسلم کی آپکی نظر سے
نہین گذری ومن الانبیاء من لا یصدقہ الا رجل واحد چہ جائے
اینکہ ہزارون مین تاثیر ہوئی ہو گو بقول آپکے نزدیک سنیونکے بقای تاثیر
انکو وقت خاص مین چار ہی پانچ مین رہگئی ہو اس سے انتفای تاثیر فی کل حین
نہین لازم آتا ہے ثالثاً عدم بقای تاثیر بہتر فرقون مین مسلّم بین الفریقین
ہے پس اگر ایک فرقہ مین تاثیر کا باقی رہنا کافی تصدیق النبوت سے ہے
فذاک علی المذہبین والّا فالاعتراض مشترک اور اسکا مدعی ہونا کہ ضرور ہے
کہ قرن اولی مین تاثیر کل مین باقی رہی اور قرن ثانی مین اسکی ضرورت نہین ہے
یہہ بعینہ وہی دعوی ہے کہ شیطان کو صدر اولی مین مداخلت نہ تہی وقد منعنا
اشدّ المنع فہو محتاج الی البیان والمدعی مطالب بالبرہان رابعاً
آنحضرت کی ہدایت ہی کا یہہ اثر ہے کہ آپکے ایسے لوگ باوجود سیلان قلبی کے
الی التنصّر اب تک اقرار ظاہری لا الٰہ الّا اللہ محمّد رسول اللہ کا

کرتے ہین خاصّتاً اونحضرت کی ہدایت ہی کی تاثیر ہے کہ سب سُنّی الی الآن
اقرار اونحضرت کی نبوت کا کرتے ہین گو اونکی اثبات خطا و نمین تخطیۃ الانبیا
لکھتے ہین اور اونکی طرف ایسے رذائل کی نسبت کرتے ہین کہ سننے والے
کو معاذ اللہ موجب تنفر ہوتا ہے مثل اسکے کہ بی بی کو کاندھے پر چڑھا کے
ناچ دکھلایا کما سیجیٔ انشاء اللہ سادساً اونحضرت کی ہدایت ہی کا یہ اثر
ہے کہ ہر ہر دیار و امصار مین ہزارون بلکہ لاکھون شیعہ عقائد حقہ پر ثابت
اور قایم ہین اور اونحضرت کو منزہ جمیع عیوب اور رذائل سے سمجھتے ہین
سابعاً تاثیر کے لئے ضرور ہے لیاقت مؤثر بالفتح جیسے آگ کی تاثیر جلانا
ہے مگر گیلی لکڑی نہین جلتی ۔ پانی کا کام ڈوبانا ہے مگر سوکھی لکڑی نہین
ڈوبتی اسمین مؤثر اور تاثیر کا عدم تاثیر مین کچہ نقص نہین ہے پس اگر بسبب
عدم لیاقت فریق من الصحابہ کے اونمین ہدایت کی تاثیر نہین پائی جاے
یا بقا اوس تاثیر کے لئے نہ ہے تو مؤثر کا کیا قصور ہے ثامناً تاثیر کا اطلاق
تاثیر ناقص اور کامل دونو پر ہوتا ہے پس مطلق تاثیر سے شیعونکو انکار نہین ہے
اور شیعہ بھی یہی کہتے ہین کہ ہزارونمین تاثیر ہوئی مگر حسب لیاقت اور استعداد
کے ہر شخص بہرہ یاب ہوا لیکن اکثر مین تاثیر ناقص ہوئی کہ فقط لا الٰہ الا
اللہ محمد رسول اللہ کے قایل رہے گو منافقین لساناً ہی سہی اور اقل
مین تاثیر کامل ہوئی کہ وہ طالب جیفۂ دنیا نہوئے اور راہ دیانت پر قایم
اور ثابت قدم رہے اور ادای حقوق اہلبیت رسالت مین بقدر مقدور
قاصر نہین ہوئے وانکانوا اقل قلیل و قلیل من عبادی الشکور

تاسعًا جب وہ حضرت خود اسکی خبر دیے گئے ہون کہ تاثیر کلی میری ہدایت
کی بعد میرے باقی نرہیگی اور اکثر صحابہ بعد میرے طالب جیفۂ دنیا ہونگے
اور حریص طرف ریاست اور امارت کے ہونگے اور مال زکوٰۃ اور غنیمت
کھا جائینگے طمع دنیا مین ایک دوسرے کی گردن پر سوار ہوگا تو اگر ایسا
نہوا ہوا اور کل ایمان لانیوالے اثر تامہ ہدایت پر باقی رہگئے ہوں جیسا کہ
مذہب اہلسنت کا ہے تو تصدیق نبوت آنحضرت کی ہو ہی نہین سکتی اور کوئی کہہ
سکتا ہے کہ اگر سچے نبی ہوتے تو کچھ نکچھ اونکے کلام کا اثر پایا جاتا بخلاف
مذہب معتقد شیعہ کے کہ جب کوئی منافقین اور مرتدین کے حالات کو
دیکھیگا تو کہیگا کہ وہ بیشک نبی برحق تھے کہ جیسی جیسی خبر غیب بکے تھے
ویسا ہی واقع ہوا باقی رہا اخبار آنحضرت کا پس اہلسنت کے صحاح اور
غیر صحاح سے بخوبی ثابت ہے فی الصحیح البخاری انکم ستحرصون علی
الامارۃ وستکون ندامۃ یوم القیامۃ فنعمت المرضعۃ وبئست
الفاطمۃ وقد مر یعنے اے صحابہ عنقریب تم حرص امارت کروگے اور یہ
امر تمہارے لئے روز قیامت موجب ندامت ہوگا وفی المشکوٰۃ عن
ابی ذر قال قال رسول اللہ کیف انتم وائمۃ بعدی یستاثرون بہذا
الفیٔ قلت اما والذی بعثک بالحق اضع سیفی علی عاتقی
ثم اضرب حتی القاک قال افلا ادلک علی خیر من ذلک تصبر حتی
تلقانی رواہ ابو داؤد انتہی یعنی اے ابو ذر کیا کروگے تم جسوقت کہ
بعد میرے ائمہ جور ہونگے اور مال زکوٰۃ کو اپنے واسطے اختیار کرینگے تہا

ابی ذر سے کہ قسم ہے خدا کی کہ میں اپنی تلوار کو کندھے پر رکھونگا اور اون
اشقیا کو مارونگا یہانتک کہ آپ سے ملاقات کروں فرمایا آنحضرت صلعم نے
کہ میں تمکو اس سے بہتر بات بتلاتا ہوں تم صبر کرو یہانتک کہ مجھسے ملاقات کرو
اور شیخ عبدالحق دہلوی نے ترجمۂ مشکوٰۃ میں تصریح کی ہے کہ انتقال ابوذر
زمانۂ عثمان میں ہوا پس غور کرنا چاہیے کہ وہ کون ائمہ جور تھے عہد ابوذر
میں کہ جناب رسولخدا صلعم نے جنکے ظلم پر صبر کرنیکو ابوذر سے حکم فرمایا تھا
و فی صحیح المسلم عن حذیفة قال قلت یا رسول الله صلعم انا کنا بشرٍّ
فجاء الله بخیر فنحن فیه فهل من وراء هذا الخیر شرٌّ قال نعم قلت
هل وراء ذلك الشر خیرٌ قال نعم قلت هل وراء ذلك الخیر شرٌّ قال
نعم قلت کیف قال تکون بعدی ائمة لا یهتدون بهدای ولا یستنون
بسنتی وسیقوم فیهم رجال قلوبهم قلوب الشیاطین فی جثمان انس
قال قلت کیف اصنع یا رسول الله ان ادرکت ذلك قال تسمع وتطع
وان ضرب ظهرك واخذ مالك فاسمع واطع صحیح مسلم میں حذیفہ سے
منقول ہے کہ مینے عرض کی خدمت رسولخدا صلعم میں کہ ہم لوگ ایک شر میں تھے
کہ خداوند تعالی بعد اوسکے ایک خیر لایا یعنی ضلالت سے راہ ہدایت دکھلائی
اب آیا بعد اس خیر کے پھر کوئی شر ہے حضرت صلعم نے فرمایا کہ ہاں پس حذیفہ نے
تعجبانہ یہی سوال تین دفعہ کیا اور آنحضرت صلعم نے ہر مرتبہ یہی فرمایا کہ ہاں بعد اس
خیر کے شر ہے پس پوچھا حذیفہ نے کہ کیونکر ہوگا وہ شر فرمایا آنحضرت صلعم نے
کہ ہونگے بعد میرے ائمہ ضلالت کہ میری ہدایت پر نرہینگے اور میری سنت پر چلینگے

اور فرید

اور قریب ہے کہ قایم ہون بحکومت بیچ مسلمانونکے ایسے آدمی کہ دل اونکے
شیاطین سے کے ہونگے اور صورت اونکی آدمیونکی ہوگی کہا حذیفہ نے کہ عرض
کی مینے کہ اوسوقت مین کیا کرون یا رسول اللہ صلعم حضرت صلعم نے فرمایا کہ سنا
یہہ ہے کہ تو اونکی بات سُنے اور اونکی اطاعت کرے اور اگر تجکو مارین اور
اگر تیرا مال چھین لین تب بھی تو سن اور اطاعت کر یہہ حدیثین جسطرح سے
خلفائے جور کی ضلالت پر دلالت کرتی ہین اوسیطرح اوپر حکم تقیہ کے بھی دلالت
کرتی ہین فلا تغفل عنہ الا ریب کچہ نہ کچہ اثر ہدایت اونحضرت کا ہوا مگر یہہ
امر مستلزم عصمت مہتدین نہین ہے ولا معصوم الا من عصمہ اللہ پس ممکن
ہے کہ مہتدین بعد ہدایت گمراہ ہو جائین خصوصاً بعض عقائد مین مثل عقیدہ
لزوم اتباع اہلبیت ع مین اور اگر گمراہی بعد ہدایت ممکن نہوتی تو خدا کیونکر فرماتا
افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیہ فلن
یضر اللہ شیئا اور کیونکر فرماتا فمن نکث فانما ینکث علی نفسہ الخ
اگر انقلاب اور نکث ممکن نہ تہا تو ذکر کرنا امر محال کا ایک امر لغو اور باطل تھا
تعالی اللہ عن ذلک پس لاریب کہ ممکن تہا اور ممکن وہی ہے جسکے فرض وقوع
سے کوئی محال نہ لازم آوے اور بنا بر تقریر مخاطب کے اسکے فرض وقوع مین
پیغمبر صلعم کی پیغمبری بلکہ خدا کی خدائی باطل ہوئی جاتی ہے کہ جسنے معاذ اللہ پیغمبر
بیکار بہیجا پس اس سے محال تر کون امر ہوگا اور جب ممکن کے وقوع سے محال
لازم آیا تو ممکن ممکن نرہا ہذا خلف فتلک عشرة کاملة قولہ اور کوئی
نکوئی دلسے اونپر ایمان لایا ہوتا اقول صاحبان انصاف اس تہافت اور تخبط

تقریر مخاطب کو ملاحظہ فرماوین کہ خود بعد دو سطر کے ارشاد فرماتے ہین
حکایۃ عن اعتقاد الشیعۃ علی زعمہ کہ سوائے معدودے چند کے سب کے سب
منافق اور مرتد تھے انتہی پس آیا یہہ معدودے چند مصداق اون کوئی نہ کوئی کے
کہ جو دل سے ایمان لائے تھے نہ تھے اور جب یہہ معدودے چند بقول تمہارے نزدیک
شیعونکے دل سے ایمان لائے تھے تو پھر یہہ کہنا تمہارا کہ کوئی نہ کوئی دل سے
ایمان لایا ہوتا تمہاری ہی زبان سے باطل ہوگیا یا نہین **قولہ** سو دو سو آدمی
تو ایمان پر ثابت قدم رہتے **اقول** شیعونکے نزدیک سو دو سو سے زیادہ
جناب مقبولین سے ہین گو انمین کامل اور اکمل اور اکمل درجہ اکمل ہین مگر وہ سو دو سو
درمیان ہزارون دنیا طلب کے ویسے ہی مغلوب ہوئے جیسے کہ بہتر اصحاب
جناب سید الشہدا کے لاکھونمین ہان فرق اتنا ہی ہے کہ بنا بر عقیدہ شیعہ
انکو بمقتضای مصلحت وقت خدا اور رسول کیطرف سے اجازت جہاد فی سبیل اللہ
نہ تھی اور انکو حکم صبر و تقیہ ملا تھا جیسا کہ ابھی حدیث ابی ذر مین گزرا تصبر
حتی تلقانی اور حدیث حذیفہ مین گزرا تسمع وتطع وان ضرب ظہرک
فاسمع واطع اور تصدیق اسبات کی کہ شیعہ سو دو سو کو صحابہ مین مقبول
سمجھتے ہین کتب رجال شیعہ سے طبقہ اصحاب مین نظر کرنے سے معلوم ہو جاتی ہے
اگر اور کوئی کتاب کتب رجال سے نہ ملے تو فقط مجالس المومنین جو زمانہ مین
دائر و سائر ہے اسی کے طبقہ صحابہ کو دیکھہ لیجئے کہ سو دو سو کا پتا اوسی سے
لگ جائیگا **قولہ** تو پھر وہ لوگ کونسے ہین جن پر حضرت کی ہدایت کا اثر ہوا
اقول وہ لوگ تو ہزارون ہی ہین کہ جن پر ہدایت کا اثر ہوا مگر اوس ہدایت پر

باقی

باقی بروجہ کمال رہنے والے فقط وہی سو دوسو ہین اور اونکو خدا نے اثر پر
اسلئے باقی رکھا کہ آپ ایسے لوگونکو کچہ عذر تصدیق نبوت جناب رسول خدا
مین نرہے اور عند اللہ اس تنصر پر بنا بر مذہب شیعہ کے بھی آپ محجوج ہین
قولہ اور وسے لوگ کتنے ہین اقول وہی سو دو سو قولہ تو دین سلام
کو کسنے قبول کیا اقول قبول کرنیوالے بہت ہین مگر اوسکے مقتضا پر باقی
رہنے والے ایکوقت خاص مین وہی سو دو سو تھے گو بعد مراجعت کرنیکے
طرف جناب امیر علیہ السلام کے پھر ہزارون ہو گئے قولہ کسکو نفع پہونچا
اقول الجواب الجواب قولہ کن لوگون سے قولہ کن شخصون سے
اقول الجواب ہو الجواب قولہ کس گروہ نے دین محمدی کو جاری کیا
اقول اعتقاد شیعہ مین دین محمدی کسی گروہ کے جاری کرنیسے جاری نہین ہوا
بلکہ خود خدا نے اوس دین کو بقوت ید اللّٰہی جاری کیا قال امیر المؤمنین
انّ ھذا الامر لم یکن نصرہ ولا خذلانہ بکثرۃ ولا بقلّۃ وھو دین
اللہ الذی اظھرہ اور آپکے عقیدہ مین یہہ ہے کہ دین محمدی جنود نا
بزدلونکے جاری کرنیسے جاری ہوا شیعہ ایسے عقیدہ سے پرہیز کرتے ہین
ای یارو تمکو تو اسلام کا نام لینا اقول اے یارو تمکو تو اسلام کا نام لینا
نہ چاہیے اسلئے کہ تمنے منافقین اور مرتدین کو اپنا پیشوا بنایا ہے اور
کلاب جیفہ دنیا کو اپنا امام ٹھرایا ہے کیون نام اسلام کو ایسے امامون سے
بنسواتے ہو اور ظلمہ بنی امیہ اور بنی عباس سے بیعت کرکے اونکو خلیفۃ اللہ
بناتے ہو یہہ جتنے خلفاء جور ہین اونکو خدا نے خلیفہ بنایا تھا یا رسولؐ نے

یا بیچارے شیعون نے بنایا تہا تمہین نے اسلام مین خرابیان ڈالین جس فاسق وفاجر کو جانا کہ اوس سے کچہ دنیا حاصل ہو گی اوسی سے بیعت کرکے اوسکو خلیفہ بنالیا شیعون نے بجز ائمہ اہلبیت ع کے کسکو امام اور خلیفہ بحق سمجہا آور شیعونکے کس امام کی ذات سے خرابیان دنیا مین پیدا ہوئین کہ جس سے زبان طعن یہود اور نصاری حسن وخوبی اسلام پر دراز ہوئی **قولہ** نبوت کا اقرار ظاہری بہی نکرنا چاہیئے **اقول** سوائے منافقین کے ہم سب مسلمانونکو جناب رسولخدا ص کی نبوت کا مُقِر ظاہری اور باطنی سمجہتے ہین گو بعضے عرفان مدارج نبوت مین قاصر ہین مگر اس زمانہ کے مسلمانان متنصرین کو البتہ مثل منافقین صحابہ کے فقط اقرار ظاہری پر جانتے ہین ہم نہین سمجہتے کہ کس جرم پر شیعونکو آپ حکم انکار نبوت دیتے ہین فقط اتنی ہی جرم پر کہ ثلاثہ کو دوست نہین رکہتے آپ اُکیون اسقدر برہم ہوتے ہین مثل وجوب ولائی اہلبیت ع کے بالخصوص دوستی ثلاثہ کیواسطے کوئی آیت یا حدیث نکالتے یا خلافت کو مثل شیعونکے اصول دین سے کہتے تو البتہ شیعون پر کسی قدر برہمی بجا تہی وَاِن لَّیسَ فَلَیسَ سچ پوچہئے تو سنیونکو مناسب ہے کہ جناب رسولخدا ص کی نبوت کا انکار کرین اسلیئے کہ جو نبی پناہ بخدا ایسا مبتذل ہو کہ بی بی کو کندہے پر چڑہا کے ناچ دکہلاتا پہرے اور احکام شریعت مین ہمیشہ ٹہوکرین کہاوے اور خطائین کرے اور حضرت عمر کی اتالیقی سے اوسکا کام چلے تو ایسے نبی کی نبوت کا اقرار کرنا کیا ضرور ہے بلکہ مناسب ہے کہ حضرت عمر کی نبوت کا اقرار کرین **قولہ** سو دوسو ہزار دو ہزار کو تم کافر کہتے **اقول** ہم نے ایک کو

نہ سو کو نہ ہزار کو بکفر اسلامی کافر کہتی ہین یہانتک کہ کفر نفاقی والونکو بھی
بکفر اسلامی نہین کافر کہتے آپ کے بعد جناب رسولخدا صلعم کے اکثر کو بکفر ایمانی
اور بکفر طاعتی کافر کہتے ہین لیکن تاہم سو دو سو کو آپ کے ایسے لوگون کی
تسکین خاطر کیواسطے مومن بھی کہتے ہین **قولہ** بعد غلبۂ اسلام کے
مسلمان ہوئے **اقول** محبت دنیا مین جو بعد غلبۂ اسلام کے آور جو قبل
غلبۂ اسلام کے مسلمان ہوئے سب ہی تھے اور ہوائے نفسانی اور
اغوای شیطانی کو سب مین مداخلت تھی اِلَّا مَنْ عَصَمَهُ اللّٰهُ وَ اِنَّمَا هُمْ
اَقَلُّ قَلِيْلٍ فِيْ كُلِّ عَهْدٍ وَ فِيْ كُلِّ عَصْرٍ یہہ آپکا زعم باطل ہے کہ صدر اولی
مین طمع دنیا اور ہوائے نفسانی اور اغوای شیطانی کو دخل ہی نتھا ہم سابق
مین تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا اور اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ سے آپکے
مزعوم کو باطل کر چکے ہین فتذکر **قولہ** تو صبر آتا **اقول** جب جناب والا کی
خواہش درونی کے مطابق شیعہ عمل کرتے تو بیشک آپکو صبر آتا اور آپکے
جگر مین ٹھنڈک پڑتی لیکن حق تابع خواہشات نفسانی نہین ہے کیونکہ آپکی
خوشنودی کے لیئے کوئی حق کو ناحق اور ناحق کو حق کرے قال اللّٰہ تعالیٰ
وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ بس
شیعہ بچارونکو آپ معاف رکھیئے کہ بجز سیدھی کے ٹیڑھی بات نکرینگے
قولہ جو سب سے پہلے ایمان لائے **اقول** کچھ ضرور نہین ہے کہ
جسکو آپ سب سے پہلے ایمان لانیوالا جانین ہم بھی اوسیکو جانین شیعیان
علی ابن ابیطالب ع سب سے پہلے ایمان لانیوالا بروایات فریقین علیؑ

ابن ابیطالب کو جانتے ہین اور اونپر کوئی اعتراض نہین کرتے بلکہ معترضین کو خارجی کہتے ہین **قولہ** جنہون نے دین کو جاری کیا **اقول** الغرض تنزلی اگر کسی منافق نے بھی دین خدا جاری کیا ہو تو مصداق ان اللہ یؤید ہذا الدین برجل فاجر کے ہوگا کما فی الصحیح البخاری حقیقت یہہ ہے کہ جو لوگ فقط آپکے عقیدہ مین مجری دین ہین وہ شیعون کے اعتقاد مین مخرب دین ہین ورنہ شیعونکو اونکے برا سمجھنے سے کیا حاصل تھا اور ظاہر ہے کہ باعث اسکا درد دین ہے نہ کوئی غرض دنیاوی برخلاف اہلسنت کے کہ اونہون نے ہمیشہ اہل ظلم و جور کو خلیفہ بناکے اور اونکی مدح و ثنا کرکے کیسے کیسے مزے دنیا کے لوٹتے **قولہ** سوائے چار چھہ شخصون کے کسیکو اچھا نہین کہتے **اقول** یہہ عدم فہمی اور افترا سازی شاہ جی دہلوی کی ہے آپ ناحق اوسکے درپے ہوتے مین آتے ہین کتب رجال شیعہ تو موجود ہین طبقہ صحابہ مین دیکھ لیجئے کہ شیعہ کتنونکو اچھا کہتے ہین اور جن چار چھہ کو آپنے انکے خاطر خاطر کیا ہے البتہ شیعہ اونکو ایسے درجے مین اکمل الکمال جانتے ہین کہ طرفۃ العین جادۂ ایمان کامل سے اونکو لغزش نہین ہوئی اور ایک آن بھی ذہن اونکا مسبوق بہ شبہہ نہین ہوا یہانتک کہ درجۂ عالیہ عصمت اہل البیت تک اونہون نے ترقی کی اس سے لازم نہین آتا کہ جو انکے درجۂ کمال ایمانی ہین اونسے کم ہون ہم اونکو برا سمجھین اور واضح ہو کہ لفظ کفر کے لئے معانی مختلفہ ہین مثل کفر اسلامی اور کفر ایمانی اور کفر طاعتی

اور کفر نعمتی اوسیطرح ارتداد کے لئے بہی معانی مختلفہ ہین کہ وہ سب معنے
تحت معنی لغوی مندرج ہین کہ مودی جسکا پھر جانا ایک حال سے
طرف دوسرے حال کے ہے پس جو شخص شہادتین سے پہرا وہ بہی
مرتد ہے جیساکہ یہی معنی مشہور ہین اور طبقۂ صحابہ مین ایسے لوگ شاذ
ونادر ہین جیسے روایت درحق کاتب الوحی صحاح اہلسنت مین ہے
اسیطرح جو شخص اصول ایمان سے پھر جاے اوسپر بہی اطلاق ارتداد
کیاجاتا ہے وہذا کثیر فی الصحابۃ بلکہ جو ضروریات اور مقتضیات اوسکے
سے پھرے یا درجۂ یقین کامل سے طرف ناقص کے یا ذہن اوسکا
کسی وقت مین مسبوق بشک وشبہہ ہوجائے وہ بہی مصداق اسکا ہی اور اسیطرح
سے جو حسن حال اور محاسن افعال سے پھرے اور حال زہد وتقوی سے
طرف حال فسق وفجور اور طمع اور حرص دنیا کے جاوے ان سب پر اطلاق
ارتداد کا کرسکتے ہین پس کفر اور ارتداد کا اطلاق نسبت صحابہ کے جہان
کلمات علماء امامیہ یا اونکی احادیث مین پایا گیا ہے کہین مراد اوس سے
معنی اولین کفر اور ارتداد کے نہین ہین بلکہ کوئی معنی معانی دیگر سے حسب
قرائن مقام مراد ہوتے ہین اور اسیطرح جیسے ایمان اور اسلام کبہی مترادف ہین
اور کبہی اپسمین نسبت عموم وخصوص ہے اور فسق وکفر مین بہی نسبت
عموم وخصوص ہے پس چاہئے کہ اس بات کا مومنین کو خیال رہے کہ رفع
تلبیسات عامہ مین بکار آمد ہی **قولہ** کیونکر ایسے عقیدہ پر تعجب نہ اوے
اقول جای تعجب عقاید اہلسنت ہین کہ نیک کو بد سے تمیز نہین دیتے

اور سب صحابہ کو عدول کہتے ہین حالانکہ خود ہی اونکے فسق و فجور کی
تصریحات کرتے ہین کہ فلان صحابی پر فلان خلیفہ نے حد زنا جاری کی
اور فلان پر حد شرب خمر جاری کی کتاب احیاء العلوم مین آپکے امام
غزالی فرماتے ہین ماترک الناس لم یبالوا بجمعهم کما لم یترکوا
شرب الخمر وسائر المعاصی حتی روی ان بعض اصحاب النبی
باع الخمر فقال عمر لعن الله فلانا هو اول من سن بیع الخمر اور شاہ
ولی الله ازالۃ الخفا مین فرماتے ہین عن ابن عباس ذکر لعمر بن خطاب
ان سمرة باع خمرا قال قاتل الله سمرة ان رسول الله ص قال لعن الله
الیهود حرمت علیهم الشحوم فجملوها وباعوها انتہی محصل یہہ ہے
کہ لوگون نے ربا نہین چھوڑا جسطرح شرب خمر اور سائر معاصی کو نہین چھوڑا
یہانتک کہ بعض اصحاب نبی ص نے شراب بیچی پس کہا عمر نے خدا لعنت کرے
فلان پر کہ وہ اول جاری کرنیوالا طریقہ بیع خمر کا ہے اور ابن عباس نے
روایت کی ہے کہ عمر ابن خطاب سے کسی نے کہا کہ سمرہ نے شراب بیچی
عمر نے کہا قاتل الله سمرة قاتل بمعنی لعن کے ہے کما صرح بہ اہل اللغة
الحاصل باین ہمہ فسق و فجور پھر کل صحابہ عدول ہین اے حضرات اہلسنت
تمہارے ایسے عقیدون پر کیونکر تعجب نہ آوے اور کیونکر تمہاری اس
گمراہی پر افسوس ہو اور واقفان رموز اسرار کہ چشم و ابرو سے بحقیقت
کار لیجاتے ہین بمقتضائے ع ان العیون لتبدی فی تقلبها + ما فی نفوس
من ودّ و من حنق بہ خوب جانتے ہین کہ اصل غرض قایل ہونے عدالت

کل صحابہ

کل صحابہ سے نہین ہے مگر حفظ حریم ثلاثہ ارتداد و نفاق سے ابس
جو ثلاثہ کو اچھا کہے تو اگر کل صحابہ کے فسق و فجور کو ثابت کرے
تو اہلسنت بطیب خاطر اوس سے راضی ہین بلکہ اوسکو اپنا امام اور پیشوا
بناتے ہین ایسے حضرات ذرا تو غور کرو اور کچھ تو خدا سے ڈرو کہ اون
ہزارون لاکھون کروڑون درکروڑون آدمیون سے جو حضرتؐ پر ایمان
لائے سوائے تین شخصون کے دلمین تم کسی کو اچھا نہین سمجھتے ہو بھلا
کیونکر ایسے عقیدۂ باطنی تمہارے پر تعجب نہ آوے اور کیونکر تمہاری
اس گمراہی پر افسوس نہو + **قال المخاطب المقام هذا**
سبل السلام چوتھی دلیل ہم لوگ کیا شیعہ اور کیا سنی پیغمبر صاحبؐ
کی زیارت کو افضلترین سعادات اور بہترین قربات سے سمجھتے ہین اور
چونکہ اب زمانہ آپکی حیات کا نہین ہے اسلئے آپکی قبر مبارک کے دیکھ لینے کو
اور آپکے روضۂ انور کی خاک آنکھونمین لگانیکو غنیمت جانتے ہین اور اسکو
بہترین سعادات سمجھتے ہین اور اگر کوئی شخص خواب مین آپکی زیارت سے
مشرف ہوجاتا ہے تو وہ بڑے بزرگونمین شمار کیا جاتا ہے اور حقیقت مین
جبتک کوئی شخص نہایت ہی نیک اور مخلص اور پرہیزگار نہین ہوتا وہ
خواب مین بھی سعادت زیارت سے مشرف نہین ہو سکتا ہے پس نہایت
افسوس کا مقام ہے کہ ہم اون لوگونکی بزرگی اور فضیلت کا کچھ بھی اعتقاد نکرین
جو برسون حضرتؐ کی زیارت کرتے رہے اور رات دن آپکی صحبت مین حاضر
رہے اور ہر لحظہ اور ہر ساعت آپکی دیدار سے مشرف ہوئے اور ہمیشہ آپسے

ہمکلام رہے اور نہ صرف زیارت اور صحبت کی سعادت پائی بلکہ ہر
غم اور خوشی مین شریک رہے اور آپکی یاری اور مددگاری اعلاء کلمۃ
مین کرتے رہے سے از وطنہا مہاجرت کردند + بر المہا مصابرت
در سفر ہم کاب وبودند + در حضر ہمخطاب وبودند + ہمہ آثار وحی
از و + ہمہ اسرار دین شنیدہ از و + با ہیچ در شدائد واہوال
ارواح کردہ واموال + پایۂ دین بلند از ایشان شد + کار شرع
از ایشان شد + رضی اللہ عنہم از سوی حق + بہر ایشان بشارت
غرضکہ صرف زیارت اور صحبت ہی حضرت سید الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء
کی ایسی فضیلت ہے کہ کوئی بزرگی اوسکو نہین پاتی نہ کہ جب اسکے ساتھ
فضایل ذاتی بہی صحابہ مین موجود ہون تو پھر اونکے مراتب ودرجات کی کیا انتہا

یقول المتمسک بولایۃ علی ابن ابیطالب علیہ السلام

یہہ دلیل ادل دلیل ہے اوپر اجنبیت مخاطب کے طریقہ استدلال سے
چاہتا ہے کہ ثواب زیارت وزائرین سے عدم نفاق اور عدم ارتداد منافقین
اور مرتدین صحابہ ثابت کرے غافل ایسے کہ ثواب کل اعمال مشروط بایمان
شاید آپنے کلام خدا مین مثالین اعمال کفار کی نہین دیکھین قال اللہ
تعالیٰ والذین کفروا اعمالهم کسراب بقیعة یحسبه الظمان ماء حتی
اذا جاءه لم یجده شیئا ٥ الآیۃ پھر فرماتا ہے مثل الذین کفروا
بربهم اعمالهم کرماد اشتدت به الریح فی یوم عاصف خلاصۂ اعمال
کفار کے مثل سراب بیابان کے ہین کہ پیاسا اوسکو پانی گمان کرتا ہی یہانتک

کہ جب اوسکے پاس آیا نہ پایا اوسکو کوئی شے اور مثل تو وہ خاکستر کے ہین
کہ ہوای تند اوسکو اوڑا دے پس جب بسبب کفر نفاقی اور کفر ارتدادی کے
ایمان ہی نہین ہے تو اعمال کس کام آتے ہین ابہی تو آپنے ایمان حضرات ثلاثہ
ثابت ہی نہین کیا ہے شرف اعمالی اونکے لیئے کیا ثابت کرنے لگے یہ نہین سمجھتے
کہ اگر آپ اونکے حُسن اعمال سے اونکا ایمان اور اونکی بزرگی ثابت کرینگے تو پہلے
ہم اہل نفاق کے اعمال کو بہ نیت خالص ہونا مسلّم ہی نکرینگے اور مرتدین کے
ارتداد کو باعث محو اعمال اونکا کہینگے اور حبطت اعمالهم مین داخل کرینگے اور
ثانیاً اونکے فضایح اعمال اور شنایع افعال کو دلیل اونکے کفر اور رذالت اور دنائت
کی گردانینگے چونکہ فی الجملہ تفصیل حالات مطاوی ردّ اقوال ما بعد مین مناسب مقام
کے آویگی لہذا یہان بالاجمال اشارہ طرف بعض کے بیہودہ ما لا یدرک کلّہ لا یترک
کلّہ تو مناسب معلوم ہوا پس وہ اوصاف جمیلہ اس قسم کے ہین طالب دنیا ہونا
تریدون عرض الدنیا ہونا نبوت مین ہمیشہ شک کرنا اور روز حدیبیہ اوسکا
ظاہر کر دینا افعال جناب رسولخدا پر معترض ہونا ترک ادب رسالت کرنا یہان تک
کہ دامن شریف کو مثل کتونکے پکڑ کر کہینچنا اور اونحضرت کا دُر دُرانہ لڑائیون مین
اونحضرت کو تنہا چھوڑ دینا مانع کتابت وصیت کے ہونا اور اپنی جان بچاکر بھاگ
کھڑے ہونا نسبت ہذیان طرف اونحضرت صلعم کے دیکر انّ الرجل لیہجر کہنا
واسطے طلب ریاست دنیوی کے سقیفہ بندی کرنا نعش مطہر کو بے غسل و
کفن چھوڑنا غصب خلافت کرنا غصب فدک کرنا بضعۂ رسول کو آزار دینا
مرتے دم تک اونکو غضبناک رکھنا قصد احراق خانۂ نبوت کرنا بلکہ دروازہ

کو جلانا بضعۃ الرسول پر بعض اشقیا کا تبت یدا کہ ہاتھہ اوٹھانا مال خمس
وزکوٰۃ بغیر حق کھانا مال غنیمت لٹانا خزانہ جمع کرنا مطرودین رسول اللہ کو
مال خدا کا اونکو کھلانا قرآن کو جلانا اصحاب خاص رسول اللہ صلعم کو مارنا بے عزت کرنا
جلائی وطن کردینا الغرض بیان حسن خوبی حضرات ثلاثہ کے لئے دفاتر طوال
چاہیے کتب کلامیہ فرقہ حقہ اونکے مطاعن سے بھری ہوئی ہین طرفہ یہ ہے
کہ یہ سب حالات شرافت دلالات حضرات اہلسنت کی کتب سے لکھے گئے ہین
مَن شَآءَ فَلیَرجِعْ اِلی التَشیِید لِمطاعِن وَغیرِہٖ مِن کُتُبِ الکَلام **قولہ** پس نہایت
افسوس کا مقام ہے کہ ہم اون لوگونکی بزرگی اور فضیلت کا کچھہ بھی اعتقاد
کرین **اقول** آپکو اپنے اعتقاد کا اختیار ہے مگر شیعہ تو مومنین کی نہایت
فضیلت اور بزرگی کا اعتقاد کرتے ہین اور سے منافقین اور مرتدین کو لعین
کافر بکفر ایمانی سمجھتے ہین **قولہ** جو برسون حضرت کی زیارت کرتے رہے
اقول برسون کفار بھی مثل ابولہب اور ابوجہل کے زیارت کرتے رہے اور اندر
منافقین بھی صحبت مین حاضر رہے اور ہر لحظہ اور ہر ساعت دیدار سے مشرف
رہے مگر ہمیشہ مذبذبین بین ذٰلک لاالی ھٰؤلاء ولاالی ھٰؤلاء رہے
اور باوجود انتہائے سلوکات کے جو خاندان رسالت سے اونکے حق مین عمل مین
آئے وہ اپنی مقتضائے بدطینتی سے باز نہ آئے اور وہ مکر اسیان کہین گرسنہ تا قیامت
یادگار زمانہ رہگئین ولنعم ماقیل ؎ درختی کہ تلخ است ویرا سرشت * گرش
برنشانی بباغ بہشت * ورگر باغبانش شود جبرئیل * دہد آبش از چشمۂ سلسبیل
سرانجام تلخی بکار آورد * ہمان میوۂ تلخ بار آورد * **قولہ** بلکہ غم اور خوشی

مین شریک رہے اقول منافقین صحابہ خوشی مین تو البتہ شریک رہے کہ ترحلو سے زہر مار کرنیکو ملے مال غنیمت مفت اچہ لعنت ہاتہ لگا لیکن وقت غم پس شرکت آپکے امثال ثلاثہ کی غیر مسلّم ہے اسلیے کہ درانی اوراحادیث اور سیر اور تواریخ سے ظاہر ہے کہ یہ لوگ ہر مقام تنگی اور ترشی مین بہاگ کہڑے ہوتے تہے اور وقت ضیق اور شدت جان بچا جاتے تہے پس جو ایسے تہے وہ آپکی یاری اور مددگاری کیا کرتے وفاداری اور جان نثاری کام اونہی لوگون کا تہا جنکو شیعہ اپنا پیشوا سمجہتے ہین نہ پیشوایان سنیان کہ کل کام اونکے بمکر و خدع و فریب تہے اور غرض اصلی اونکے تحصیل جیفۂ دنیا تہی قال اللہ عزّ من قائل ومن الناس من یقول اٰمنا باللہ وبالیوم الاٰخر وما ہم بمؤمنین یخادعون اللہ والذین اٰمنوا وما یخدعون الا انفسہم وما یشعرون فی قلوبہم مرض فزادہم اللہ مرضا ولہم عذاب الیم بما کانوا یکذبون الاٰیات الی اثنا عشر اٰیات من اوّل البقرۃ اور یہی بارہ آیتین آپکے بارہ مصرعون کے جواب مین کافی اور وافی ہین اور شعریات کو کہ تخیلات بحت ہین عیانیات سے کچہ علاقہ نہین ہے خصوصًا ایسے اشعار کہ آیات قرآنی جسکے مکذب ہین اگر حقیقت واقعی بیان کیجاتی تو مناسب تہا کہ اشعار ایسکے باین الفاظ ہوتے کما قال بعض احبار الظرفاء الازکیاء الاصفیاء ؎ از وطنہا مہاجرت کردند سوئے دنیا مبادرت کردند + ہمہ دم در رکاب او بودند + چون مگس گرد قاب او بودند + ہمہ آثار وحی دیدہ ازو + وقت نصرت نگر رمیدہ ازو

از نبی ور شدائد و اهوال ٭ جسته مانند اروئیہ یہ جبال ٭ پست دین
از ایشان شد ٭ کافری ارجمند از ایشان شد ٭ بعد خیر الورا حکام
از ثلاثہ بسے شکایتہاست ٭ طمع ملک داشتند آنان ٭ مصطفے را
آنان ٭ بیکفن بُد ہنوز خیر ورا ٭ منعقد گشت صحبت شورا ٭ آن
غاصب خلافت شد ٭ رخنہ در دین فساد و آفت شد ٭ آفت و
و فساد از انست ٭ روز آغاز ارتداد از انست ٭ این خلافت اگر
راست ٭ سبب قتل سید الشہداؑ است ٭ پس ازان بر دحق زہرا
بستم خورد حق زہراؑ را ٭ داد رنج و الم بہ بنت رسولؐ ٭ بخدا از جہان
گذشت ملول ٭ وان دگر با رسول رب جہان ٭ بخدا داد نسبت
مصطفےؐ ٭ خواست چون بکند تحریر ٭ یک کتابی بحکم رب قدیر ٭ تا
است شود دگر گمراہ ٭ گفت او حسبنا کتاب اللہ ٭ دید چون بر
دلیر چنان ٭ سیومش سوخت مصحف یزدان ٭ ہست بئس المصیر
از سوی حق ٭ بہر ایشان بشارت سطلق ٭ **قولہ** غرضکہ صرف
زیارت اور صحبت ھی حضرتؐ کی ایسی فضیلت ہے کہ کوئی بزرگی
نہین پاتی ٭ **اقول** حال زیارت اور صحبت بیشتر گذارش ہوا کہ بدون
ایمان مفید نہین ورنہ ابوجہل اور ابولہب ور کل منافقین صاحب بزرگی
ہو جائین اب یہ عرض ہے کہ یہ صحبت کفری اور نفاقی اون لوگون کے
لئے موجب زیادتی وبال و عذاب و نکال ہوئی فضلاً عن الفضیلۃ و
ما قیل ؎ دون شود از قرب بزرگان خراب ٭ جیفہ دہد بوی بد از آفتاب

اور ظاہر ہے کہ جو صحبتین خلوات اور جلوات کی تہین جیسے صاحبان صحابت
کے اونکے بدونکے حق مین تو خدا نے یضاعف لہا العذاب ضعفین
فرمایا پس مصاحبین بدکیواسطے لا اقل ایک ضعف کا ہونا توضرور ہے پس
ثبوت اس فضیلت اور بزرگی کا کہ عذاب اونکا المضاعف ہے کلام اللہ سے
واجب التسلیم ٹہرا اباقی دیگر فضائل ذاتی کا حال بہی آپ سن چکے تو پہر ترقی
معکوس کے مراتب اور مدارج کی کیا انتہا ہے قال المخاطب المعقام
هداه الله سبل السلام پانچوین دلیل اس امر کو سب مسلمان تسلیم
کرتے ہین کہ مکہ اور مدینہ اسلام کی ابتدا اور ترقی کے مقام ہین اور انہین
دو جگہون کو سب دنیا سے بڑہکر عزت ہے ایک خدا کا گھر اور رسول کا مولد
ہے دوسرا حضرت کا شہر اور آپ کا مدفن ہے مکہ معظمہ مین بنیاد اسلام کی
قایم ہوئی اور مدینہ منورہ مین اوسکی ترقی ہوئی اور ان دونون جگہونکی بزرگی
ایسی ہے کہ کبہی کوئی مذہب باطل انمین پہر جاری نہوگا اور دجال ملعون کا
بہی گذرا ونمین نہوگا پس ہمکو غور کرنا چاہیئے کہ ان دونون شہرونکے رہنے والے
ابتک صحابہ کی نسبت کیسا اعتقاد رکہتے ہین جو کچہ اونکا اعتقاد ہو وہی کو اصل
ایمان سمجہنا چاہیئے پس خدا کے فضل سے اون دونون شہرونکے رہنے والے
بلکہ تمام عرب کے باشندونکا جو اعتقاد صحابہ کی نسبت ہے وہ ظاہر ہے اگر ہم
موافق شیعونکے یہ کہین کہ وہ سبکے سب گمراہ ہین اور باطل اعتقاد پر ابتک
قایم ہین تو اس سے اصل مذہب اسلام پر بڑا الزام آتا ہے کیونکہ خداوند عالم
نے جہان اپنے نبی صلعم کو پیدا کیا اور جہان اپنے پیغمبر صلعم کا مدفن بنایا اور جن

جگهون کو عرش و کرسی کے برابر رتبہ دیا اور جہانسے اسلام اور ایمان
جاری کیا اونہین جگهونکے رہنے والونکو خدا نے ابتک باطل اعتقاد پر قایم رکھا
اور اون لاکھون کروڑون آدمیونکو جو اس بارہ سو برس کے عرصہ مین وہان
پیدا ہوئے اور وہان رہے گمراہ رکھا اور گمراہی پر اونکا خاتمہ کیا اور ایک
مومن کا گذر بھی وہان ہونے دیا اور اب تک خدا عزّ و جلّ کو وہی اصرار
ہے کہ اونہین بد اعتقادونسے مکّہ اور مدینہ بھرا ہوا ہے اور وہی گمراہی اور
ضلالت ابتک تمام عرب مین پھیلی ہوئی ہے اور باوجود گذرنے اسقدر
عرصۂ دراز کے اب بھی کوئی مومن پاک بغیر تقیّہ کے وہان جانے نہین پاتا
اور اپنے ایمان اور اعتقاد کو بخوف اپنی عزت اور جان کے ظاہر نہین کر سکتا قیامت
تو قریب آگئی اس دنیا کے ختم ہونیکے دن نزدیک ہو گئے لیکن خدا اون ظالمون
اور بد اعتقادونسے اپنے گھر اور اپنے رسول ص کے گھر کو پاک نہین کرتا اور مومنین
سے اون شہرونکو آباد نہین فرماتا اور گمراہونکو ایسی پاک جگہونسے نہین نکالتا
اگرچہ جسقدر زمانہ نبوت کا دور ہوتا گیا اور اسلام مین ضعف آتا گیا مذہب
شیعونکا ترقی پاتا گیا اور اونکے عقائد باطلہ کو رواج ہوتا گیا اور اکثر شہرون
اور ملکون مین اونکی حکومت بھی ہو گئی اور بادشاہت اور سلطنت بھی نصیب ہوئی
لیکن باینہمہ مکّہ اور مدینہ اور عرب مین جو دین پیغمبر خدا ص کے وقت مین تھا وہی
جاری ہے اور جو مذہب رسول مقبول ص کے سامنے تھا وہی اب بھی ہے
هست مے خمل بر آن قرار کہ بود ٭ هست مطرب بر آن ترانہ هنوز ٭ ہم حیران ہین
کہ جب مکّہ معظمہ اور مدینہ منورہ مین اس تیرہ سو برس کے عرصہ مین ایک مسلمان

پاک اعتقاد نہوا اور ایسی پاک جگہہ مین کسی مومن پاک کا گذر نہوا تو پھر کونسا مقام ہوگا جہانکے رہنے والے مومن اور مسلمان ہونگے اور خدا کے گھر کو اور رسول کے گھر کو چھوڑ کر کسکے گھر مین ایمان والے رہتے ہونگے آپ بھائیو بغیر اسکے کہ یہ امر قبول کیا جاوے کہ اصل دین اور مذہب وہی ہے جو مکہ اور مدینہ کے رہنے والونکا ہے کوئی دوسرا علاج نہین ہے

یقول المتمسک بولایۃ علی ابن ابیطالب علیہ السلام

یہہ دلیل عقلی آپکی نہایت معقول ہے کہ حسن و خوبی صحابہ بلکہ ثلاثہ اعتقاد اہل مکہ و مدینہ سے ثابت ہے کہ وہ لوگ اونکو اچھا سمجھتے ہین اور چونکہ اہل مکہ و مدینہ کا اعتقاد باطل پر ہونا محال ہے پس ضرور ہے کہ صحابہ اچھے ہون کیون حضرت کیا خود صحابہ منافقین اور مرتدین بلکہ آپکے ثلاثہ اہل مکہ اور مدینہ نتھے پس جب شیعہ خود اونہین کی ضلالت و گمراہی بدلایل عقلیہ و نقلیہ آپ ہی کی کتابونسے ثابت کرتے ہین تو اونکے اخلاف اور اذناب کو بدرجہ اولے فاسد العقیدہ کہینگے اور خدمت شریف مین بکمال عجز و انکسار اس مثل دائر و سائر کو عرض کرینگے کہ مَا رَضِيْنَا بِالشَّيْطَانِ فَكَيْفَ بِذُرِّيَّتِهِ یہہ ایک بات ہے دوسری بات یہہ ہے کہ جہان آپنے صفحہ اولی مین فرمایا تہا کہ شیطان نے بعد ایمان لانیکے اکثر مسلمانونکو بہکایا اور اونکے دلونکو باطل عقیدونسے بھر دیا وہان آپنے اہل مکہ اور مدینہ کو مستثنی نہین کیا تہا کہ اونکو کبھی شیطان نے نہین بہکایا اور اونکے دلون تک عقائد باطلہ کا گذر نہین ہوا اور جبکہ ہمنے مداخلت شیطان کی قرن اولی مین بتیرے آیات و روایات بخوبی ثابت کی اور لاریب وہ لوگ بھی

اہل مکہ و مدینہ ہی سے تھے پس قرون ما بعد مین کہ بقول آپکے اسلام مین ضعف
آیا بدرجہ اولی شیطان نے عقائد باطلہ کا القا کیا ہوگا تیسری بات یہ ہے کہ
صحاح اہلسنت مین ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ جناب رسولخدا نے فرمایا سیعود
الدین غریبا کما بدء غریبا اور نہایہ ابن اثیر مین باین لفظ ہے الاسلام
بدء غریبا وسیعود کما بدء فطوبی للغربآء اور اسکے معنو مین فرمایا
یعنی جیسا کہ اسلام اول امر مین مثل اوس غریب و وحید کے تھا کہ جسکے اہل نہون
بہ سبب قلت مسلمین کے اوسیطرح قریب ہے کہ پھر ہو جائیگا اور مسلمان کم رہجائینگے
پس بنا براس معنی کے کہ بڑے محقق اہلسنت نے فرمایا ہے البتہ خلو مدینہ از دین
حق اسلام لازم ہے اور سیعود صیغہ چونکہ مستقبل ہے قرب وقوع کے دلالت کرتا ہے
اور بلا ضرورت معنی حقیقی سے طرف معنی مجازی کے جانا بیجا ہے پس ضرور
کہ محمول کیا جاوے اوپر اوس ارتداد کے جو بعد عہد رسولخداصلعم کے واقع ہوا اور
تائید بلکہ تنصیص اسکی کرتی ہے حدیث کہ لا زالوا مرتدین منذ فارقتہم
اسلئے کہ مذ و منذ واسطے ابتدائے مدت کے ہے اور واسطے جمیع مدت کے بنا بر اولی
مدت ارتداد کی ابتدا روز مفارقت رسولخداصلعم ہوگا اور بنا بر ثانی کے بھی اسلئے
کہ جمیع مدت ارتداد ابتدا سے انتہا تک جمیع مدت مفارقت رسول اللہ ہوگی اگر چہ
مرجیت النحو بیان جمیع مدت کے معنی ہوجاتی ہین اسلئے مخفی نرہے کہ دین
اسلام سے مراد بیان دین اور اسلام خاص ہے کہ ہم معنی ایمان ہے جیسا کہ
ایمان کبھی ہم معنی اسلام ہوتا ہے چنانچہ بیان منافقین کا بھی بمعنی اسلام کے
ہمنے سابق مین اشعار کیا کہ دونو کبھی مترادف بھی آتے ہین فرق انہین دو کلمون

کو سب دنیا سے بڑھکر عزت ہے اقول ہر شے کی عزت اور حرمت کے لئے
وجوہ مختلفہ ہیں جائز ہے کہ بعض کی عزت بعض وجوہ سے ہو اور بعض دیگر کی
بہ بعض وجوہ دیگر مثلاً مکہ معظمہ اس راہ سے کہ خانۂ عبادت خدا اوسکا قبلہ
اور مولد رسول کریم ہے مدینہ سے افضل ہے اور مدینہ اس راہ سے کہ ہجرت گاہ
خاتم انبیاء اور مدفن اشرف مخلوقات خدا ہے مکہ سے رتبہ میں فضیلت
رکھتا ہے الغرض وجوہ فضائل پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مراد ایسے
مقاموں میں فضیلت من جمیع الوجوہ نہیں ہو سکتی پس کیون نہیں جائز ہے کہ بعض
وجوہ سے زمین کربلا کو زمین مکہ پر ترجیح ہو بلکہ خود زمین کعبہ پر ترجیح ہو چنانچہ بعض
احادیث ائمہ اطہار [illegible] یہی مضمون بصداقت مشحون وارد ہوا ہے
لیکن [illegible] باتونکو منکر کمال تمسخر اور استہزا شروع کرینگے اور
ستم ظریفیان کرینگے اور کیونکر نہو کہ اگر ایسا ہو تو قول خداوند جل وعلا اتخذناہم
سخریا ام زاغت عنہم الابصار محض غلط ہو جائے لیکن چونکہ ہمنے
مومنین کو کافرین پر حجت غالب کیا ہے اسلئے ضرور ہوا کہ ہم ترجیح ارض کربلا
کو ارض کعبہ پر ایسی حجت قاہرہ سے ثابت کریں کہ منکرین رنگ خجالت چہرہ پر
لائیں بلکہ دانتوں تک رنگ جائیں بیان اوسکا بمقدمات جلیہ بدیہیہ یہ ہے
کہ آئین کسی شخص کو اہل اسلام میں سے جائے کلام نہیں سرور کائنات در مغفرت ہو جو
اشرف ممکنات و افضل مخلوقات من الارض و السموات ہیں اور اس امر بدیہی کو
کچہ ضرورت نہیں ہے کہ بامثال لولاک لما خلقت الافلاک سے مستند کریں
اور اسمیں بھی کچہ شک نہیں ہے کہ ابعاض جسم شریف اور ہر پارہ جسد منیف شرف

بیان افضلیت کربلا بر مکہ معظمہ

و عزت مین مثل کل کے ہے جیسے ہر ہر پارہ قرآن مجید عزت و احترام مین بعینہ
حکم کل قرآن مجید رکھتا ہے اور کافہ علما کا انعقاد اجماع ہے اس بات پر کہ جو
موضع قبر شریف آنحضرت کا ہے جمیع بقعہائی دنیا پر ترجیح رکھتا ہے چنانچہ
تصریح اسکی شاہ عبد الحق دہلوی نے کتاب جذب القلوب مین بیان حال مکہ و
مدینہ مین کی ہے حیث قال در ترجیح یکی ازین دو بلدہ معظمہ بر دیگرے
اختلاف واقع شدہ بعد از انعقاد اجماع کافۂ علما بر تفضیل البقعۃ ضم اعضاء
شریفہ سید کائنات کردہ از موضع قبر شریف بر سائر اجزای ارض حتی الکعبۃ
المنیفہ و بعض علما گفتہ اند بلکہ بر سائر سموات حتی العرش العظیم انتہی اور
بعد اثبات ترجیح کے سائر سموات پر فرماتے ہین پس محصل کلام چنان آمد
کہ قبر شریف حضرت سید کائنات علیہ افضل الصلوات و اکمل التحیات افضل اماکن
اکرم بود علی الاطلاق و العموم چہ بر بلدہ مکرمہ مکہ و چہ بر خانہ کعبہ مشرفہ انتہی
ملخصًا اور اسمین بھی کوئی مسلمان سوا‌ے یزیدیون کے شک نہین کر سکتا
کہ جناب سید الشہدا شہید کربلا روحی لہ الفدا پارۂ جگر حضرت رسول اللہ صلعم
ہین اور بہت سی حدیثین مثل حدیث حسینٌ منّی او سپر گواہ ہین اور
گوشت اور خون اونکا ایک جزو ہے گوشت اور خون آنحضرت صلعم سے
و ہو بعض منہ و بضعۃ من جسدہ الشریف و لان الفاطمۃ بضعۃ منہ کما
فی الصحیح البخاری و بضعۃ البضعۃ بضعۃ اور مقدمۂ ثانیہ مین بیان ہو چکا
کہ عزت اور توقیر مین بعض ساتھ کل کے مساوی ہے پس ثابت ہو گیا کہ
ارض کربلا بجہت موضع قبر شریف حضرت سید الشہدا ع کہ بعض من رسول اللہ

ہین ارض مکہ پر بلکہ کعبہ پر بلکہ سموات پر ترجیح رکھتی ہے حتی العرش العظیم
والحمد للہ رب العالمین واضح ہو کہ یہہ تقریر بنا بر مذاق اہلسنت کے ہے ورنہ
وجوہ ترجیح بنا بر مذاق اہل عرفان اور صاحبان ایقان کے دیگر ہین کہ اگر
مخاطب کے سامنے بیان کئے جاوین تو خلاف کلموا الناس علی قدر عقولہم
کے ہوگا حکمت کا نا اہلون سے نہ بیان کرنا وصایای حکما سے ہے
قولہ ان دونو جگھون کی بزرگی ایسی ہے کہ کبھی کوئی مذہب باطل انمین
پھر جاری نہوگا **اقول** یہہ بات ہے یا از قبیل خرافات ہے دعوای
باطل بے حجت و دلیل کرنا اور تحت مسلمات کل مسلمین بکذب و خدع اوسکو
داخل کر دینا کام مخاطب عالیمقام کا ہے اگر اس دعوی مین سچا تھا تو
کوئی جھوٹی سی بھی دلیل و سیر قایم کی ہوتی کہ مقتضای شرافت مکانی
یہہ ہے کہ کبھی وہانکے مکین نالایق نہوسکین اور مکینون کے نالایق ہونے سے
شرف مکانی زایل ہو جائیگا کیون حضرت یہہ بات آپکو معلوم ہے یا نہین کہ
شرف کعبہ عہد قدیم سے ہے از آدم تا خاتم ہمیشہ یہہ مکان معزز رہا اور حرمت
اسکی عہد ابراہیمؑ سے تو منصوص علیہ مصحف مجید ہے کہ جسمین کبھی مسلمانون کی
جاتی گفتگو نہین ہو سکتی اور حضرت موسیٰؑ اور ہارون کے حاج یا معتمر ہونے
کی حدیثین جذب القلوب مین موجود ہین بہرکیف ایسے مکان معزز اور محترم
مین جسکی شان مین خدا طہرا بیتی للطائفین والعاکفین والرکع السجود
فرماوے مشرکین نجس العین بحسب اوثان کو داخل کرین اور تین سو ساٹھ بت اوسمین
رکھین اور کل اہل مکہ الا من عصمہ اللہ اوسکو پرستش کرین تب اگر عزت مکانی

باعث عدم مداخلت اہل باطل ہوتی تو چاہیئے تھا کہ کعبہ مین کبھی بت پرستی نہوتی فضلاً عن المکہ یہہ تہا ذکر قبل اسلام کا اب آیئے بعد اسلام کے ابھی چند سطر پیشتر اس سے آخر دلیل ثالث مین آپ خود ھی فرما چکے ہین کہ اگر اون لوگونکو جو بعد غلبہ اسلام کے مسلمان ہوئے تم منافق جانتے تو صبر آتا انتہی پس ظاہر ہے کہ اہل مکہ نہین ایمان لائے مگر روز فتح مکہ اور وہ روز لاریب روز غلبۂ اسلام تھا پس اگر شیعہ ایمان اہل مکہ کو ایمان نفاقی سمجھین تو آپکو حسب اپنے اقرار کے ضرور ہے کہ اسپر بادل خواستہ یا ناخواستہ صبر کیجیئے اور پھر اسمین کچہ چون وچرا زبان پر نہ لایئے ورنہ اقرار صبر کے خلاف ہو جاویگا اور جب آپ قرن اولی کی سنلے دینی اور نفاق پر راضی ہو گیئے تو ضرور ہے کہ اس قسم کے لوگونکی بے دینی پر بدرجۂ اولی راضی ہوجایئے اسلیئے کہ بعد گذرنے قرون متطاولہ کے البتہ بقول آپ ھی کے اسلام ضعیف ہوگیا اور شیطان نے بعد ایمان کے مسلمانونکو بہکایا اور اونکے دلونکو عقاید باطلہ سے بھر دیا پھر اگر اس زمانہ کے لوگونکو آپ بے دینی سے بری کرینگے تو ترجیح بلا مرجح بلکہ ترجیح مرجوح لازم آویگی اور جب حال اہل مکہ یہہ ٹھہرا کہ اونکی بے دینی پر آپکو حسب اقرار اپنے طوعاً او کرہاً راضی ہونا پڑا تو حال اہل مدینہ بھی اسی پر قیاس کر لیجیئے کہ اصل شرف و عزت مین دونو مکان مساوی ہین گو بعض کو من بعض الوجوہ اشرفیت ہو اور اگر اس مساوات پر آپکو صبر نہ آوے تو سنیئے سنئے دینی اہل مدینہ کی ہم بالخصوص بھی آپکے لئے ثابت کر دین اور وہ اسطرح پر ہے کہ کتب سیر مثل روضۃ الصفا وغیرہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ

کہ جب بدمعاشان چند اہل مصر سے کہ جنکے افسر بڑے خلیفہ صاحب کے
صاحبزادے محمد بن ابی بکر تھے واسطے قتل حضرت قتیل الدار کے جمع ہوئے
اور چھوٹے صاحبزادے بھی بڑے خلیفہ صاحب کے باآواز بلند فرمانے لگے
کہ اقتلوا نعثلاً قتل الله نعثلاً کما فی نہایۃ ابن الاثیر وتسفے السیر ایضاً
اوسوقت اہل شہر مدینہ نے کہ اونمین مہاجر اور انصار اور بدریئین اور صاحبان
بیعت رضوان بھی تھے سب شریک بدمعاشونکے ہو گئے آرے بعض اعیان
مہاجر اور انصار سے اپنے دروازونکو بند کر کے بیٹھ رہے لیکن تاہم اجماع
سکوتی مین تو بے شبہہ شریک ہوئے ولا اقل اجماع کل صحابہ بلکہ کل
امت اوپر عدم نصرت کے تو بیشک و بے شبہہ ہوا اسلئے کہ مقتول ہونا حضرت
قتیل الدار کا مثل خاتمہ بیعت بکری ایک مرنا گہانی نہ تہا کہ وقی الله من شرہا
اوسمین پایا جاتا اور مثل شہادت عمری کے بھی چوری چھپے سے نہ تہا کہ
شجاع الدین ابو لولوء نے دہوکے دہڑی مین شکم مبارک مین چُھرا چلا دیا
بلکہ علانیہ علی رؤس الاشہاد تہا یہانتک کہ باتفاق مورخین بیس دن سے
زیادہ تک محاصرہ رہا اور آب و دانہ بند کیا گیا تہا مگر نثار فتوت و مردمی
پسرانِ ساقی کوثر کہ اپنے دشمن کو بھی پانی سے سیراب کرتے تہے کہ پہر بہ
اس مدت دراز مین کوئی ایسا مسلمان نہوگا کہ جسکو خلیفہ صاحب کے محصور
ہونیکی خبر نہ پہونچی ہوگی مگر کسی نے خلیفۃ الله کی اعانت پر کمر نہ باندھی
یہ ہزارون صحابہ اور مہاجر اور انصار خصوصاً اہل مدینہ کیا چند بدمعاشون
کے دفع پر طاقت نہ رکھتے تہے بیشک رکھتے تہے مگر بنا بر اصول اہلسنت کلہم

نے محض بے دینی اختیار کی اور خلیفۃ اللہ کو مارا اور مروایا یہانتک کہ لاش
مبارک کے پاؤنمین رسّی باندھ کے ہر ایک کوچہ اور گلے مین پہرایا آخر کار
ایک مزبلہ پر پہینکدیا بمقام کمال رقت اہلسنت کے لئے تو یہ ہے کہ تین
روز تک لاش مطہر اوس موضع نجاست مین پڑی رہی یہانتک کہ کتّون
اور شغالون نے نہایت گستاخی کی اور ایک ٹانگ کہا گئے کچہ لوگ
یہان پر گوشت خر دندان سگ کہتے ہین لیکن ہمکو اس سے کیا مطلب ہمارا
یہان اسی قدر ہے کہ اگر اوسوقت مین اہل مدینہ عدم نصرت خلیفۃ اللہ مین
مذہب حق پر تھے تو ضرور ہے کہ اب مذہب باطل پر ہون اسلئے کہ انکو انکا
برا سمجھنا کفر جانتے ہین چہ جائے انکا اونکے قتل اور غارت پر راضی ہون
اور عدم نصرت اونکی مباح جانین اور اگر اوس وقت مذہب باطل پر تھے
اور اجماع اونکا عدم نصرت کے اجماع باطل تہا تو [illegible] اجماع [illegible]
بلکہ یہی اجماع علی الباطل ہو سکتا ہے گو مقتضا اوس اجماع کا اثبات باقی
رہے وکیف ما کان یہی جاری نہونا مذہب باطل کا اہل مدینہ مین بہر تقدیر
باطل ہو گیا اور اگر مخاطب کو اسپر بھی تسکین نہو اور [illegible] اور دوسرے دین
باطل کی تمنا دلمین لاوے تو ہم ایک دیگر مذہب باطل کے جاری ہونیکا نشان
بہی مخاطب کو دیتے ہین کہ ہمین کچہ شک نہین ہے کہ کل مسلمانان ہند
سوائے وہابیون اور افغانون کے کہ بتقلید امام غزالی سب لعنت مگر ابر یزید
کہتے ہین سب یزید پلید را جائز و لکن اذا [illegible] من الخمر کو اکفر کفرہ و افجر فجرہ سمجہتے ہین
پس اس سے باطل تر اور کون مذہب ہوگا کہ سوائے اہلبیت نبوی کے کل اہل مکہ

اور مدینہ نے ایسے شقی ترین اوّلین اور آخرین سے بیعت کی اور اوس
لعین کو امام اور پیشوا اپنا سمجھے اور از انجملہ خلیفہ زادہ صاحب عبد اللہ
بن عمر تھے کہ ایک رات بھی بے بیعت ایسے اماموں کے رہنا اونکو گوارا نہ تھا
اور بے بیعت کے مرنا موت جاہلیت سمجھتے تھے کما فی شرح ابن ابی الحدید و جبکہ
بعض اہل مدینہ نے بعد شہادت خامس آل عبا ؑ کے نقض بیعت یزید کی
کرنا چاہا تو خلیفہ زادہ صاحب کو بہت ناگوار گزرا چنانچہ اصح الکتب بعد
کتاب الباری صحیح بخاری کے کتاب الفتن مین مذکور ہے لمّا خلع اہل المدینۃ
یزید بن معویۃ جمع ابن عمر حشمہ وولدہ فقال انی سمعت النبی صلعم یقول ینصب
لکل غادرٍ لواء یوم القیامۃ وانّا قد بایعنا ہذا الرجل علی بیعۃ اللہ و
رسولہ وانی لا اعلم غدرًا اعظم من ان یبایع رجل علی بیعۃ اللہ ورسولہ
ثم ینصب لہ القتال وانی لا اعلم احدًا منکم خلعہ ولا تابع فی ہذا الامر
الا کانت الفیصل بینی وبینہ انتہٰی محصل یہ ہے کہ جب اہل مدینہ یزید
ابن معویۃ کو خلافت سے معزول کرنے لگے تب ابن عمر نے اپنی اولاد اور
اقربا کو جمع کیا اور کہا کہ مینے سُنا ہے جناب رسول خدا کو کہ فرماتے تھے
کہ روز قیامت ہر غادر کیواسطے ایک جھنڈا کھڑا کیا جائیگا اور بدرستیکہ
ہمنے بیعت کی ہے اس شخص کی یعنے یزید بن معویہ کی بیعت خدا اور رسول
پر اور مین نہین جانتا کوئی غدر اس سے زیادہ تر کہ جس سے ہمنے بیعت خدا
اور رسول پر بیعت کی ہو پھر اوس سے قتال و جدال برپا کرین پس جو شخص
تم مین سے بیعت یزید کو خلع کریگا پس درمیان ہمارے اور اوسکے جدائی

اور جھگڑا پڑیگا اور صاحب فصل الخطاب صحیح مسلم سے ناقل ہے کہ لما

خلعوا یزید واجتمعوا علی ابن مطیع اتاہ ابن عمر فقال لہ عبد اللہ بن مطیع

اطرحوا لابی عبد الرحمن وسادۃ فقال لہ ماجئتک لاجلس اتیتک لاحدثک

حدیثا سمعتہ من رسول اللہ صلعم یقول من خلع یدا من طاعۃ لقی اللہ

یوم القیامۃ ولا حجۃ لہ ومن مات ولیس فی عنقہ بیعۃ مات میتۃ

جاہلیۃ یعنے جبکہ لوگون نے بیعت یزید کو خلع کیا اور ابن مطیع

پر مجتمع ہوئے تو خلیفہ زادہ صاحب ابن عمر نزدیک ابن مطیع کے تشریف لائے

اوسنے کہا کہ مسند لاؤ اور خلیفہ زادہ کے لئے بچھاؤ اور باعزاز و احترام

اوسپر بٹھاؤ یہ سنکر حضرت سلالۂ خلافت نے فرمایا کہ مین مسند پر بیٹھنے

کے لئے نہین آیا ہون بلکہ تیری وعظ و نصیحت کے لئے آیا ہون اور جو

حدیث جناب رسولخدا صلعم سے سنی ہے اوسکی بیان کرنیکو آیا ہون جناب

رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ جو شخص ہاتھ کسی کی بیعت سے اوٹھاوے اور

اطاعت خلیفہ سے باہر جاوے تو ملاقات کریگا خدا سے در حالیکہ

کوئی حجت پیش خدا نہ رکھتا ہوگا اور جو شخص کہ مرے اور اوسکی گردن مین

پٹہ کسی خلیفہ کی بیعت کا نہو تو وہ موت کفر اور جاہلیت پر مرا ہوگا فقط

مقصود اس کلام بلاغت نظام سے یہی تھا کہ لوگ خلع بیعت یزید پلید نکرین

لیکن ہر چند نصیحت کی مگر اکثرون نے وعظ و پند کو اونحضرت کی نمانا اور

اوسکی سزا اسطرح سے پائی کہ یزید نے بسرداری مسلم بن عقبہ ایک

لشکر واسطے قتل و غارت اہل مکہ و مدینہ کے بھیجا کہ اونہون نے تین روز تک

واقع ہوئی کہ ہر شخص [illegible] غارت کو [illegible] نقض بیعت کرنا [illegible] خلیفہ زادہ [illegible] اور واقعہ [illegible] بیعت یزید [illegible] غارت مدینہ بھی ہوا ہو

تیغ بیدریغ اہل مدینہ پر جاری کی چنانچہ شاہ عبد الحق دہلوی کتاب جذب القلوب
مین لکھتے ہین کہ لشکریزید نے اس واقعہ مین کہ موسوم بواقعہ حرہ ہے
ایک ہزار سات سو شخصونکو جو بقایاے مہاجر و انصار اور علماء تابعین
اخیار سے تھے قتل کیا اور عامۃ الناس سے سواے عورتون و اطفال کے
دس ہزار آدمی کو مارا اور سات سو حاملان قرآن مجید اور ستانوے قوم
قریش سے تحت تیغ بیدریغ کیا اور فسق و فساد اور زنا کو مباح کر دیا یہانتک
کہ ہزار عورتون نے بعد اس واقعہ کے اولاد زنا جنا اور گھوڑون کو مسجد
پیغمبر صلعم مین جولان دیا اور روضۂ شریف مین کہ نام ایک مقام کا ہے درمیان
قبر اور منبر کے کہ جسکے حقمین آنحضرت صلعم نے مَا بَیْنَ قَبْرِیْ وَ مِنْبَرِیْ
رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ فرمایا تھا گھوڑون نے ہگا اور موتا اور لوگون
سے بیعت یزید پلید پر عہد عبودیت سے لئے اسطرح پر کہ اگر چاہے یزید لعین تو
بیچ ڈالے اُنکو اگر چاہے آزاد کرے اور اگر چاہے طاعت خدا کرا لے
اور چاہے معصیت خدا کرا لے اور جو نام طاعت خدا کا زبان پر لایا اوسکو
فوراً قتل کیا اور اہل اخبار نے لکھا ہے کہ اوس زمانہ مین مدینہ منورہ بالکل
آدمیون سے خالی ہو گیا تھا اور فواکہ اور ثمرات اوسکے نصیب وحوش اور بہایم
کے ہوتے تھے اور کلاب اور دیگر حیوانات نے مسجد شریف مین آرامگاہ
اپنا کیا تھا انتہی ملخص بعض العبارۃ وَ مَنْ شَآءَ التَّفْصِیْلَ فَلْیَرْجِعْ اِلَیْہِ وَ لْنَرْجِعْ
مَا کُنَّا بِصَدَدِہٖ جناب مخاطب نے جو فرمایا کہ اہل مدینہ مین کبھی مذہب باطل
جاری نہین ہوا ہم پوچھتے ہین کہ یہہ بیعتین جو بعض برضا و رغبت اور بعض

بجبر و قہر اہل مدینہ مین جاری ہوئین اگر کلہا مذہب حق تہا پس باوجود قول
باجتماع النقیضین کے دنیا مین کوئی مذہب باطل نہین ہوسکتا اور اگر بعضہا
مذہب باطل تہا تو قول آپ کا عدم اجرائے باطل حرمین مین باطل ہوگیا
بلکہ اگر حق پوچھئے تو اوسی باطل کا نمونہ اہل مکہ و مدینہ مین ابتک باقی ہے
کہ روز عاشورہ کو روز عید سعید سمجھتے ہین اور کس کس خوشیون سے حرمین
مین گاتے اور بجاتے ہین اس سے باطل تر مذہب کیا ہوگا اور کیونکر ہم
انکار کرین کہ پیر دستگیر غوث الاعظم اونکے نے کتاب غنیۃ الطالبین مین عید
کرنے روز عاشورہ کا حکم کس شد و مد سے دیا ہے اور پوشاک بدلنا اور
سرمہ لگانا اور توسعہ طعام کرنا مستحبات سے جانا ہے گو بقول ابن حجر مکی
صواعق مین ایسا کرنے والے نواصب سے ہون لیکن حضرت غوث الاعظم
گو نواصب مین سے ہون مگر پیروی اونکی ضرور ہے جیسا کہ بقول اونہین
حضرت کے گو ابو حنیفہ مرجیہ مین سے ہو مگر تقلید اوسکی لازم ہے سنا ہے بعضے
اہلسنت انکار ان مضامین کا غنیۃ الطالبین سے کرتے تہے مگر الحمد للہ کہ مطبوع
ہو جانے غنیۃ الطالبین نے زبان درازی اہلسنت کو قطع کر دیا خلاصۃ الکلام
جسطرح سے زمانہ سابق مین مذہب باطل نفاق کا منافقین اہل مدینہ مین جاری
تہا وَمِنْ اہل المدینۃ مردوا علی النفاق لا تعلمہم نحن نعلمہم
اور درمیان مین بھی بدولت اہل نفاق کے بہت سی بدعتین مذاہب باطلہ کی و آئین
جاری ہوئین اور بقول ابن حجر مکی صواعق مین اب بھی مذہب باطل نواصب کا
یعنی عید عاشورہ اونمین جاری ہے اسیطرح اگر ابتک بھی مذہب باطل حسن وخوبی

بعض منافقین صحابہ کا ذہین جاری ہو تو ہرگز خلاف عقل و نقل نہیں ہے وستطلع علی زیادۃ توضیح فی المقال الآتی بعد ان شاء اللہ تعالیٰ

قولہ اور دجال ملعون کا بھی گذر اوسمین نہو گا **اقول** فی نفسہ اس خبر کے اقرار و انکار میں مذہب اہل حق کا کچھ ضرر نہیں لیکن آپکو مناسب تھا کہ مقابل خصم میں اپنے خصم ہی کی کتب معتبرہ سے نقل اس مضمون کی کرتے کہ اقرب بقبول ہوتا لیکن ہمکو اصل کلام میں بحث کرنے سے کچھ حاصل نہیں ہے آپ کے کلام اوس غرض میں ہے کہ جسکے واسطے یہہ کلام آپنے اس مقام پر وارد کیا ہے پس اگر غرض آپکی یہہ ہے کہ عدم مداخلت دجال سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل باطل کا استیلا اسمین کبھی نہو گا تو یہہ باطل اور غلط بحت ہے اسلئے کہ گو بفرض و تسلیم آپکے کلام کے دجال کو اسمین دخل نہو گا مگر بہت سے برادران دجال کو اوسمین دخل ہو چکا ہے از انجملہ بدمعاشان مصر کہ جنہوں نے خلیفہ ثالث کو جام رحیق سرشار شہادت سے سیراب کیا واز انجملہ معاویہ ابن ابی سفیان کہ جسکی بیعت کو جابر ابن عبد اللہ بیعت ضلالت سمجھتے تھے کما فی جذب القلوب اور اہلبیت نبوت اسکو ایسا گمراہ سمجھتے تھے کہ قابل قتل جانتے تھے وکفا فی ضلالہ قولہ علیہ السلام یا علی حربک حربی و یا علی من فارقنی فقد فارق اللہ ومن فارقک فقد فارقنی کما فی ازالۃ الخفا واز انجملہ یزید بن معویہ وقد مر من جذب القلوب واز انجملہ قرامطہ لعنہم اللہ کہ جنہوں نے بنیاد کعبہ مٹا دی اور حجر الاسود اوکھاڑ لائے چنانچہ باتفاق مورخین بیس برس تک حجر اسود مسجد کوفہ میں رہا

وازانجملہ وہابیان نجد کہ جنہون نے کل حجاز پر تسلط کیا اور سلطان روم سے
کچھہ بہی نہو سکا آخر والی مصر غفر اللہ نے اونکی شر کو دفع کیا اور اگر غرض
آپکی عدم گمراہی باشندگان وہانکی ہے تو گو دجال کا گذر نہوگا مگر شیطان
اور اخوان الشیاطین کا گزر تو بے شبہہ اضلال کے لئے کافی ہے اور اگر
دجال وہان نجا سکیگا تو وہ لوگ خود خدمت دجال مین مشرف ہو سکتے ہین
پھر دجال کے وہان جانیکی کیا ضرورت ہیگی اور بعید نہین کہ یہہ کلام اقوال الائمہ
کا کوئی صاحب محمول بر ظرافت کرین اسلئے ضرور ہے کہ ہم سند اسکی بعض
کتب معتبرہ اہل سنت سے دین کہ پھر کسیکو جای کلام نہ ہے شاہ عبد الحق دہلوی
کتاب جذب القلوب مین فرماتے ہین کہ حدیث صحیح مین وارد ہوا ہے کہ
ایک روز جناب رسول خدا صلعم نے یوم الخلاص کو یاد فرمایا اور ذکر اوسکا
مکرر زبان معجز بیان پر آیا صحابہ نے پوچھا کہ یا حضرت یوم الخلاص کیا ہے
فرمایا کہ وہ روز ہے کہ دجال آویگا اور کوہ احد پر چڑھکے نگاہ کریگا اور اپنے
اصحاب سے کہیگا کہ جانتے ہو یہ قصر سفید کیا ہے یہہ مسجد احمد صلعم ہے بعد
اسکے قصد داخل ہونے مدینہ کا کریگا لیکن ہر سر راہ پر ایک فرشتہ موکل
پاویگا کہ اوسکے حفظ و حراست مین ہوگا پس نواحی وادی یمین کہ جای جمع سیل
ہے خیمہ کھڑا کریگا اور مدینہ مین تین مرتبہ زلزلہ آویگا پس جو جو شخص کہ اوس مین
جنس کفار و منافق اور فاسق سے ہوگا وہ دجال کیطرف جاویگا اور مدینہ
ہر خبث اور نجاست سے طاہر اور منزہ ہوجاویگا یہہ ہے یوم الخلاص انتہی
کیون حضرت ابہی تو یوم الخلاص نہین آیا ابہی اہل مدینہ کیونکر نجاست کفر و نفاق

اور فسوق سے پاک ہوئے پس اگر وہی اہل کفر ونفاق وفسوق منافقین صحابہ
کو بمقتضای الجنس یمیل الی الجنس مثل اپنے اچھا سمجھے تو حقیقت اونکی کہان سے
ثابت ہوئی والحمد للہ کہ آجتک تو معلوم ہونا مدینہ کا اہل کفر ونفاق وفسوق
سے روایت صحیحہ اہلسنت سے ثابت ہو گیا ثم الحمد للہ علی ذلک ؀
قولہ پس ہمکو غور کرنا چاہئے کہ ان دونو شہر وںکے رہنے والے ابتک
صحابہ کی نسبت کیسا اعتقاد رکھتے ہین ۲ **اقول** اہل کفر ونفاق وفسوق
ویسا ہی اعتقاد رکھتے ہین جیسا اونکا سابق مین اعتقاد تھا **قولہ** جو کچھ
اونکا اعتقاد ہو اوسیکو اصل ایمان سمجھنا چاہئے **اقول** دعوای بے دلیل
مسموع نہین ہے خصوصاً جب ثابت ہو گیا کہ اوسکے باشندے ابتک کفر
ونفاق وفسوق پر باقی ہین اور عید عاشورہ اونکے ثبوت ناصبیت کیلئے
کافی ہے کما مر **قولہ** بس خدا کے فضل سے **اقول** خدا کے فضل سے
کوئی جگہ شیعیان علی ابن ابیطالب سے خالی نہین ہے مکہ مین محلہ عزارہ اور
جبل اعلی اور مدینہ مین محلہ بنی نخاولہ اور محلہ مسجد قبا اور مسجد ذو الشمس اور
مشربہ اُم ابراہیم اور عوالی مین بنی حسین سادات فاطمی ہزارون شیعہ
ہین کہ اونمین سُنّی نام کو بھی نہین ہے گو اہل کفر اونکو مقتضای اینکہ کافر
ہمہ را بکیش خود پندارد اہل کفر سے سمجھین اگر مخاطب کو کشف حقیقت حال
منظور نظر ہے تو ہمارے ساتھ چلے بشرطیکہ دو چار روز اپنے تئین متمذہب
بمذہب شیعہ کرے تقیہ کا نام تو آپکے سامنے لے نہین سکتے کہ آپکے
تلوؤن سے لگے گی اور سر پر بجھے گی مگر بربا کاری تو ریہ چندے دو چار کلمہ

جو شیعہ کہتے ہین اوسکو زبان پر لایے تو پھر اپکو دیکھلائی دے گا کہ کتنے
شیعہ ہین کہ تقیۃً بصورت اہلسنت ہین ہین اور کہتے سُنّی حقیقی ہین

قوله بلکہ تمام عرب کے باشندے انکا **اقول** جن لوگون نے کبھی گھر سے
قدم باہر نہین نکالا ہے اونکو ایسے ہی پندار باطل ہوا کرتے ہین کچھ
وا تحصیل دنیا مین پھنسے رہے گا ذرا قدم باہر نکالیے سیر ترکی و بلاد ان
عراقین کیجیے سیر ملک یمن کیجیے ملک شام مین جبل عامل کے قریہ اور بلاد
کو دیکھیے ملک حجاز مین ابو القبیا کی سیر کیجیے صحرا اون مین بنی اسد اور بنی
خزاعہ کو دیکھیے تو بخوبی واضح ہو کہ تمام ممالک عرب مین کتنے کرور شیعہ ہین

قوله اصل مذہب اسلام پر بڑا الزام آتا ہے **اقول** اصل مذہب
اسلام پر سوائے کرستانون کے کسیکے نزدیک کچھ الزام نہین آتا ہے یہ امر
ایکی غلط فہمی ہے مسلمانونکا یہی اعتقاد ہے کہ اگر کل اہل دنیا کافر ہو جائین
جب بھی حق مذہب اسلام ہے **وَمَن ینقلب علی عقبیه فلن یضرّ
الله شیئًا** **قوله** جہان اپنے نبی کو پیدا کیا **اقول** ہو سکتا ہے کہ
کوئی کہے کہ بدترین خلایق اور کافرترین دنیا وہی لوگ تھے جہان نبی کے
پیدا کرنیکی اور نبی کے مبعوث کرنیکی احتیاج پڑی اور وہ ایسے کافر تھے
کہ اگر نبی اور کہین مبعوث ہوتے تو وہ ظاہری ایمان بھی نہین لاتے اور سابق
مین بیان ہو چکا کہ شرف مکان کے لیے شرافت مکین لازم نہین ہے اور شرافت
اضافی کے لیے بھی ایمان شرط ہے ورنہ ابو جہل اور ابو لہب کو بقول اپکے
اپنے آپ سے بہتر سمجھیے و تعدہ لا یرضی بہذا **قوله** جن جگہونکو خدا نے

عرش وکرسی کے برابر رتبہ دیا اقول واقع مین منافقین امت نے ایسے
ایسے مقامون متبرک کی عزت اور حرمت کچھہ نہ سمجھی خانۂ رسول صلعم کو غاریون
نے جلا دیا مسجد رسول کو ارجاس و انجاس سے جای گلاب بنا دیا خانہ
خدا کو منجنیقون سے گرا دیا اور اوسمین آگ لگا دی جن جگہون کا صغیرہ
کبیرہ تھا کما فی جذب القلوب بیشک وہان کا کبیرہ کفر تھا مگر ظالمان امت
امت سے کچھہ خوف نہ کیا اور خود جناب رسولخدا صلعم نے ان فتنون کی خبر
دی تھی اور فرمایا تھا بادروا بالاعمال فتنا کقطع اللیل المظلم یصبح
الرجل مؤمنا ویمسی کافرا ویمسی مؤمنا ویصبح کافرا یبیع احدھم
دینہ بعرض الدنیا کما فی ازالۃ الخفا کیون حضرت یہہ دین کو ساتھہ دنیا
کے بیچنے والے سوائے اہل مکہ اور مدینہ کے کہین اور جگہہ کے لوگ تھے
اور یہہ واقعات ہائلہ سوائے مقامات متبرکہ کے کسی اور جگہون پر واقع
ہوئے تھے اور مخاطب ان خطابات سوائے صحابہ کے اور کوئی لوگ
تھے اور جب مقامات متبرکہ مین ایسے فتن مضلہ کا واقع ہونا جایز ہو
اور تبرک مقام مانع وقوع فتن نہو تو اگر مومنین وہان سے بحکم خدا ورسول صلعم
کما فی جذب القلوب کنارہ کش ہو جائین بلکہ بمضمون حدیث ابو ہریرہ
ایک دو منزل بہی نکل جائین اور منافقین وہان جاگزین ہو جائین تو کونسا
امر خلاف عقل و نقل لازم آتا ہے اور منافقین کے شنایع اعمال سے کہ فقط
براے نام مسلمان ہین اور حقیقت مین نامسلمان اسلام حقیقی پر کوئی الزام
نہین عاید ہو سکتا ہے اسلیئے کہ بدی مسلمانان ظاہری کی بدی اسلام نہین ہے

کس ملت مین ملل ونحل موجودہ دنیا سے نیک وزشت نہین ہین قولہ
اونہین جگہونکے بہبنے والونکو خدا نے ابتک اقول ابتک تو کرستانیت
باعث الزام علی الاسلام تھی لیکن اس مقام پر دہریت بہی اوسمین شریک
ہوگئی گویا بول ساتھہ برازکے مخلوط ہوگیا اب جناب بہی اعتراض
ہونے لگا حالانکہ باتفاق اہل اسلام خداوند عالم کسی فعل پر مورد اعتراض
نہین ہوسکتا ہے اما بنا بر عقیدہ اہلسنت پس ظاہر ہے کہ خدا پر کوئی امر
واجب نہین ہے کہ اوسکے خلاف کرنیمین کوئی قبیح لازم آوے بلکہ وہ
مالک ہے جو چاہے سو کرے اگر انبیاء کو معاذ اللہ جہنم مین جگہہ دے
اور شیاطین کو بہشت مین تو تصرف اوسنے اپنے ملک مین کیا ہے نہ غیر ملک
غیر مین کہ ظلم لازم آوے پس اگر کعبہ مین بتون کو اور مکہ مین ابوجہل اور ابولہب
کو اور مدینہ مین منافقین اور مرتدین اور اہل فسوق کو جگہہ دی تو کیا جاے
اعتراض ہے کہ تصرف اپنے ملک مین ہے گو شیعہ اسکو بغیر پاے جانے
کسی وجہ وجیہ کے بسبب لزوم وضع الشئ لا فی محلہ ظلم کہین گے اما بنا بر عقیدہ
شیعہ کے پس واجب ہے کہ ہر فعل خدا کا موافق حکمت ومصلحت کے ہو گو
حکم اور مصالح خفیہ پر ہماری عقول کو رسائی نہو اور حکیم علیم سے ممکن نہین
کہ کوئی فعل خلاف حکمت سرزد ہو پس بزرگونکو اچہی جگہون پر چہوڑ دینے مین
البتہ کوئی حکمت اور مصلحت ہے ورنہ وضع الشئ لا فی محلہ سے ظلم لازم آتا
ہو خلاف المذہب العدلیۃ ولا اقل حکمت اسمین اختبار اور امتحان اہل عالم
ایسے لوگون کا ہے کہ بسوء اختیار دلائل قاہرہ سے اغماض بصر اور غض نظر کرکے

ایسے شبہات رکیک سے متشبث ہوتے ہین اور سکونت مکہ و مدینہ دلیل
حقیّت مذہب ٹھہرلتے ہین حالانکہ خود روایت صحیح نقل کرتے ہین کہ تا
یوم الخلاص مکہ اور مدینہ بقیاس احدہما علی الآخر انجاس اور ارجاس
سے خالی نہوگا آور حکمت دیگر تضاعف عذاب اشقیاے امت سے ہے
اسلئے کہ بتصریح شاہ عبدالحق دہلوی صغیرہ وہانکا کبیرہ ہے اور اسیطرح
تضاعف ثواب اتقیاے امت سے ہے بسبب ایذا اوٹھانے کے
دست اشرار سے یہہ تمثیلاً ذکر ہوا ورنہ جو فوائد مثلاً وجود شیطان مین
ہین وہی فوائد شیاطین کے مکہ اور مدینہ مین چھوڑ دینے مین ہوسکتے ہین
فَلَا اِعْتِرَاضَ عَلَی اللّٰہِ **قولہ** باطل اعتقاد پر قایم رکہا **اقول** یہہ
بات مطابق اعتقاد باطل اشاعرۂ اہلسنت کے ٹھیک ہے کہ خداہی اعتقاد
باطل دیتا ہے اور خداہی اوسپر قایم رکھتا ہے اور بعد اس جبر کے بظلم و
جور عذاب بہی کرتا ہے چنانچہ صاحب مسلم الثبوت اعتقاد اشاعرہ مین
تصریح کرتا ہے کہ اَلْحَقُّ اِنَّہٗ کَفُوْرٌ لِلْجَبْرِ لیکن بنابر مسلک حق پس خدا اعتقاد
باطل کسیکو دیتا ہے نہ اوسپر قایم رکھتا ہے بلکہ معتقدین باطل خود اعتقاد
باطل بسوء اختیار اختیار کرتے ہین اور خود اوسپر قایم رہتے ہین اے
خداوند عالم اونپر جبر نہین کرتا ہے کہ بہ مشیت الجائی عقیدۂ باطل کو اونکے
دل سے نکالدے اسلئے کہ خلاف حکمت اختیار و امتحان ہے بلکہ بعد ہدایت
اور رہنمائی کے اور اتمام حجت کے اونکو اونکے حال پر چہوڑ دیتا ہے کما
مفاد قولہ تعالیٰ ترکھم فی ظلمات لا یبصرون و ذرھم فی سکرھم

بیٹھو مین ۰ پس اس ترک کرنیکو تعبیر کرنا ساتھ قایم رکھنے کے اوپر اعتقاد باطل کے کہ مشعر جبر ہے سراسر جہالت اور غوایت ہے **قوله** گمراہ تھا اور گمراہی پراونکا خاتمہ کیا **اقول** بنا بر مذہب اشاعرہ کہ مجوس اس امت ہین یہ سب ٹھیک ہے کما سبق لیکن بنا بر مذہب اہل حق پس نہ خدا کسیکو گمراہ کرتا ہے نہ گمراہی پر رکھتا ہے نہ کسیکا خاتمہ گمراہی پر کرتا ہے گمراہ کرنا کار شیاطین جن و انس سے ہے قال اللہ تعالیٰ نے ذکر الشیطان ولقد اضل منکم جبلا کثیرا وقال اضلہم السامری وقال واضل فرعون قومہ وما ھدی پس گمراہ کرنا جو کار شیطان اور سامری اور فرعون ہے معاذ اللہ وہ فعل خدا کا نہین ہو سکتا اور جہان کہین نقلیات مین نسبت اضلال کی طرف خداوند ذو الجلال کے وارد ہوئی ہے وہان ہرگز معنی گمراہی نہین مراد ہین بلکہ معنی دیگر مراد ہین کما قررہ اہل الحق فی کتبہم اور بمعنی گمراہی ہر جگہ پر سمجھنا عین گمراہی ہے **قوله** ایک مومن کا گزر بھی وہان ہونے دیا **اقول** لاکھون مومنون کا گزر ہوا اگر آپکے ایسے جھوٹھون کا گزر وہین ہوگا جہان جھوٹھون کا گزر ہے **قوله** وہی اصرار ہے **اقول** کیونکر اصرار نہو کہ عادت قدیمہ حضرت احدیت اسی پر جاری ہوئی ہے کہ کفار اور منافقین کو اونکے حال پر چھوڑ دیتا ہے اور اونپر جبر نہین کرتا ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلا ۰ (**قوله**) کوئی مومن ایسا ہے کہ تقیہ کے **اقول** اگر مومن نجس مشرکین کو پاک سمجھنے والا ہے تقیہ کیا اور کوئی مومن

بلا

پاک مشرکین کو نجس سمجھنے والا با تقیہ گیا تو نہ اوسکی نجاست وخباثت مین کچھ
گھٹ گیا ولنعم ما قیل شعر خر عیسی اگر بمکہ رود + چون بیاید ہنوز
خر باشد + سگ بدریاے ہفت گانہ بشوی + چونکہ تر شد
پلید تر باشد + اور نہ اوسکی طہارت ظاہری اور باطنی مین کچھ خلل
آگیا اگر صحیح بخاری کو بلکہ کتاب باری کو بسنت عثمانی جلا دیجئے تو
البتہ التقیۃ الی یوم القیامۃ اور الا ان تتقوا منہم تقاۃ
او تقیہ کا نشان نرہے غرض ذکر تقیہ سے اگر تعریض بحال مومنین
ہے تو تعمیل حکم خدا و رسول مین کوئی قباحت مومنین کے لیے
نہین ہے بلکہ حقیقت مین یہ توہین وتذلیل اون فساق وفجار کی ہے
جنکے ظلم وستم سے مومنین کو احتیاج بتقیہ ہوتی ہے وان مسلمانون
سے بخدا کہ صاحبان انصاف نصاری ہزار مرتبہ بہتر ہین کہ کسیکو بسبب
تعصب مذہبی ایذا و آزار نہین دیتے ہین برخلاف اون نامسلمانون کے
جو بطمع دنیا مسلمانون کو لوٹتے ہین اور بحیلہ تعصب مذہبی ایذائین پہنچاتے ہین
پس حقیقت مین ذلت وخواری دنیا وآخرت کی اونہین ظالمونکے لیے ہے
نہ مظلومونکے لیے قَالَ اَمِیرُ المُومِنِینَ عَلَیہِمُ السَّلَامُ فِی جَوَابِ کِتَابِ مُعٰوِیَۃ
ما نقلہ الطبری وابن ابی الحدید وَقُلتَ اِنِّی کُنتُ اُقَادُ کَمَا یُقَادُ
الجَمَلُ المَخشُوشُ حتّیٰ اُبَایِعَ ولعمر اللہ لقد اردت ان تذم فمدحت
وَاَن تفضح فافتضحت وما علی المسلم من غضاضۃ فی ان یکون
مظلوما ما لم یکن شاکا فی دینہ ولا مرتابا فی یقینہ یعنی اے معاویہ

تو نے کہا مجھے کہ مین بیعت ابو بکر کیواسطے اسطرح پر کہنچکر گیا جیسے شتر
مین لکڑی ڈال کر کہنچتے ہین قسم ہے خدائے عمر و حیات بخشندہ کی
اس کلمہ سے مذمت میری چاہی تو نے لاکن درحقیقت مدح میری کی
اور مجھے فضیحت کرنیکو چاہا اور درحقیقت تو خود فضیحت ہوا مرد مسلمان
کے لئے کیا عیب اور نقصان ہے اسبات سے کہ وہ مظلوم ہو اور اوسپر
لوگ اسمین ظلم و ستم کرین چاہئے کہ مومن اپنے دین مین شک نکرنے والا
اپنے یقین مین شبہہ لانیوالا نہو **قولہ** قیامت تو قریب آ گئی اب
گھر کو پاک نہین کرتا **اقول** قیامت کے قریب ہونےمین شک نہین فقط
جاے اشراطہا اور آپکا وجود ذی جود بہی شاید انہین اشراط مین سے
لیکن ابہی گھر کے پاک کرنیکا وقت نہین آیا اسلئے کہ پاک ہونا مدینہ
ارجاس اور انجاس سے آپ سن چکے ہین کہ یوم الخلاص مین ہوگا اور یوم
الخلاص بقول رسول اللہ صہ بعد از خروج دجال ہوگا پس اگر آپسے ہوسکے
توالی یوم الوقت المعلوم صبر کیجئے اور اگر صبر نہین ہوسکتا ہے اور
نہایت تعجیل طہارت خانۂ رسول صہ کی منظور نظر ہے تو اور کوئی
ہمارے خیال مین نہین آتی بجز اسکے کہ اپنے حاکم سے چند روز
رخصت لیکر کوئی دخانی پر چڑہکر جزیرۂ مسیح دجال تک جائیے اور
نشان معلوم نہو تو احادیث جامع الاصول سے جسمین ذکر اون لوگون
کا ہے جنہون نے دجال سے ملاقات کی ہے اور حدیث جساسہ سے
کتاب الفتن صحیح مسلم مین ہے اور اوسمین ایک مہینہ کی راہ جزیرۂ دجال

لکھی ہے اور پتہ جانب مشرق کا دیا ہے پتہ لگائیے اور اوس پتہ سے
وہان جاکے اوس فتنہ خوابیدہ کو کسی تدبیر سے جگائیے اور اوسکو اپنے
ہمراہ لائیے تب وقت یَومُ الخَلاص بھی آجائیگا اور امام مہدی ہادی ع
عَجَّلَ اللہُ ظُہُورَہٗ بھی خود بخود واسطے دفع دجّال و ہمراہیون اوسکے کے
ظاہر ہوجائینگے اِس سے بہتر کوئی تدبیر واسطے جلد ظاہر ہونے مدینے کے
ارجاس اور انجاس سے نہین ہے آیندہ آپکو ختیار ہے **قولہ** جسقدر زمانہ
نبوّت کا **اقول** حقیقت حال یہ ہے کہ جسقدر زمانہ نبوت کو قرب تھا
اور خزان علم نبوّت اور معادن وحی والہام موجود تھے اشقیاء امت نے اوسیقدر
خاندان نبوت کے مٹا دینے مین سعی وکوشش کی یہانتک کہ کربلا مین خاتمہ
اوسکا کر دیا مگر خداوند تعالے نے ذاتِ واحد آدم آل عبا علیہ الاف التحیۃ والثنا
سے پھر اوس خاندان کو ترقی دینی شروع کی اور دین حقِ رسول خدا تمام
عالم مین پھیلنا شروع ہوا یہانتک کہ آج لاکھون ھر ھر قریہ اور ھر ھر بلدہ مین
اوس دین حقہ کے کلمہ پڑھنے والے موجود ہین پس زمانہ ضعف اسلام حقیقی قرب
انقضای زمانہ نبوّت تھا اور ترقی مذہب باطلہ اہل جور مین بھی تھی بعد
اوسکے چونکہ ظلم کے لئے بقا قلیل ہے خانوادہائی ظلم کو خدا نے ایسا غارت کیا
کہ آج نشان اونکی قبرون تک کا دُنیا مین پیدا نہین ہے اور مشاہد خاندانِ
نبوت خانہائی عبادت خدا ہوگئے ہین یاتوھا رجالًا وعلی کلّ
ضامرٍ یأتین من کلّ فجٍ عمیق فاعتبروا یا اولی الابصار **قولہ** اور
بادشاہت اور سلطنت [illegible] **اقول** الحمد للہ دشمنونکی کھو[illegible]

خاک قولہ با این ہمہ مکہ اور مدینہ مین اقول سابقمین بیان ہوچکا
کہ مشیت خدا مقتضی اسکی نہین ہوئی کہ قبل یوم الخلاص مکہ اور مدینہ کو
ارجاس سے پاک کیجیے لیکن واسطے رغم آناف مخالفین کے خدا نے
چند سے جھنڈا ایمان کا دست سلاطین سادات مغربیہ سے مکہ اور مدینہ مین
گاڑ دیا ہے کہ ہر در و دیوار خانہا ارجاس نقش و نگار تبرا آخرین ہو گئے
کما فی تاریخ طبقات قولہ جو دین پیغمبر خدا صلعم کے وقت مین تھا
اقول غلط محض اور کذب بحت ہے جناب رسول خدا کیوقت مین ہر
دین یزیدی جاری نہ تھا اور اب مکہ اور مدینہ مین دین یزیدی جاری ہے
اور عید عاشورہ منائی جاتی ہے آپ سنی کہتے ہین ہم دیکھی ہے
شنیدہ کے بود مانند دیدہ + الغرض بلا لحاظ حرمت حرمین اعمال فسق
و فجور عمل مین لاتے ہین روز عاشورہ گاتے بجاتے ہین ہر ہر مقام
پر محفل نشاط جماتے ہین یزید کی ہڈیاں تک سڑ گئین مگر اوسکی خوشی
طریقہ ابتک یزیدیون نے جاری رکھا ہے + ہست محفل بران
کہ بود + ہست مطرب بران ترانہ ہنوز + فاسئل بہ خبیرا لعلک
ما کنت بہ بصیرا قولہ ایک مسلمان پاک اعتقاد نہوا اقول ان
یا سو یا ہزار مومن پاک اعتقاد کے ہونے سے خلو مدینہ ارجاس اور ان
کفار و منافقین اور اہل فسوق سے نہین ہو سکتا ہے جب تک یوم الخلاص
نہ آوے کما مر قولہ پھر کونسا مقام ہوگا جہانکے رہنے والے مومن
مسلمان ہونگے اقول وہ مقامات اس زمانہ مین کربلا اور نجف

کاظمین اور مشہد طوس اور ہزارون قریٰ اور بلاد عرب اور عجم ہین گو لکر
کے کیڑے کو کیا معلوم کہ دُنیا کیا چیز ہے **قولہ** خدا کے گھر اور رسول
کے گھر **اقول** مکرر گذارش ہوا کہ جب اشقیاء امت نے بیتِ خدا کو
جلا دیا اور بیت رسولؐ مین آگ لگا دی تب اہلبیتِ خدا و رسول سراسیمہ
اور متفرق ہوئے پس جہان جہان وہ پہنچے اور نور ہدایت و نکا پرتو فگن
ہوا دین و ایمان بھی وہان چلا گیا اور بعض اہلبیتؑ جو اوس خرابہ خانہ سوختہ
مین بضرورت خاکستر نشین ہوئے آجتک اونکے مرقدہائے مطہرہ پر کوئی
[illegible] ہے کیا [illegible] اوت سے ارجاس او رانجاس کو اہلبیت نبوت
سے حیف ہے کہ شیخ عبد القادر جیلانی کہ بافادات ابن حجر مکی صواعق مین
ناصبیت اونکی غنیۃ الطالبین سے ثابت ہے قبر اونکی بغداد مین ہو و مین بطلا
و نقرہ بنائی جاوے اور شمع کافوری جلائی جاوے اور قبور اہلبیت نبوت
پر ایک ضریح چوبی کا بھی مضائقہ ہو اور کوئی ایک تیل کا چراغ بھی جلا یا د
سبحان این چہ شور یست کہ در دور قمر می بینم * طوق زرین ہمہ در گردن خر می بینم
یہ ہے دین اور ایمان اہل مدینہ کا عجل اللہ ظہورہا من الارجاس بظہور اشرف
الناس تعالیم آل محمد علیہم السلام **قولہ** اے بھائیو **اقول** اے
مخاطب کے سُنّی بھائیو اگر اسلام کی کچھہ عزت اور حرمت رکھنا چاہتے ہو
تو اون اہل مکہ اور مدینہ سے جنہون نے بطمع دنیای چند روزہ خاندان نبوت
کو مٹا دیا خصوصاً وہ لوگ جو مصداق اَوَّلُ مَنْ اَسَّسَ اَسَاسَ الظُّلْمِ وَالْجَوْرِ ہین
اونسے بیزاری کرو تاکہ یہود و نصاریٰ تمہارے دین اور ایمان پر نہ ہنسین

اسکے سواسے کوئی دوسرا علاج نہین ہے **قال المخاطب القمقام**
ہداہ اللہ سبل السلام شواہد نقلی صحابہ کی فضیلت مین
ہم صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے فضائل کے ثبوت مین
تین قسم کی نقلی شہادتین بیان کرتے ہین اول وہ شہادتین جو
توریت وانجیل مین مذکور ہین۔ دوم وہ شہادتین جو قرآن مجید مین
مذکور ہین۔ سوم وہ شہادتین جو ائمہ کرام علیہم السلام سے کتب امامیہ
مین منقول ہین توریت وانجیل کی شہادتین صحابہ کی فضیلت مین اتنی
بات تو امامیہ مذہب والے بھی جانتے ہین کہ جسطرح پر اللہ جلشانہ نے
کتب سماوی مین ذکر پیغمبر خدا کا بطور پیشین گوئی کے کیا ہے اوسیطرح
حضرت کے یارون کا بھی تذکرہ فرمایا ہے اور اونکے صفات اور حالات کو بھی
مین بیان کیا ہے اور اوس سے انکار اسلئے نہین کرتے کہ خدا نے خود فرمایا
کہ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم
تراہم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا سیماہم فی
وجوہہم من اثر السجود ذلک مثلہم فی التوراۃ ومثلہم فی
الانجیل کزرع اخرج شطاہ فازرہ فاستغلظ فاستوی علی سوقہ
یعجب الزراع لیغیظ بہم الکفار یعنی محمد رسول اللہ کا ہے اور
جو لوگ ساتھ اونکے ہین سخت ہین اوپر کفار کے رحم دل ہین درمیان اپنے کہ
دیکھتا ہے تو اونکو رکوع کرنیوالے سجدہ کرنیوالے چاہتے ہین فضل خدا کا اور
اور رضامندی وسکی نشانی اونکی اونکے چہرہ پر ہے اثر سے سجدہ کے

یہہ ہے صفت اونکی بیچ توریت ۔ مگر اور صفت اونکی بیچ انجیل کے جیسے کھیتی نکالے اکھوا اپنا پس قوی کرے اوسکو پس سخت ہو جائین پس کھڑے ہو جائین اوپر جڑون اپنی کے خوش لگتی ہے کھیتی کرنیوالے کو تو کہ غصہ مین لاوے اللہ بسبب انکے مسلمانونکے کافرونکو سب اب ہم اون مثالونکو جو توریت و انجیل مین مذکور ہین اور جنکی خبر خدای جلشانہ نے اس آیت مین دی ہے بیان کرتے ہین **یقول المتمسک بولایۃ علی ابن ابیطالب علیہ السلام** سابقین بھی بیان ہو چکا ہے اب بھی ابتداے دلائل نقاییہ مین بیان ہوتا ہے کہ غرض اہلسنت کی کل صحابہ کے بیان حسن و خوبی سے اثبات حسن و خوبی حضرات ثلاثہ و اتباعہم کی ہے اور شیعہ بھی اسکی منکر ہین اور حضرات ثلاثہ و اتباعہم کو اچھا نہین سمجھتے بلکہ اصل ایمان سے بے بہرہ جانتے ہین اور اونکے ایمان کو ایمان نفاقی ثابت کرتے ہین پس یہی امر محل نزاع درمیان اہل حق و اہل باطل کے ہے چنانچہ صفحہ (۲۷) مین خود مخاطب فرماتے ہین کہ ان فضائل کے مصداق صرف وہی اصحاب ہین جنکو علمای شیعہ اچھا جانتے ہین اور اکثر مہاجر اور انصار خصوصًا خلفا ثلاثہ اس سے خارج ہین سوا کا دعوی کل علماء شیعہ نے کیا ہے اور پھر صفحہ ۔ ۲۳ ۔ مین فرماتے ہین کہ مابہ النزاع درمیان ہمارے اور حضرات کے صرف یہہ امر رہگیا کہ مراد اس سے تمام مہاجرین اور انصار ہین یا نہین بلکہ اصل تصفیہ منحصر اس امر پر ہے کہ خلفای ثلاثہ بھی اسمین داخل ہین یا نہین تھے بنابر اسکے شہادتین عقلی

یا نقلی مطلق صحابہ کے فضائل مین بیان کرنا محض لغو ہے اسلئے کہ مطلق صحابہ
کو شیعہ کب برا کہتے ہین خود آپ معترف ہین کہ کل علمای شیعہ نے اسکا جزم
کیا ہے کہ مصداق فضائل وہی اصحاب ہین جنکو شیعہ اچھا جانتے ہین
پس ذکر کل شواہد عام کا واسطے اثبات دعوای خاص کے بیکار ہے وقد قال
فی المیزان ان لا دلالۃ للعام علی الخاص باحدی الدلالات الثلث جو فضائل
عام آپ ذکر کرینگے ہم جواب مین کہینگے کہ مراد اس سے علی ابن ابیطالب
اور اصحاب و شیعیان مثل سلمان و ابوذر و عمار و مقداد ہین نہ آپکے
ثلاثہ اور اتباع اونکے مثل ابو عبیدہ و عبد الرحمن و سعد و خالد بن
یہی ایک جواب اجمالی شواہد عامہ مین کافی اور وافی ہے اور جب آپ تطبیق
کسی فضیلت کی ثلاثہ پر کرینگے تو ہم کہینگے کہ لا ریب بتفاق فریقین منافقین
اسکے مصداق نہین ہین لیکن ضرور ہے کہ پہلے ایمان ثلاثہ کا ثابت کر لو
اونکو زمرہ منافقین سے خارج کر لو تب ہم نظر کرینگے کہ یہ فضیلت انپر منطبق
ہے یا نہین عہ اب ہم جواب تفصیلی مزخرفات مخاطب با کمال کرتے ہین

جوابات تفصیلی

قولہ اول وہ شہادتین جو توریت و انجیل مین مذکور ہین **اقول** بر
باطل اپنے ایک شہادت توریت کی بیان کی اور ایک شہادت انجیل
بیان کی اوسکا نام شہادتین توریت کی اور شہادتین انجیل کی رکھا ہے
ایک ایک شہادت پر اطلاق شہادتین بلفظ جمع معلوم نہین کہ کس راہ سے
کیا سوای خدع اور فریب کے جو کاذبین غادرین خائنین سے علی ما
صحیح المسلم ہاتھ آیا ہے کس بات پر محمول کیا جاوے **قولہ** دوم شہادتین

قولہ سوم وہ شہادتین اقول اول و دوم و سوم تینون مثل ثلاثہ کے باطل ہین اور شہود لہم پر غیر منطبق کما سیظہر عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ
قولہ اتنی بات تو امامیہ مذہب والے بھی اقول اتنی بات تو سنی مذہب والے بھی جانتے ہین کہ جسطرح پر اللہ جل شانہ نے کتب سماوی مین ذکر پیغمبر خداؐ کا اور اونکے یارون وفادارونکا بطور پیشین گوئی کے کیا ہے اسیطرح انحضرتؐ کے یارون نابکارون بدشعارون دغا کرنے والون دنیا طلبونکا بھی تذکرہ فرمایا ہے اور اونکے رذائل صفات و رحالات شقاوت سمات کو کتب سماوی قدیمہ مین بالتصریح بیان کیا ہے اور اہلسنت اس سے انکار اس لئے نہین کرتے کہ خدا نے خود فرمایا ہے قد افلح من تزکی و ذکر اسم ربہ فصلی ؕ بل تؤثرون الحیوۃ الدنیا والاخرۃ خیر و ابقی ؕ ان ہذا لفی الصحف الاولی ؕ صحف ابراہیم و موسیٰ ذکر صلوٰۃ اور زکوٰۃ سے ثابت ہوا کہ مخاطب امثال ابوجہل و ابولہب نہین ہین اسلئے کہ اونکو صلوٰۃ اور زکوٰۃ سے کیا واسطہ اور اسیطرح روی خطاب طرف مؤمنین مخلصین کے بھی نہین ہے اسلئے کہ اونکی شان سے نہین ہے کہ دنیا کو آخرت پر اختیار کرین پس مخاطب تؤثرون الحیوۃ الدنیا کے نہین ہین مگر منافقین صحابہ کہ جنکی شان مین دوسری جگہہ فرماتا ہے ارضیتم بالحیوۃ الدنیا من الاخرۃ فما متاع الحیوۃ الدنیا فی الاخرۃ الا قلیل ط بلکہ جب ایسے خیالونکے ساتھہ خطاب تریدون عرض الدنیا کے ملائیے تو صاف معلوم ہوجاتا ہے کہ مراد منافقین

مہاجرین و انصار ہیں جنکے رئیس خلیفہ اول ہیں کما مر ذکرہ دسیاتی
پس محصل کلام خداوند علام اس مقام پر بانضمام قرائن آیات دیگر یہ ہوا
کہ بدرستیکہ رستگار ہوئے وہ لوگ کہ جنہوں نے صلوٰۃ اور زکوٰۃ بہ نیت
خالص ادا کی لیکن اے منافقین صحابہ تم ایسے نہیں ہو بلکہ تم دنیا کو آخرت پر
اختیار کرتے ہو حالانکہ آخرت بہتر ہے اور باقی تر ہے اور یہہ وہ باتیں ہیں
جسکا ذکر پیشتر صحف ابراہیمؑ اور موسیٰؑ میں بھی ہو چکا ہے پس اگر توریت
اور انجیل سے بقول آپکی بعض صحابہ کی فضیلت نکلی تو صحف ابراہیمؑ
اور موسیٰؑ سے بعض دیگر کی رذیلت بھی نکلی قولہ اسیطرح حضرت نے
یارونکا بھی تذکرہ فرمایا ہے اقول آیۂ دالی ہدایہ میں تصریح یاران [illegible]
کی نہیں ہے بلکہ خدا نے وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ فرمایا ہے پس اگر معیت سے
صحابت مراد لیجاوے تو ہمیں کچھ شک نہیں ہے کہ یہہ صحابت لغوی
ہوگی نہ اصطلاحی اہلسنت یعنی مَنْ رَاَی النَّبِیَّ مُؤْمِنًا وَلَوْ لَحْظَةً اور
ظاہر ہے کہ کمال اس صحابت لغویہ کا اہلبیت رسالت میں ہے و اسیطرح
کہ حدیث نجوم میں لفظ اصحاب سے مقصود اہلبیت ہوئی ہے گو کہ [illegible]
اصحاب اصطلاحی اہلسنت نہوں لیکن خدا اور رسولؐ پر واجب نہیں ہے کہ
اطلاق الفاظ میں تابع اصطلاح اہلسنت ہوں جیسا کہ عنقریب جواب حدیث
نجوم میں آویگا پس جسطرح اصحاب سے جناب رسول خداؐ نے مراد اہلبیت لیے
اسیطرح سے کیوں نہیں جائز ہے کہ خدا نے وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ سے اہلبیت رسالت
کو مراد لیا ہو اسلیے کہ معیت سے یا معیت ایمانی مراد ہے جیسا کہ اکثر مفسرین نے

وَالَّذِینَ مَعَہٗ کی تفسیر وَالَّذِینَ آمَنُوا مَعَہٗ سے کی ہے یا معیت نصرت و
اعانت جیسا کہ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِینَ اتَّقَوا و اِنَّ مَعِیَ رَبِّی سَیَھْدِین کی تفسیر
کیگئی ہے یا معیت مشارکت فی الذات یا مشارکت فی الصفات یا معیت
زمانی یا معیت مکانی غرض ہر قسم کی معیت کہ قابل مدح ساتھ جناب رسول خدا
کے فرض کیا وسے اکمل افراد اوسکے اہلبیت رسالت ہیں لیکن معیت ایمانی
پس ظاہر ہے کہ اکمل فی الایمان اہلبیت علیہم السلام ہیں کہ اونکا ایمان مثل ایمان رسول خدا
کی بدو فطرت سے طرفۃ العین بھی مسبوق بکفر نہیں ہے وَلَمْ یَعْبُدُوا صَنَمًا
قَطُّ پس اونہیں کو مومنین مع رسول اللہ کہہ سکتے ہیں کہ من حیث الایمان
ہمیشہ مع رسول اللہ تھے اور کبھی ساتھ مخالفین خدا اور رسول کے نہ تھی اور
بجز انکے کسی صاحب پر یہ بات نہیں صادق آتی گو مومنین دیگر بھی فی الجملہ یا معنی
مع رسول اللہ ہوں اور جب معیت ایمانی مراد لیجائیگی خواہ بروجہ کامل خواہ
فی الجملہ تو سواے مومنین کے منافقین وَالَّذِینَ مَعَہٗ میں کسی طرح داخل ہی
نہیں ہو سکتے پس آپکے ثلاثہ اس سے خارج ہو گئے اسلئے کہ اون کا
ایمان ابھی تک ثابت ہی نہیں ہے بلکہ نفاق ثابت ہے ہم اونکو وَ
الَّذِینَ آمَنُوا مَعَہٗ میں داخل نہیں جانتے بلکہ وَالَّذِینَ نَافَقُوا کا مصداق
سمجھتے ہیں لیکن معیت اعانت و نصرت پس اہلبیت علیہم السلام سے
بڑھکر کون معین اور مددگار آنحضرت کا ہوگا اسلئے کہ احتیاج اعانت اور
نصرت کی نہ تھی مگر ترویج دین اور حفظ سید المرسلین میں اور ترویج دین
اسلام بزور شمشیر ید اللّٰہی ہوئی جن جن وقتوں میں فقدان و فاشعار مصداق

فولّیتم مُدبرین ہوئے نام اسلام کا باقی رکھنے والا اور پیغمبر خدا کی
کرنیوالا سوا ے حیدر کرار صاحب ذوالفقار کے کون تھا اور جن لوگو
اہل بیت مین سے حکم جہاد بسیف نہین ہوا اونہون نے بمواعظ بالعز
مجادلات حسنہ سراً وجہاراً بمقتضائے ثُمَّ اِنِّیٓ اَعۡلَنۡتُ لَهُمۡ وَاَسۡرَرۡتُ
اِسۡرَارًا ترویج ایمان کل جہان مین کی اونہین کی بدولت آج لاکھون
مومنین دنیامین ہر ہر بلاد و نواحی مین موجود ہین اور یہیہ اعظم انواع جہا
جو اہلبیت ؑ سے عمل مین آیا چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ پدر شاہ عبدالعز
دہلوی کتاب ازالۃ الخفا کے صفحہ (۸ نسخہ مطبوعہ مین فرماتے ہین
واز اعظم انواع جہاد است امر کردن خلیفہ بمعروف ونہی او از منکر بغیر خر
و بسیف آدمی باید کہ بلطف باشد دون العنف و در خلوۃ باشد دون الجلا
تا فتنہ برنخیزد انتہی اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ اَجۡرَی الۡحَقَّ عَلٰی لِسَانِہٖ اب کل اعتراضا
وتعریضات نُصّاب نسبت بائمہ اطہار ؑ دربارۂ عدم خروج بسیف و الق
و استتار از اشرار باطل ہوگئے الغرض معیّتِ نصرتِ کاملہ مخصوص اہلبیت
ہے اور نصرت فی الجملہ اور مومنین کے لئے بھی ہے لیکن آپکے ثلاثہ او
تو مومنین ہی سے خارج ہین دوسرے کس مقام پر نصرت رسول خدا
اور کس وزمیا شر حرب و ضرب ہوئے کس کافر سے لڑے کسکو مار
ایک کا نام تو بتلا دیجئے ہان سواد لشکر مین مثل بنئے بقالون کے بطمع
غنیمت شریک ہوئے اور جب برا وقت پیش آیا بھاگ کھڑے ہو
کتاب روضۃ الصفا مین علی ما نقل لکھا ہے کہ تلوار حضرت عمر کی ثبات

کی لانبی تھی اور ایک بالشت کی چوڑی تھی مگر کسی لڑائی مین اتفاق
اوسکے میان سے نکلنے کا نہوا لیکن معیت مشارکت فی الذات
پس سوائے اہلبیت ع کے کون ایسا ہے کہ گوشت و خون اوسکا گوشت
و خون رسول اللہ ص ہو گو بعض مومنین بھی مثل حمزہ و عبیدہ و جعفر و
عباس کے فی الجملہ مشارکت نسبی رکھتے تھے مگر مثل مشارکت لَحْمُكَ
لَحْمِي وَدَمُكَ دَمِي ۔ وَاَنَا وَعَلِيٌّ مِنْ نُورٍ وَاحِدٍ وَالنَّاسُ مِنْ شَجَرٍ شَتّٰى
۔ وَاَنَا وَعَلِيٌّ مِنْ شَجَرٍ وَاحِدٍ ۔ وَعَلِيٌّ مِنِّي وَاَنَا مِنْ عَلِيٍّ كَمَا اَخْرَجَ
الطبرانی واحمد والترمذی والنسائی وابن ماجہ نہ رکھتے تھے اور ایکے
ثلاثہ تیمی و عدوی و اموی جو شجرہ ملعونہ فی القرآن ہے اونکو تو پیغمبر خدا
سے کچھ واسطہ ھی نہین ہے اور ظاہر تر اس سے ہے کامل تر ہونا
مشارکت اہلبیت کا فی الصفات چنانچہ موالفین اور مخالفین نے
مشارکت حضرت نبوت اور حضرت لا ہیت مین کتابین لکھین ھین اور
فاضل متعصب عاصمی نے کتاب زین الفتیٰ مین ستائیس باتوں مین مساوات
ثابت کی ہے و جناب مولانا شوستری دام ظلہ نے رواتج القرآن
مین اسکو باسٹھ تک پہونچایا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ دلیل الثقلین
اوپر مساوات کلی کے دلالت کرتی ہے اِلّا مَا خَصَّہ العقل و النقل من
النبوۃ وخصائصہا اور مشارکت فی الصفات لکل العترۃ الولد
سیدہ لابنیہ سے ظاہر ہے لیکن معیت مکانی پس کافی ہے واسطے
اوسکے اہلبیت النبوۃ ہونا سوای اہلبیت ع کے کون ایسا تھا کہ جسکا گھر خانۂ

ہو لیکن معیت زمانی پس عالم انوار سے اہلبیتؑ کے لئے ثابت ہے نقل
عن کتاب فردوس الدیلمی قال رسول اللہ کنت انا و علیؑ بین یدی اللہ
نوراً مطبقا یسبح اللہ ذلک النور و یقدسہ قبل ان یخلق آدم
باربعۃ الف عام فلما خلق اللہ آدم رکب ذلک النور فی
صلبہ فلم یزل فی شیٔ واحد حتی فترقنا فی صلب عبد المطلب
فجزء انا و جزء علیؑ یعنی فرمایا جناب رسول خداؐ نے کہ ہم اور
علیؑ سامنے خدا کے ایک نور تھے ایسا نور کہ ظاہر تھا فی نفسہ یا پوشیدہ
تہا نظر کل خلایق سے یا باہم متساوی تہا یا عام و شامل تہا ہم دونوں کو
یا شامل تہا انوار دیگر ائمہ علیہم السلام کو اور یہہ نور تسبیح و تقدیس خدا
کرتا تھا قبل پیدائش آدمؑ کے چار ہزار سال پس ہر گاہ خدا نے پیدا کیا
آدمؑ کو اس نور کو اونکی صلب مین رکھا پس ہمیشہ ہم اکہٹا رہے یہانتک
کہ صلب عبد المطلب مین متفرق ہوئے پس ایک جزو داوسی نور کا مین
ہون اور ایک جزو علیؑ لئے تھے ہر چند معیت مکانی و زمانی قابل تعرض
نتہی اسلئے کہ بدیہی ہے اور کلام خدا سے بہی ثابت ہے کہ معیت
بین المومن والکافر بھی ہوتی ہے مگر چونکہ سنیون نے چند پہر ابو بکر کا
غار مین ساتھہ رہنا کہ درحقیقت موجب عار و شنار ہے مایہ مباہات
و افتخار جانا ہے اور انہی ہی معیت سے ابو بکر کو مصداق و الذین
معہ ٹہراتے ہین بلکہ فخر رازی نے اسکو دلیل صحت خلافت ٹہرایا ہے
اسلئے ہمنے اس معیت کو بھی اہلبیتؑ مین بروجہ اکمل بیان کیا ہے

تاکہ معلوم ہو کہ اگر معیت چند پہر کی ایک غار تیرہ و تار مین موجب خلافت نہے
تو معیت مکانی عمر بھر کی ایک گھر کی اور معیت زمانی بدو فطرت سے
الی آخر العمر لاکھون برس کی کیون نہ موجب خلافت ہوگی پس خلاصہ
کلام اسمقام پر یہہ ہوا کہ اگر مراد معیت سے معیت تام ہے تو یہ آیہ
مخصوص باہلبیت کرام ہوگا اور اگر معیت کو عام تام اور فی الجملہ سے
لیجئے تو ساتھہ اہلبیت کرام عم کے بعض مومنین موقنین بھی داخل ہونگے
لیکن منافقین پس ہرگز مصداق اس آیت کے نہین ہو سکتے اسلئے
کہ گو ظاہر مین مع رسول اللہ صلعم تھے مگر حقیقت مین وہ لوگ مع اعداء رسول
اللہ صلعم تھے اور بدترین کفار مین محسوب تھے اور یہی حال ہے مرتدین کا
کہ گو چندے مع رسول اللہ صلعم تھے مگر انجام کار اونکا بھی مع اعداء رسول اللہ صلعم
ہوا پس مخاطب کو لازم ہے کہ پہلے ثلاثہ کو نفاق و ارتداد سے بچالے تب
وصف عنوانی موضوع مین داخل کرے پھر اون اوصاف کو بتدریج فی الجملہ بالذات
انمین ثابت کرے پھر قضیہ مہملہ متاخرین کی ملازمت ساتھہ کلیہ کے ثابت
کرے تب طمع ثلاثہ کے اس آیت مین داخل کرنے کی کرے واتے انہ
ذٰلِكَ وَدُوْنَهٗ خَرْطُ الْقَتَادِ قولہ مثالون مین بیان کیا ہے
اقول اگر غرض مخاطب کی مثالون سے لفظ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰاةِ اور
مَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ہے تو نہایت خوش فہمی و سکی ہے اسلئے کہ
باتفاق مفسرین و اہل لغت مَثَل کے معنی اسمقام پر مثال کے نہین ہین
بلکہ معنی مَثَل کے صفت کے ہین چنانچہ خود مخاطب نے لاعن شعور

کسی ترجمہ مین دیکھکر ترجمۂ آیہ بصفت کیا ہے حیث قال صفت اونکی

بیچ توریت کے اور صفت اونکی بیچ انجیل کے انتہی اور اگر غرض مخاطب

کی مثالون سے وہ تمثیل ہے جو کاف تشبیہ کن زرع سے سمجھی گئی ہے

پس اگر مشار الیہ ذٰلِكَ کا فی قولہ ذٰلِكَ مثلهم صفات مذکورہ بالا

ہین اور وقف اوپر مَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ کے ہے جیسا کہ آپکے مجاز

مفسر نے کہا ہے تو اس صورت مین کزرع ایک کلام مستانف ہوگا

چنانچہ تفسیر بیضاوی مین اسی احتمال کو مقدم کیا ہے اور کزرع کے

تحت مین تمثیل و مستانف لکھا ہے پس بنا بر اس تفسیر کے کلام خدا

ایک مثال کا ہونا بہی توریت و انجیل مین نہ ثابت ہوگا یہ جا اینکہ آپ

فرماوین کہ مثالونکو بیان کیا اور در صورت استیناف معنی کلام خدا

یہ ہونگے کہ جناب باری نے اول بیان فرمایا کہ محمد رسول اللہ اور اونکے

حقیقی ساتھی موصوف باین صفت ہین کہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم

ہین راکع اور ساجد اور خواہان فضل و رضای خدا اونکی پیشانیون مین

نشان سجود ہے یہ تعریف اونکی توریت اور انجیل مین ہے پھر ثانیاً

تشبیہ دی جناب رسولخدا کو اور ہمیشہ اسلام کو اونکی سعی اور کوشش کے

ساتھ زراعت کے ضعف و قوت مین جیسے کہ ابتدا مین زراعت ضعیف

اور دقیق ہوتی ہے اور جب اوسمین سے شاخین نکلتی ہین تو بعد چندے

اوسکو ایسی قوت حاصل ہوتی ہے کہ تمام مزرع اوس سے بھر جاتا ہے

اور مزارعین کو بھلی معلوم ہوتی ہے اسیطرح اسلام ابتدا مین ضعیف تھا

پھر بعد چندے جناب باری نے مسلمانون سے باعتبار اکثر معمورۂ بلاد کے مزرع دنیا کو بھر دیا بعد اسکے جناب باری فرماتا ہے کہ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا خلاصہ یہہ ہے کہ وعدہ کیا ہے خدا نے مسلمانوں میں سے اون لوگونکو جو ایمان حقیقی لائے ہین یا ایمان حقیقی پر مرتے دم تک باقی رہگئے ہین کما فسرہ بعض المفسرین اور اعمال صالحہ بھی کئے ہین یعنی ارتداد اونکا مین حبطت الاعمال بھی نہین ہوا ہے مغفرت اور اجر عظیم کا پس شیعونکے نزدیک نہ آپکے ثلاثہ ایمان حقیقی لائے نہ ایمان حقیقی پر مرتے دم تک ہے نہ او نکے اعمال صالحہ قابل قبول ہوئے اب عرض خدمت جناب مخاطب مین یہ ہے کہ شیعونکی احادیث کے نقل مین تو آپ خیانت کرتے تہے آگے اول اور آخر اوڑا دیتے تہے اب کلام اللہ مین بھی خیانت کرنے لگے آخر آیت کو جو بجاے استثنا کے تہی اوسکو اوڑا دیا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ بدون اَنْتُمْ سُکٰرٰی کے رکھہ لیا میٹھا میٹھا غپ اور کڑوا کڑوا تھو کچھہ تو خوف خدا کرتے اور پوری آیت تو لکھہ دیتے مگر چونکہ مضر اپنے مطلب کا سمجھے اسکو بھی شاید ملحقات شیعہ سے سمجھہ لیا اور جو آپنے بیضاوی صاحب اسمقام پر کڑکڑا ئے ہین کہ من بیانیہ کہکے اپنا جی سمجھا لیا ہے اسکو شیعہ بنا بر اس تفسیر کے جو خود اونہین نے کی نہ لیے حجت و دلیل غیر مسلم رکھتے ہین قَالُوْا عَلٰی سِنِیْنِنَا مَنْ تَعَوَّدَ اَنْ یَّتَصَدَّقَ مِنْ غَیْرِ دَلِیْلٍ فَقَدْ تَسَلَّخَ عَنِ الْفِطْرَۃِ الْاِنْسَانِیَّۃِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ شیعہ مثل اہلسنت کے متکلم

عَنِ الفِطرَۃِ الاِنسَانِیَّہ ہنین ہین جو بے حجت و برہان کسی بات کو مان لین مخفی نرہے کہ بعض اہلسنت نے اسمقام پر ایک ایسی لوچ اور لچر تقریر کی ہے کہ حضرت مخاطب کو بہی اوسکے ذکر کرنے سے شرم آئی اور اسپر تغافل ٹہرا کے اوس سے گریز کیا طرفہ تر یہ ہے کہ ایسے لغویات کو بیچارہ ابن عباس کے گلے منڈہے ہے چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا مین فرماتے ہین عَن ابن عباس مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ وَالَّذِینَ مَعَہٗ ابو بکر اَشِدَّآءُ عَلَی الکُفَّارِ عمر رُحَمَآءُ بَینَھُم عثمان تَرٰھُم رُکَّعًا سُجَّدًا علی یَبتَغُونَ فَضلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضوَانًا طلحہ وزبیر سِیمَاھُم فِی وُجُوھِھِم مِّن اَثَرِ السُّجُودِ عبد الرحمن بن عوف و سعد بن ابی وقاص و ابو عبیدہ بن جراح اِلٰی آخِرِ مَا قَالَ توجیہ اس تقریر بے نظیر کی بوجہ دلپذیر با قلیل الزمرج و نمک یہ ہے کہ اَلَّذِینَ مَعَہٗ ابو بکر ہین کہ غار تیرہ و تار مین شل یار مع رسول اللہ تہے اور اَشِدَّآءُ عَلَی الکُفَّارِ عمر ہین جنکی تلوار گھر مین ڈیڑہ بالشت میان سے ہر وقت باہر رہتی تہی اور بقول مخاطب اونکو خدا نے کافر کشی کیواسطے پیدا کیا تہا گو اتفاق ایک مکھی مارنے کا بہی اونکو نہین ہوا اور رُحَمَآءُ بَینَھُم حضرت عثمان ہین کہ اپنے عزیزون اور اقربا پر بڑا رحم کیا کہ ولید بن عقبہ فاسق فی التنزیل کو جو عثمان کی ماں کا جنا تہا نہ اونکے باپ کا اوسکو ایسا سرفراز فرمایا کہ حکومت کوفہ عنایت فرمائی پس اوسنے صبح کی نماز چار رکعت پڑہائی اور مصلائے مسجد پر شراب قی کی اور کہا لوگون سے کہ اگر تم لوگ چاہو تو کچہ اور رکعتین مین پڑہا دون —

لوگون

لوگون نے عرض کی کہ حضور اسیقدر کافی ہے اور مروان اور حکم جنکو
رسولخدا نے شہر بدر کیا تہا بسبب اسکے کہ وہ منافق چلنے مین جناب
رسولخدا کی نقل کرتے تہے اور وہ طرید رسول اللہ کہلاتے تہے حضرت
عثمان نے اونکو بلا کے سرفراز کیا اور لاکھون روپے مال خمس و زکوٰۃ
کے بالخصوص خمس افریقیہ بقول شخصے مال مفت دل بیرحم دیے ڈالا
اور راکع اور ساجد بیچارے حضرت علی ابن ابیطالب تہے کہ جو سوا
نماز و روزہ کے اور کسی کام کے نتہے اس مفسر بے نظیر نے کلام اللہ
کو غارت کیا کہ مبتدا اور خبر تک اوسکا بگاڑ ڈالا باتفاق مفسرین
اَلَّذِیْنَ مَعَہٗ مبتدا ہے یا جزء مبتدا ہے اور اشدآءُ عَلَی الْکُفَّارِ
اور رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ خبر بعد خبر ہے پس معنای کلام یہہ ہین کہ جو لوگ
مصداق اَلَّذِیْنَ مَعَہٗ ہین اونہین مین صفات اشدآء اور رحماء کے
پائے گئے ہین نہ یہہ کہ ایک ایک شخص مین ایک ایک صفت پائی گئی ہے
اور جب بالاتفاق ترکیب مین یہہ فقرہ موضوع اور محمول ہے تو اگر الذین
معہ ابوبکر ہین اور اشداء عمر ہین تو معنی کلام یہہ ٹہرے کہ ابوبکر عمر
ہین اور عمر عثمان ہین پس اگر حمل جزئی حقیقی بر جزئی حقیقی جائز ہوتا تو
شیعونکو ان معنون کے مان لینے مین شاید کچھہ تردد نہوتا کیونکہ شیعہ
بھی فی الجملہ اتحاد ثلاثہ کے قائل ہین اور ابوبکر کو عین عمر اور عمر کو عین
عثمان جانتے ہین مگر فقط کفر و نفاق مین نہ ذات مین گستاخی معاف
یہہ آپہی کی سمجھہ ہے علاوہ اسکے ایک امر اور بہی یہان قابل لحاظ ہے کہ الذین

سے ابوبکر مراد لینا اور اَشِدّآءُ سے عمر اور رُحَمَآءُ سے عثمان نہین
اطلاق جمع علی الواحد ہے جسکے حضرات اہلسنت آیۂ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہ
مین منکر ہین اور جب اطلاق جمع علی الواحد اس جگہہ جائز رکھا گیا تو ہمت
کہتے ہین کہ کیون نہین جائز ہے کہ کل صیغہ ہاے جمع سے یہان فقط جناب
امیر علیہ السلام مراد ہون پس اَلَّذِیْنَ مَعَهٗ اور اشدّاء اور رحمآء کل
مراد فقط ذات واحد اونحضرت عم کی ہے جسطرح اَلَّذِیْنَ مَعَهٗ سے فقط ذات
واحدہ ابوبکر مراد ہے اور نظر باستیناف تمثیل گرز ع یہہ احتمال نہایت
چسپان ہے اسلیئے کہ اسماے ذات اور محامد صفات اونحضرت عم کا کتب
سماوی مین ہونا مشہور اور معروف ہے کما لا یخفی باقی متعلقات اس آیت
وافی ہدایہ کے اقوال مابعد مین معلوم ہونگے فَانْتَظِرْ وَ نَنْتَظِرُ فق له
اب ہم اون مثالونکو جنکی خبر خدا نے جل شانہ نے اس آیت مین دی ہے
اقول محض غلط خدا نے ایک مثال کی بھی خبر نہین دی ہے بلکہ مثل کی خبر
دی ہے جو بمعنی صفت کے ہے اور مثل اور مثال مین فرق ہے کما مر
قال المخاطب لقمقام هداه الله سبل السلام پہلی شہادت
توریت کی توریت کے کتاب استثنا کے تیرہوین باب کے چھٹین درس
مین لکھا ہے کہ اگر تیرا بھائی یا بیٹا یا جورو یا دوست کوئی تجھے پھسلاوے
اور کہے کہ آؤ غیر معبودونکی بندگی کرو تو تو اوس کے موافق نہونا اور
اوسکی بات نہ سننا اور اوسپر رحم کی نگاہ نہ رکھنا اور اوسکی رعایت
نکرنا اور اوسے پوشیدہ نرکھنا بلکہ اوسکو ضرور قتل کر ڈالنا اوسکی قتل

پہلے تیرا ہاتھہ پڑے پس غور کرنا چاہیے کہ جو کچھہ حضرت موسیٰ نے اپنی
قوم سے کہا صحابہ کرام نے اوسکو کر دکھلایا اور جیسی کچھہ شدت اور
سختی کافرون پر چاہیے اوسکا ظہور صرف پیغمبر صاحب کے یارون کے
ہاتھہ سے ہوا اسیواسطے خدا نے اونکی شان مین اشداء علی الکفار
فرمایا اگرچہ صحابۂ کرام کی شدت اور صلابت کا جو دین مین تھی امامیہ
انکار نہین کر سکتے مگر ہم اونکے اطمینان کے لئے حضرات شیخین کے
حالات کو جو بڑے دشمن شیعون کے اور جو صنمے قریش کرکے انمین مشہور
ہین بیان کرتے ہین اور زیادہ تو نہین کہہ سکتے اتنا عرض کرتے ہین
کہ اپنی ہی کتابونکی روایتونکو سنین اور پھر اوسکو توریت کے مضمون سے
اور قرآن شریف کی آیت سے ملاوین اور خود ہی انصاف کرین اور اگر
حیا و شرم مانع نہووے تو تعصب اور عناد کو چھوڑ کر اونکی فضیلت کا
اقرار کرین اور اپنے باطل عقیدونکو چھوڑ کر جماعت مین داخل ہو جاوین +

یقول المتمسک بولایۃ علی ابن ابیطالب علیہ السلام

برین عقل و دانش بباید گریست ٭ خدایا اس مالیخولیائی مخاطب کا کیا
علاج ہے شروع کلام مین دعوی کرتا ہے کہ آب ہم اون مثالونکو جو
توریت و انجیل مین ہین بیان کرتے ہین یعنی مثالون فضائل صحابہ کو پھر
عبارت توریت وہ نقل کرتا ہے کہ جسمین نہ صحابہ کا نام و نشان ہے
نہ مثالون کا کچھہ ذکر ہے بلکہ ایک مسئلہ شریعت منسوخہ کا بیان ہے کہ وہ
ہرگز اس شریعت مین نہین ہے شاید حضرت ابی حنیفہ نے اسکا حکم

دیا ہو کہ بمجرد اسکے کہ تیرا باپ تجھے پھسلاوے کہ غیر خدا کی عبادت کر تو اسکو
مار ہی ڈال اور اوسکو اتنی بھی مہلت نہ دے کہ کوئی دوسرا اوسپر ہاتھہ اوٹھانے
پاوے بلکہ پہلے تیرا ہی ہاتھہ پڑے یہہ حکم صریح خلاف نص قرآنی کے ہے
قَالَ اللہ تعالیٰ وان جاھداك علیٰ ان تشرك بی ما لیس لك بہ علم
فلا تطعھما وصاحبھما فی الدُنیا مَعرُوفا یعنی اگر ماں باپ کوشش
کرین کہ تو شریک گردان ساتھہ میرے اوس چیز کو کہ جسکے استحقاق معبودیت
کا علم تجھے نہین ہے پس نہ اطاعت کر اونکی اور ساتھہ دے دنیا مین اونکا
بحسن و نیکی قال البیضاوی ای صحابا معروفا علیٰ ما یرتضیہ الشرع
ویقتضیہ الکرم یعنی مصاحبت نیک حسب رضای شرع و مقتضای کرم کے قال
بعض المحشین یطعمھما ویکسوھما ویعودھما اذا مرضا ویواریھما
اذا ماتا یعنے اونکو طعام اور لباس دے اور اونکی عیادت وقت مرض
کرے اور بعد مرنیکے اونکو دفن کرے پس اگر توریت کو محرف نکہیے تو قول
حکم توریتی کو اس شریعت مین منسوخ کہیے پس اس مسئلہ منسوخہ کو صحابہ کے
فضائل کی مثالون سے کیا واسطہ مارین گھٹنا پھوٹے آنکھہ قولہ
جو کچھہ حضرت موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اقول آپ تو ناقل کلام خدا
ہین حضرت موسیٰ کو کیون گھسیٹتے ہین شاید توریت کو افترائی حضرت موسیٰ
سمجھتے ہین قولہ جیسی کچھہ شدت اور سختی کافرون پر اقول محض غلط ہے
کہ اس قسم کی سختی مسلمانونکے دین مین ہو کہ جو مسلمان ہو وہ اپنے باپ کو
مار ڈالے تب ایمان کامل پاوے قولہ اونکی شان مین اشداء علی الکفار

فرمایا اقول اسواسطے اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّار نہین فرمایا کہ مان باپ کو
مار ڈالتے تھے بلکہ اسواسطے فرمایا کہ مومنین موقنین حرب وضرب مین
کفار سے مثل ثلاثہ کے مونہہ نہ موڑتے تھے اور اثر شدت اور صلابت
یہ تھا کہ قدم اونکے معرکہ مین ایسے گڑجاتے تھے کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جاے
مگر اونکی ثابت قدمی مین نہ بل آئے اور جو سر پر گزرنی ہو گزر جائے خواہ
زخمی ہون خواہ مرین مگر پاؤن پیچھے نہ ہٹین یہہ لوگ اَشِدَّاء تھے نہ وہ
بُزدل کہ مادہ بزکوہی کیطرح پہاڑون پر اوچکین فتدبر قولہ ہاں بہ
انکار نہین کرسکتے اقول امثال علیؑ ابن ابیطالب اور حمزہ اور جعفر
اور عبیدہ اور اتباع اونکے کا نہ امامیہ انکار کرتے ہین نہ اہلسنت
انکار کرسکتے ہین آگے کل صحابہ کا متصف باین صفات ہونیکا امامیہ
علانیۃً وجہاراً انکار کرتے ہین اور اگر مثل اہلسنت کے امامیہ بھی منکر کلام اللہ
ہوجاتے تو بیشک انکار نہ کرسکتے لیکن مجبوری ہے کہ امامیہ قول ولّیتم
مُدْبِرِیْنَ کے منکر نہین اور مِنْکُمْ مَنْ یُرِیْدُ الدُّنْیَا وَمِنْکُمْ مَنْ یُرِیْدُ
الْاٰخِرَۃَ کے قائل ہین اور حَتّٰی اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ کا اقرار کرتے ہین
قال فی النہایۃ الفشل الفزع والجبن والضعف اور خلاف عقل ہے کہ
بھگوڑے ڈرنے ولے نامرد ضعیف القلب دنیا طلب مصداق اَشِدَّاءُ عَلَی
الْکُفَّار ہون قولہ حضرات شیخین کے حالات اقول اب آپ سیدھی راہ
پر آئے اور کل کو چھوڑ کر شیخین کو مضبوط پکڑا پس انہین شیخین اور انکے
اتباع مین ہمارے آپکے گفتگو ہے کل سے کچھ واسطہ نہین گو انہین کے

شامت اعمال سے کل بیچارے گھسیٹے جاتے ہیں ~ نہ دیدستی کہ گاو
در علف زار ÷ بیالاید ہمہ گاوان دہ را ÷ **قولہ** خود ہی انصاف
کریں اقول آپکے سر مبارک کی قسم کہ آپکے حکم کی ہمنے تعمیل کی اور عبارت
توریت کو جو آپنے نقل کی اور عبارت کلام اللہ کو ملایا اور انصاف کیا
تو دونو عبارتو نمین کچھہ واسطہ اور کسیطرح کی مناسبت نہ پائی اور آپکے
حق مین شعر مولانای روم کو درگاہ جناب باری مین عرض کیا ÷ ؎
اے خدا از عقل و دین بیگانہ ہست ÷ اند کی عقلش بدہ دیوانہ ہست
ابتداءً آپنے دعاوی کاذبہ کیئے پہلا یہہ کہ توریت مین مثالین فضائل
صحابہ کی ہین دوسرا یہہ کہ قرآن مین بھی خدانے کہا ہے کہ توریت مین
مثالین ہین حالانکہ نہ توریت مین مثالین ہیں نہ کہین خدانے کہا کہ توریت
مین مثالین ہین یہ دو نو افترے تو خدا پر ہین تیسرا دعوی یہہ کہ مصداق
آیت کل صحابہ ہین یہہ بھی جھوٹھہ کما بیّناہ اور بعد ان کذبات ثلاثہ کے
یا جنون سرشار جوش مین آیا یا کوئی گلاس کسی صاحب کے اصرار و استبداد
سے بڑہ گیا اور اتنی بھی عقل ممیّز باقی نرہی کہ درمیان مسئلہ منسوخہ کے
اور تمثیل فضائل صحابہ کے تمیز کر سکین مسئلہ کو تمثیل تخیّل کیا اے
سنی بھائیو مخاطب کے اگر تمکو کچھہ بھی شرم و حیا اور غیرت ہے تو ایسی دیوانی
باتمین چھاپ چھاپ کر کیون اپنے تئین فضیحت کرتے ہو اور کیون نام اسلام
کو ہنساتے ہو مخالفین اسلام کہینگے کہ مسلمان ایسے ہی کو دمغز ہوتے ہین
کہ جنکو مسئلہ اور مثال مین فرق نہین معلوم ہوتا ہے افسوس ہے تمہارے حیا پر

کہ فحول علما کے سامنے کشف عورات اپنا مثل فواحش بازاری کے کرتے ہو
تمکو کچھہ بھی حیاے عثمانی سے بہرہ نہین بلا حالانکہ حیا اونکی حیاء ابکار سے
بمدارج بڑہی ہوئی تھی اگرچہ راوی بیحیانے اس تمثیل مستہجن کی نسبت طرف
جناب رسول خدا صلعم کے دی ہے مگر غلط کیا اوسنے اسلئے کہ حیاء رسول اللہ
حیاء ایمانی ہے نہ حیاء نسوانی کہ باس اندام نہانی ہے آرے اس حیا کا مقام
مخصوص ذات عثمانی نہے نہ ذات حضرت عمر کہ وہان افلح سا پردہ در ہے
ای مخنثوں سنیو اگر مرد ہو تو بزدلونکا ساتھہ چھوڑ کر دامن شاہ مردان کا لو اور جماعت
معویہ سے نکل کر جماعت مومنین مین داخل ہو جاؤ قال المخاطب
القمقام ھداہ اللہ سبل السلام پہلی روایت کہ حضرت
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ کے قتل کا قصد کیا امام اعظم شیعون
کے حضرت شیخ حلی تذکرۃ الفقہا کی چہٹوین فصل مین لکھتے ہین کہ حضرت
ابو بکر صدیق نے اُحُد کے دن اپنے باپ کے قتل کا ارادہ کیا مگر حضرت صلعم نے
منع کر دیا اور فرمایا کہ تو جانے دے اور کوئی یہہ کام کر لیگا پس اے بھائیو
خدا کے واسطے ذرا اپنے امام اعظم کی تصدیق کو دیکھو کہ وہ صدیقیت صدیق اکبر
کو کیسی تصدیق کرتے ہین اور جو کچھہ توریت مین کفار پر شدت کرنیکا ذکر ہے
اوسکو شانمین حضرت ابو بکر صدیق کی کیسا تسلیم کرتے ہین کیونکہ یار واشداء
علی الکفار کا مصداق کیا سواے اوسکے کوئی دوسرا ہوگا جو اپنے باپ کے
قتل پر آمادہ ہوا اور توریت سے اس مضمونکا کہ غیر معبودونکی بندگی پر پھسلانے والے
کو اگرچہ بھائی یا بیٹا یا جورو یا دوست ہو تو قتل کر ڈالنا اور پہلے اپنا ہاتھہ

اوسکے قتل پر اوٹھانا اطلاق کسی اور پر ہوگا تعجب ہے شیعون سے اور اونکے
امام اعظم سے کہ ایسی روایت کو تصدیق بھی کرین اور صدیق اکبر کی
سعدی کو باپ کے قتل پر قبول بھی کرین اور پھر اونکی صدیقیت سے
انکار فرماوین۔ دوسری روایت کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے
رشتہ دارونکے قتل کا مشورہ دیا تفسیر مجمع البیان اور منہج الصادقین اور
خلاصہ تفسیر جرجانی مین امامیہ مذہب کے مفسرین نے لکھا ہے کہ جب بدر کی
لڑائی فتح ہوئی اور بہت سے لوگ مکہ کے قید ہوئے جن مین اکثر مہاجرین کے
عزیز اور قریب تھے اور حضرت نے اونکے معاملہ مین صحابہ سے مشورہ کیا تب
حضرت عمر نے فرمایا کہ جو کوئی جسکا رشتہ دار ہے وہ اوسکے حوالہ کیا جاے
تاکہ وہ اپنے ہاتھ سے اپنے کافر رشتہ دار کو قتل کرے اور خدا کی محبت کے
سامنے رشتہ اور قرابت کا خیال نکرے اسلئے عقیل علیؑ کو اور نوفل مجھے
اور فلان فلان کے حوالہ کیا جاوے اسطے قتل کے آئی شیعان پاک دین اس
روایت کو اپنی تفسیر ونمین دیکھو اور انصاف کرو کہ اشدّاء علی الکفّار
کا مضمون حضرت عمر پر صادق ہے یا نہین اور جو حضرت موسیٰ نے
کفار پر شدت کرنیکے لئے فرمایا وہ اونکے حال سے مطابق ہے یا نہین اور
اسپر بھی نسمجھو تو خدا تم سے سمجھے + **یقول المتمسّک بولایۃ
علی ابن ابیطالب علیہ السلام** حضرت مخاطب کے
خوش فہمی اور خوش سلیقگی سب سنیون سے بڑھ گئی ہے کہ انکو تمیز روایات
سنیہ اور روایات شیعہ مین نہین ہو سکتی ہے سیکڑون حدیثین صحاح سنت

کی ہمارے علماء نے بغرض صحیح اپنی کتب مین مندرج کی ہین اور بمقتضاے آنکہ نقل کفر کفر نباشد مصدق اوسکے نہین ہین آپکو لازم تھا کہ پہلے ان دونون روایتونکی تصدیق کلام سے ہمارے علماء کے ثابت کرتے تب اوسکو مقام استدلال مین لاتے مفسرین کا دستور ہے خصوصاً صاحب تفسیر مجمع البیان کا کہ کل اقوال علماء تفسیر کو اور کل روایتون کو جو متعلق بتفسیر آیہ ہوتی ہین بلفظ قیل اور بلفظ روی بیان کرتے ہین بدون ردّ و قدح پس کیونکر کوئی کہہ سکتا ہے کہ فلان مفسر ان کل اقوال مختلفہ کا مصدّق ہے آیا ہو سکتا ہے کہ کوئی تصدیق اضداد کرے پس جملہ اقوال مختلفہ سے مصدق ہوگا مگر ایک کا کہ اوسکو بلفظ قال اصحابنا او بلفظ روینا تعبیر کرتا ہے یا کسی معصوم کیطرف ائمہ اثنا عشر سے نسبت دیتا ہے ان روایتونمین ان الفاظ تصدیقیہ سے کوئی لفظ نہین ہے تو آپ کا فرمانا کہ علمای شیعہ نے اسکی تصدیق کی محض جھوٹھ اور غلط ہے **قولہ** امام اعظم شیعونکے **اقول** ہمارے مذہب مین کوئی عالم ملقب باین لقب نہین آپ سنیون نے ابی حنیفہ کو امام اعظم بزعم ائمہ اہلبیت بنایا ہے آپکو اختیار ہے کہ جسکا لقب چاہین کہین جسکو جی چاہے عنایت فرماوین **قولہ** تذکرۃ الفقہاء کی چھٹوین فصل مین لکھتے ہین **اقول** کتاب تذکرۃ الفقہا چھپ گئی ہے نایاب نہین ہے کہ تدلیس ابلیسی کی اسمین مجال ہو علامہ علیہ الرحمہ نے اس روایت سُنیہ کو الزاماً علی اہل السنۃ لکھا ہے جس مقام پر کہ رد کیا ہے قول علمای اہلسنت کو باب قتال بغاۃ مین کہ پسر کو قتل پدر بدون ضرورت بلا کراہت جائز جانتے ہین حالانکہ یہہ باطل ہے

بدو دلیل ایک دلیل تحقیقی کہ وہ آیۂ وان جاھداک الخ ہی جیسا کہ ہمنی ابتدا
قول مین بیان کیا دوسرے دلیل الزامی کہ وہ روایت اہلسنت ہے کہ ابوبکر
کو جناب رسول خدا نے قتل پر سے منع کیا پس اگر یہہ روایت اہلسنت نہوتی
تو دلیل الزامی کیونکر تمام ہوتی پس غرض علامہؒ یہہ ہی کہ مذہب اہل سنت
اس بارہ مین دلیل تحقیقی والزامی دونو باطل ہی علاوہ اسکی کیونکر علامہؒ
اس روایت کاذبہ کی تصدیق کرتے کہ جسکی غلط صریح اور تصحیف قبیح ہونیکی خود
بعض محققین اہلسنت تصریح کرتی ہین چنانچہ علامہ نووی شارح صحیح مسلم کتاب
تہذیب الاسماء واللغات مین مشیرا الی ہذہ الروایہ فرماتی ہین وھو غلط صریح
وتصحیف قبیح پس غرض علامہؒ ذکر روایت سے الزام مخالفین ہی نہ اعتقاد
بہ ثبوت وتصحیح وتصدیق روایت اب اہل انصاف ملاحظہ فرماوین کہ اگر
ایک روایت اہل سنت کو کوئی الزاما ذکر کرے تو اوسکو مصدق روایت نہین کہہ سکتے
ہین مگر حضرت مخاطب کی عادت مین ہی کہ جو کچھہ رطب ویابس کسی کتاب
مین ہا یا اسکی مصنف کو اوسکا مصدق ٹہرالیتی ہین **قوله** امام اعظم کی تصدیق
کو دیکھو **اقول** الزاما علی الخصم ذکر کرنیکو تصدیق نہین کہتی جب تک کوئی
دلیل اوپر تصدیق کی قایم نہ کیجاوی اور اگر فقط کتاب مین درج کرنا باعث
کان موجب تصدیق ہوجاوی تو آپنی بہی اسکو اپنی کتاب مین درج فرمایا ہے
پس آپ بہی مصدق اسکی ہوئی بلکہ آپکو مصدق کہنا سزاوار تر ہی کہ اس روایت کو
ثمرۃ الغراب سمجہکر آپ بغلین بجاتی ہین اور جامہ مین پہولی نہین سماتی ہین بدین
تخیل فاسد کہ ابوبکر کا اشداء علی الکفار ہونا خواہی نخواہی اس سے ثابت ہوگیا

ہاتھا

لہذا ہم امیدوار ہین کہ ہمکو بھی اجازت کچھ بحث وفحص کرنیکی اس روایت مین دیجیے
مگر خبردار کہین ایسا نہو کہ جب تمرۃ الغراب آپکی دہن شریف مین مزہ شحم حنظل
دی تو آپ مونہہ سے نکال پھینکیے اور فرمایئے کہ مین مصدق نہین ہون بلکہ مین
ناقل ہون پس دو قول ہم آپ سے لیتے ہین اور ضمیر قولہ نظر آپکی تصدیق کے آپ ہی کی طرف
پھیرتی ہین اور اگر آپ راضی نہوجینگا تو مرجع ضمیر کا راوی کو کر دیجیگا بہر کیف حضور
والا کو اختیار ہے **قولہ** اپنی باپ کی قتل کرنیکا ارادہ کیا **اقول** ارادہ امر قلبی ہی
کہ بجز خدا کے اوسکو کوئی نہین جان سکتا ہی آری اظہار اوسکا بزبان بصدق دل و بمکر
وخدع ہو سکتا ہی اور منافقین ہمیشہ فکر یخادعون اللہ ورسولہ مین رہتے ہی پس
ہو سکتا ہی کہ اظہار اوسکا بمکر وفریب فقط خوشامد رسول خدا کیواسطے ہوا ہو اسلیے کہ اخلاق
حسنہ آنحضرت سے معلوم تھا کہ ایسی شقاوت اور قساوت قلبی پر راضی نہونگے پس
حضرت کے دلکو باظہار کمال اخلاص بمکر وفریب خوش کر دیا تعجبک اجسامہم وان یقولوا
تسمع لقولہم اور ہو سکتا ہی کہ بصدق دل ہو مگر جملہ افعال منافقین چونکہ لرضاء اللہ
نہ تھی بلکہ بطمع دنیا تھی اور بریاکاری تھی اسلیے بکمال متانت او جسا ابوبکر پر دلالت
کریگا یعنی ہمارے حضرت کو ایسی طمع دنیا غالب تھی کہ اوسکے واسطے بخوشامد رسول خدا
ارادہ اپنی باپکے مارڈالنیکا کیا اور دنیا مین بہت اشقیا ایسے گزرے ہین کہ بطمع دنیا اونہون
نے اپنی باپکو قتل کر ڈالا ہی **قولہ** مگر حضرت نے منع کر دیا **اقول** اولا اسی منع کرنیسے صاف
ثابت ہوا کہ ابوبکر نے ایک فعل قبیح کا ارادہ کیا تھا اور اگر فعل حسن اور مقابل صحیح کے ہوتا تو ہرگز
وہ حضرت منع کرتے پس جب مقصود خدا اشداء علی الکفار سے باپ کا مارنا نہو بدلیل
منع رسول اللہ اسلیے کہ مقصود خدا سے حضرت کا مانع ہونا محال ہی تو ثبوت مگر

ابو بکر کو آپ ارادہ ایک فعل ہیچ سی کہ وہ ہرگز مقصود خدا اشداء علی
الکفار سی تہا تحت اشداء علی الکفار داخل کر سکتی ہین ثانیہ
یہ ارادہ کرنا ابو بکر کا صاف دلیل ہے اوپر میلان ابو بکر کے طرف یہود
کی اسلیے کہ بقول آپکی توریت مین حکم باپ کے خود ہی قتل کر ڈالنی کا
اور خدا نی قرآن مین بقول خود صاحبہما فی الدنیا معروفا اوسکو
منسوخ فرمایا تہا کما مر مگر حضرت ابو بکر نی منع خدا کو کچھ نہ سنا اور اوس
منسوخ کی حکم پر مستعد ہوئی پس تصدیق قرآن نکی یہی حال تہا کل
کا + حضرت عمر کا میلان الی الیہودیت تو ہم سابق مین احادیث مشکوۃ
شریف اور نہایہ ابن اثیر اور ازالۃ الخفا سی ثابت کر چکی ہی کہ جناب رسول
نی فرمایا امتہوکون انتم کما تہوکت الیہود اور بہی فرمایا والذی
نفس محمد بیدہ لو بدا لکم موسی لاتبعتموہ اور بہی فرمایا لو کان
موسی حیا ما وسعہ الا اتباعی اور بہی فرمایا امتہوکون فیہا یا ابن الخطاب
اب حضرت مخاطب کی لطف و عنایت سی حضرت ابو بکر کی بہی یہودیت
ثابت ہوگئی اگرچہ احادیث مشکوۃ اور نہایہ کی صیغ جمع لا اقل کہ ہم ثلاثہ
محمول کرتی اسلیے کہ کلام عرب مین اطلاق جمع تثنیہ سی کم پر ہوتا بر خلاف
حقیقت ہی مگر آپ کی روایت منقولہ سی جسپر آپ اوچہلتی کودتی ہین تصریح
اسم شریف کی بہی معلوم ہوگئی ولقد صدق من قال ذہب الحمار لیطلب
لنفسہ قرنا فات ومالہ اذنان + کیون حضرت ماتم عظیم شیعان نی آپ
ثمرۃ الغراب کہلایا یا شحم حنظل اور زہر ہلاہل پلایا اب اگر کچھ بہی شرم حیا

تو کبھی اس روایت کا نام نہ لیجیے گا **قوله** پس اے بھائیو خدا کیواسطے
اقول اے سُنّی بھائیو خدا کیواسطے ذرا دیکھو تو حضرت مخاطب اوس روایت
کی تصدیق کرتی ہین کہ جس سے صدیقیت ایکطرف یہودیت صدیق اکبر
کی ظاہر ہوتی ہے **قوله** جو کچھ توریت مین ہے الی قوله کیا تسلیم کرتی ہین
اقول کیونکر نہ تسلیم کرین کہ یہودیت صدیق کی اونکی نزدیک مسلّم ہے
اور حقیقت یہہ ہے کہ دعوی تصدیق بے دلیل تصدیق کے تصدیق نہین ہو سکتا
کما مر ارا **قوله** سوائے اوسکے کوئی دوسرا ہو گا **اقول** ماشاء الله
یہہ بات تو کسی سُنّی کو نہ سوجھی ہو گی کہ مصداق اشدّاء علی الکفار سوائے
ابو بکر کے کوئی دوسرا نہین ہو سکتا ہے یہہ ہیچ ہے کسی دوسرے نے بھی اگر
باپ کے مارنی کا ارادہ کیا ہوتا تو وہ بھی مصداق ہو جاتا لیکن ایسا اتفاق نہین ہوا
یہہ نیک کام مخصوص حضرت خلیفہ اول ہی تہا اور صیغہ جمع جو اشدّاء
کا ہے وہ فقط حضرت ہی پر صادق ہے اور صیغہ جمع کفار کا فقط آپکے
والد ماجد ہی پر صادق ہے اور توجیہ اسکی یہہ ہو سکتی ہے کہ ایک اشدّا
بسبب کثرت شدّت کی بجاے چند اشدّاء کی اور ایک کافر بسبب کثرت
کفر کے بجاے چند کفار کی ہو سکتا ہے اور یہہ بعینہ مثل اسکی ہے کہ حضاجر
بصیغہ جمع ایک جانور عظیم البطن کو کہتی ہین پس ایک عظیم البطن کو بسبب عظمیت
بطن کے بجاے چند جانوران عظیم البطن کے شمار کر کے اوسکو حضاجر کہتی ہین
لیکن حضرت یہہ توجیہ وجیہ تو شاید خیال مبارک مین نگذری ہو گی اور
بنا بر اس افادۂ جدیدہ کی کہ اشدّاء علی الکفار سوای حضرت ابو بکر کے

کوئی دوسرا نہوگا حضرت عمر کو اوسکا مصداق ٹہرانا محض بیجا ہوگا -
مبنی ہوگا اوپر اسکی کہ دروغ گو را حافظہ نباشد یہہ کلام ہمارا مبتنی اوپر
ظاہر نظر کی تہا جب ہمنی آپکے مقصود اصلی مین غور کیا اور اپنی نظر جدید
آپکی انکار افکار مین بزور گہسایا تو معلوم ہوا کہ غرض آپکی دوسرے معنے نفاق
جناب امیر علیہ السلام ہین یعنی اونہون نے چونکہ اپنی باپ کے مار ڈالنی کا
ارادہ نہین کیا تو وہ مصداق اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ نہین ہوسکتی اصل آپکی
خواہش کی یہہ تہی مگر شرم وحجاب اظہار مطلب کی سی مانع ہوا یا صولت
شیعان علی ابن ابیطالب سی ڈری کہ اظہار مطلب کی سو جب فضیحتی ہوگا
سے کہ بکر شتی لذید النکاح .: وتفزع من صولة الناکح .: ہرچند معنے
بسخنی بیش آنیکا ہی مگر ہم ہنرمی آپکی خلش باطنی کو دفع کئی دیتی ہین کہ والد
بزرگوار حیدر کرار مثل پدر ابو بکر از جملۂ کفار نتہے بلکہ مذہب اہلبیت یہہ ہی
کہ وہ اوصیا حضرت اسمعیل سی تہے کما مر پس جناب امیر علیہ السلام کیونکر
قصد اونکی مارنی کا کرتے اور اگر بطور فرض شریک الباری کی اونکا کفر
مفروض ہو تو قصد کشتن پدر خلاف نص صریح صاحبہما فی الدنیا معروفا
کی ہی کما مر پس جناب امیر علیہ السلام مثل ابو بکر جاہل بکلام اللہ نتہے
قصد باپ کے مار ڈالنی کا کرتے بہر کیف نہایت مقام حیرت کے ہے اونکی سمجھ
پر حضرات اہلسنت کی کہ اگر ہم روایت تذکرہ کو من جمیع الوجوہ مسلم ٹہرا دین
اور کسی طرح چون وچرا لب پر نہ لاوین تو غایۃ ما فی الباب اوس سی ثابت
ہوگا مگر اسی قدر کہ ایک منافق کی بخوشامد رسول اللہ صلعم کہ وہ بہی بطمع دنیا

نے ایک کافر کے مارنی کا فقط ارادہ کیا لیکن توفیق من اللہ والرسول اوسکی
واقع کرنی پر نہوئی پس فقط اس ارادہ غیر واقعہ سے ارادہ کرنیوالا ایسا مصداق
اشداء علی الکفار ہوگیا کہ اب دوسرا کوئی نہوگا اور جس مومن موفق نے
ہزارون کفار نابکار کو بضرب ذوالفقار صاعقہ کردار دار البوار کو بھیجا اوسکا
نام اور ذکر تک تمہارے مونہہ سے نہین نکلتا افسوس ہی اس بیحیائی اور بیغیرتی
پر تمکو چلو بھر پانی مین ڈوب مرنا چاہیئے کیون یارو اُحُد مین لا فتیٰ
الا علی لا سیف الا ذو الفقار ابوبکر ہی کیواسطی حضرت جبرئیل
پکارتے تھی خیبر مین کرار غیر فرار ابوبکر ہی کیواسطے پیغمبر خدا نی فرمایا تھا
خندق مین قد برز الایمان کلہ الی الکفر کلہ ابوبکر ہی کے حق مین
ارشاد ہوا تھا بی شک تعصب اور عناد نی تمہاری آنکھونکو اندھا کر دیا
فانہا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور قولہ
تفسیر مجمع البیان اقول حضرت سلامت اس روایت مین توہم آپکو
صاف صاف جھوٹھا کہینگی اسلئے کہ تفسیر موجود ہی اوسمین لفظ روی ہے
روینا ہرگز نہین ہی اور کل کتاب مین مصنف کا دستور یہی ہی کہ اقوال
اور روایات مخالفین کو بلفظ قیل اور روی بیان کرتی ہین کما مرّ اور
یہ مضمون روایات صحیح مسلم اور بیضاوی مین موجود ہی اور عنقریب تفصیل
اوسکی ذکر آیہ لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب
عظیم مین آویگی اور علاوہ اسکی یہہ وہ روایت ہی جسکے آخر مین ہے
کہ جناب رسولخدا نی فرمایا کہ لو نزل عذاب من السماء ما نجا منکم غیر عمر

اور ایسی ہی مزخرف روایتوںسی اہلسنت اجتہاد رسولخدا ثابت کرتے
اور کتب اصول شیعہ ان روایتونکی تکذیب سی بھری ہوئی ہین اور کافی ہے
واسطی تکذیب کے قول خدا ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی
و قولہ تعالی ان اتبع الا ما یوحی الی اور اسی روایت کی ابتدا مین ہے
ان النبی کرہ اخذ الفدا حتی رأی سعد بن معاذ کراھیۃ ذلک
فی وجھہ اور اسی روایت مین ھی کہ بانی مبانی فدیہ یعنی کے حضرت
ابی بکر ہوئے بنابر اسکے روی عتاب و خطاب خداوند علام ہیچ تو یدون
عرض الدنیا اور لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم
کی خاص طرف ابوبکر اور اونکی اتباع دیگر از مہاجرین و انصار کے ہوگا نہ سوا
طرف رسولخدا کے لیکن اس راوی کذاب نی وعید عذاب مین سبکو شمول دیا
اور بجز عمر کے کسیکو قابل نجات نجانا پس عمر کو جناب رسولخدا پر بھی ترجیح دی
اور یہ امر توجیہ سنیونکی نزدیک دشوار نہین ھی اسلیے کہ عمر تو اکثر جناب
رسولخدا کو سکھلایا پڑھایا کرتے تھے بلکہ وحی خدا بھی انھین کے رای پر نازل
ہوتی تھی جیسا کہ اہلسنت نے فضائل عمری مین لکھا ہے مگر مشکل یہ ہے کہ
اس روایت سے ترجیح عمر ابوبکر پر بھی لازم آتی ہے حالانکہ خود عمر متمنی رہے
کہ کاش مین ایک بال ابوبکر کا ہوتا حضرات اہلسنت جانتی ہونگے کہ کہان کے
بال ہونیکی تمنا تھی **قولہ** ای شیعان پاک **اقول** شیعان پاک نزاد
نے روایت راویان ناپاک نہاد کو دیکھا اور ہمین خود خدا انصاف کیا
کہ اگر ہم اس روایت کی کذب سے قطع نظر کرکے دیکھین تو غایۃ ما فی الباب

یہہ ہی کہ عمر نی حکم کیا کہ ہر شخص اپنی رسن بستہ عزیز ونکو جو کسی کو مار نہین سکتے
اپنی ہاتہہ سی مارے اس قساوت اور سنگین دلی کو خدا اور رسول صلعم نے
پسند نکیا اور اسکا حکم ندیا اور کیونکر اسکا حکم دیتے حالانکہ باتفاق جمیع
مؤرخین شیعہ اور سنی انھین اساری مین عباس عم رسول اللہ صلعم بہی تھے
کہ بسبب اسکی کہ مشکین اونکی بہت زور سی کسی ہوئی تہین وہ کراہتی تھے
اور جناب رسولخدا صلعم کے کان تک اونکی کراہنی کی آواز پہنچتی تہی تو حضرت
بستر خواب پر بیچین تہے اور نیند نہین آتی تہی بعض صحابہ نی پوچھا کہ حضرت
آپکو کیون بیچینی ہی اونحضرت صلعم نے فرمایا کہ عباس کے کراہنی نے مجھے
بیچین کیا ہی پس لوگون نی عباس کے مشکین کھولدین تب حضرت سوئے
پس جو کہ ایسی مرتبہ رحم وکرم مین ہو وہ کیونکر گوارا کرے کہ کوئی اپنی عزیز کو
بلا ضرورت داعیہ ذبح کرے پس اگر حکم عمر خدا کے نزدیک قابل مدح ہو تو
بیشک عمر افضل رسولخدا سی ہو جاوی اور جناب رسولخدا صلعم اشداء علی
الکفار نہون اور عمر ہون گو اہلسنت اسکو مان لین مگر کوئی مسلمان با ایمان نمانیگا
بالجملہ جب حکم عمر مقبول درگاہ خدا ورسول نہوا تو صاف اس سی ظاہر ہو گیا
کہ غرض خدا اشداء علی الکفار سی یہہ نتہی جو عمر کو سوجہی ورنہ قول عمر ضرور
مقبول خدا ورسول صلعم ہوتا اور درصورت نہ قبول ہونیکی نقص غرض لازم آتا
اور نقص غرض اپنی کا کار حکیم نہین ہی پس جب کار عمر مقصود اشداء
علی الکفار سی نہوا تو عمر کو تحت اشداء علی الکفار داخل کرنا بیجا ہو گیا
قولہ حضرت موسی نے کفار پر شدت کرنیکی لئی فرمایا اقول اولا

توریت محرّف کا اعتبار نہین ؀ ثانیاً اگر یہہ حکم واقعی توریت تھا تو جب
یہودیت کو اسلام نی منسوخ کر دیا تو یہہ بہی منسوخ ہو گیا اور حکم منسوخ کی
تعمیل کرنا دلیل ہی اوپر میلان خلیفہ ثانی کے طرف یہودیت کے پس علاوہ
اون احادیث کے جو مشکوٰۃ اور نہایہ سی نقل ہوئی یہہ حدیث بہی بر تقدیر قبول
مخاطب سی یہودیت خلیفہ صاحب کی دلیل ہوگی ونعم ما قیل ہے بیچارہ
خری تلاش دم کرد ؀ نایافتہ دم دو گوش گم کرد + **قال المخاطب**
المقام هداه الله سبل السلام دوسرے شہادت انجیل کی
متی کی انجیل کے باب ١٣ کی درس ٣١ و ٣٢ مین لکہا ہی کہ آسمان کی
بادشاہت رائی کی دانہ کی مانند ہی جسی ایک شخص نی لیکی اپنی کہیت مین بویا
اور وہ سب بیجون سی چہوٹا ہی پر جب اوگتا ہی تب سب ترکاریونسی بڑا ہوتا ہی
اور ایسا درخت ہوتا ہی کہ ہوا کی پرندی اوسکی ڈالیون پر بسیرا کرتے ہین
اس پیشین گوئی کو اس آیت سی ملانا چاہیئی جو ابہی مذکور ہوئی کہ **مثلهم**
فی الانجیل کزرع اخرج شطأه فاستغلظ فاستوی علی سوقه یعجب
الزراع یعنی خداوند تعالیٰ فرماتا ہی کہ پیغمبر کے یارونکی مثال انجیل مین اسطرح پر
لکہی ہے جسطرح ایک چہوٹا سا دانہ کہ اوسمین اول پتے نکلتے ہین پہر وہ
بڑہتا جاتا ہی یہانتک کہ بڑا درخت ہو جاتا ہی اور دیکہنی والی کو تعجب آتا ہی
پس اس آیت کے مضمونکی اوس عبارت سی انجیل کے جو ہمنی ویر بیان کی کیسی
تصدیق ہوتی ہی اور اس سی بہ شہادت قرآن و بہ شہادت انجیل صحابہ کی
فضیلت بخوبی ثابت ہوتی ہی اور در حقیقت یہہ مثال بالکل صحابہ کے حال کے

مطابق ہی اسلیے کہ وہ اول تھوڑی سے تھے آہستہ آہستہ بڑھ گئی اور ایک بڑا
لشکر اونکا ہو گیا جسکی جماعت اور کثرت کو دیکھہ کر کفار تعجب کرتے تھے
اور اونکی قوت کو دیکھہ دیکھہ کر جلی مرتی تھی پس جو کوئی اونکی بزرگی کا قائل اور
اونکی فضیلت کا معتقد نہو وہ درحقیقت قرآن اور انجیل اور تمام کتب
سماوی کا منکر ہی اَی صاحبو اگر صحابۂ رسول صلعم کی ایمان اور اسلام کے تم
قائل نہین ہو تو مہربانی کرکے ذرا ارشاد فرماؤ کہ وَالَّذِینَ مَعَهٗ سے کیا مراد ہی
یعنی وہ کون لوگ حضرت صلعم کی ساتھہ تھی جنکی صفت اللہ جلشانہ اس آیت مین
فرماتا ہی اور اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ کا مصداق بتلاؤ کہ وہ کون حضرات تھے
جو کفار پر سختیان کرتی تھے اگر صحابۂ کبار سوائے چار جنہ کی سب کے سب منافق
اور کافر تھے وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ تو وہ کون لوگ تھے جنکی سبب سے اسلام
ایک دانہ سی بڑا درخت ہو گیا اور وہ کتنی شخص تھے کہ جنکو کفار دیکھکر غیظ
مین آتی تھے کیا کسی کی قیاس مین آ سکتا ہی کہ چار جنہ شخصونکو دیکھہ کر کافر
جلتی ہون اور معدودی چند کی ایمان لانی پر تعجب کرتے ہون اور اگر ہزارون
آدمی مسلمان نہین ہو گئی تھی اور وہی سب کے سب ایمان مین کامل نہ تھے تو اللہ جلشانہ فآزرہ
فاستغلظ فاستوی علی سوقہ کیون فرماتا اور اگر ہزارون شخص اسلام
نہین لائی تھی تو کن کو دیکھکر کفار کو غصہ آتا تھا پس جبتک کوئی صحابہ کی فضیلت
اور اونکی کثرت کو تصدیق نکری وہ ان آیتونکو بھی تصدیق کر نہین کرسکتا
ای یارو خدا کی قسم ہیچ جانا اور یقین کرکے ماننا کہ ہمکو نہایت تعجب آتا ہی کہ
جو لوگ ایسی آیتونکو تصدیق کرتی ہین اور جو مثال انجیل مین مذکور ہی اوسکو

پیغمبر خدا کی نبوت کی نسبت پیشین گوئی پر محمول کرتے ہین اور پھر صحابۂ کبار
کی فضیلت اور کثرت سی انکار کرتے ہین اور ایسی آیتین اور پیشین گوئی
کو صرف چار چھہ شخصون پر ختم کرتے ہین اور صحابہ سے عداوت رکھکر
لیغیظ بھم الکفار کی تہدید سی ذرا بھی نہین ڈرتے ہین یقول
نتمسک بولایۃ علی ابن ابیطالب علیہ السلام
ہماری خیال مین نہین آتا کہ آپکو ورق گردانی کتب منسوخہ محرفہ سی کیا
فائدہ کیا التصدیق قرآنی آپکو کافی نہین آخر یہی خطاب آپکا طرف اہل
اسلام کی ہے اور وہ لوگ اس توریت اور اناجیل موجودہ کو حجت نہین جانتے
یہہ جتنی انجیلین سنواتی ہین خواہ متی کی خواہ لوقا کی خواہ اور کسیکی سبکو
اصلی انجیل نہین جانتی بلکہ بعقیدۂ شیعہ اصلی توریت اور انجیل اور ہزارون کتب
اور صحف آسمانی حضرت عمر نی جلا دئی اور مہینون حمامات اوس سے گرم ہے
اور ہرچند جناب امیر علیہ السلام نی منع فرمایا کہ یہہ کتب آسمانی کلام باری ہین
اور گو احکام انکی منسوخ ہین مگر واجب التعظیم ہین اور انہین کتابونسی ہم حقیت
اسلام پر دلیل لاتی ہین انکا جلانا جائز نہین ہی مگر قائل کیطانی حسبنا کتاب
اللہ نی ایک بھی نہ سنا اور سبکو جلوا دیا فجزاہ اللہ بما یستحقہ اور جب
قرآن ہی سی آپکا مطلب نکلا تو ان کتب محرفہ سی کیا نکلے گا ولاکن الغریق
یتشبث بکل حشیش **قولہ** متی کی انجیل کے باب ۱۳ **اقول** آپنے
دعوی یہہ کیا تھا کہ جناب رسولخدا اور اونکے یارون کے فضائل اور صفات توریت
اور انجیل سے ہم بیان کرتے ہین یہہ عبارت انجیل کی آپہی نقل کے آپمین تو دنیا

رسول خداؐ کا کہین نام و نشان ہی نہ اونکی یارون کا کچہہ ذکر نہ کوئی فضیلت
اور صفت ہی بلکہ آسمانی بادشاہت کی مثال ساتہہ دانہ رائی کی ہے اور
آسمانی بادشاہت اگر مخصوص ساتہ بادشاہت المحق کیجاوی تو بادشاہت حضرت
سلیمانؑ اور داؤدؑ اور حضرت موسیٰؑ کی بعد غارت ہوئی فرعون کے
یہہ سب بادشاہتین آسمانی ہین تخصیص جناب رسول خداؐ اور اونکے یارونکی
کہان سی نکلی اور اِس عبارت سی پیشین گوئی اور پسین گوئی سی نہین نکلی کیون
اس مہمل اور پوچ گوئی سی نام اسلام کو دانایان فرنگ سی ہنسواتی ہو حضرت سلامت
وہ عبارتین کتب سماوی کی جسمین جناب رسول خداؐ کا نام و نشان اور اونکے
یاران باوفا کی صفات اور منافقین پر دغا کی مذمت موجود تہی وہ یہ عبارتین
نہین ہین جو آپ لکہتی ہین وہ کتابین اب کہان ہین جو وہ عبارتین ملین
وہ کتابین تو دست تعدی حضرت عمر سی جلادی گئین اب اونکا نام و نشان
بہی نہین ہے **قولہ** خداوند تعالیٰ فرماتا ہی کہ پیغمبرؐ کے یارونکی مثال انجیل مین
اقول ؎ نہ شرم از خدا و نہ شرم از رسولؐ ✽ جو جی مین آتا ہی دیوانون کیطرح
آپ بکنی لگتی ہین یہ کہانسی ثابت ہوا کہ مثال کزرع انجیل مین ہی حسب تفسیر
مجاہد کہ وقف مثلہم فی التوریٰۃ پر نہین کرتا ہی بلکہ فی الانجیل پر وقف کرتا ہے
اور کزرع کو کلام مستانف کہتا ہی جیساکہ بیضاوی نی اول احتمال استیناف
ہی لکہا ہی کمامر ہرگز کلام اللہ سی یہہ نہین ثابت ہوتا کہ تمثیل کزرع فی
الانجیل ہے آپ ناحق تحریف آیت قرآنی واسطے مطابق کرنیکی ساتہہ
ایسی کلام محرف کی کرتی ہین اور کچہہ خدا سی نہین ڈرتے عبارت انجیلی سی بالاستقلال اونکا ملاب ثابت ہونا

کہ اوسمین رائی کا ذکر ہی کو زرع کا ترجمہ چھوٹا سا دانہ کرتی ہین سوا اسکی
کسی مفسر کسی لغوی نے زرع کی معنی چھوٹا سا دانہ نہین لکھا ہی بلکہ تصریح
کی ہی کہ زرع بعد الانبات ہی ففی المجمع الزرع ما استنبت بالبذر یقال ا
حصدت الزرع ای النبات ولا یسمّی زرعًا الا وہو غض طری آیہ قرآنی
مین کوئی لفظ ایسا نہین ہے جسکو ترجمہ عبارت انجیلی یا بالعکس کہ سکین بلکہ
یعجب الزراع کا اوسمین مضمون ہی نہین ہی اسیطرح سبب ترکاریون سے
بڑی ہونیکا پرندونکی بسیرا کرنیکا ذکر اوسمین نہین ہی آسمانی سلطنت کا
ذکر بھی اسمین نہین ہی زبردستی گھوڑی کی بہنسی کو ملا کر ایک کر دینی سی بجز
افترا علی اللہ کی کیا فائدہ ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا

قولہ بشہادت قرآن و بشہادت انجیل صحابہ کی فضیلت **اقول**
تمثیل کزرع مین اسلام کی ضعف اور قوت کا ذکر ہی دین سلطانی کا دنیا مین
پھیلنے کا ذکر ہی صحابہ کی فضیلت اور رذیلت اسمین نہین ہی غرض تمثیل کی
اسیقدر ہی کہ دین اسلام کو بعد ضعف کے ایسی قوت ہوئی کہ ہزارون آدمی طوعًا
وکرہًا ورغبًا ورہبًا داخل اسلام ہوئے خواہ مومن کامل ہوئی خواہ ناقص خواہ ایمان
ظاہری لائی خواہ قلبی یہ سب تحت ظاہر اسلام داخل ہین اوراسیطرح عبارت انجیلی
مین بھی کہین صحابہ اور یارونکا ایک ذرہ ذکر نہین ہی فضلاً عن فضیلتہم و
رذیلتہم عبارت انجیلی مین مودائی تمثیل فقط اسیقدر ہی کہ بلا اسباب ظاہری ضعف
سی سلطنت کو قوت ہوتی ہی اور سلطنت خواہ آسمانی ہو خواہ زمینی دونکی
قوت کی یہی معنی ہین کہ حکم سلطان طوعًا وکرہًا ملک سلطنت مین جاری ہو خواہ

اہل ملک برضا و رغبت یا بالطمع و رہبت دین سلطان کو قبول کرین خواہ
نہ قبول کرین بلکہ بخراج یا بجزیہ اپنی دین پر رہین بہرکیف وقت سلطنت
اسلامی کے لئی ہر مسلمان کا مومن کامل ہونا ضرور نہین ہی بلکہ بہت ناقص تھے
اور بہت منافقین تھی اور بہت مولفۃ القلوب تھی اور بہت جزیہ گزار تھے
اور آفت ارتداد بعد اسکے ہے ہم حیران ہین کہ اس عبارت انجیلی سے جو
آپنی ذکر کی اور صحابہ کی کامل الایمان ہونی سے کیا علاقہ ہی آپکی آنکھون
محبت ثلاثہ نی ایسا پردہ ڈالا ہی کہ اگر کسی عبارتمین لفظ اونٹ موتی گدہے
دم دار بکری کا ذکر ہوگا تو آپ کہینگے مدح صحابہ بلکہ مدح ثلاثہ ہے بسکہ در جان فگار
و چشم بیدارم توئی * ہر کہ پیدا می شود از دور پندارم توئی * قولہ کفار
تعجب کرتی تھے اقول کلام اللہ مین تو یعجب الزراع ہی تفسیر زراع بکفار
کبھی نہین کی بلکہ امر بالعکس ہے اسلئی کہ جہان کلام اللہ مین عجب الکفار
نباتہ خدا نی فرمایا ہی وہان بعض مفسرین نی لکھا ہی کہ مراد کفار سی زراع ہین
اسلئی کہ معنی کفر کے لغت مین تغطیہ کی ہین یقال کفرت الشئ ای غطیتہ و
سترتہ والزارع یغطی البذر فی الارض ویسترہ قولہ پس جب کوئی
انکی بزرگی والی قولے کتب سماوی کا منکر ہی اقول جو لوگ صحابہ مین سے
قابل بزرگی اور صاحب فضیلت ہین الحمد للہ کہ شیعہ انکی بزرگی اور فضیلت
کے قائل ہین مگر آپنی اسمقام پر ایک ہی فقرہ بیان فرمایا اور دوسرا فقرہ
تالی اوسکا تھا کیون چھوڑ گئی یعنی جن لوگون کی خدا نی صحف ابراہیم و موسی
مین مذمت کی اور کلام مین جابجا اونپر لعنت کی اور لعنۃ اللہ علی الظالمین

اور لعنۃ اللہ علی الکاذبین اور کہا ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ
لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لہم عذابا مہینا فرمایا اور پیغمبر
نے جن موذیون کے واسطے ان فاطمۃ بضعۃ منی من اذاھا فقد
اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ کما فی الصحیح البخاری کہا اور پیغمبر ع
جو اشقیا تخلف از جیش اسامہ سو ملعون خدا ورسول ہوئی جو کوئی اونکو قابل
لعنت نہ سمجھے وہ بھی تمام کتب سماوی کا منکر ہے آپ ناخوش نہو جیئی ہم سبکا
نام لیکر نہین کہتی ہین قولہ والذین معہ سے کیا مراد ہی اقول اس مقام
پر تو آپ عبارت انجیلی سے فضائل صحابہ کی ثابت کرتی تہی پھر والذین معہ
کیطرف کیون پلٹی جو عبارت انجیلی آپنی نقل کی اوسمین تو والذین معہ کا کہین
نشان نہین ہی اور اس آیہ کا تو سابق مین آپ ذکر کر چکے اور ہم جواب بہی دیکھ چکی
پھر پلٹنی کے کیا معنی خیر معلوم ہوا کہ آپکو مثل ناقہ تند و تیز رفتار کے قرار
نہین بار بار گر اینگے اور پلٹ پلٹ جائینگی اور پھر کار کردہ کی خواہشمند ہونگے
بہت خوب ہم پھر آپکا پیٹ بھر دینی اور بھوکھ مٹا دینی کو حاضر ہین جاننا چاہیے
کہ مراد والذین معہ سے اہلبیت اطہار اور اتباع حیدر کرار غیر فرار بلکہ خود جناب
ذو الفقار ہین نہ منافقین اشرار کہ بخدع و فریب متقی و ابرار بنکے ظاہر مین معہ
اور باطن مین مع الکفار تہی اور نہ مرتدین بدکردار کہ جنہونے معہ ہو کے انجام کار مرتد ہو کر
کفار ہو گئی گو صغار بمقدار ہی اونکو صحابہ کبار بنایا ہو قولہ اشداء علی
الکفار کا مصداق بتلاؤ اقول کہہ چکی ہین اور پھر کہتی ہین کہ مصداق
اشداء مارنی خان تہی نہ بھاگتی خان جو بیچارے اپنی جان بچا کے

بھاگتی پھرتی تھے خلاف عقل ہی کہ وہ اَشِدَّآءُ عَلَی الکُفّار ہون قولہ سب
چھہ چار کی اقول سابق مین بیان ہوا کہ یہہ چھہ چار اکمل اولیاء اللہ
سی تھی کہ نہ انکا ذہن کبھی یک لحظہ مسبوق بشبہہ ہوا نہ کبھی کسیطرح کا اُنکے اعمال
و لَوْ مین مسیئ العمل انمین پایا گیا اور یہہ لوگ بقایای اون اصحاب کبار سی
تھی جنہون نی اپنی جان قدمون پر رسول مختار صلعم کی نثار کی اور آنحضرت کے مگر
شہادت دینکی حُسن خاتمہ پر دی برخلاف اون لوگونکی جنکے حقمین فرمایا
لَا اَدْرِی مَا تُحْدِثُوْنَ بَعْدِی شیخ عبد الحق دہلوی جذب القلوب مین فرماتی ہین
بعد ازان جای دیگر بر شہدای دیگر بایستاد و فرمود اینہا اصحاب منند کہ روز قیامت
بر ایشان گواہی دہم ابو بکر صدیق گفت یا رسول اللہ صلعم ما نہ اصحاب توایم فرمود
بلی شما اصحاب منید ولیکن ندانم کہ شما بعد از من چہ کنید انتہی قولہ سب منافق
اور سب کافر تھی نعوذ باللہ من ذلک اقول نعوذ باللہ من ذلک یہہ انکا
گمان باطل ہی کہ شیعونکا یہہ گمان ہی جیساکہ یہہ بھی آپکا گمان باطل ہے
کہ سب مومن دیندار تھی و قدم مرا اگر قولہ تو وہ کون لوگ تھی کہ جنکی سبب
اسلام ایک دانہ سی بڑا درخت ہوگیا اقول وہی مارتی کھان تھی بھاگتی تھی جان
قولہ وہ کتنی شخص تھے جنکو دیکھکر کفار غیظ مین آتی تھی اقول وہ
اتنی ہی شخص تھی جو ثابت قدم ہجاتی تھی لوگ دم بھاگ نہ جاتی تھی جو بھی
بھگوڑ ونسی کفار کیا غیظ مین آینگے بلکہ اونکی پیچھے تیر پاہن بجاینگے
جیساکہ حارث و مرحب نی آپکی شیخین کی پیٹھ بجایا اور دور دہتا بتایا
غیظ کفار نہ تھا مگر امثال قالع در اور فاتح خیبر + نہ ابو بکر نہ عمر

صفحہ ۲۶۹

قولہ کبھی خیال مین آتا ہی کہ چار چھہ شخصونکو دیکھکر کفار جلتی ہونگی قولہ
اٰنکے خیال غلط مین شاید آئی تو نہ آئی عقلا کی عقل حکم کرتی ہی کہ چار چھہ تو بہت
ہوتی ہین ایک مرد میدان شجاعت ایک شیر نیستان شہامت جو تین تین
کو باتن تنہا مثل گلہ ہای گوسپند بھگا دیتی جیسا کہ حنین اور احد اور خیبر مین
اتفاق ہوا سو جب جلنی کفار کا ہوگا اور ہزار نامرد بزدلی کبھی موجب جلنی
کفار کی نہونگی اور حقیقت یہہ ہی کہ جلنا کفار کا اور تعجب کرنا بسبب پھیلاو
دین اسلام کی تھا کہ یوماً فیوماً ترقی پذیر ہوا بضرب ذو الفقار حیدر کرار رم
طوعاً و کرہاً لوگ سر جادہ اسلام پر رکھتی تھے اور ہزارون مسلمان ہوئی مگر
ہر مسلمان کی لئی کامل الایمان ہونا کیا ضرور تھا قالت الاعراب آمنا قل
لم تؤمنوا ولاکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبہم قولہ
اور وہی سب ایمان مین کامل نہین ہوگئی تھی ⁂ اقول سب مسلمانونکا ایمان مین
کامل ہونا سوای آپکے جسکو ایک ذرہ بھی عقل ہوگی وہ نہ کہیگا اگر سب کامل ہوتے
تو لم تؤمنوا کس لئی تھا آپ عجب طرحکی باتین خارج از عقل کرتی ہین کہ بے
خواہی نخواہی قلم کچھہ گستاخی کرنیکو چاہتا ہی مگر کیا کیجئی کہ تہذیب اخلاق مانع
ہی قولہ تو اللہ جلشانہ فاستغلظ فاستوی علی سوقہ کیون فرمایا
اقول فاستغلظ فاستوی بہ نسبت دین اسلام کے پھیلنے کی ہی نہ نسبت
کل مسلمانونکی کامل الایمان ہونیکے اسلئی کہ کل مسلمانونکا کامل الایمان ہونا بدیہی
البطلان ہی اور خلاف نص صریح لم تؤمنوا کی ہی اور آپکو کچھہ خبر ہے کہ
فاستوی علی سوقہ سے کیا مراد ہی حسن بصری سی منقول ہی کہ فاستوی

کلمہ ۱

الاسلام بسیف علیؑ اور زمخشری اور نیشاپوری نے کہا ہے فاستوی
علی سوقہ بعلیؑ تھا اور حقیقت یہہ ہے کہ جب سب صحابہ کبار آپکے
بھاگ کھڑے ہوتے تھے تو بقائے نام اسلام فقط ذات بابرکات جناب
حیدر کرار غیر فرار سے ہوتا تھا اور وہی سیف خدا حافظ نبی اور دین کے تھے
شاہ عبدالحق دہلوی جذب القلوب میں بیان ثمرہ ہجانی میں فرماتے ہیں
کہ ایک سے آواز آئی کہ ہذا علیؑ سید الاولیاء و ابو الائمۃ الطاہرین دوسرے
سے آواز آئی ہذا علیؑ سیف اللہ کیوں حضرت جبکی سیف اللہ ہونیکی بابت تک
تک گواہی دیں اہلسنت اوسکا نام تک غصب کرکے خالد بن ولید زناکار کو
سیف اللہ بناویں ان ہذا الشیء عجاب قولہ اگر بزرگوں شخص اسلام نہیں
لائے تھے تو کن کو دیکھکر کفار کو غصہ آتا تھا + اقول دیوانوں کی بڑھی ایک ایک
بات کو بیس بیس دفعہ کہتے ہیں حضرت مسلمان ہزاروں کا ایمان ظاہری لانا مسلم ہے
کلام کامل الایمان ہونیمیں ہے کہ وہ بہت کم تھے اور کفار دو چیز سے جلتے تھے
ایک رواج دین سے کہ ہزاروں کو کلمہ پڑھتے سنتے تھے خواہ کلمہ گو مومن ہوں یا
منافق دوسرے مروجین اسلام سے اور وہ اصحاب ثبات قدم نہ بھاگنے سے صاحب
عزت اسلام کو کھودینے والی اور اکمل مروجین حیدر کرار غیر فرار تھے کہ اونہیں کے
شمشیر آبدار صاعقہ کردار ذوالفقار سے غیظ کفار تھا چنانچہ شاہ ولی اللہ آپکے
بڑے محدث متعصب تحت لیغیظ بہم الکفار بعلیؑ لکھتے ہیں اور خدا نے
فقط اونہیں کی ذات بابرکات کو اس امر میں کافی اور وافی کیا تھا اور اونہیں کے
دست حق پرست کو اپنا دست قدرت بنایا تھا سبحان اللہ کیا دست قدرت خدا

تہا جسنی وہ دروازہ کہ جسکو ستر ستر آدمی قوی ملکر بند کرتے تہے
پہرون اپنی ہاتہو نپر بجای سپر لیا اور جسوقت اوس دروازہ کو واسطی قلعہ کے
تکان دیا تو کل وہ پہاڑ جسپر قلعہ تہا لرزہ مین آگیا خود وہ حضرت فرماتے
قلعت باب خیبر بقوۃ ربانیۃ لا بقوۃ جسدانیۃ واقع مین اگر
یہہ قوت عطیہ رب نہوتی تو قوت بشری سی ایسی کام انجام ہونی عقل
محال جانتی ہی بنا بر اسیکی ہمنی کہا کہ مصداق صفات اس آیت کے اوس
جناب امیر علیہ السلام کو کہنا چاہیی اور اگر اہلسنت معاویہ عو عو کرین کہ جمع
جمع واحد پر نہین منطبق ہو سکتی ہین تو ہم یون بتہر اونکی مونہہ مین دینگے
کہ جیسی تمنی آیہ اولوا الفضل مین ابو بکر کو اولو بنایا ہی حالانکہ اولو جمع ذو ہے
ویسا ہی ہمنی بہی واحد کو مصداق جمع گردانا ہی فَمَا هُوَ جَوَابُكُمْ فَهُوَ جَوَابُنَا
اور واضح ہو کہ یہہ کل تقریر ہماری مبنی ہی اوپر اسبات کے کہ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ کو متعلق
بما قبل کرین اور اگر لیغیظ متعلق مابعد کا یعنی وعد اللہ کا کرین جیسا بعض
نی تصریح کی ہی تو قول مخاطب انکے سر مضمحل و باطل اور علیہ استدلال سے علی الطل ہو جا
قولہ پس جبتک کوئی صحابہ کی فضیلت **اقول** صحابہ کی فضیلت اور
اونکی کثرت اور آیتو نکی تصدیق سب مسلم ہے مگر منافقون کا اور مرتدون کا
خصوصًا ثلاثہ کا اصحاب فضیلت ہونا غیر مسلم ہی اور کثرت صحابہ ہی باعتبار
ایمان ظاہری کی مسلم ہی اور باعتبار ایمان کامل کے کثرت نہین مسلم ہی بلکہ
مسلم ہی اور آیتہ نے ہرگز اسپر نہین دلالت کیا کہ صاحبان فضیلت اور صاحب
ایمان کامل بکثرت تہی وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ **قولہ** خدا کی

سچ جاننا **اقول** خدا کی قسم سچ جانتی ہین اور یقین کرکے مانتی ہین کہ آپ نہایت جھوٹ فرماتی ہین اور تعجب آپکا خلل دماغ سے ناشی ہی ہملوگ بجان و دل مُصَدِّق اِن آیتونکے ہین اور ثلاثہ کو داخل موضوع نہین جانتی فہما ظنک بالمحمولات بلکہ جیسا جانتی ہین ویسا آپ ہی خوب جانتی ہین **قولہ** تہدید سی ذرا بھی نہین ڈرتی **اقول** البتہ اہلسنت کبھی کسی تہدید سی نہ ڈرے مخربان دین مثل بنی اُمیّہ و بنی عباس سی ہمیشہ بیعت کرکے اونکو خلیفہ بنا کے مُرَوِّجان دین کو قتل کراتی رہی کبھی نہوا کہ ائمۂ اہلبیت سی بیعت کرتی جب کیا امثال یزید و معویہ او مروان سی کیا کوئی ایسی بوجھی کہ اہلبیت نبوت بفرمان مجالی منصوص نہین ہیں اگر اونمین کیا لیاقت تہی بای ہمہ ایسی فساق و فجار کی بیعت کو دوڑی تہجر ... اطہار او شیعیان حیدر کرار کی کس امر مجہول ہو اس تمہاری تہجر ... سمجھے اللہ تعم **قال المخاطب لقمقام**

هداه الله سبل السلام قرآن مجید کی شہادتین صحابہ کی فضیلت مین پہلی آیت **کنتم خیر امة اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتؤمنون بالله ولو آمن اهل الكتاب لكان خيرا لهم منهم المؤمنون واكثرهم الفاسقون** معنی تم بہترین امت ہو جو نکالی گئی ہو آدمیون کی بہتی حکم کرتے ہو نیک بات کا اور روکتی ہو بری بات سے اور ایمان رکھتی ہو خدا پر اور اگر ایمان لاتے اہل کتاب تو بہتر ہوتا اونکے حق مین بعضی انمین سی مومن ہین اور اکثر فاسق اس آیت مین اللہ جل شانہ صحابہ کی فضیلتون کو اور اونکی بزرگیونکو خود اونسی بیان فرماتا ہی اور اونسی مخاطب ہو کر ارشاد کرتا ہے

کہ تم بہترین امت سے ہو اور تمکو ہمنے اور مخلوق سے منتخب کر لیا ہے تاکہ لوگوں کو
ہدایت کرو چنانچہ تم جس کام کیواسطے مقرر ہوئے وہ کرتے ہو اور جو خدمت تمہارے
سپرد ہوئی اوسکو ادا کرتے ہو تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر
کہ لوگونکو نیک کام سکھاتے ہو اور بری باتوں سے بچاتے ہو جو شخص ذرا غور اور
انصاف سے دیکھے گو یہی ایک آیت عقاید شیعان عبد اللہ ابن سبا کے بطلان
پر کافی ہے کہ خداوند کریم جبکہ اصحاب رسول کی نسبت فرماوے کہ وہ بہترین امت
سے ہیں اور واسطے ہدایت بنی آدم کے پیدا کئے گئے ہیں اور اونکے افعال حسنہ
کی تصدیق کرے کہ وہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتے ہیں اور باوجود اسکے
حضرات شیعہ اونکو بدترین امت سے جانیں اور اونکی بزرگی اور فضیلت سے
انکار کریں ہم نہایت تعجب کرتے ہیں کہ ایسی صریح آیتوں اور ایسی صاف شہادتوں
پر بھی وے اپنے عقیدہ کے فساد پر خیال نہیں کرتے اور ذرا بھی قرآن مجید کے لفظوں
کو نہیں دیکھتے اگر اصحاب کبار بہترین امت سے نہیں تھے تو خدا کا یہ خطاب کہ
کنتم خیر امۃ یعنی بہترین امت سے ہو کس پر تھا اور اونکے اعمال نیک کی نسبت
تو اللہ جل شانہ کا یہ ارشاد کہ تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر
کہ تم نیک کام اونکو بتلاتے ہو اور بری کاموں سے منع کرتے ہو کس کی طرف ہے
اگر وے سچے دل سے ایمان نہیں لائے تھے تو خدا کی اس تصدیق کی کہ تؤمنون
باللہ کہ تم خدا پر سچے دل سے ایمان رکھتے ہو کیا معنی ہیں یہ آیتیں تو ایسی صاف
ہیں کہ اونمیں کوئی تاویل اور کوئی بناوٹ ہو ہی نہیں سکتی سیدھے سیدھے لفظوں
میں اللہ جل شانہ صحابہ کے ایمان اور اعمال کو بیان کرتا ہے اور کمال عنایت سے

امنین

انھین ہی مخاطب ہوکر خود اونکی تعریفین کر رہا ہی لیکن ہمکو سخت حیرت ہے
کہ شیعان پاک کی نزدیک اس آیت کی الفاظ کیا مہمل ہین جنکی کچھہ معنی نہون
یا یہہ کوئی لغز اور پہیلی ہی جو اوسکا مطلب اونکی سمجھہ مین نہ اوی یا کوئی دقیق
معما ہی کہ وہ اوسکی حل نہو سکے یا اونکی عقیدہ مین یہہ الفاظِ قرآن نہین ہین
اور جامع قرآن نے اپنی اور اپنی بھائیونکی بزرگی ظاہر کرنی کیلئی بڑہا دئی ہین
کہ اوسپر ایمان نہو آخر ان باتون مین سی اگر کوئی بات نہین ہی تو یہہ کیا بات
ہی کہ اسکا اقرار کرتی جاتی ہین کہ یہہ آیتین خدا کی کتاب کی ہین پہر اسکو تصدیق
کرتی جاتی ہین کہ صحابہ کی شان مین نازل ہوئی ہین اور پہر صحابہ کی فضیلت مین
اعتقاد رکھنی کا کیا ذکر اونکی ایمان اور اسلام کی بہی تصدیق نہین کرتی اور جنکو
خداوند کریم خَیْرَ اُمَّۃٍ فرماوی اونکو شر امۃ سمجھتی ہین اور جنکی نسبت جسطرح
تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر کہا اونکی حق مین یامرون بالمنکر
وینہون عن المعروف کا اعتقاد رکہتی ہین اگرچہ یہہ آیات بینات قرآن مجید
کی نہایت صریح اور صاف ہین کہ تفسیر دیکھنی کی حاجت نہین ہی لیکن ہم
حضرات شیعہ کی اطمینان خاطر کی لئی اونہین کی معتبر تفسیر اونکی سند لاتی ہین
ای بھائیو سنو تفسیر مجمع البیان طبرسی مین جو کہ تمہاری تفسیرونمین سے
بہترین تفسیر ہی اور سنہ ۱۲۶۸ ہجری مین بمقام طہران دار السلطنت ایران
چہپی ہی اوسکی صفحہ ۲۰۰ مین لکھا ہی کہ پہلے خداوند تعالی امر و نہی کا ذکر کیا
پہر اوسکے اون لوگونکا بیان کیا جو کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتی ہین
اور اسواسطی اون لوگونکی تعریف کی تا کہ اور لوگ اونکی پیروی کرین اور اسکی

اونهین سی مخاطب هوکر فرمایا کہ تم بہترین امت سی هو اور اسواسطے کہ
کسیکو شبہہ نرہی کہ یہہ خطاب کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ کا کس سی ہی آوسی تفسیر مین
فرمایاہے کہ بعضون نے لکہاہے کہ مراد اس سے خاص مہاجرین هین اور
بعضون نے کہاہی کہ یہہ خطاب صحابہ سی ہی لیکن آور امت بہی شامل هین
اے یارو اس تفسیر کو دیکھو اور اپنے مفسّر کی تصدیق پر غور کرو کہ وہ
خود اقرار کرتاہے کہ خدانے ان آیتون مین صحابہ کا ذکر اسلئے کیا کہ
اور لوگ اونکی پیروی کرین تو کیا پیروی اسیکا نام ہی جو تم کرتی هو
اگر بیزاری تمھاری اصطلاح مین بمعنی پیروی ہے تو بیشک
تم خدا کی کلام کی تصدیق کرتی هو ورنہ صریح تکذیب اس مقام پر جاہلون کو
کُنتُم کی لفظ پر ایک شبہہ پیدا هو سکتا ہی کہ خدا صحابہ سی فرماتاہے کہ
تم بہترین امت سی تھی اس سی یہہ ثابت نہین ہوتا کہ وہ اخیر تک ویسی ہی
رہی هون شاید بعدہ بدترین امت سی هوگئی هون لیکن آونہین کے علامۂ
طبرسی نی اسکا بہی جواب دیدیا چنانچہ اپنی تفسیر مین علامۂ موصوف لکھتی هین
کہ کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ اللہ جلشانہٗ نی واسطے تاکید کی فرمایا کہ ضرور ایساہی هوگا
ور اوسکی وقوع مین کچھہ شک نهوگا اور صحابہ جیسی بہترین ویسی ہی رهینگے
اور اسکی مثال یہہ ہی کہ خدا اپنی نسبت فرماتاہی وَکَانَ اللّٰہُ غَفُورًا رَّحِیمًا
تو کیا اسکی معنی یہہ هین کہ خدا تھا بخشنی والا مہربان اور اب نہین هے یا آئندہ
نرہیگا غرض کہ جب ان آیتون اور تفسیر وںسی صحابہ کی فضیلت ثابت ہوگئی
اور کوئی موقع اونکی بزرگی کے انکار کا نرہا تب بعض حضرات نی ایسا قدرتی

راہ پر اوٹھایا اور قرآن مجید کی تحریف کا اقرار کیا چنانچہ بعضون نے فرمایا ہے
کہ بجای کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ کے خَیْرَ اَئِمَّۃٍ تھا اور یہہ خطاب خدا نے
اماموں سے کیا تھا کہ کُنْتُمْ خَیْرَ اَئِمَّۃٍ یعنی تم سب اماموں سے بہتر ہو۔ مگر
جامعان قرآن نے بجای اَئِمَّۃٍ کے لفظ اُمّت کا بنا دیا اگرچہ اور علمای
شیعہ کو کسیقدر حیا نے منع کیا اور اونہون نے اس جواب کو پسند نہین کیا
مگر جاننے والے جانتے ہین کہ اثر اوسکا ابتک باقی ہے چنانچہ جناب نصاب قبلہ
بہی اپنی حدیقۂ سلطانیہ کے باب سوم مین اسکا ذکر کرتے ہین اور اپنے
پدر بزرگوار کی صوارم کا حوالہ دیکر یون ارشاد فرماتے ہین کہ تغیر و نقصان
در قرآن منحصر در چہار چیز ست یکی تبدیل لفظی بلفظ آخر مثلاً اینکہ گفتہ شود
بجای کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ خَیْرَ اَئِمَّۃٍ بودہ لیکن بعضی از اعدای اہلبیت آنرا تبدیل
نمودہ اند۔ اور پھر اخیر پر خود فرما دیا ہے کہ وجہ اول بعید ست ہماری سمجھ مین
بجای اسکے کہ خیر اُمّت کی تصدیق کرکے صحابہ کی خیر امت ہونے سے انکار کرین
شیعان پاک کے حق مین یہی بہتر ہے کہ بجای خَیْرَ اُمَّۃٍ کے خَیْرَ اَئِمَّۃٍ ہونے کا
اقرار کرین اور تحریف قرآنی کے عذر سے اپنے آپکو صریح منکر آیات بینات کا نہ بنا دین
افسوس کہ جناب میر نصاحب قبلہ اور اونکے والد ماجد انتقال فرما گئے ورنہ مین
اُنکی حدیقۂ سلطانیہ اور صوارم کو لئے ہوئے خدمت مین جناب کے حاضر ہوتا
اور پوچھتا کہ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ صحیح ہے یا کُنْتُمْ خَیْرَ اَئِمَّۃٍ اگر فرماتے کہ کُنْتُمْ خَیْرَ
اَئِمَّۃٍ صحیح ہے اور خَیْرَ اُمَّۃٍ بلکہ تحریف جامعین قرآن کی ہے تو بندہ عرض کرتا کہ
اوسوقت اور ائمۂ کرام سوا علی مرتضی کے کون تھا اور کس سے امر بالمعروف فرمایا

عن المنکر کیا تھا جنسی خدا یہہ خطاب کرتا اور جنکی یہہ فضیلتین بیان کرتا اور اگر درحقیقت
کہ نہین خیر امۃ صحیح ہی تو کمترین التماس کرتا کہ پھر اوس گروہ سی جسکو خدا خیر امت
فرماتا ہی اور جسکی آپ بہی تصدیق کرتی ہین بیزاری کفر ہی یا نہین اور اونکی آگے
اونہین کی کتاب کہول کر اوسکی صفحہ ۱۸۶ کی یہہ عبارت نکال کر پوچہتا کہ حضرت
اسکا کیا مطلب ہے وہو ہذہ از انجملہ است انچہ از حضرت صادق علیہ السلام نقل است
کہ فرمود ان ہذا القران فیہ منار الہدیٰ و مصابیح الدجیٰ یعنی در
قرآن انوار ہدایت و چراغہای دور کنندہ تاریکی ضلالت و غوایت روشن است
اور قسم دیگر پوچہتا کہ تمکو اپنی اجتہاد ہی کی قسم ہی کہ جس قرآن کو امام صاحب
فرماتی ہین کہ اوسمین انوار ہدایت اور چراغ روشن ہین اوسمین صحابہ کی نسبت کیا
لکہا ہوا ہی اگر کنتم خیر امۃ اخرجت للناس لکہا ہی تو پھر آپ کیون اوس سے
انکار کرتی ہین اور کیون روشنی چہوڑ کر تاریکی مین پڑتی ہین اور پھر اوسی کتاب
کی یہہ عبارت نکالتا کہ از حضرت محمد باقر علیہ السلام منقول است کہ در ہنگام
فتنہا بر شما ملتبس شود مانند پارہای شب تار پس رجوع آرید بقرآن کہ شفاعت کنندہ
و مقبول الشفاعت است ہر کسیکہ آنرا پیش نہد اندہ اورا بجنت می برد اور
یہہ کہتا کہ قبلہ و کعبہ سنیئے آجکل کوئی فتنہ اس سے بڑہکر نہین ہی کہ ہم صحابہ کو بہتر
امت سے جانتی ہین اور آپ بدترین امت سے اور نہ آپ ہماری مانتی ہین نہ
ہم آپکی آپ آپنی امام محمد باقر علیہ السلام کی قول پر عمل کیجئے اور قرآن سے رجوع
کیجئے اگر اوسمین کنتم خیر امۃ صحابہ کی نسبت ہو تو بس راہ جنت کی اختیار
کیجئے اور اپنا مذہب چھوڑیئے اور اگر اوسمین کنتم شیعۃ ائمۃ اونکی نسبت ہو

١٩٧

تو ہمکو اپنی مذہب مین لیجیئی اور تاریکی ہی نکالیئی معلوم نہین کہ اگر حضرات ممدوح
زندہ ہوتی تو کیا جواب دیتی اور خبر نہین کہ اب اونکی جانشین کیا جواب دینگے

یقول المتمسک بولایۃ علی ابن ابیطالب علیہ السلام

مخاطب عالی مقام نی عنوان بحث مین ذکر شہادت فضیلت صحابہ یعنی
ثلاثہ کیا اور اوسکی تحت مین آیۂ خیر امۃ کو ذکر فرمایا اور آس ایۂ شریفہ
مین نہ ذکر صحابہ ہی نہ ذکر ثلثہ بلکہ لفظ امۃ کا ہی اور بدیہی ہی کہ امۃ سی
کل امت مراد نہین ہی اسلئی کہ کل مین منافقین اور مرتدین اور جہلا اور فساق
اور فجار اور امثال یزید اور ابن زیاد اور شمر کی بہی ہین کہ ہرگز مصداق
تومنون باللہ وتامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر کے نہین ہین
قال البیضاوی تحت قولہ تعالی یأمرون بالمعروف وینہون عن المنکر
لایصلح لہ کل احد اذ للمتصدی لہ شروط لا یشترک فیہا جمیع الامۃ کالعلم بالاحکام
ومراتب الاحتساب وکیفیۃ اقامتہا والتمکن من القیام بہا خاطب الجمیع وطلب
فعل بعضہم الی آخرہ انتہی حاصل یہ ہی کہ ہر شخص امت مین سی لیاقت اسکی
نہین رکہتا ہی کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرسکی اسلئے کہ اسمین بہت
شرطین ہین کہ جمیع امت مین نہین پائی گئین ہین مثل علم باحکام کی اور علم
مراتب احتساب کی اور کیفیت اقامت اور قوت اور قدرت بر اقامت اور
یہ باتین ہر شخص مین نہین پائی گئین ہین پس جناب باری نے خطاب کل امت
کیطرف کیا اور مراد اوس سی بعض کو لیا انتہی اور خود مخاطب نے حاشیہ صفحہ ۳۰
اسی کتاب مین فرمایا ہی کہ خطاب کل سی کرنا اور بعض مراد ہونا کلام عرب مین

جاری ہی انتہے باقی رہی گفتگو اب بعض مین کہ کون سی بعض مراد ہین اہل سنت
مین سی امثال مخاطب حضرات ثلاثہ کو کہتی ہین اور بعض حضرات اور لوگونکو
کہتی ہین شیعان علی ابن ابیطالب ائمۂ اہلبیت کو کہتی ہین مصرعہ وللناس
فیما یعشقون مذاہب ٭ ایسی آیت کو جسکی تفسیر مین اس قدر اختلاف ہی نص
صریح صحابہ بلکہ ثلاثہ کی فضیلت پر کہنا کار مخاطب خوش فہم اور اوسکی امثال کا ہے
قولہ اس آیت مین اقول آیہ وافی ہدایہ کنتم خیر امۃ کی مصداق ہمارے
نزدیک اہلبیت طاہرین ہین چنانچہ صاحب مجمع البیان نی حضرت امام جعفر
صادق علیہ السلام سی روایت کی ہی ولتکن منکم ائمۃ وکنتم خیر ائمۃ
خواہ اسطرح پر کہ ائمۃ تحریف ہوکر امۃ بنا ہو ہر چند یہہ ضعیف ہی خواہ اسطرح کہ
خدا نی واسطی ظاہر کر دینی اسکی کہ امۃ وہی ائمۃ ہی سبعہ احرف سی ائمۃ فرمایا
مگر سارق اور محرق قرآن نی بعداوت اہلبیت اخفاء لفضائلہم فقط امۃ رکہہ لیا
خواہ اسطرح پر کہ مراد امۃ سی امت معصومہ تہی یعنی ائمہ علیہم السلام مگر لوگونے
تفسیر بامت غیر معصومہ کیا جیسا کہ انہین دونو احتمالونکو ہماری علمانی قوت
دی ہی اور بنا بر احتمال اخیر کی تحریف القرآن فقط من حیث المعنی ہوگی اور بنا بر
احتمال اول کی تحریف من حیث اللفظ والمعنی دونو ہوگی اور تفصیل اسکی مع
ادلہ ہماری کتب کلامیہ مین موجود ہی اسمقام پر مقصود ہمارا رد کلام خصم ہے
تحقیق تحریف کہ کس قسم کی ہی آری دفع اوہام ورفع ضلالات عوام مخاطب وسکی
کلام مین ہم کر دینگی انشاء اللہ تعالی پس مقصود اصلی اسمقام پر بحث محض
تفسیر اہلسنت سے کہ آیا اونکی حضرات ثلاثہ اس آیت کی تحت مین داخل ہو سکتی ہین

پس جاننا چاہیے کہ مفسرین اہلسنت تفسیر اس آیہ مین باہم خرخشار عظیم رکھتے ہین
کوئی صاحب فرماتے ہین کہ مخاطب اس آیہ مین فقط مہاجرین ہین خاصۃً چنانچہ
یہ قول ابن عباس اور سدی کا ہی کوئی صاحب ارشاد کرتے ہین کہ یہ آیت در باب
ابن مسعود و ابی بن کعب و معاذ بن جبل و سالم مولای ابی حذیفہ کی نازل ہوئی ہی
وہی لوگ مخاطب ہین یہ قول عکرمہ کا ہی جو بڑے نامی مفسر اور محدث اہلسنت کے
ہین کوئی صاحب فرماتے ہین کہ خاصۃً اصحاب رسول اللہ صلعم مراد ہین جیسا قول
ضحاک مفسر کا ہی کوئی صاحب کی رای یہ ہی کہ خطاب تو خدا نے خاص صحابہ
سے کیا ہی مگر شامل سائر امت کو ہی مین کہتا ہون کہ مقصود خاطر ان مفسر صاحب
کا یہ ہوگا کہ سوای شیعہ اور امامان شیعہ کی کل امت مراد ہین کہ از انجملہ یزید پلید و
معاویہ و اشباعہم و اذنابہم مثل دیگر خلفای بنی امیہ و بنی عباس کے ہین جنکو
بیعت کرکے واسطے قتل اہلبیت کی خلیفہ بنایا گیا کرتی تہی بہرحال یہ اقوال جو ذکر
ہوئے سب اقوال مفسرین اہلسنت ہین اور ان کل اقوال کو حسب عادت اپنی کہ [illegible]
اقوال مفسرین ہی صاحب مجمع البیان نے بیان فرمایا ہی بطور نقل کے نہ بطور تصدیق
کے مخاطب عالی مقام نے ایک تو کمال دیانت یہ کیا کہ ان اقوال مین بعض ہی
کو نقل کیا اور بعض کو چھوڑ رکھا ہی دوسرے بمحض کذب و افترا کی یہ بیان فرمایا کہ
علامہ طبرسی اعنی صاحب مجمع البیان انکی مصدق ہین اگر آپ بڑے سچے ہین تو کوئی
جہوٹی سی بہی دلیل تصدیق بیان کردی ہوتی فقط کتاب مین نقل کرنے اقوال مختلفہ
کی مقتضا ہی کہ نقل کفر کفر نباشد کوئی شخص مصدق نہین ہوجاتا ہی افسوس کہ
انصاف دنیا مین نہین ہی کوئی مخاطب خوش فہم سے پوچھے کہ جب ناقل نے [illegible]

قول نقل کئی ہین تو بعض کا مُصَدِّق وبعض کا غیر مُصَدِّق ہونا آپہی کہان سے
ٹہرالیا ہی بجز اسکی کہ فقط بخواہش نفسانی اپنی دل سے ترجیح بلا مرجح کرلیا ہی
کوئی بات خیال مین نہین آتی بہرکیف اب ہم مخاطب کی ہٹ دہرمیون اور
حق پوشیون سی قطع نظر کرکی بحث اصل مطلب مین کرتی ہین کہ ان جملہ اقوال مین
مین کہین حضرات ثلثہ کا نام موجود ہی نہین ہی باقی رہا بزور تحکم مین کسی
قول کے گہسانا پس قول ثانی مین حضرات ثلاثہ کو مفسر نی دُودہ کی ایسی مکہی
بالکل الگ کردیا ہی باقی رہی تیسرا قول پس قول آخر مین جسمین یزید اور شمر بہی
داخل ہین اگر حضرات ثلاثہ بہی داخل ہوئی تو شیعونکو کون سا مقام عذر کا ہوسکتا ہے
چشم ما روشن و دل ما شاد باقی رہی دو قول یعنی مہاجرین اور صحابہ مخاطبین
پس واسطی تحقیق مصداق خطاب کے ہم رجوع کرتی ہین طرف اون صفات کے جو مذکور
فی الآیہ ہین اسلئی کہ یہہ صفات بجای شروط کی ہین جیسا کہ بعض صحابہ سی منقول
ہی کہ من اراد ان یکون خیر ہذہ الامۃ فلیؤد شرط اللہ فیہ من الایمان باللہ والامر
بالمعروف والنہی عن المنکر یعنی جو چاہی کہ خیر اس امت کا ہو وہ شروط خدا کو ادا کری
اور وہ شروط یہہ ہین کہ الایمان باللہ والامر بالمعروف والنہی عن المنکر اور روی
انہ علیہ السلام سئل من خیر الناس فقال آمرہم بالمعروف وانہاہم عن المنکر واتقاہم
للہ واوصلہم للرحم کما فی البیضاوی یعنی خیر الناس وہی ہی جو آمر تر بالمعروف
اور ناہی تر عن المنکر ہے اور پرہیزگار تر اور صلۂ رحم بجا آرندہ تر ہی پس صفت
اولی اس آیہ شریفہ مین تؤمنون باللہ ہی گو ذکر مین مؤخر ہی مگر من حیث
الذات مقدم ہی اسلئے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر نہوگا مگر بعد الایمان اور

کافر امر بالمعروف ونہی عن المنکر کیونکر کریگا اور کریگا تو اوسکو کیا مفید ہوگا
چنانچہ بیضاوی صاحب فرماتی ہین کہ تؤمنون باللہ سی فقط اللہ ہی کا ایمان لانا
مراد نہین ہی بلکہ ایمان باللہ مین ایمان کل اون چیزونکا کہ جنکے حکم ایمان کہنی کا ہے
داخل یعنی لیمان بکل ما جاء بہ محمد صلعم وانما اخرہ وحقہ ان یقدم لانہ قصد
بذکرہ الدلالۃ علی انہم امروا بالمعروف ونہوا عن المنکر
ایماناً باللہ وتصدیقاً بہ واظہاراً لدینہ یعنی صفت یؤمنون باللہ
کا حق یہہ تہا کہ مقدم اور صفات پر ہو مگر جناب باری تعالیٰ بغرض اسکی مؤخر
کردیا کہ دلالت کری اوپر اس بات کے کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنی کی علت
ایمان باللہ اور تصدیق اوسکی اور اظہار دین اوسکی کا ہی یعنی علت گو وجوداً
مقدم ہی مگر بیان تعلیل مین مؤخر کردی جاتی ہی پس ثابت ہوا کہ جو امر
بالمعروف ونہی عن المنکر سبب اوسکا ایمان باللہ نہو بلکہ سبب اوسکا خدع اور
فریب اور ریاکاری ہو تو وہ مفید نہین ہی پس اول گفتگو ہماری اسی صفت مقدم
مین ہی کہ آپ مدعی ہین اس بات کی کہ حضرات ثلاثہ تؤمنون باللہ مین
داخل ہین ہم کہتی ہین کہ لا نسلم کہ تؤمنون باللہ اونکی صفت ہو وہ حقیقت
مین نہ ایمان بخدا لائی اور نہ ایمان برسول خدا صلعم لائی فما ظنک بما جاء بہ
محمد صلعم گو ظاہر مین مثل جملہ منافقین کے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول
اللہ صلعم کہتی رہی فقط اتنی کہنی سی ایمان نہین حاصل ہوجاتا پس اگر آپ کسی دلیل
سی ایمان اونکا ثابت کرین تو تحت اس آیہ شریفہ کی داخل کرین ودونہ خرط
القتاد اور بعد اسکی ہم بحث کرینگی اور صفات مین اور امثال جہلا معنی کلام

واٰباً اور قائلین کُلُّ النّاسِ أفقہ من عمر حتی المخدرات فی الحجالِ کا علم مسلّم
نکرینگی پس بتصریح بیضاوی اونکی لیاقت واسطی امر بالمعروف ونہی
عن المنکر کے ثابت نہوئی پھر داخل ہونا اونکا اس ایت مین کہان سی نکلی گو
ہر چند بمقتضای مقام یہ تھا کہ کفر و نفاق او جہالتِ حضرات ثلاثہ بیان کیجاوے
تاکہ عدم دخول تحت آیۂ شریفہ بخوبی عیان ہوجاوی مگر چونکہ مخاطب خوش
فہم مدعی فضیلت ثلاثہ ہی ہمکو تضیع اوقات کرنیسی کیا فائدہ ہم مانع ہین ہمکو
فقط لا نسلّم کافی ہی مدعی پر لازم کہ پہلی ایمان اور اوصاف ثلاثہ ثابت کری تب
ہوس دخولِ ثمۂ تحت الایہ کری وانّی لہ ذالک قولہ لوگونکو راہ نیک سکھلا
اقول اگر بعض صحابہ باین صفت متصف ہوئی تو آپکی ثلاثہ کو کیا وہ خود قابل
اسکی ہین کہ دوسری اونکو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرین سے او خود
گم است باز کرا رہبری کند ۔ أفمن یہدی الی الحقِ احق ان تتبع امن لا
یہدی قولہ شیعان عبداللہ سبا اقول المسنت صعاویۃ العاویۃ الذی حا
داحربی وامہ ہاویہ کہ پیروانِ کاذبین غادرین خائبین اثمین زبان خیر امت
ہین کما صرح بہ مسلم فی صحیحہ بطلان عقائد شیعان علیؑ ابن ابیطالبؑ نہین کرسکتی
حتی کہ ثلاثہ کو مصداق خیر امۃ ثابت کرین وانّی لہم ذلک قولہ بدترین امت سی
جانتی ہین ۔ اقول ہرگز بہترین کو بدترین سی نہین جانتی بلکہ ثلاثہ کو بدترین امت
بلکہ بدترین اولین اور آخرین سی جانتی ہین اور خدانی اس آیہ مین تو ثلاثہ کیطرف نہین
خطاب کیا ہی ہان اگر کسی مصحف مین مصاحفِ سوختہ عثمانی سی یا ایہا الثلثۃ انتم خیر امۃ
البتہ انکو کسیقدر مقام کلام ہو سکتا سی ہر چند شیعہ کہینگی کہ قراءتِ منسوخہ ہی یا د

تحریف ہی کہ قابل جلادنی کی ہی قولہ ایسی صریح آیتون اقول
صراحت کا حال پیشتر گذارش ہوچکا کہ آپکی سچی مفسر عکرمہ نی حضرات ثلاثہ کو
نکال پہینکا ہی بیچاری شیعو نکا کیا قصور قولہ اگر صحابۂ کبار اقول جنکو آپ صحابۂ
کبار سمجھتی ہین شیعہ اونکو صغار مین بھی نہین گنتی بلکہ منافقین کفار مین جانتی ہین
والذی تولی کبرہ منہم قولہ بناوٹ ہو ہی نہین سکتی + اقول بناوٹ کا حال آپکی عکرمہ
مفسر خوب جانتی ہین جنہون نی ثلاثہ کو بدر کردیا قولہ شیعان پاک کے
نزدیک اقول پاک نی مہمل نہین کیا ہی بلکہ ناپاکون نی مہمل کیا ہی جو ناپاکون
کی شان مین سمجھتی ہین قولہ لغز یا پہیلی یا کوئی دقیق معما ہے اقول
اسباط کو اون حمقا سی پوچھو جو آپسمین گل خپ کرتی ہین ایک کہتا ہی کہ یہہ
مراد ہی دوسرا کہتا ہی نہین یہہ مراد ہی تیسرا اور ہی کچھ بکتا ہی چوتھا اور ہی
راگ گاتا ہی اونہین سی پوچھو کہ لغز ہی یا معما ہی یا چیستان ہی + شیعان
علی ابن ابیطالب تو پکار پکار کے کہتی ہین کہ اہلبیت ہین اہلبیت ہین اہلبیت
ہین مثل مفسران سنیا کی بھول بھول نہین بوجھتی ہین قولہ جامع قرآن نے
اقول البتہ جامع قران سی ایک غلطی ہوگئی اوسکو چاہئی تھا کہ جسطرح خرف
حرف واحد سبعہ احرف قرانی کو جلایا کہ اوسمین لفظ آئمۃ بہی جل گیا اسیطرح
انبیا الثلثہ کو بڑکی کنتم خیر امۃ رکہہ لیا تھا کہ گو شیعہ نہ مانتی مگر سنیون کے
تو بکار آمد ہو جاتا اور تفسیر ائمۃ مین ڈاواں ڈول نہ پہرتے + قولہ تصدیق
کرتی جاتی ہین کہ صحابہ کی شان مین نازل ہوی + اقول لعنۃ اللہ علی الکاذبین
کسی شیعہ نی ثلاثہ کی شان مین نہین تصدیق کی ہی بلکہ اہلبیت عم کے شان مین

تصدیق کی ہی گمانمر قوله ایمان اور اسلام کی بھی تصدیق نہین کرتے
اقول جنکی ایمان اور اسلام حقیقی کی تصدیق نہین ہی اونکی صحابیت حقیقی
کی کب تصدیق ہی پھر اونکی شان مین ان آیتونکی تصدیق کب ہوگی آپ
ناحق علامہ طبرسی پر تہمت تصدیق کرکے شر امتہ کو خیر امتہ بناتی ہین
قوله جنکو خداوند کریم خیر امتہ فرماوی ۱۲ اقول کلام ہی کہ دیوانون کی
بڑی بات ہی کہ گوزشتہ ہے خیر امتہ اور ہی لوگ ہین شر امتہ اور ہی
لوگ ہین کون احمق ایسا ہوگا کہ جنکی خیر امتہ ہونیکی تصدیق کری وہ ونکو
امتہ کہی ۱۲ قوله صفحہ ۲۰ مین لکھا ہے الی آخر عبارۃ المجمع ۱۲ اقول اے
سنیو تمکو اپنی ثلاثہ کی قسم ہی سچ بتلاؤ کہ اس عبارت مین کہین صحابہ کا یا
ثلاثہ کا ذکر ہے محصل اس عبارت کا یہی ہے کہ خدا نی آمرین بالمعروف سے
خطاب کرکی فرمایا کہ تم بہترین امت ہو اور وہ آمرین بالمعروف اہلبیت رسالت
ہین یا صحابہ ہین یا ثلاثہ ہین اسمین سی نہین نکلتا ہی اگر مقصود اونکا آمرین بالمعروف
سی صحابہ یا ثلاثہ ہوتی تو حدیث امام جعفر صادق علیہ السلام کو جسمین امتہ کے
کی جگہہ ائمتہ ہی کیون نقل کرتے قوله اوسی تفسیر مین فرمایا ہی ۱۲ اقول اس
تفسیر موجود ہی وہنون نی چار یارون کے مفسرین کی چار قول اس جگہ
نقل کئی ہین بمقتضای انکہ نقل کفر کفر نباشد اون چار قول مین سی دو قول جو
مطلب اپنی جانا آپنی ہمقام پر نقل کیا ہی اور دو قول کہ شاید مفید مطلب
آپنی چہر اوڑالا افسوس کہ حضرت عمر موجود نہین ہین کہ سارق کا ہاتھ اپنی ہاتھ
سے کبھی زند سی اور کبھی مرفق سی قلم کرتی

کرنا قل قول کو قائل قول بناتی ہین اور دن دوپہر آنکھون مین خاک ڈالتی ہین اور بیچ
خدا اور خلق سے نہین شرماتی ہین ؎ چہ دلاورست دزدی کہ بکف چراغ دارد
حیف برین سیدیان قولہ اے یارو اس تفسیر کو دیکھو اقول اگر دیکھا ہین
تو حضور والا کا سرقہ اور خیانت اور کذب اور غدر کہ تباشی کاذبین غادرین
خائنین کے ہے کیونکر معلوم ہوا قولہ تصدیق پر غور کرو اقول جہوٹے کو
کہانتک جہٹلائے مثل مشہور ہے کہ الکذوب قد یصدق مگر ہماری حضرت کبھی
سچی بات نہین بولتی ۔ قولہ اس مقام پر جاہلون کو ۔۔ اقول آپکی ایسے
جاہلون کو اسمقام پر بقول شخصے چور کی ڈاڑہی مین تنکا اسطرحکی خیالات
خام ہوتی ہونگے اسی سبب سے شیعون کی مفسرون نے اسکی دفع ہونیکی واسطے
گندم نمائی کی پانچ تاویلین کی ہین چنانچہ اون پانچون تاویلون کو علامۂ طبرسی
علیہ الرحمہ نی قبیل رفع اقوال کہکر نقل فرمایا ہے کہ بیچ بعضے کے کان ناقصہ اور
بعضے مین تامہ اور بعضی مین بمعنی صار اور بعضی مین کان زائدہ ہے مخاطب
خوش فہم نی معلوم نہین کہ کس وجہ سے اون پانچون تاویلون مین سے فقط چوتہی
تاویل اس مقام پر ذکر کرکے منسوب طرف خود علامہ کی بکذب و افترا کردیا ہے
اور شیعہ اگر خیر امۃ سے صحابہ مراد لیتے تو اونکو کیا غرض تہی کہ خواہ نخواہ ایسی
تاویلین کرکے مرتبہ مین صحابہ کو داخل آیہ رکہتے بلکہ کہتے کہ اکثر صحابہ جو یک زمانہ
مین ممدوح تہے بقول آپکی جبکہ شیطان نے اکثر مسلمانون کو بہکایا تو وہ بھی
بہک گئے آری جب شیعون نی خیر امۃ سے اہلبیت معصومین مراد لی تو اونکو
ضرورت حفظ عصمت داعی ہوگی کہ جیسی اور آیات قرآنی کو انبیاء کی عصمت

کیواسطی جو بدلائل عقلیہ ونقلیہ ثابت ہی تاویل کرتی ہین اس آیت مین بہی تاویل
کُنتُم کی ساتہ احدی من التاویلات الخمسہ کی کردینگی پس گویا غرض اصلی علامہ
طبرسی کی نقل اقوال سُنیان سی اس مقام پر یہی ہی کما لا یخفی علی من لہ درایۃ وتبحر
فی کنہیات المقاصد والمآرب قولہ تب بعض حضرات نے اپنا قدم دوسرے
راہ پر اوٹھایا + اقول اولاً منکر بزرگی ثلاثہ تو کل شیعان جہان ہین پس
بعض کو قدم دوسری راہ پر مارنی کی کوئی وجہ خیال مین نہین آتی جنہون نے
اس دوسری راہ پر قدم نہین مارا شاید وہ بزرگی ثلاثہ کی قائل ہوگئی تو وہ مثل ان
شیعہ گری سی نکل گئی اور داخل آمنوا ثم کفروا کی ہوگئے اور اگر بزرگی کے
قایل نہین ہوئے تو سوائی اس دوسری راہ کی کوئی اور راہ چلی تو اوس راہ کو ذکر کر
پہلی اوسیکا جواب آپکو دینا تہا تب دوسری راہ کی جواب پر آتے لیکن بظاہر دو اس
راہ کا جواب آپنے اپنی کلہ سی باہر سمجہکے اوسکا ذکر ہی نکیا اور بالکلیہ جی چرا گئے
اس وکھڑی بکھیڑی سی بالتو نکا کچہ ٹہکانا ہی کہ پہلی راہ کا کچہ ذکر ہی نہین دوسری راہ
پر جہت سی اوچک آئی ثانیاً کس عالم نے کس کتاب مین جواب استدلال سنیان
باین آیہ مبتنی اوپر تحریف قرآن کی کیا ہی اگر آپ سمجہے ہین تو پتہ اور نشان دیجیے
جسقدر نظر قاصر سی گزرا ہمیقدر ہی کہ تفسیر آیہ مین فرمایا ہی کہ مخاطب ائمہ
طاہرین ہین اور اسکو بدلائل عقلیہ ثابت کیا ہی او معین اسکا ہی جو بعض اخبار
مین ائمۃ بجای اُمّۃ ہی لیکن جواب مین استدلال سُنیان کے باین آیہ بخصوص جزئی
تحریف قرآنی کا ذکر نہین کیا ہی بلکہ بہ تقریرات مختلفہ کفر ونفاق اور جہل خلفا
کو انہین کی کتابون سی بوجہ اتم ثابت کرکی ثلثہ کو مصداق خطاب سے خارج کردیا

قولہ چنانچہ بعضون نی فرمایا ہی ۱۰ اقول غلط ہی کسی نی علماء مین سے
جواب سُنّیان مین یہ نہین فرمایا ہی بلکہ حدیث صادق علیہ السلام کہ ابطاہر
دلالت کرتی ہی کہ بجای اُمّتہٍ آئمّتہٍ تھا گو تاویل پذیر بھی ہے بجای خود
نقل کیا ہی نہ جواب سُنّیان مین قولہ اور اونہون نی اس جواب کو
پسند نہین کیا اقول اس جواب کو علماء کی طرف نسبت دینا ہی غلط ہی
پسند اور ناپسند کی کیا معنی بھلا جنہون نے اس جواب کو آپکی نزدیک ناپسند
کیا ہی ذرا یہ بھی تو بتلائیے کہ اونہون نے کیا بات ایسی کی ھی کہ جس سے
حضرات ثلاثہ کی راہ دخول تحت آیہ بند ہو گئی ہی قولہ اسکا ذکر کرتے ہین
اقول ہرگز ذکر جواب سنیان بہ نسبت اس آیہ کی حدیقہ مین نہین ہی بلکہ
مبحث تغیر و نقصان قرآن کا ذکر ہی کہ سیکڑون احادیث سنیہ اوپر تغیر
اور تحریف اور نقصان کی دلالت کرتی ہین چنانچہ صحاح ستّہ سی صاحب
استقصا ایدہ اللہ و صاحب نزہتہ رحمہ اللہ نی نقل کئی ہین اور کچہ احادیث
مذہب شیعہ بہی اسپر دلالت کرتی ہین پس حدیقہ سلطانیہ مین مثل دیگر کتب
کلامیہ کی تحقیق اور تنقیح اسکی کی ہی کہ مراد تحریف اور نقصان سی کیا ہی اور
کس قسم کی تحریف اور نقصان کا پایا جانا ممکن اور کس کس قسم کا نہین ممکن ہے
اس بحث کو جواب استدلال سُنّیان بآیہ کُنتُم خیرَ اُمّۃٍ سی کیا علاقہ آپ سے
اگر اس قسم کی تحریف کو مسلّم کرلین تو ایک جواب اور بہی سُنّیون کا علاوہ جوابات
دیگر کی نکل آئیگا اور یہ امر دیگر ہی اور جواب مین فکر کرنا امر دیگر ہی قولہ
فرما دیا ہی کہ وجہ اول بعید ہست ۱۰ اقول اسی جگہہ سی کذب آپکا ثابت ہو گیا

اسلیئے کہ جس احتمال کو علما خود ہی بعید کہینگی اوسکو مقابل خصمام مین کیون ذکر
کرینگے **قولہ** ہماری نزدیک **اقول** توجیہ وعندیہ توجیہ آپ اگرچہ کہیت
کی مولی ہین جو آپکی مزخرفات اور خزعبلیات کیطرف کوئی نظر کری آپکی
پندار باطل ہی کہ خیر امۃ لاجواب ہے تو ضرور ہی کہ شیعہ خیر ائمۃ کی قائل ہون
بلکہ خیر امۃ کی ہم تصدیق کرکی جواب دندان شکن آپکو دی چکی جب آپ ایمان
ثلاثہ کو ثابت کیجیئگا ور نفاق سی اونکو بری کر دیجیئگا اور اونکا ارتداد
باطل اور تومنون باللہ مین داخل کر دیجیئگا اور بعد اسکی عالمیت اور
لیاقت امثال کل الناس افقہ من عمر حتی المخدرات فی الحجال کی
ثابت کیجیئگا بعد اسکی اونکی اعمال کا لرضاء اللہ ہونا ثابت کر دیجیئگا تب
ہم بجائی امۃ ائمۃ ہونیکا اقرار کریں اپکی نصیحت کو کہ یاد دہانی
الکماء من الناصحین ہی قبول کرکی موافق آپکی مرضی کی اسی ابہی الٹی
کہینگی یا اور کوئی راہ دیکھہ لینگی مگر ہمکو معلوم نہین ہوتا کہ ان مراحل مین سی ایک
مرحلہ بہی آپ طی کر سکین اور مطاعن ثلثہ سی عہدہ برا ہو سکین **قولہ** کنتم
خیر امۃ صحیح ہی یا کنتم خیر ائمۃ **اقول** جواب یہہ ہی کہ خیر ائمۃ بھی
صحیح ہو سکتا ہی اور خیر امۃ بہی صحیح ہی مگر خیر امۃ امت معصومہ ہی یعنی
ائمہ اطہار نہ امت مذمومہ یعنی ائمۃ یدعون الی النار **قولہ** تو بندہ
اوسوقت عرض کرتا **اقول** اولا اس عرض سی کچھہ غرض آپکی معلوم نہین
ہوکہ کیا ہی بالتصریح فرمایا ہوتا کہ سوای علی مرتضی کے موجود نہو تا دیگر ائمہ کا مصداق
کنتم خیر امۃ کو کیا ضرر پہنچاتا ہی تا اوسکا جواب خدمت شریف مین اسطرح عرض کیا جاتا

کہ تمنای حصول ملاقات اہل قبور رہتی اور آپکی مایوسی کما ئیس الکفار من اصحاب القبور کے لاحاصل ہونی شانیاً ہم جو غور کرتی ہین تو بظاہر تین امر خیال مین آتے ہین کہ ذہن شریف مین کہٹکتی ہونگے ایک یہ ہے کہ مصداق آیہ فقط جناب امیر علیہ السلام نہین ہو سکتی اسلیئے کہ صیغ جمع مانع حمل علی الواحد ہین دوسرے اور ائمہ علیہم السلام وسوقت موجود نہ ہی اور توجہ خطاب طرف حاضرین کے ہوتا ہی نہ طرف غائبین کے تیسری یہ کہ جب کل ائمہ علیہم السلام موجود نہ ہی تو بالفعل امر بالمعروف اور ناہی عن المنکر کون تہا جیسا آپ فرماتی ہین کہ کسنے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا تہا ان تینون باتونکا جواب شافی ہم سی سن لیجیئی لیکن امر اول پس اطلاق جمع کا اوپر واحد کی کلام عزیز مین غیر عزیز ہے انا نحن نزلنا ونحن الوارثون یا ایھا النبی اذا طلقتم النساء رب ارجعون تعجب ہے کہ آیہ لا یاتل اولوا الفضل مین ابوبکر ہون اور اطلاق جمع اوپر واحد کی صحیح ہو جیسا کہ امام فخر رازی نی لکہا ہی اور جناب امیر علیہ السلام اطلاق کنتم اور تامرون اور تنہون نہو سکی علاوہ اسکے حسنین علیہما السلام بہی تو موجود تہی اور اہلسنت مین اصحاب ظاہری سی بہی معدود تہی پہر اطلاق جمع کا کیا مانع ہی خصوصاً اعتقاد شیعہ پر کہ صغیر و کبیر اہلبیت علیہم السلام فضل و کمال و منہی مین یکسان ہین اور اگر منتسبین باہلبیت بہی خصوصاً ویسی لوگ جو شمار منا اہل البیت مین ہین تبعاً داخل خطاب ہون تو مصداق جمع کثرت بہم پہنچ جائیگا اما امر ثانی پس اولاً بعض مخاطبین کا موجود ہونا واسطی توجہ خطاب کی کافی ہی ورنہ جمیع خطابات قرآنی اور احادیث نبوی سوا حاضرین کی کسی پر جاری ہونے اور شاید

اور شاید اسی جہت سی حضرت مخاطب اپنی تئین مخاطب بخطاب اقیموا
الصّلوٰة نہ سمجہکے تارک نماز ہوئی ہین اور نماز کو تعبیر ساتہہ بدن توڑنیکی
کرتی ہین جیسا کہ بعض پرچہای اخبار تہذیب الاخلاق مین نظر سی گزرا تہا
جسطرح آپکی بعض مفسّرین نی کہا ہی کہ خطاب کُنتُم اگرچہ صحابہ کیطرف ہی مگر
شامل کل امت کو ہی اسیطرح ہم بہی کہتی ہین کہ خطاب بعض ائمہ علیہم السلام کیطرف ہی مگر
شامل کل ائمہ ع کو ہی شاید آپ بےخبر میزان اور منشعب کی کچہ پڑہا نہین اگر
علم فصاحت و بلاغت کی کیا خبر ہی اس علم کی بہی کچہ سیر کرنا ضرور ہی تا کہ
معلوم ہو کہ کبہی غایب کو حاضر اور حاضر کو غایب اور مُقر کو منکر اور منکر کو
مقر اور عالم کو جاہل اور جاہل کو عالم قرار دیتی ہین باعتبار آثار اور لوازم و
دلائل اور امارات کی کہ ہر مقام پر مختلف ہین رابعاً ہم حدیث شریف مین
معارضہ عرض کرتی ہین کہ حدیث نجوم مین جیسا کہ عنقریب آویگی آپکی زعم باطل
مین کل اصحاب مراد ہین پس بنا بر اسکی کل صحابہ مقتدا تہی اور ظاہر ہی کہ خطاب
اِقتدیتم اِہتدیتم کا طرف مُقتدیونکی ہی پس اگر مخاطب مومنین حاضرین
تہی تو وہ صحابہ تہی اور مقتدا تہی نہ مقتدی اور اگر غائبین تہی تو توجہ خطاب
کا طرف غائبین کی لازم آتا ہی فما ہو جوابکم فہو جوابنا لیکن تعبیر الامر پس مستقبل کی
اور پر اسکی کہ صیغ مضارع بمعنی حال ہین و لا نُسَلّم ذالک بلکہ مضارع مشترک ہین
الحال والاستقبال ہی مگر محبت ثلاثہ مین آپ ایسا مستغرق ہین کہ شاید میزان
و منشعب بہی بہولی ۔ قولہ خیر اُمّة صحیح ہی ۔ اقول مکرر کہا گیا کہ صحیح ہی
مگر خیر اُمّة ائمہ ابرار ہین نہ ائمہ اشترار من الکفار ہین ۔ قولہ جسکی آپ

بہی

جلد چہارم تہذیب الاخلاق بابت ۱۵ ربیع الاول ۱۲۹۰ ہجری نمبر ۵

بھی تصدیق کرتی ہین اقول جسکی ہمنی تصدیق کی ہی باتفاق امت بیزاری
اوس سی کفر ہی اور جسکی تمنے تصدیق کی ہی بیزاری اوس سی عین ایمان ہے
یا ایہا الذین امنوا لا تتولوا قوماً غضب اللہ علیہم اور مغضوب علیہم ہونا
اونکا کہ جنکو تم مصداق آیہ سمجھی ہو غضبیت فاطمہؑ سی ایسا ظاہر ہی کہ عیان را
چہ بیان **قولہ** اسکا کیا مطلب ہی اقول اسکا یہ مطلب ہی کہ انوار قرآنی
اصحاب بصیرت کی لئی موجب ہدایت ہین لیکن تم ایسی بصیرت کو نور سے
کیا فائدہ ہی جب تم ٹٹولوگی تو ٹھیر ہی ہی تمھیر معلوم ہوگی **قولہ** تمکو یہی
اجتہاد ہی کی قسم ہی اقول تمکو بہی اجتہاد ابو حنیفہ بلکہ معاویہ اور جتہاد
عائشہ طایشہ ہی کی قسم ہی کہ آیا صحابہ کی نسبت اس قرآن ہین تؤمنون
عرض الدنیا تو تؤثرون الحیوۃ الدنیا تسرون الیہم بالمودۃ ارضیتم
بالحیوۃ الدنیا ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرہم
لا یعقلون ما کان لکم ان تؤذوا رسول اللہ ان الذین یؤذون اللہ
ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ ویلعنہم اللاعنون ولعنۃ اللہ
علی الظالمین وغضب اللہ علیہم ولعنہم لکھا ہی کہ نہین اگر لکھا ہی
تو اوسپر عمل کرو اور اگر نہین ہی تو ان آیات قرآنی کو بہی سنت عثمانی جلا دو
قولہ اگر اوسمین خیر امۃ صحابہ کی نسبت ہو **اقول** سو مرتبہ کہینگے
ہزار مرتبہ کہینگی کہ کاذبین غادرین خائنین آثمین کما فی صحیح المسلم کے نسبت
ہرگز خیر امۃ نہین ہی بلکہ ائمۃ یدعون الی النار ہی اور لعنہم اللہ فی الدنیا
والآخرۃ ہی آپ چاہیئی راہ ہدایت پر آئیے چاہیئی راہ ضلالت پر جائیے **قولہ**

اپنی مذہب مین بھی اقول بسم اللہ یہ آیت اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا تو ہو چکا ہی
اب پھر اٰمنوا ہو لیکن کہین پھر ثُمَّ کَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا کُفْرًا نہو جاوی آپکی
بات کا گیا ٹھکانا ہے اقولہ معلوم نہیں ۱۲ اقول اب تو بخوبی معلوم ہو گیا
ہو جو اب وہ دیتی ابتو کوئی تمنا آپکی دلمین رہی ہوگی اب اگر کوئی تمنا ہو تو
اوسکو بھی کہہ ڈالیے ہم آپکی خلشہای باطنی کی شفائی کو موجود ہین جتنی مقدور
آپکی تسکین کی لئی بہت عرق ریزیان کرینگے لیکن آپکی خاطر عاطر دریا مقاطر کا
میلان تو طرف سنت فغانان کرام یورپ کی ہو چکا ہی آپ ہماری کتب سنتی مجموعی
ولا چاری ہی کہ اس بیماری کی دوا نہین ہی ہٰذَا دَاءٌ لَیْسَ لَہٗ دَوَاءٌ اِلَّا بالوصال
بمقاصد البال ومطالب الرجال ۱۲ قال المخاطب القمقام ہداہ اللہ
سبل السلام دوسری آیت فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ
وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقَاتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ
جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ
الثَّوَابِ اس آیت مین اللہ جلشانہ مہاجرین کی تعریف کرتا ہی اور اونکی جنتی
ہونیکی بشارت دیتا ہی اور فرماتا ہی کہ جن لوگون نی میری لیے وطن اور گھر اور
کنبہ اور قبیلہ کو چھوڑا اور جنپر میری اوپر ایمان لانیسی تکلیفین پہنچین اور جنکو
میری راہ مین ایذائین دی گئین تو مین بھی اپنی ایسی سچے ایمان لانیوالون اور
پکے مسلمانون سی بڑی مہربانی سی پیش آؤنگا اور اونکی محنتون اور مصیبتون
اور جان فشانیونکا اونکو اچھا بدلا دونگا اونکی گناہونسی درگزر کرونگا اونکی
بھول چوک کو نہ دیکھونگا بلکہ اونکی گناہونکو نیکیون سی بدل دونگا اور بہ

بتلائی اونکو ایسی جنتون مین جگہہ دونگا جنکی نیچی نہرین بہتی ہین جہان اونکو کچہہ غم رہیگا نہ رنج نہ کوئی فکر اونکو رہیگی نہ کہٹکا اور یہہ ثواب اونکو اپنی طرف سی دونگا اور اپنی فضل اور مہربانی سی اونکی اعمال سی بہت بڑہکر اونکو درجہ عطا کرونگا اب ان آیتونکو دیکہہ کر مہاجرین کی فضیلت اور بزرگی پر خیال کیا جائے کہ کس محبت اور پیار سی خدای عزّ و جلّ اونکا ذکر کرتا ہی اور اونکی مدارج اور مراتب کا کس خوبی سی اظہار فرماتا ہی اور اونکی قطعی جنتی ہونیکا اقرار کرتا ہی اور اونکے گناہون اور سیئات سی درگزر کرنیکا اور نیکیونسی بدل دینی کا وعدہ کرتا ہی اور اونکی اعمال کی جزا مین جو کچہہ دیگا وہ تو ایکطرف اپنی طرف سی براہ تفضلات ثواب دینی کا بیان کس مہربانی سی فرماتا ہی پس اب ان آیتونکی دیکہنی والون سے ہم عرض کرتی ہین کہ جن مہاجرین کی نسبت خدا نی یہہ وعدے کئی ہین اور جنکے بہشتی ہونیکا ذکر فرمایا ہی وہ کون تہی کیا وہ لوگ مہاجرین نہ تہی جنکا نام ابوبکر اور عمر اور عثمان ہی اور کیا گہربار چہوڑنی والو مین وہ اشخاص نہ تہی جنکو شیعہ برا جانتی ہین اور کیا یہہ لوگ اس آیت سی مستثنی کردی گئی ہین اور کیا یہہ اشخاص لاکفرن عنہم سیئاتہم کی وعدہ سی خارج کردی گئی ہین اے بہائیو اس آیت کو پڑہکر اب تم مہاجرین کی گناہونکی ڈہونڈہنی مین اوقات ضایع نکرو اور اونکی برائیونکی تلاش مین اپنی عمر نہ گنواو اگر دو چار عیب اونکی تمنی ڈہونڈہ بہی لیی تو بہی جب تک تم مہاجرین ہونیسی انکار نکروگی اور جب تک تم اونکی ہجرت کا اقرار کرتی رہوگی تمہاری عیب جوئی اور نکتہ چینی کچہہ کام نہ آویگی اور اس سی اونکے یقینی جنتی اور قطعی بہشتی ہونمین کچہہ ضرر نہوگا اسلیی کہ وہ خود فرما چکا ہے کہ

لاکفرن عنهم سیئاتهم کہ مین اونکی گناہونسی درگزر کرونگا اور ضرور ضرور
اونکو جنت مین داخل کرونگا اسلیئے کہ وہ میری سبب سے گھرونسی نکالی گئی میری
بدولت رنجون اور مصیبتونمین گرفتار ہوئی اپنی دوستونکو چھوڑ کر میری دوست
کی ساتھ ہوئی اپنی محبوبونسی جدا ہوکر میری محبوب کے شریک ہوئی پس اونکا
ہجرت ہی کرنا ایک ایسا عمل ہی کہ ہزار اعمال اور لاکھہ عبادت اور کڑوڑ نیکیونسے
بہتر ہی ۔ یقول المتمسك بولایة علی ابن ابیطالب علیہ السلم
یہ آیت بہی مثل آیات دیگر فضیلت مومنین متقین پر دلالت کرتی ہی شامل
علی ابن ابیطالب اور جعفر بن ابیطالب و حمزہ و عبیدہ کہ مستجمع صفات مذکورہ
فی الآیہ خصوصا قاتلوا اور قتلوا کے ہین نہ ثلاثہ فارین من الزحف جنکے
حق مین فقد باء بغضب من اللہ وماواھم جہنم وبئس المصیر ہے
ایکی بڑی متعصب مفسر بیضاوی صاحب تحت فالذین ھاجروا فرماتی ہین
یعنی فالذین ھاجروا الشرك والاوطان والعشائر للدین یعنی
جن لوگون نی چھوڑا شرک کو اور وطنون کو اور قوم قبیلہ کو واسطی دین کے
انتہی شیعہ قاطبة اسکی قائل ہین کہ ایکی حضرات ثلاثہ نی شرک باطنی کو مرتی دم
تک نہین چھوڑا اور ہمیشہ شاکین اور مرتابین فی النبوت سی تھی بلکہ بعض صحابہ
بسبب تنگ ظرفی کے بعض اوقات زبان سی اوسکا اظہار بہی کر دیتی تہی چنانچہ
صلح حدیبیہ مین حضرت عمر نی خود اپنی زبان صداقت بیان سی بہی اظہار کر دیا کہ
جیسا کہ آج مجکو شک نبوت مین ہوا ایسا کبہی نہین ہوا پس ایسی لوگون کا ترک کرنا
شرک ظاہری کا اور ترک وطن اور ترک عشایر لانسلم کہ للدین تھا بلکہ محض نفع

حصول جیفۂ دنیا تھا وقد مر و یاتی **قولہ** مہاجرین کی تعریف کرتا ہی قو
مومنین مہاجرین کی تعریف کرتا ہے یا منافقین اور مرتدین کی تعریف کرتا ہی
صدر آیہ مین تو خطاب طرف مومنین ہی کے ہے چنانچہ جناب باری فرماتا ہے
انی لا اضیع عمل عامل منکم یعنی اے مومنین تم مین سی کسی عامل کی عمل کو
مین ضایع نکرونگا قال البیضاوی فالذین ہاجروا الخ تفصیل لاعمال
العمال وما اعد لہم من الثواب یعنی فالذین ہاجروا تفصیل ہی واسطی عمل
عمل کنندگان کے اور اوس ثواب کی جو واسطی اونکی مہیا ہوا ہی انتہے پس جب
یہ تفصیل اعمال مومنین مین ہی تو منافقین اور مرتدین کو اس آیت سے
کیا علاقہ رہا **قولہ** فرماتا ہی کہ جن لوگون نی میری پیچھی **اقول** یہ عبارت
بہ حیثیت کذائی نہ اسکو ہم ترجمہ کہہ سکتی ہین نہ تفسیر پس بجز افتری علی اللہ کے
کیا کہین ترجمہ نہونا ظاہر ہی اسلئی کہ الفاظ بڑھے بھی ہین اور جو مطبوع خاطر
عاطر نہی وہ گھٹی بھی ہین جیسی قاتلوا اور قتلوا کا ذکر ہی اوڑا دیا ھے
فقط اس ڈرسی کہ شیعہ پوچھینگی کہ اصحاب ثلاثہ کس لڑائی مین مصداق قاتلوا
ہوئے کس معرکہ مین فی سبیل لات و عزی پرست مین ہتیار پکڑ اکسی کافر کو مارا
کسی ایک کا نام تو بتلا دیجئی جس لڑائی مین ہمگئے بھاگ کھڑی ہوئے اسی کا نام
قاتلوا ہے اور یہی پوچھینگے کہ مصداق قتلوا کہان ہوئی کسی معرکہ مین
یا گھر کی چھوٹی ہین اور تفسیر بالفاظ متناسبہ ہوتی ہی نہ نیلے جوڑ جیسا کہ
حضرت مخاطب فرماتی ہین نی پوچھی بتلا اس لفظکی پوچھی بتلائی گو ہمکو
کسی لفظ سی علاقہ نہین معلوم ہوتا ہی حضرت مخاطب کو ذرا بھی خوف خدا نہین ہے

کہ خود الفاظ مہملہ تصنیف فرماتی ہین اور کہتی ہین کہ خدا فرماتا ہی ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا **قولہ** میری پیچھی اپنے وطن کو الی قولہ چھوڑا **اقول** نہ وہ لوگ جنہون نی طلب دنیا کی پیچھے اپنی وطن کو چھوڑا **قولہ** میری اوپر ایمان لانی سے تکلیفین پہنچین **اقول** نہ وہ لوگ کہ جنکو طلب دنیا مین تکلیفین پہنچین **قولہ** ایسی سچی ایمان لانیوالون اور پکے مسلمانون سی **اقول** نہ جھوٹے ایمان لانیوالون اور نہ کچی مسلمانون سی کیا فہم و شعور حضرت مخاطب ہے کہ جن باتونکو شیعہ بدلیل ثابت کرتی ہین لا عن شعور خود اوسکا اقرار فرماتی ہین مشہور ہے کہ بہیڑی خود بہیڑیے کی پاس جاتی ہین اب صاف صاف سن لیجیے کہ جو لوگ کچے مسلمان اور جھوٹے ایمان لانیوالے اور بطلب دنیا وطن کو چھوڑنیوالے تھے اور حقیقت مین گھر کو نچھوڑا اور کوئی کام اونکا دین کیواسطے نتھا بلکہ دنیا کیواسطے تھا ایسے لوگ ہرگز مصداق اس آیت کی نہین ہین اور وہ حضرات ثلاثہ آگے ہین کہ جنکو قیود اس آیہ نی خارج کر دیا **قولہ** کیا وہ لوگ مہاجرین نہ تھے **اقول** اگر مراد مہاجرین سی مہاجرین شر اور مہاجرین اوطان للدین ہین جیسا کہ بیضاوی صاحب نی فرمایا تو ہرگز جنکا آپ نام لیتی ہین وہ مہاجرین نہ تھی اور جو کسیکا دعوی ہی کہ وہ ایسی مہاجرین تھی اوسپر واجب ہی کہ بدلیل ثابت کری ورنہ اصل کل حوادث مین عدم ہی **قولہ** کیا وہ لوگ اس آیت سی مستثنے کر دیے گئے **اقول** کچہ حاجت باستثنا نہین ہے اسلیئے کہ استثناء متصل مین داخل ہونا مستثنے کا مستثنی منہ مین شرط ہی اور جب قیود آیہ نی اونکو خارج کر دیا تو محل استثنا باقی نرہا باقی رہا استثناء منقطع مثل جاء القوم الا حمارا پس اگر گدہا بتبعیت قوم مع القوم ہو گیا تو کبھی شرف

تو م اوسکو حاصل نہو گا پھر استثنا کی کیا حاجت ہی ولنعم ما قیل ؎ خر عیسی اگر بمکہ
رود ؛ چون بیاید ہنوز خر باشد ؛ وعلی التنزل سب مقامات پر دلیل عقل
ونقل معنی عن الاستثنا ہو جاتی ہی اور حاجت باستثنا نہین رہتی ہی
جیسی ان اللہ علی کل شیء قدیر پس عقل حکم کرتی ہی کہ اگر شئی کو عام لین
تو شریک الباری اور عدم الباری اور جہل الباری اور عجز الباری کل شیء سے
مستثنی ہے گو حرف استثنا نہین ہی نہین ہی اسیطرح منافقین اور مرتدین
بدلیل عقل مستثنی ہین اور کوئی حاجت طرف استثنا کی نہین ہی **قولہ** جب تک
تم انکی ہجرت کا اقرار ہے **اقول** شیعونکو ہرگز ثلاثہ کی ہجرت معتبر فی الشرع
کا اقرار نہین ہی اور اول صفحہ صحیح بخاری مین موجود ہی کہ ہجرت وہی معتبر ہی
جو بصدق نیت ہو چنانچہ بخاری نی خود حضرت خلیفہ ثانی سی روایت کی ہی
کہ جناب رسول خدا نی فرمایا کہ اِنَّمَا الاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِکُلِّ امْرِءٍ
مَا نَوٰی فَمَنْ کَانَتْ ہِجْرَتُہٗ اِلَی الدُّنْیَا یُصِیْبُہَا اَوْ اِلَی امْرَأَۃٍ یَنْکِحُہَا فَہِجْرَتُہٗ
اِلٰی مَا ہَاجَرَ اِلَیْہِ یعنی نہین ہین اعمال مگر ساتھ نیت کی اور نہین ہی واسطی
ہر شخص کی مگر وہ چیز کہ جسکی نیت کی ہی پس جس شخص نی ہجرت کی طرف دنیا کی
کہ پہونچی اوسکو یا ہجرت کی برغبت طرف کسی زن کی کہ نکاح کری اوس سی پس ہجرت
اوسکی طرف اوسی چیز کی ہی جسکی طرف ہجرت کی ہی انتہی **قولہ** مین اونکے
گناہ بخشی درگذرا **اقول** یہ وعدہ اون مومنین سی ہی جو متصف باین صفات
ہین جو آیہ شریفہ مین مذکور ہین نہ منافقین اور مرتدین اور نہ اصحاب ثلثہ
سی کہ سرگروہ اونکی ہین حاصل یہ ہی کہ فقط لفظا ہر مسلمی باسم مہاجر و انصار ہونا

مفید حصول جنت ہوتا تو جناب باری اسیقدر فرماتا کہ کل من سمی مہاجرا او
انصاریا لاکفرن عنہم سیئاتہم پھر اس تطویل کی کیا حاجت تھی کہ الذین ہاجروا
من دیارہم واوذوا فی سبیلی وقاتلوا وقتلوا بلکہ چاہیی تھا کہ تخصیص
تعمیم پر کیجاتی تا کہ مقام اشتباہ نرہتا اور یون فرماتا کہ سواء قاتلوا او قتلوا
او فروا من الزحف او نافقوا او ارتدوا لاکفرن عنہم سیئاتہم
وفیہ مزید توضیحہ فی الآیۃ الثالثۃ قال المخاطب المقام هداہ
اللہ سبل السلام تیسری آیت والسابقون الاولون من
المہاجرین والانصار والذین اتبعوہم باحسان رضی اللہ عنہم ورضوا
عنہ واعد لہم جنت تجری من تحتہا الانہار خلدین فیہا ابدا
اس آیت مین اللہ جلشانہ مہاجرین اور انصار کی نسبت اپنی رضامندی ظاہر
فرماتا ہی اور اونکو اور اونکی پیروی کرنیوالونکو جنت کی خوشخبری پہنچاتا ہی ہمارے
نزدیک اگر کوئی شخص اس آیت پر ذرا بھی غور کری اور اوسکی مطلب کو سوچے تو
وہ ہرگز صحابۂ کبار اور مہاجرین اور انصار کی نسبت سوای فضیلت اور بزرگی
کی دوسرا اعتقاد نرکھی اسلئے کہ جب اونکی شان مین خدای جلشانہ فرماتا ہی کہ
رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کہ مین اونسی راضی اور وہ مجھسی راضی اور اونکی حق مین اللہ
تبارک وتعالی ارشاد کری کہ اعد لہم جنات کہ اونکے لیے رکھی گئی ہین اونکے لئے
جنتین اور آراستہ کر دی گئی ہین جب اسطرح اونکی بہشتین تو پھر کون ہی کہ اونکی
فضیلت کا قائل نہووی شیعان پاک کو صرف اسیقدر ضد کرنا چاہیی کہ مہاجرین
اور انصار مین صحابۂ کبار جن سی وعدہ اور یہ کہتی ہین داخل ہوت یا نہین اگر ہین

تو پہر اونکی جنتی ہونیمین کیا شک ہی اور اگر نہین ہین تو یہہ خطاب خدا کا کس سی
ہی اے بھائیو ذرا سوچو کہ قرآن مجید پر ایمان اسی کا نام ہی کہ جنکی حق مین خدا
اپنی رضامندی ظاہر کری اونسی تم ناراض ہو اور جنکی جنتی ہونیکی خدا نے خبر دی اونکو
تم مسلمان بہی نہ سمجہو اور اگر اس آیت پر بہی کوئی ایمان نلاوی اور شبہہ کرے
کہ اسمین خلفاء ثلاثہ کی نام تو مذکور ہی نہین اس سے اونکی فضیلت کا انکار مستلزم
انکار آیت نہین ہی تو اوسکی شبہہ دور کرنیکی لئی ہم امام محمد باقر علیہ السلام کی
شہادت پیش کرتی ہین اور جسطرح پر اونہون نی خلفائی ثلثہ کو داخل حکم اس
آیت کی بیان کیا ہی اوسکو ہم بیان کرتی ہین اوسکو ذرا دل سی سنو اور اپنی
ہی مذہب کی کتاب سی اوسکی سند لو وہو ہذہ صاحب الفصول نی امام
باقر علیہ السلام سی روایت کی ہی کہ ایک روز حضرت امام باقر علیہ السلام کا گذر
ایک جماعت پر ہوا جو کہ خلفاء ثلاثہ کی عیب جوئی کر رہی تہی آپنے پوچہا کہ مجہی
بتلاؤ کہ تم اون مہاجرین مین سی ہو کہ جو خدا کی لئی گہر سی نکالی گئی اور خدا
کی لئی اونکا مال لوٹا گیا اور جنہون نی خدا و رسول کی مدد کی اونہون نی کہا کہ نہین
ہم اونمین سی نہین ہین تب آپنی پوچہا کہ پہر کیا تم اون لوگونمین سی ہو کہ جنہون نی
دار ہجرت اور دار ایمان مین گہر بنایا تہا اور مہاجرین کو آرام دیا تہا اونہون نی
کہا کہ نہین تب آپنی کہا کہ خود تم بیزار ہوئی اور نہین چاہتی کہ دونو فریق مین سی
ہو اور مین اس بات کی گواہی دیتا ہون کہ تم اونمین سی بہی نہین ہو جنکی نسبت خداوند
تعالی فرماتا ہی کہ جو لوگ بعد ان مہاجرین اور انصار کی آوینگے وہ ایسی [illegible] ہونگے
یہہ دعا کیا کرینگی کہ الہی ہماری اور ہماری اگلے بہائیونکی جو ہمسی ایمان مین سبقت

لیکئی ہمین مغفرت کر اور ہماری دلونمین مسلمانونکی طرف سی کینہ مت رکہ بیشک
تو نرمی کرنیوالا مہربان ہی آی بھائیو تم اپنی آپکو امامیہ کہتی ہو اور ائمہ کرام
کی اقوال کو کم از آیات نہین سمجھتی مگر نہین معلوم کہ اون اقوال کو جو صحابہ کے
فضایل مین ہین کیون نہین مانتی اور کیون اپنی اماموںکی پیروی نہین کرتی اور کیون
اونکو صحابہ کی فضایل بیان کرنمین جہوٹا جانتی ہو غرضکہ اس حدیث سی امام [illegible]
علیہ السلام کی ثابت ہوا کہ اونکی نزدیک خلفاء ثلاثہ اس آیت کی حکم مین داخل
ہین اور جو وعدی جنت وغیرہ کی خدانی مہاجرین اور انصار سی کئی اونمین وہ
شریک ہین اور یہ بہی ظاہر ہوا کہ جو لوگ اونکی عیب جوئی کرتی تہی اونسی حضرت امام
موصوف بیزار تہی اور اونکو اسلام اور ایمان سی خارج سمجھتی تہی پس سوای تقیہ کے
دوسرا کوئی جواب ہو ہی نہین سکتا ہی لیکن نہین معلوم کہ کہانتک تقیہ کا عذر کیا کرینگی
اور کب تک تقیہ کو ڈہال بنائی رہینگی افسوس ہی جب خدا صاف صاف مہاجرین
اور انصار کی تعریف کری اور ائمہ علیہم السلام خلفاء ثلاثہ کی صاف صاف فضیلت
بیان کرین اور پہر بہی حضرات شیعہ قایل نہون اب معلوم نہین کہ مہاجرین اور
انصار کی فضیلت کی لئی کیسی دلیل چاہتی ہین + **بقول المتمسک**
بولایۃ علی ابن ابیطالب علیہ السلام یہہ آیہ بہی مثل آیۃ
سابقہ کی فضیلت مومنین موقنین مین ہی نہ منافقین ومرتدین مین خواہ
مہاجرین ہون خواہ انصار اسلئی کہ مراد سابقون سی سبقت فی الایمان ہی
اور آپکے حضرات ثلاثہ کی ایمان ہی مین کلام ہی سابق اور لاحق ہونیکو کون پوچھتا ہی
یا سبقت فی الخیرات والطاعات مراد ہی جیسا کہ فرمایا ہی فاستبقوا الخیرات

وسابقوا

وسابقوا الی المغفرۃ اور اوسمین بہی ایمان شرط ہی اسلئے کہ اعمال کفار گو شرا
بقیعۃ ہین اور صدق نیّت اور اتقا کہ انّما یتقبّل اللہ من المتّقین سے
ثابت ہی علاوہ اسکی ہی اور خاتمہ بہی بالخیر ہونا بعد ان سب کے ہی اور حضرات
ثلاثہ کا نہ ایمان ہی مسلّم ہی نہ صدق نیّت نہ سبقت کرنا عبادت مین ویسون
پر کہ جنکی ایک ضرب بہتر از عبادت ثقلین تہی اور نہ خاتمہ بالخیر ہونا اونکا مسلّم
ہی یا سبقت الی الجنّۃ مراد ہی جیسا کہ بعض حواشی بیضاوی مین ہی لیکن اس سبقت
کی لیے سبقت فی کلّ الامور لازم ہی پس جن لوگونکی سبقت فی بعض الامور بہی
مسلّم نہین ہی قواونکی فی کلّ الامور کیونکر مسلّم ہوگی یا سبقت فی الہجرۃ مراد ہی
اور اسمین بہی وہی ایمان شرط ہی اور کافر اور منافق کی ہجرت مفید نہین
چنانچہ طبقات مین لکہا ہی کہ عبد اللہ بن ارقیط دیلمی کہ ایک کافر تہا وقت ہجرت
دلیل رسول اللہ تہا اور وہ بہی مثل ابو بکر کے بہر نشان وہی راہ ہمراہ تہا گو وہ تہا
کفر ظاہری اور دوسرا کفر باطنی رکہتا تہا واضح ہو کہ جو کافر دلیل رسول اللہ
تہا اوسکی حلیہ نام و نسب مین کسی قدر اختلاف ہی شاہ عبد الحق دہلوی
جذب القلوب مین فرماتی ہین بعد از ان شخصی را از بنی دیل کہ نام او رقیط بود
در کار ہدایت و بدرقگی ماہر و با مانت وحفظ اسرار مشہور بود اجیر گرفتند
تا بعد از سہ روز ہر دو اشتر را بجبل ثور حاضر آورد و آن رقیط ہم و رودین کفار
بود انتہی و قریب منہ ما فی صحیح البخاری و استاجر رسول اللہ صلعم رجلا من بنی
دیل ہادیا خریتا علی دین کفار قریش انتہی علاوہ اسکی سابق مین بیان ہوا کہ
کل اعمال مین صدق نیّت شرط ہی چنانچہ بالخصوص ہجرت مین حدیث صحیح بخاری

لنزاکہ فمن کان ہجرتہ الی دنیا یصیبہا او الی امرأۃ ینکحہا فہجرتہ الی ما ہاجر الیہ
بلکہ بیضاوی سے بیان ہوا کہ معنئ ہجرت مین ہجرت من الشرک بھی ماخوذ ہی بلکہ
حدیث مشکوۃ سے ثابت ہوتا ہی کہ ہجرت از جملہ مناہی خدا بھی ماخوذ ہی چنانچہ
جناب رسول خدا سے منقول ہی کہ فرمایا کہ مسلم وہ ہی کہ سالم رہین مسلمین ہاتہ
اوسکی سے اور زبان اوسکی سے اور مہاجر وہ ہین کہ ترک کرین مناہی خدا کو انتہی
پس صاف اس سے ثابت ہوا کہ فقط ترک وطن کرنا ولو للہ نیا صدق مہاجرین
کی لئی کافی نہین ہی اور جب ان معنون کی راہ سے جو آپکی مفسرین یا اور محدثین بیان
کرتی ہین صدق مہاجرین انکی ثلاثہ پر مسلم نہوا تو سابق اور لاحق ہونا فی الہجرت
کب مسلم ہوگا علاوہ اس سب کی آپکی مفسرین باہم خود اختلاف عظیم ہی کہ مراد
سابقین اولین من المہاجرین کون لوگ ہین بعضون نے کہا ہی کہ وہ لوگ مراد
ہین جنہون نی قبلتین کیطرف نماز پڑھی اور ظاہر ہی کہ مراد نماز سے وہ نماز ہین کہ
جسکی حقمین یؤذن الناس ہی بعضون نے کہا ہی کہ اہل بدر مراد ہین اور بدیہی
ہی کہ اہل بدر مین قابل تعریف وہی ہین جو مصداق تریدون عرض الدنیا
نہین ہین بعضون نی کہا ہی کہ اہل حدیبیہ مراد ہین اور یہہ بھی ظاہر ہی کہ اہل حدیبیہ
مین سی جنکو شک نبوت جناب رسول خدا مین واقع ہوا وہ قابل تعریف نہین ہین
بعضون نی کہا کہ ہجرت سابقہ اولی وہ ہی جو بنی ہاشم نی مکہ مین اپنی گھر و نسی طرف
شعب ابیطالب کے کی اور اہل تواریخ متفق ہین کہ اس ہجرت مین کفار بھی بحمیت
جاہلیت شریک تہی اور مدح نہین ہوسکتی ہی مگر مومنین کی اور بعضون نے
کہا ہی کہ ہجرت سابقہ اولیہ وہ ہی جو طرف حبشہ کی بمعیت حضرت جعفر طیار

واقع ہوئی اور باتفاق اہل تواریخ انکی سابق ولاحق آپس مین نہ تھے پس ایسی آیۃ
مختلف فیہا کو نص قطعی اور حسن وخوبی حضرات ثلاثہ کی سمجھنا بجز خوش فہمی
مخاطب کے کس چیز پر محمول ہوسکتا ہی **قولہ** پس شیعان پاک کو صرف اسقدر غور
کرنا چاہیئے **اقول** شیعان پاک اعتقاد کی نزدیک یہہ امر نظری نہین ہی کہ حاجت
غور وفکر رکھتا ہو بلکہ مثل آفتاب نصف النہار روشن وآشکار ہی کہ جن منافقون
سی ہم عداوت رکھتی ہین اونکی سایہ کو بھی اپنی نام سے ہو مداخلت اس آیہ مین نہین ہی
حتی یلج الجمل فی سم الخیاط **قولہ** داخل ہین یا نہین **اقول** نہین نہین
نہین اسلئے کہ جنت مقام مومنین ہی نہ جای منافقین فانّ المنافقین
فی الدرک الاسفل من النار **قولہ** اگر نہین ہین تو یہہ خطاب خدا کا کسکے
طرف ہی **اقول** کیا خوب سوای ثلاثہ کی کوئی دنیا مین قابل خطاب نہ تھا
اس پوچھنی سی آپکے یہی ثابت ہوتا ہی کہ آپکی پندار باطل مین انحصار مہاجرین فقط
حضرات ثلاثہ ھی مین ہو گیا ہی سوی انکے اور کوئی مہاجر نہ تھا نہ علی ابن ابیطالب
علیہ السلام نی جو حقیقۃً اول مہاجرین مین تھی ہجرت کی تھی نہ حضرت جعفر طیار
نی ہجرت کی تھی نہ حضرت حمزہ نی ہجرت کی تھی نہ عبیدہ نی نہ اونکی اتباع نے
مثل ابوذر وعمار و یاسر وغیرھم یہہ کوئی مہاجر نہ تھی اور اہل قبلتین نہ تھی اور اہل بدر
نہ تھی بلکہ جو کچھہ تھے فقط ثلاثہ ھی تھی لقد حق القول حبّ الشیٔ یعمی ویصم
وانّہا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور **قولہ**
اونسی تم ناراض ہوا **اقول** جنسی خدا نی اپنی رضامندی ظاہر کی ہم ہرگز اونسے
ناراض نہین ہین بلکہ ناراض فقط اونہین لوگون سی ہین جنکو خدا نی لعنھم اللہ

فِي الدُّنيَا وَالآخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَاباً مُهِيناً کہا ہی مقام انکا ہی کہ ہم
بہی مثل تمہاری پوچہین کہ کن موذیونکے حق مین خدانی یہہ کہا ہی ثلاثہ سی کہ
کسنے پیغمبر کو اور اہلبیت پیغمبر کو اذیت دی تہی جسکی حقمین یہہ آیہ نازل ہوا
قولہ اس آیت پر بہی کوئی ایمان نہ لائی ہا اقول اس آیت پر بخوبی ہم
ایمان لائی ہین مگر بے ایمانونکی ایمان پر مثل آپکی نہین ایمان لائی ہین اٰمَنَّا
بِاللّٰهِ وَكَفَرْنَا بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ قولہ یہہ شبہہ کری ۲ اقول شبہہ کیا
یہہ امر تو یقینی ہی کہ ثلاثہ کی نام آیت مین نہین ہین اہل بصیرت تو ہرگز نہ کہینگی
کہ ثلاثہ کی نام آیت مین ہین آپکو شاید ٹٹولنی سی ملجانی ہون لیکن حقیقت
یہہ ہی کہ آپکو بہی باوجود ٹٹولنی کی نہ ملی ورنہ آیت قطعی چہوڑ کر روایت مزخرف
کیطرف کیون دوڑتی کہ تصدیق اوسکی آجتک کسی شیعہ نے نہین کی اور نہ خود بہی
تصدیق کرنا اوسکا عبارت شیعہ سی ثابت ہو سکا قولہ مستلزم انکار آیت
نہین اقول حقیقت مین یہی ہی کہ مستلزم انکار آیت نہین ہی غایۃ الامر یہہ ہے
کہ مستلزم انکار ایک روایت بی سروپا کا ہوگا پہر معلوم نہین کہ کس معنی سی یہہ
سی نکالا کہ کوئی آیت پر ایمان نہ لاوی حقیقت مین تم ایمان آیت کا نہین لائی
کہ جنکی حقمین آیت تہی اونکا ذکر ہی نہین کیا منافقین پر اوسکو محمول کر لیا
قولہ صاحب الفصول نی امام باقر سی روایت کی ہی ۲ اقول ہم نہ فصول کو
نہ صاحب الفصول کو جانتی کہ کون صاحب ہین آیا کوئی شخص معقول ہین یا کوئی
بوالفضول ہین کتاب غیر مشہور کی توثیق کلام علماء سی لازم تہی اشتہار عبارت
کی کہ ساختہ شاہ عبد العزیز دہلوی ہی نہ ہوتی اور بعد اسکی ضرور تہا ہیکا ثابت کرنا

کہ صاحب کتاب مصدق روایت ہی کیون نہین جایز ہی کہ اس روایت کو
اہلسنت سی نقل کیا ہو اور مصدق اوسکا نہو آپ کا حال یہہ ہی کہ صاحب مجمع البیان
کا ناقل اقوال مختلفہ مفسرین اہلسنت ہوتی ہین آپ اونکو قایل اور مصدق سمجھتی ہین
پھر ایسی ولٹی سمجھ والونکا کیا اعتبار ہی پس جب آپ اولاً ثبوت اعتبار کتاب دینگی
اور ثانیاً ثبوت تصدیق صاحب کتاب بہی دینگی تب ہم جواب اوسکا یون دینگی
کہ چونکہ مخالف سیکڑون احادیث اور آیات کے ہی جو مذمت ثلاثہ پر دلالت کرتی ہین
اور مخالف مجمع علیہ امامیہ کے اور موافق مذہب عامہ کی ہی ضرور ہی کہ محمول
بر تقیہ ہووی خصوصاً بنظر اسکی کہ لفظ خاضعوا دلالت کرتی ہی اوپر اسکے کہ وہ جماعت
جملہ شیعان مین سی نہ تہی اسلیے کہ شیعونکو در باب ثلثہ خوض اور غور کی کیا
حاجت ہی حضرات ثلاثہ کا بی بہرہ ہونا دین و ایمان سی تو اونکی اجماعیات و
اتفاقیات و ضروریات مذہب سی ہی ایسی امر بدیہی مین اونکو احتیاج خوض
کیا ہی بلکہ اگر بنظر تامل دیکھی تو آخر حدیث بسروپا بہی اسی پر دلالت کرتا ہی
اسلیے کہ مصداق ہونا آیہ ربنا اغفر لنا ولاخواننا کا مخصوص او نہین لوگونکی
واسطی ہی جو ثلاثہ کو اخوان مومنین مین سی سمجہتی ہین اور پہر اونکی معایب بہی بیان
کرتی ہین جیسی حدیث قرطاس اور حدیث فدک اور حدیث شک فی النبوت
در حدیبیہ اور امثال اسکے کہ صاف صاف دلالت اوپر کفر و نفاق حضرات
ثلاثہ کی کرتی ہین لیکن وہ فرقہ جو اونکو اخوان مومنین سی نہین سمجہتا بلکہ
اخوان الشیاطین جانتا ہی وہ ہرگز غیر مصداق آیہ ربنا اغفر لنا ولاخواننا
کا نہین ہو سکتا ہی اسواسطی کہ وہ اپنی اخوان مومنین کے حق مین رات دن دعا کرتی ہین

گوا انھون اان شیاطین کیواسطی نکرین بلکہ بد دعا کرین کہ خداوندا انکو اپنی رحمت
واسعہ سی دور رکھ یہی معنی ہین تبرّی کے جسکو اہلسنّت سبّ و شتم تعبیر
کرتی ہین مخفی نہ رہے کہ اگر مراد مخاطب کی کتاب الفصول سی فصول مہمّہ ہی تو
وہ کتاب اہلسنّت کی مذہب کی ہی اور ابن صباغ مالکی کہتے شیعون سی دو سی اسی
نہیں ہی غلط نہین اور جسطرح نی اب تیمیئے اپنی صحاح ہمقام مین سیکڑون ہزارون
افترات جناب رسولخدا صلعم پر کئے ہین اگر ایک افترا امام محمد باقر علیہ السلام
پر بہی ہو تو جائی تعجب نہین ہی قولہ تم اپنی آپکو امامیہ کہتی ہو ۱ اقول
فقرا ہم اپنی آپکو اور تمھاری مان باپ کو امامیہ نہین کہتی بلکہ تم بہی ہمکو امامیہ
کہتی ہو اور اپنی آپکو اہلسنت معاویہ کہتی ہو قولہ اور ائمہ کی اقوال کو مثل قرآن
آیات ۲ اقول بلکہ مثل آیات الٰہی کہ وہ مصحف ناطق مصحف صامت کی مفسر
ہین اور وہ جو فرماتی ہین بیشک وشبہہ مراد خدا کلام خدا سی وہی ہی لن یفترقا
حتی یردا علی الحوض قولہ مگر نہین معلوم کہ ان اقوال کو ۳ اقول اگر نہین
معلوم تو ہم تمکو بتلادیتی ہین وجہ اسکی یہہ ہی کہ ایسی اقوال مثل اقوال کو کلام ائمہ
نہین سمجھتی بلکہ یہہ سمجھتے ہین کہ جیسا سنیون نے جناب رسولخدا پر بلکہ خدا پر افترا
کئی ہین ویسا ہی اماموں پر بہی افترات کئی ہین قولہ جھوٹھا جانتی ہو اقول
ہرگز اماموں کو جھوٹھا نہین جانتی بلکہ جھوٹھا جانتی والی پر تین حرف کہتی ہین
اری حضرات اہلسنت کے سابقا عن خلف جھوٹھا جانتی ہین کہ تابع کاذبین و غاصبین
خائنین آنحضرت کے ہین چنانچہ صحیح مسلم قولہ اس حدیث سی امام محمد باقر علیہ السلام
کی ثابت ہوا ۱ اقول کلام اس حدیث مین سند مین ہی اور متن مین بہی ہی اور دلالت

ہی ہے ایسی حدیث قابل حجت نہین ہوسکتی خصوصًا اوسوقت جبکہ ناقل اسکا کوئی سُنّی ہو **قولہ** پس سوای تقیہ کی اور تو کوئی دوسرا جواب ہو ہی نہین سکتا **اقول** جب آپکو معلوم تہا کہ جواب بہ تقیہ ہوسکتا ہی تو پہر یہہ بات کس طرف کی مونہہ سی نکلی تھی کہ ہمین معلوم ان اقوال کو جو صحابہ کی فضایل ہین ہم کیون نہین مانتی انتہے **قولہ** کہانتک تقیہ کا عذر کیا کرینگی **اقول** جہانتک کہ صحیح بخاری سی آپ التقیۃ الی یوم القیمۃ کو نکال کر نہ جلا دینگے **قولہ** تقیہ کو ڈہال بنائی رہینگے **اقول** یہہ ڈہال خدا نی الا ان تتقوا منہم تقاۃ او تقیۃ سی بنائی ہی اور شیعونکی ہاتہہ مین یہہ ڈہال اور شمشیر تبرا الی یوم القیامۃ دی ہی اسی سبب سی ہمیشہ شیعونکی وار چل جاتی ہین اور مخالفین کی اعلی سے اسفل تک پہنچ جاتی ہین۔ **قال المخاطب القمقام ھداہ اللہ سبل السلام** حضرات شیعہ بعض مرتبہ یہہ شبہہ بیان کرتی ہین کہ اتنہ جلشانہ نی اون مہاجرین اور انصار کی تعریف کی ہی جنہون نے خاص خدا کی لئی ہجرت اور نصرت کی تہی نہ کہ اونکی جنہون نے دنیا کی طمع سی ہجرت اور نصرت کی تہی اس شبہہ کو ہم تین طرح سی رد کرتے ہین اول یہہ کہ جب مہاجرین نی ہجرت کی اور انصار نی نصرت کی اوسوقت دنیا اور دولت کہان تہی جسکی طمع ہوئی ہو جب مہاجرین نی مکہ سی ہجرت کی تب کیا مدینہ مین کسی خزانہ کی نکلنی کی خبر اونکو ملی تہی جسکی لوٹنی کے لئی گئے ہون یا جب انصار نی مہاجرین کی خاطر کی اور اونکو اپنی گہر ٹہرایا تو کیا مہاجرین کچہہ بہت سا مال اپنی ہمراہ لیکر گئی تہی جسکی چہین لینے اور لوٹ لینی کی نیت سی اونہون نی اونکی مدد کی ہو اگر مہاجرین نی خدا کی لیے

ہجرت اور انصار نی اللہ کیواسطی نصرت نہین کی تو پھر اونکی ہجرت اور نصرت کا
کیا سبب تھا دوسرے اگر تمام مہاجرین اور انصار نی ہجرت اور نصرت دنیا کی
طمع پر کی تہی تو خدا کا مہاجرین اور انصار کی تعریف کرنا معاذ اللہ فضول اور مہمل
ہوا جاتا ہی اسلئے کہ جب کسینی خدا کی لئی ہجرت اور نصرت نہین کی تو خدا
کس کی شان مین وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ
اور جب سب کے سب منافق تہی تو کنکی نسبت نقل رضی اللہ عنہم و رضوا
عنہ ارشاد کرتا ہی اور اگر بعضونکی ہجرت اور نصرت خدا کی لئی اور بعضونکی
دنیا کی لئی تہی تو انکا نشان بھی کہ وہ کتنی صاحب تہی جنہون نے خدا کی لئی ہجرت
اور نصرت کی جب نام لینا اور نشان دینا شروع کروگی تو سوای تین چار کے اور کوئی
نہ نکلیگا اور تین چار کی ہجرت اور نصرت کی ثبوت سی کچھہ فائدہ حاصل نہوگا
تیسرے اللہ جلشانہ نی خود اپنی کتاب پاک مین اس شبہہ کو دور کردیا ہی اور اپنی
مہاجرین اور انصار کیطرف سی جواب بہی دیا چنانچہ اور دو آیتو نمین اللہ جلشانہ
نی اس امر کو تصدیق کردیا کہ مہاجرین اور انصار نی جو کچھہ کیا وہ بیشک خدا کی واسطی کیا ہی
چنانچہ ہم دو آیتون کو ایک مہاجرین کی نسبت دوسری انصار کی نسبت بیان
کرتی ہین پہلی آیت اللہ جلشانہ مہاجرین کی نسبت فرماتا ہی الذین اخرجوا
من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ کہ جو لوگ نکالی گئی اپنی گھرون
سی اونسی کوئی قصور نہین ہوا تہا سوای اسکی کہ وہ اللہ کو اپنا پروردگار کہتی تہی
اور کفر کو چھوڑ کر مسلمان ہوگئی تہی پس اس آیت سی صاف معلوم ہوتا ہی کہ مہاجرین
کی ہجرت کا باعث سوای اسکی دوسرا نہ تہا کہ کفار اونکی اسلام لانی سی خفا ہوگئی تہی

اور اونکی خدا کو رب کہنی سی ناراض ہوگئی تہی کہ ایسی قصور مین اونہون نے
ایذا دینی شروع کی اور مجبوری اونکو گھر بار چہوڑنا پڑا اب اس آیت کو بہی سنکر
حضرات شیعہ یہہ کہین کہ مہاجرین نی بطمع دنیا ہجرت کی تہی تو اونکو زیبا ہے
ہماری تو موںہہ سی ایسی بات نکل ہی نہین سکتی ۔ دوسری آیت اللہ جلشانہ انصار
کی شان مین فرماتا ہی والذین تبوؤ الدار والایمان من قبلہم یحبون
من ہاجر الیہم ولا یجدون فی صدورہم حاجۃ مما اوتوا ویوثرون
علی انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ ومن یوق شح نفسہ فاولئک ہم
المفلحون کہ جو لوگ مہاجرین سی پہلی مدینہ مین رہتی ہین وہ چاہتی ہین اون
لوگونکو جو ہجرت کرکی آوین اونکی پاس اور جو کچہہ مہاجرین کو دیا جاتا ہی وسکا کچہ
خیال نہین کرتی اور اوس سی رنجیدہ نہین ہوتی اگرچہ وی خود بہی محتاج ہین اور
اپنی جانون سی زیادہ مہاجرین کو چاہتی ہین اور کچہہ بہی حرص و طمع نہین رکہتی اور
جو ایسی ہین وہ فلاح پاوینگی پس دیکہنا چاہیئی کہ خدا انصار کی نصرت کی کیسی تعریف
کرتا ہی اور اس امر کی کہ اونکی نصرت صرف واسطی خدا کے ہی کیسی تصدیق فرماتا ہی ۔
پس اب ہم حیران ہین کہ جب اللہ جل شانہ مہاجرین کی ہجرت کو صرف اپنی واسطے
فرماوی اور انصار کی نصرت کو فقط اپنی لئی تصدیق کری اور ہمو شیعونکی موںہہ سے
یہہ بات نکلی کہ اونکی ہجرت اور نصرت دنیا کیواسطی تہی اے یارو ذرا تو سوچو کہ
تم خدا کی کلام کی تصدیق کرتی ہو یا تکذیب اللہ کی حکم کو مانتی ہو یا اوس سے مقابلہ
کرتی ہو خدا تو فرماوی کہ مہاجرین اور انصار اچہی تم کہو کہ نہین وی بُری تہی بے
وہ کہی کہ مین اونسی راضی وی مجہہ سی راضی تم کہو کہ نہین بالکل غلط نہ خدا اونسی راضی

نے دی خدا سے رضی اللہ فرماوے کہ اونہون نے ہجرت میری لئی کی اور نصرت
میری واسطے کی اور تم کہو کہ نہین وہ دنیا کی طمع سے نکلے حرص دولت کی پیچھے پیغمبر
کی نصرت مین شریک ہوئے آخر تو ذرا غور کرو کہ کیا کہتے اور کیا کرتے ہو
ایک آیت ہو دو آیت ہون اوسکی تاویل ہو سکتی ہے اوسکے معنی بن سکتے ہین جب سارا
قرآن مجید مہاجرین اور انصار کی ذکر سے بھرا ہوا ہے تو کہان تاویل کرو گے
کس کس آیت کی تحریف معنوی فرماوگے ؎ تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم
حقیقت یہہ ہے کہ مذہب تو عبد اللہ ابن سبا کا اختیار کر لیا مگر اب کوئی بات
بن نہین پڑتی نہ قرآن مجید سے انکار ہو سکتا ہے نہ اوسکی تصدیق کیجاتی ہے
؎ عشق چہ آسان نمود آہ چہ دشوار بود ٭ ہجر چہ دشوار بود یار چہ آسان گرفت

یقول المتمسک بولایۃ علی بن ابیطالب علیہ السلام

یہہ جو آپ فرماتے ہین کہ حضرات شیعہ بعض مرتبہ یہہ شبہہ کرتے ہین اس عبارت
سے سمجھا جاتا ہے کہ مرتبہ دیگر دوسری طرح سے کرتے ہین پھر اوسکی بیان
کیون آپنے مونہہ چرایا حقیقت یہہ ہے کہ شیعہ یہہ کرتے ہین نہ وہ کرتے ہین
ہمیشہ یہی کہتے ہین کہ خدا نے مومنین موقنین متقین مہاجرین اور انصار کی تعریف
اور منافقین اور فاسقین اور فاجرین اور مرتدین کی مذمت کی خواہ ظاہرین
مہاجرین مین سے ہون خواہ انصار سے خواہ بطمع عزت و مال و منال دنیا ایمان لائے
ہون اور مصداق تُرِیدُونَ عَرَضَ الدُّنْیَا ہون خواہ بخوف جان ایمان لائے ہون
ہجرت کرنا اونکا ہے خواہ بطمع دنیائے عاجل ہو خواہ بطمع دنیائے آجل یعنی دنیا
موعود الحصول ہو خواہ بخوف جان از دست کفار یعنی چونکہ ظاہر مین بطمع دنیا

مرجوّا لحصول الدای شہادتین کرچکی تہی تو البتہ مقام اسکا تہا کہ کفار باین جرم کہ
وہ کلمہ گو ولو فی الظاہر ہوئی مار ڈالتی اس ڈرسی مکّہ چہوڑکر مدینہ کو گئی پس
بی شبہہ ایسی لوگونکی ہجرت للہ فی اللہ نہ تہی اور ایسی ایمان والی نہ حقیقت مین مومن
ومسلم تہی اور نہ حقیقت مین ایسی ترک وطن کرنیوالی مہاجر تہی گو ظاہر مین اونکو مسلمان
اور مہاجر کہین مگر خدا انہین تعریف کرتا مگر مومنین اور مہاجرین حقیقی کی اور ایسی طرح
اہل مدینہ ہین جو بطمع دنیای مرجوّ الحصول ایمان لائی اور لڑائیو مین بطمع حصول
مال غنیمت بظاہر شریک ہی اور وقت پڑی پر مہاجرین فارین کے ساتھ
بہاگ کہڑی ہوئی اور تقسیم غنائم کی وقت کہتی تہے رحم اللہ نبیہ یعطی قریشا
ویترکنا تقطر من دمائہم کما مرّ ایسی لوگ حقیقت مین انصار حقیقی نہ تہے
اور خداوند تعالی نی اونکی حقمین منہم من یلمزک فی الصدقات نازل کیا
پس ایسی مہاجر اور انصار کی خدائی تعریف نہین کی بلکہ اونکی مذمت سی قرآن
بھرا ہوا ہی اور خدائی ایسونکو ملقب بلقب مہاجر و انصار نہین کیا ہی بلکہ ایسی
لوگونکو بمنافقین تعبیر کیا اہلسنّت زبردستی منافقین کو لقب مہاجر و انصار کا
دیتی ہین اور کل آیات کو اونہین منافقین کے مدح وثنا مین ٹہراتی ہین اگر سبہی اچہی
تہی تو آیات مذمت کسکی شان مین ہین حسب مزعوم باطل اہلسنّت شیعونکی نزدیک
تو بہلا دو چار قابل مدح بہی نکلتی ہین پس آیات مدح اونہین کی شان مین ہو سکتی ہین
لیکن بنا بر مذہب سنیان کہ صحابہ کل عدول ہین دو تین بہی قابل مذمت نہین نکلے
پہر خداوند تعالی نی جو ثلث قرآن مذمت منافقین سی بہر دیا ہی اوسکا مصداق
کون تہا اور اگر حاضرین صحبت ہی نہ تہی وہ لوگ جنکی حقمین یوذون اللہ و

رسوله ولعنهم الله فی الدنیا والاخرة فرمایا ہی تو شام و روم اور فارس
کی لوگ اپنی گھر بیٹھی بیٹھی رسولخدا صکو اذیتین دیتی تہی جنکی خدا مذمت کرتا ہی
حقیقت یہہ ہی کہ سنیونکی قول پر جتنی آیاتِ مذمت ہین سب نعوذ باللہ اوہی
ہین اور اہلسنت ہرگز اون آیات کا ایمان نہین لائی جسطرح تمنی کہا ہم بہی کہتی ہین
کہ آیات مذمت کی کہان کہان تاویل کروگی کس کس آیة کی تحریف معنوی کروگی
ع تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہی ۲ حقیقت یہہ ہی کہ ازابوبکر تا بزور
بیعت کر کی خلیفہ بنا لیا مگر اب کوئی بات بن نہین پڑتی نہ قرآن مجید سے
انکار ہو سکتا ہی نہ اوسکی تصدیق کیجاتی ہے ع عشق چہ آسان نمود آہ چہ
دشوار بود ؛ ہجر چہ دشوار بود یار چہ آسان گرفت ؛ **قوله** اوسوقت
دنیا اور دولت کہان تہی **اقول** یہہ وہی شبہہ پارینہ ہی جو دلیل اول
کہ بین ذکر کیا اور ہم جواب دیچکی اور بعد اسکی ایمان ابوبکر مین بہی بیان کیچکی
کہانتک اس خرقہ کہنہ کو دہو دہو کی آب و تاب دیجیگا ۔ گذارش ہو چکی
طمع دنیا کی لئی دولت دنیا کا موجود ہونا ضرور نہین ہی بلکہ اکثر ایسا ہے کہ بامید
حصول دنیا لوگ کارہای عظیم پر مبادرت کرتی ہین چہ جای اینکہ حصول دنیا
چندروز کی مظنون بقرائن حال و بتصدیق مقال کاہنین ہمنے الاستقبال
قوله کیا مدینہ مین کسی خزانہ کی نکلنی کی خبر اونکو ملی تہی **اقول** خزانہ
کی خبر تو نہین ملی تہی مگر سلطنت مسمی بخلافت ملنی کی خبر کاہنون سے ملی تہی
بہت سا مال ہمراہ لیکر گئی تہے **اقول** سچ ہی کہ مال ہمراہ لیکر نہین گئی تہی
انکی سبب طمع حصول مال کی زمانہ آئندہ مین تہی اگر یہہ طمع نہ تہی تو کیون گرگئی

یُعطِی فَرِیقًا وَسُیُوفُنَا تَقطُرُ مِن دِمَائِہِم قوله تو پھر اونکی ہجرت و نصرت
کا کیا سبب تھا اقول مومنین موقنین کی ہجرت اور نصرت کا سبب رضاے
خدا تھی اور منافقین کی ہجرت اور نصرت کا سبب طمع حصول دنیا زمانہ آئندہ
مین تھی کما مر قوله اگر تمام مہاجرین اور انصار کی اقول اگر تمام مہاجرین
اور انصار کی ہجرت اور نصرت لِلّٰہ کی تھی تو خدا کا مہاجرین اور انصار کی مذمت
کرنا معاذ اللہ فضول اور مہمل ہوا جاتا ہی اسلیئے کہ جب کسیکی دنیا کی لئی ہجرت اور
نصرت نہین کی تھی تو خدا کسکی شان مین تریدون عرض الدنیا فرماتا ہی اور
کسکی شان مین یسرون الیهم بالمودة فرماتا ہی اور کسکی شان مین فقد ضل
سواء السبیل فرماتا ہی اور کسکی شان مین من یتولهم فاولئك هم
الظلمون فرماتا ہی اور جب سبکی سب صحابہ مومن تھی تو کنکی نسبت لعنهم الله
فی الدنیا والاخرة واعد لهم عذابا مهینا ارشاد کرتا ہی اور اگر بعضونکی
ہجرت اور نصرت خدا کی لئی اور بعضونکی دنیا کی لئی تھی اونکا نشان دیجئی کہ وہ کون
کونسی صاحب تھی جنہون نی دنیا کی لئی ہجرت اور نصرت کی جب نام لینا شروع کروگے
تو تین چار صاحب بھی تمکو نملینگے اسلیئے کہ ہماری نزدیک صحابہ کل عدول ہین پس
البتہ اقوال خدا سب مہمل اور فضول ہین معاذ اللہ من ذلك قوله اور تین چار
کی ہجرت اور نصرت کے ثبوت سی کچھ فائدہ حاصل نہوگا اقول بڑا فائدہ حاصل
ہوگا کہ مصداق ممدوحین خدا پیدا ہو جائیگا اور سنیون کی زبان دراز جو تکذیب و
افترا میں دمساز ہی بی تکلف قطع ہو جائیگی پھر نہ کہہ سکینگی کہ خدا کا تعریف کرنا
فضول اور مہمل ہوا جاتا ہے ہم نہین سمجھتے کہ غرض اس شخص کی فائدہ حاصل ہونی سے

کیا ہی اگر یہہ غرض ہی کہ رسول خدا کو تین چار کی ذات سے کچھہ فائدہ نملا
حقیقت یہہ ہی کہ جنہون نی لِلّٰہ ہجرت کی اور دین کی لِلّٰہ نصرت کی اونہین
کی ذات کو فائدۂ دین و دنیا ملا جناب رسول خدا نظر بواقع اونکی محتاج نہ تھی
اور اگر نظر بظاہر احتیاج فرض کیجاوی تو ایک سیف ید اللّٰہی واسطی حمایت
دین مبین کے کافی اور وافی تھی کہ جب سب بھگوڑے بھاگ کہڑے ہوتے تھی
تو دین خدا اونہین کے زور شمشیر سی قایم رہجاتا تھا پس وہی تنہا کافی تھے
چہ جای اینکہ اونکی ساتھہ دیگر مومنین موقنین بھی امثال حمزہ و عبیدہ او
جعفر طیار اور دیگر اتباع اخلاص شعار بھی شریک ہوجاوین ۱۲ اس کذب و
افترا کی بھی کچھہ انتہا ہی کہ سیکڑون شہدای بدر و احد و حنین و خیبر کو
جنکی شہادت خاتمہ بالخیر ہونیکی رسولخدا دیتی تھی اور اونکی مصداق قاتلو
وقتلوا ہونیمین کسینی آجتک شک نہین کیا ہی ہماری حضرت مخاطب
بکذب و افترای فرماتی ہین کہ شیعہ بجز تین چار کے ان سب بزرگوارونکو مصداق
مہاجرین وانصار ممدوح نہین جانتی ارے حضرت دیکھو اس جھوٹھہ پر تمہارے
سر پر آسمان نہ پھٹ پڑی حامیان دین مبین کا تو کچھہ ذکر ہی نہین فقط دو تین
منافق کی حق مین سب آیتین کلام اللہ کی محمول کیجاتی ہین کہ وہی منافق مصداق
قاتلوا و قتلوا بہی تھی اور مصداق رضی اللہ عنہم بھی تھی اور وے
سابقون کا اور وہی اولون اور وہی مہاجر اور انصار تھی جو کچھہ تھے وہی ثلاثہ
تھی باقی سب ہیچ نہ عقل و نہ دانش نہ ہوش **قولہ** مہاجرین اور انصار
کیطرف سی جواب دی دیا ۱۲ **اقول** پھر آپکی ثلاثہ کو کیا ملا جب ایمان ہی اونکا

بطمع دنیا تھا تو اونکی مہاجرت اور نصرت بھی نہ تھی بطمع دنیا تھی اور ایسی لوگونکو
نہ ہم مومنین مین سمجھتے ہین نہ مہاجرین اور انصار مین بلکہ ہم اور ہمارا خدا بھی
ایسی لوگونکو منافق کہتا ہی **قولہ** مہاجرین اور انصار نی جو کچھ کیا میری ہی
واسطی کیا ۰ **اقول** محض غلط اور افترا علی اللہ ہی کسی آیت کا قرآن مین یہہ
مضمون نہین ہی کہ کل مہاجرین اور انصار نی جو کچھ کیا وہ میری ہی واسطی کیا اور
کیونکر عقل قبول کری کہ افعال منافقین بھی شمار ہون اور اگر بفرض محال ہم تسلیم بھی
کرلین کہ کسی آیت کا یہہ مضمون ہی تو مراد مہاجرین و انصار حقیقی ہین نہ وہ
منافقین کہ جنکو اہلسنت نے مہاجر اور انصار نام رکھ لیا ہی **قولہ** مہاجرین کے
نسبت فرماتا ہی کہ الذین اخرجوا الخ **اقول** یہہ آیہ شان مین مومنین
مقاتلین کے ہی چنانچہ ابتدای آیہ وافی ہدایہ یون ہی اذن للذین یقاتلون
بانہم ظلموا وان اللہ علی نصرہم لقدیر الذین اخرجوا من دیارہم
بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ یعنی اجازت قتال دیگئی مقاتلین کو بسبب
اسکے کہ وہی مقاتلین مظلوم ہین اور بہ تحقیق کہ خدا اونکی منصور کرنی پر قادر
اور توانا ہی اور وہ مقاتلین جنکو اذن جہاد ملا وہ لوگ ہین کہ نکالی گئی اپنی
گھرونسی ناحق فقط اس بات پر کہ ربنا اللہ کہتے تھی قال المفسرون ہی اول
آیۃ نزلت فی القتال بعد ما نہی عنہ یعنی یہہ اول آیت ہی جو اجازت قتال
مشرکین مین نازل ہوئی بعد اسکی کہ ابتدای امر مین اوس سی نہی کیگئی تھی
پس اس آیہ شریفہ مین جناب باری بیان فرماتا ہی کہ مومنین مقاتلین نے پہلی
کو اب ہمنی اجازت قتل و قتال مشرکین دی بسبب اسکی کہ اونپر مشرکین نی بہت ظلم کیا

اور اونکو جلای وطن کر دیا فقط اتنی ہی بات پر کر وہ ربنا اللہ کہتی تہی یعنی اپنی
تجد الائی اور لا الہ الا اللہ کہا حاصل آیۂ شریفہ یہہ ہی کہ جہاد وقتال
فی نفسہ امر مرغوب تہا مگر ہمنی اوسکی اجازت اسلئی دی کہ خود کفار نی ظلم وجور
مسلمانون پر کرنا شروع کیا یہانتک کہ اونکا گھر بار چھین لیا اور آوارہ وطن کر دیا
تب سزا مین اون ظلمونکی ہمنی بہی مسلمانونکو اجازت دی کہ تم بہی کافرونکو مارو اور
اونکا مال واسباب چھین لو جیسی اونہون نے تمہارا چھین لیا ہی پس عوض قبیح
نہین ہی بلکہ حسن ہی اور جب حاصل آیۂ شریفہ معلوم ہوا تو جاننا چاہئی کہ یہان ذکر
دو قسم کی فعل کا ہی ایک تو وہ جو کفار نی مسلمین کے ساتہہ کیا یعنی ظلم کیا اور گھر
سی نکال دیا دوسری فعل مسلمانون کا کہ اونہون نی ربنا اللہ کہا تھا یعنی مسلمان
ہوئی تہی اعم اس سی کہ بصدق دل ربنا اللہ کہا ہو جیسی کہ مومنین موقنین یا بطمع
دنیا ربنا اللہ کہا ہو جیسی کہ منافقین پس آپ سے نے جو فرمایا کہ دو آیتونمین اللہ جل
نی اس امر کو تصدیق کر دیا کہ مہاجرین اور انصار نی جو کچہہ کیا وہ محض واسطی کیا ہے
اس آیت سی تو ایک کام کا کرنا بہی خدا کیواسطی نہ نکلا چہ جای اینکہ جو کچہہ کیا وہ محض
واسطی کیا الغرض ظلم کرنا اور گھر سی باہر نکال دینا کار مشرکین تھا نہ کار مہاجرین اور
ایمان لانا کار مہاجرین تھا مگر بصدق دل کل کا ایمان لانا یا بعض کا بصدق دل
اور بعض کا بطمع دنیا اس آیۂ شریفہ کو اس پر ہرگز دلالت نہین ہی اور جسطرح گھر
سی نکالنا کار مشرکین تھا اسیطرح کہہ سکتی ہین کہ گھر سی نکلنا کار مہاجرین تھا لیکن
آیت مین تو گھر سی نکلنی کا ذکر ہی نہین ہی بلکہ کفار کے نکالنے کا ذکر ہی باقی رہا
نکلنا فی نفسہ کیسا امر تھا گو اس آیت سی اوس سی کچہہ واسطہ نہین پس مومنین موقنین

تو مہاجراً الی اللہ والرسول نکلی تہے اور منافقین دنیا طلب مہاجراً الی الدنیا
نکلی تہے پس اس آیۃ کو جو شان مقاتلین مین ہی مطلب مخاطب سی کچہ واسطہ
نہ تہرا بلکہ آپکے ثلاثہ تو کبہی مقاتلین مین بہی نہ تہے جو مصداق آیہ مین کسیطرح
داخل ہو سکین آپ ہی فرما دیجیئے کہ کس لڑائی مین تمہاری حضرات مقاتلین مین نے
سی ہتی کہان قتال کیا کس کافر کو مارا ہمنی تو اونکا بجز فرار کے قرار بہی کسی معرکہ
مین نہین سُنا فضلاً عَنِ القتال **قولہ** کفار اونکی اسلام لانی سی خفا ہوگیٔ +
اقول سچ ہی کہ مومنین کی بہی ایمان حقیقی لانی ہی خفا ہوگیٔ تہے اور منافقین کے
بہی ایمان ظاہری لانیسی خفا ہوگیٔ ہتی اور دونو کو گہر وںسی نکال دیا تہا لیکن مومنین
حقیقی کے تو خون کی پیاسی ہتی تہی اور منافقین سی اوس مرتبہ عداوت نہ تہی مگر
جب بہی اسقال ابن ربیعہ سو پچاس جوتی ہی لگا کی چہوڑ دیتے ہتی اور یہہ امر بہی
بہ نسبت اونہین منافقین کی تہا جو کفار سی چندان ملاوٹ نرکہتی ہتی لیکن وہ
لوگ جو کفار سی زیادہ لگی لیٹی رکہتی تہی اونسی اغماض ہی کر جاتی تہی چنانچہ حضرت
عثمان وقت صلح حدیبیہ کفار کے پاس بہیجی گئے تو اونکو کفار نی کچہ بہی اذیت
نہین دی اور اونکو اطمینان تام تہا کفا کیطرف سی پس ایسی لوگونکو البتہ کفار نی
نکالا ہوگا لیکن ایسی لوگ فقط بطمع دنیا خود نکل گیٔ ہونگے قرین قیاس تو یہی
بات ہی آگی مخاطب کو اپنی سمجہ کا اختیار ہی **قولہ** اونکو ستایا ہی **اقول**
اونکو یہ ستایا ہی کہ کہو کہ منافقین نی بہی خاص واسطی خوشی خدا ہی کے ہجرت کی تہی
اسلیٔ کہ ظاہر مین وہ ہی تو رَبُّنَا اللہ کہتی تہی اور بہی اگر تم یہہ نہ کہو گے
تو اپنی ثلاثہ کو کیونکر داخل مہاجرین کرو گی اور شیعہ ایسی مہاجرین کی شان مین

اگر بطمع دنیا ہجرت کرنا کہیں تو کون بڑی بات ہی وہ تو ایسی ایسی باتین اونکے
حق مین کہتی ہین کہ اہلسنت کا جگر جسکی سُننی سی جل بھن کر کباب ہوجاتا ہے
قل موتوا بغیظکم **قولہ** ہماری تو مونہہ سی ایسی بات نکل ہی نہین سکتی او نکو
سچ ہی کیونکر ایسی بات نکلی کہ جس سے حضرات ثلاثہ کو ضرر پہنچی مگر جو کچہ شیعونکے
مونہہ سی خدا نکلواتا ہی وہ نکی بنی کافی ہے اُنکی مونہہ سی نکالنی کی کیا ضرورت ہے
قولہ دوسری آیۃ اللہ جل شانہ انصار کی شان مین فرماتا ہی والذین تبوؤا
الدار **قول** یہ آیہ وافی ہدایہ ذکر تقسیم فے مین ہی چنانچہ پیشتر اس سی جناب
باری فرماتا ہی للفقراء المہاجرین الذین اخرجوا من دیارھم الی ان قال
والذین تبوؤا الدار والایمان من قبلھم یعنی مال فے واسطی فقرا مہاجرین
کی ہی جو اپنی گہر وسی نکالی گئی اور واسطی اون لوگونکی ہے جنہونے جگہہ دی ہی دار
ہجرت مین اور وا ایمان مین یا خالص کیا ہی ایمان کو قبل ہجرت مہاجرین کے
علی اختلاف التفسیر قال البیضاوی تحت قولہ والذین تبوؤا الدار عطف
علی المہاجرین والمراد بہم الانصار الذین ظہر صدقہم یعنی والذین عطف
ہی اوپر مہاجرین کی اور مراد ساتھہ اسکی وہ انصار ہین کہ جنکا صدق ایمان ظاہر
ہوگیا ہی انتہی اور کہا ہی بعض مفسرین نی کہ مراد وہی انصار ہین جو قبل از ہجرت
مہاجرین ایمان لائی تھی اور کہا بعض آخر نی کہ مراد اصحاب بیعت عقبہ ہین کہ
وہ ستر آدمی تہی انصار مین سی کہ عقبہ منی مین جہان رمی جمرہ حج مین کیا جاتا ہے
اونہون نی بیعت رسولخدا کی تہی اوپر حرب کل ابیض و احمر کی اور وہی لوگ
دوست رکہتی تہی اونکو جو اونکی طرف ہجرت کرتی تہی بغرض قول بعضے وہی جمیع

کی یہ

اس آیہ کی ساتھہ فقراء انصار کی اور ساتھہ مخلصین فی الایمان کے جنکا صدق
ایمان ظاہر ہوا تھا معلوم ہوتی ہی آور قول دیگر مفسرین سی خصوصیت اون
انصار کی جو قبل ہجرت مہاجرین ایمان لائی تھی یا خصوصیت ساتھہ اہل بیعت
عقبہ کی معلوم ہوتی ہی پس مخاطب خوش فہم کا فرمانا کہ اس آیت سی یہہ
سمجھا جاتا ہی کہ کل انصار نی جو کچھہ کیا وہ خدا کیواسطی کیا تہہ کہاں سی سمجھا گیا
اب ہم اہلسنت کی مفسرین کے قول کو دیکھین کہ وہ باعلای ندا پکارتی ہین کہ
انصار مخصوص مراد ہین یا قول حضرت مخاطب کو دیکھین اور مفسرین کو جھوٹھا
سمجھین اور اگر بپاس خاطر مخاطب ہم یہہ ہی کرین تب بہی جب ہم غور کرتی ہین
تو حضرات ثلاثہ مخاطب کو کچھہ فائدہ نملیگا بلکہ اونکی حق مین بیعت ابوبکر کی
نکرنا بعض انصار کا مثل قیس بن سعد و سعد عبادہ وغیرہ کا ضرر پہنچاۓ گا خصوصا
حضرت خلیفہ ثانی کو کہ جب نہ بیعت کرنی سعد عبادہ سی ناخوش ہوئی تو فرماتے
تہی اقتلوا سعدا قتلہ اللہ فانہ صاحب فتنۃ و شر جیسا کہ نہایہ ابن اثیر مین
کہ بڑی معتمد کتاب اہل سنت کی ہی موجود ہی اور خود صاحب نہایہ نی اور دیگر
اہل لغت نی تصریح کی ہی کہ قتلہ اللہ بمعنی لعنہ اللہ ہی پس ایک امیر انصار
اور جسکے حق مین خدا نی بقول مخاطب فرمایا ہی کہ جو کام وہ کرتی ہوا وہ فقط میری
ہی واسطی ہوا تو بیعت بکر کی نکرنا اوس بیچارہ کا بہی فقط خدا ہی کیواسطی تہا ایسی کار
رضامندی خداوندی پر اسقدر ناخوش ہونا کہ حکم اوسکی قتل کا دینا اور اوسکو
لعنت کرنا اور ایسی نیکوکار کو صاحب شر و فسا و کہنا کار دینداروں کا نہین ہے
قولہ خدا انصار کی نصرت کی کیسی تعریف کرتا ہی اقول اگر مراد انصار سی

انصار حقیقی ہین تو مسلم ہی اور اگر مراد اعم انصار حقیقی اور انصار ظاہری
سی ہی کہ جسکی منافقین بھی داخل ہین جیسا کہ جناب باری فرماتا ہی ومن اهل
المدینة مردوا علی النفاق لا تعلمهم تو ہرگز مسلم نہین ہی کہ خدا نی انہین
اونکی تعریف کی ہو ۱۲ **قوله** پھر شیعونکی مونہہ سی یہہ بات نکلی کہ اونکی ہجرت
اور نصرت دنیا کیواسطی تہی **اقول** شیعونکی مونہہ سی البتہ یہہ بات نکلتی ہے
لیکن معاذ اللہ کہ بنسبت مہاجرین اور انصار حقیقی کے یہہ بات نکلی بلکہ منافقین
کی بنسبت نکلتی ہی آپ کیون شیعون پر افترا کرتی ہین آپنے نہین سُنا ہی کہ بہت
جھوٹھہ بولنی سی مونہہ مین سی بوآتی ہی **قوله** خدا کی کلام کی تصدیق کرتی ہو
اقول خدا کی کلام کی تصدیق کرتی ہین مگر تمھاری کلام کی تکذیب کرتی ہین
اور تمکو مفتری علی اللہ جانتی ہین ۱۲ **قوله** یا اوس سی مقابلہ کرتی ہو **اقول**
اوس سی تو نہین مقابلہ کرتی مگر اوسکی طرف سی تمسی مقابلہ کرنیکو موجود ہین کہ
کیون خدا پر تہمت کرتی ہو **قوله** خدا تو کہی کہ مہاجرین اور انصار اچھی **اقول**
ہم بھی کہتی ہین کہ جو حقیقت مین مہاجرین اور انصار ہین وہ سب اچھی اور منافقین
سب بُری ہین ۱۲ **قوله** وہ کہی کہ مین اونسی راضی ہوا **اقول** ہم بھی کہتی ہین کہ
ہم بھی اونسی راضی اور ہمارا خدا بھی راضی لیکن منافقین سی رضامندی بالکل غلط
نہ خدا اونسی راضی نہ وہ خدا سی راضی لہذا ہم بھی اونسی نہایت ناراض ہین اور
جو اونکی حق مین کہتی ہین آپ خوب جانتی ہین **قوله** اللہ فرما دیوی اونہون
نی ہجرت میری لیے کی ۱۲ **اقول** جنکی حق مین اللہ فرماتا ہی اونکو ہم بھی دوست
جانتی ہین لیکن تم جنکو کہتی ہو وہ دنیا ہی کی طمع مین نکلی حرص غنیمت کی پیچھے

پیغمبرؐ کی نصرت مین شریک ہوئی آہی باعث سی جب کہین جان پر بنی تو دم دبا
بھاگ کہڑی ہوئی اور جن لوگونکی نصرت صلعم تہی اونہون نی یا مارا یا مرگئی جان
بچاکی بھاگنا تو وہ جانتی ہی نہ تہے اور انہین بھاگنی والونکی حق مین نازل ہوتا تھا
فقد باء بغضبٍ من اللہ وماواہم جہنم وبئس المصیر مگر اہلسنت خدا سے
مقابلہ کرتی ہین کہ وہ تو ماوا جہنم فرماتا ہی یہہ کہتی ہین کہ نہین وہ جنتی ہین جس امر
ذرا تو غور کرو کہ کیا کہتی ہو اور کیا کرتی ہو قال المخاطب لعمقام
ہداہ اللہ سبل السلام چوتہی آیت لقد رضی اللہ عن المومنین
اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبہم فانزل السکینۃ علیہم
واثابہم فتحا قریبا ومغانم کثیرۃ یاخذونہا وکان اللہ عزیزا
حکیما وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ تاخذونہا فعجل لکم ہذہ وکف ایدی
الناس عنکم ولتکون آیۃ للمومنین ویہدیکم صراطا مستقیما واخری
لم تقدروا علیہا قد احاط اللہ بہا وکان اللہ علی کل شیء قدیرا سبب
نزول اس آیت کا یہہ ہی کہ حضرتؐ صلعم نی ارادہ کیا کہ عمرہ ادا کرین پہر اعراب
اور بادیہ نشینونکی اس سفر مین ہمراہی کی لئی دعوت فرمائی اسلئی کہ اندیشہ تہا کہ کفار
مکہ مین لڑائی کرین اور اندر مکہ کی نہ جانی دین لیکن اکثر اعراب نے حضرتؐ کی دعوت کو
نہ سنا اور اس سفر مین آپکے ہمراہ نہوئی مگر وہی خالص مخلص جو سراپا ایمان سی بہر
ہوئی تہی حضوری مین چلی جبکہ مکہ کے نزدیک پہنچی قریش مانع ہوئی تب
حضرتؐ نی خراش کو اہل مکہ کے پاس بہیجا مگر لوگ اوسکی قتل کے درپی ہوئی وہ لوٹ آیا
تب حضرتؐ نی حضرت عثمان کو بہیجا کہ اہل مکہ نی حضرت عثمان کو قید کر لیا اور اونکے

قول مخاطب

قتل کی خبر مشہور ہوئی تب حضرت نے اپنی یارونکو جو اونکی ساتھہ تھی جمع کیا جنکی تعداد باختلاف روایات ۱۴۰۰ چار سو سی لیکر ۲۳۰۰ دو ہزار تین سو تک تھی اور حضرت نی ایک درخت کی نیچی بیٹھکر ان سب سے بیعت لی کہ قریش سی لڑین اور کسی طرح پر مونہہ نہ پھیرین چنانچہ اون سب نی خوشی سی بیعت کی ورسوا جد بن قیس منافق کے کسینی تخلف اس بیعت سی نہین کیا چونکہ اس سفر مین منافقون کا نفاق اور مخلصون کا اخلاص ظاہر ہوا اور بیعت مین صحابہ کی مضبوطی اور ایمان کا حال کھل گیا اسلئے اس بیعت کا نام بیعت الرضوان ہوا اور اونھین بیعت کرنیوالون کی شان مین خدانی فرمایا کہ لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ کہ خدا راضی ہوا اون ایمان والون سی کہ جنھون نے درخت کی نیچی تجھسی بیعت کی فعلم ما فی قلوبھم اور اونکی دلونکا اخلاص اس سی ظاہر ہوگیا اگر وہ منافق ہوتی تو اس سفر مین ساتھہ نہ آتی اور کبھی ایسی وقت پر بیعت نکرتی فانزل السکینۃ علیھم اور اونکی دلون کو طمانیت اور تسکین دیدیتا کہ جو خوف و خطر لڑائی پر مستعد ہوئی اور مرنی اور مارنی پر تیری ہاتھہ پر بیعت کی واثابھم فتحا قریبا اور اونکی شکستگی دور کرنیکی لئی بہت ہی جلد بہت سی غنیمتین دین اور آیندہ بڑی بڑی فتوحات اور غنایم کا مثل روم اور پارس کی وعدہ کیا پس ان آیتون سی اون سب صحاب کی جنھون نی حضرت کے ساتھہ درخت کی نیچی بیعت کی بزرگی ثابت ہوتی ہی اور اونکا اخلاص اور ایمان مین کامل ہونا ظاہر ہے یہانتک کہ کوئی لفظ کوئی حرف خدانی ان آیتون مین ایسا ذکر نکیا جس سی کوئی موقع کسی احتمال انکار کا ہو بلکہ اپنی رضامندی کا اظہار اس طور سی کیا کہ جسکا کبھی زوال نہو اور فتوحات کا وعدہ

کیا جنکا ظہور اونہین صحابہ کی ہاتہہ سی ہوا اب ہم شیعان علیؑ سی پوچھتی ہین
کہ وہ اوّل یہہ فرماوین کہ یہہ آیت قرآن مجید کی ہی یا نہین اگر ہی تو یہہ اونہین
لوگونکی شانمین ہی جنہون نی پیغمبرِ خدا کی بیعت درخت کی نیچی کی تہی یا نہین اگر
اونہین کے شان مین ہی تو اونمین حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر وغیرہ صحابہ
کرام داخل تہی یا نہین اگر تہی تو جو کچہہ خدا اون بیعت کرنیوالونکی حق مین فرماتا ہی
کہ لقد رضی اللہ کہ مین اونسی راضی ہوا تو اس رضا مین وی لوگ بہی آگئی یا نہین
اگر نہین آئی تو اونکی مستثنے ہونی پر کیا دلیل ہی اور اگر وہ بہی آگئی تو جنسے
خدا راضی ہوا ور جنکی شانمین خود لقد رضی اللہ فرماوی اونسی ناراض ہونا اور
اونکو برا جاننا انکار آیات قرآنی سی ہی یا نہین اگر یہہ کہو کہ وہ منافق تہی تو
اوسکا ردبہی خدانی خود کردیا کہ فرماتا ہی فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینۃ
علیھم کہ مین نی اونکی دلونکا امتحان کرلیا اور سمجہہ لیا کہ یہہ بڑی پکّے مسلمان اور
سچّی ایمان والی ہین اسی لیئے مینی اونپر نازل کی تسلّی اور دی اونکو فتح اور اگر وی
لوگ منافق ہوتی تو کیون خدا اونکی ایمان پر شہادت دیتا اور کیون اونکو فتح اور
غلبہ عطا کرتا ان آیتونکو دیکہکر اگر کسی شیعہ کو یہہ خطرہ پیدا ہو کہ جب ایسی آیت صحیح
صحابہ کی فضیلت مین خدا کی کتاب مین موجود ہی تو پہر کیا سبب ہے کہ ہمارے مذہب
کی علمانی صحابہ کی فضیلت سی انکار کیا ضرور کوئی نہ کوئی سبب ہوگا ورنہ کیا سب
عالم سب مولوی سب فاضل سب مجتہد ہماری مذہب کے نادان تہی کہ ایسی آیت سبہی
ایسا صریح انکار کیا اور باوجود اسکی بہی صحابہ کو برا جاننا اسلیئے ہم اونہین کے مذہب
کی معتبر تفسیر ونسی اپنی دعوی کو ثابت کرتی ہین اور یہہ امر کہ اونکی عالم اور مولوی

ناداں تھی یا دانا ایمان والی تھی یا بی ایمان منصف تھی یا متعصب اونھین کے عقل پر
چھوڑتی ہین اونکی تفسیرونکو دیکھکر جو کچھہ وہ انصاف سی مناسب جانین ویسا سمجھین
ای بھائیو سنو کہ تمھاری بھائی مفسرون نی اس آیت کی تفسیر مین کیا لکھا ہے

کاشانی اپنی تفسیر مین لکھتی ہین کہ آنحضرتؐ فرمودند بدوزخ نرود یک کس از آن
مومنان کہ در زیر شجرہ بیعت کردند و این را بیعت الرضوان نام نہادہ اند بجہت آنکہ
حق تعالی درحق ایشان فرمود کہ لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک
تحت الشجرۃ یقول المتمسک بولایۃ علی ابن ابیطالب
علیہ السلام یہہ آیۃ وافی ہدایہ بھی مثل آیات سابقہ کی مومنین موقنین ہی
کی شان مین ہی نہ منافقین مرتابین کی شان مین بلکہ آیات دیگر سی صریح تر ہی کیونکہ لفظ
مومنین کی تصریح خود آیۃ مین موجود ہی پس جناب باری جل شانہ فرماتا ہی تحقیق کہ
خدا راضی ہوا مومنین سی نہ منافقین سی جسوقت کہ وہ ہون یا اس سبب سی کہ
اونہون نی تحت شجرہ بیعت کی بلحاظ اسکی کہ اذ یا ظرفیہ ہی یا تعلیلیہ ہی اور بدیہی
یہہ امر ہی کہ جن مومنین سی کہ خدا راضی ہو ضرور ہی کہ موقنین ہون نہ وہ کہ جو
قالوا امنا بافواھھم ولم تومن قلوبھم ہون اور مکرر گزارش خدمت شریف ہوئی
کہ آپکی حضرات ثلثہ کو شیعہ ہرگز ہرگز مومنین سی نہین سمجھتی پھر جب تلک پہلے آپ اونکا
ایمان نہ ثابت کرلینگی تب تلک ہم حضرات ثلاثہ کا تحت اس آیۃ شریفہ کی داخل ہونا
مسلم نہین کرسکتی آپ خود انصاف فرماکر بین خود و خدا کہہ دی کہ مقارن اس بیعت کی
صلح حدیبیہ واقع ہوئی پس جو لوگ کہ خود اپنی زبان صدق ترجمان سی ارشاد ہین
کہ مجاو الیسی صلح سی اصل نبوت ہی مین وہ شک پڑا جو کبھی نہ پڑا تھا۔ پس انا اسپونکو

ہم مومنین موقنین کہین کہ شاکین مرتا ہین کہین یارو کمینی ہی پاک ہو کر شیعونکے
سامہنی بیعت حدیبیہ کا ذکر کرکے یا د دِہ نفاق عمری ہوتی ہو کیا تمکو کوئی دنیا
مین مومن موقن نہ ملا جو ایسی شاکین کو اپنا پیشوا بنایا اگر کچہہ بہی غیرت ہو تو جاؤ
بھر پانی مین ڈوب مرو **قوله** سبب نزول اس آیت کا یہہ ہی **اقول** سبب
نزول کو کسی تفسیر معتبر کسی کتاب معتبر سی مقابل اپنی خصم کے بیان فرمانا تہا ورنہ
ایکا خصم ان قصہ کہانیونکو تو نہ مانیگا مثل ہی کہ کہانی ایسی جہوٹہی بات ایسی سچی
لیکن آپ نی تو بات ہہی بدرشتی لڑوی کر دی ہی **قوله** مگر وہی خالص مخلص تہے
اقول آپ نی فرمایا کہ اکثر اعراب نی حضرت کی دعوت سے اتنی سمجہا کیا بعض
اعراب نی سنا بس کیون نہین جایز ہی کہ وہ بعض اعراب وہی ہون جو اشد کفرا و نفاقا
ہون اس دعوی کو کسی دلیل سے ثابت کرنا ضرور تہا کہ جتنی ساتہہ ہوئی تہی فقط وہ خالص
مخلص ہی تہی کیون نہین جایز ہی کہ بعض وہ منافقین بہی ساتہہ ہوئی ہون کہ جنکو
کسی قدر کفار سی اطمینان ہو کہ وہ ہمکو کچہہ ضرر نہ پہونچاوینگے جیسی آپکی ثالث بالخیر
کو بالکل اطمینان تہا اور یہی بعض وہ لوگ ساتہہ ہوئی ہون جنکو کچہہ غیرت و محبت
ہتیار رکھہ دینی مین اور پشت دینی مین نہ تہی وہ اپنی جی مین ہمیشہ ٹہانی رہتی ہونگی
اگر خدانخواستہ برا وقت پیش آویگا تو ہم پیغمبر کو تنہا کافرونمین چہوڑ کر بہاگ
کہڑی ہونگے پس اگر کچہہ ایسی لوگ بہی ساتہہ ہوئی ہون تو عقل اسکو تجویز کرتی ہی
باتو آپ نفی اس احتمال پر کوئی دلیل قایم کرتی یا سب ہمراہیونکی خالص مخلص
ہونے کا دعوی نکرتی اور اگر کوئی دلیل عقلی نہ ملتے تو کسی کتاب معتبر
ہی کا نشان دیتے **قوله** اونکی قتل کی خبر مشہور ہوئی تب حضرت نے

اقول اگر قتل ہے کی خبر مشہور ہونی سی حضرت نے بیعت لی تہی تو پھر حضرت
عثمان کی طرف سی اپنے ہاتہہ پر کیون ہاتہہ رکھا تھا کیا حضرت نی مردونکی
طرف سی بیعت لی تہی اگر آپ بیعت عثمانی کو مسلّم کرتی ہین تو ضرور ہی کہ قتل کے
مشہور ہونیکی خبر کو محض غلط جانئی اور یہہ فرمائی کہ حضرت نی بیعت اور کسی
مصلحت سی لی ہوگی مثلاً رعب فی الناکغار پر **قولہ** سوای قید بن قیس
منافق کے **اقول** ابہی پانچ سطر پہلی آپنی ارشاد فرمایا ہی کہ اس سفر مین آپکی
ہمراہ نہوئی مگر وہی خالص مخلص کہ جو سر تا پا ایمان سی بھری ہوئی تہی پھر
قید بن قیس منافق کہانسی ہمراہ ہو نہین نکل آیا حقیقت یہہ ہی کہ نفاق ایک امر
باطنی ہی اکثر ہے کہ اکثر لوگونکو اوس سے خبر نہین ہوتی یہانتک کہ جناب رسول
بہی بعض کو نہ پہچان سکتی تہی چنانچہ جناب باری نی خود فرمایا ہی کہ لا تعلمہم
نحن نعلمہم تیس اگر مخاطب کو بعض منافقین کا حال معلوم نہو تو ہو سکتا ہے
لیکن جسطرح حضرت مخاطب کو ایک شخص کے نفاق کا حال معلوم ہوا اوسیطرح کی
ہمکو بہی اور دو مین منافقونکا حال معلوم ہوا ہی کہ وہ بہی اس سفر مین ہمراہ تھے
قولہ چونکہ اس سفر مین منافقونکا نفاق اور مخلصونکا اخلاص ظاہر ہوا تو
ایک پانچ سات سطر کی عبارت مین آپ کیا کیا رنگ بدلتی ہین پہلی کہا
کہ سب اہل سفر خالص مخلص تھے پھر کہا کہ نہین ایک منافق بہی تھا پھر فرماتی ہین
اس سفر مین منافقونکا نفاق ظاہر ہوگیا کیون حضرت اس سفر مین منافقین تو سوا
ہی نہ تہی پھر نفاق کنکا ظاہر ہوگیا اس سی ثابت ہوگیا کہ جنکو آپنی خالص مخلص
سمجھا تہا اونہین مین منافق بھی تھے مگر آپنی نہ پہچانا تھا لیکن شیعہ

پہچانتی ہین **قوله** فی الحاشیہ یہہ روایت موافق روایت شیعونکی ہی **اقول**
کیون جہوٹہہ بولتی ہو **قوله** فیہا جسکا ثبوت آیندہ ہمنی کیا ہی **اقول** یہہ ایک
جہوٹہہ پر دوسرا جہوٹہہ ہی **قوله** فیہا اور ترجمہ کشف الغمہ سی اسی روایت
کو نقل کیا ہی **اقول** یہہ تیسرا جہوٹہہ ہی ایک خطا دو خطا تیسری خطا کو ہم
کیا کہین جو روایت ترجمہ کشف الغمہ سی صفحہ ۲۲ مین نقل کی ہی جابر بن عبد اللہ
سی اوس روایت کا فقط ایک فقرہ اس روایت سی فی الجملہ موافق ہی کہ فقط
قید بن قیس نی بیعت شکنی کی کہ جسکو اس روایت مین تعبیر تخلف از بیعت کیا ہے
حالانکہ متبادر تخلف از بیعت سی بیعت نکرنا ہی نہ بیعت توڑنا بہر کیف ایک فقرہ
کی باہم متقارب ہونیسی باوجود متخالف ہونی کل فقرات کی دو روایتین ایک نہین
ہو جاتی ہین پس اس روایت اور اوس روایت کو ایک کہنا دروغ بیفروغ ہی اور
اوس روایت مین بہی جو کلام ہی وہ سکی مقام پر معلوم ہوگا **قوله** اصلی اس
بیعت کا نام **اقول** کیا خوب وجہ تسمیہ بیان کی اس تخبط کو ملاحظہ فرمانا چاہیے
کہ بہلا مضبوطی سی اور لفظ رضوان سی کون مناسبت ہی اور کیا علاقہ ہی ہان اگر
یہہ کہتی کہ چونکہ خدا نی بعد بیعت رضی اللہ عن المومنین کہا اصلی نام اسکا بیعت مومنون
ہوا تو ایک بات ٹہکانیکی ہوتی نہ یہہ کہ مضبوطی اور ایمان سی رضوان نام ہو **قوله**
خدا راضی ہوا اون ایمان والونسی **اقول** نہ منافقین بیعت کرنیوالونسی کہ جنمین اکثر
ثلاثہ بہی ہین **قوله** اور اونکی دلون کا اخلاص اس سی ظاہر ہوگیا + **اقول**
مومنون کی دلونکا اخلاص اور منافقونکی دلونکا عدم اخلاص دونونکا خدا نی جان لیا
اسطرح پر کہ یہہ بیعت موجب اسکی ہوئی کہ کفار مرعوب ہوکر صلح پر راضی ہوئے پس جو لوگ

انبا عالامر اللہ و رسولہ صلعم سی راضی ہی وہ مومن کامل تہی اور جو لوگ اس صلح سی
بیزار ہوئی اور اونکو نبوت ہی مین شک پڑا گو بعضون نی بسبب تنگ ظرفی اور بسبب نفاق
بعض کی ظاہر کر دیا اور بعضون نی نہ ظاہر کیا وہ منافق تہی **قولہ** ہمین سفر مین
ساتہہ نہ آتی **اقول** کیون نہ ساتہہ آتی قید بن قیس کیونکر آیا تہا **قولہ** بیعت
نکرتی **اقول** منافقین تو مومنین سی بڑھکر دنیا سازی کرتی تہی اکثر افعال منافقین
جو ریاکاری تہی افعال مومنین سی ظاہر مین بڑہ جاتی تہی مثل ہی کہ جہوٹہی موتیون
کی چمک سچی کو ماند کرتی ہی مگر جہوٹہی جہوٹہی ہین اور سچی سچی ہین اسکو جوہری
جانتی ہین اناڑی کب پہچانتی ہین **قولہ** اور اونکی دلون کو طمانیت **اقول**
انزال السکینة علیهم کی ضمیر مومنین کیطرف پہرتی ہی نہ مطلق مبایعین کیطرف
خواہ مومن ہون خواہ منافق **قولہ** لڑنی پر مستعد ہوئی **اقول** مومنین تو
لڑنی پر مستعد ہوئی اور منافقین ہمیشہ اسی پر مستعد ہی کہ اگر خدانخواستہ برا وقت
پیش آئیگا تو پیغمبر کو تنہا چہوڑ کر بہاگ کہڑی ہونگی اور پہاڑون پر مثل ارویہ
اچک کر کہڑی ہو کر تماشا دیکہین گے مال کار جسکی فتح ہوگی اوسی سی ملجائینگے نفاق بہت
کرینگی سو پچاس چپتیان مار لینگی اسکی کچہہ غیرت اور پروا نہ تہی بلکہ سر سی مٹی جہڑ بیٹہی
قولہ اور مرنی مارنی پر بیعت کی **اقول** اگر سبہی نی مرنی مارنی پر بیعت کی تہی
تو خیبر سی حنین سی پہر کیون بہاگ کہڑی ہوئی وہان کیون نہ مر گئی اور فمنہم نکث
مین داخل ہو گئی کما سیجیٔ **قولہ** فتحا قریبا اور اونکی شکستگی دور کرنیکی لئی
اقول غلط و خبط و بیجا و بہلا اثابہم فتحا قریبا کو جبر سی مراد بالاتفاق فتح خیبر
یا فتح مکہ ہی شکستگی دور کرنیسی کیا علاقہ ہی کاش اسکو تحت صغائر کثیرہ

کی لکھتی تو کچھہ مناسبت ہی ہوتی لیکن خلل دماغ کا کیا علاج ہی قولہ آئندہ
بڑی بڑی فتوحات اور غنایم کا مثل روم و فارس ہے اقول بڑی بڑی فتوحات
کا ذکر عبارت کلام اللہ سے خارج ہی آری غنایم کا ذکر بکر اس مقام پر سے ہے -
پس بعضون نی غنایم خیبر کہا ہی اور بعضون نی غنایم ہوازن کہا ہی جو بعد فتح
حنین ہاتہہ لگی اور بعضون نی مقام اول مین اول اور مقام ثانی مین ثانی کہا ہے
اور بیضاوی نی ثانی کو تحت اخری کہا ہی اور بعضون نی اخری سے قریۂ خرے
مراد لیا ہی یعنی مکہ جیسا کہ مختار مفسرین کہا ہی اور بعضون نی مغانم اخری کہا ہے
اور مراد اس سے کل غنایم الی یوم القیمہ لیا ہی یہہ قول مجاہد مفسر کا ہی اور بعضون
نی فارس و روم مراد لیا ہی جیسا کہ قول حسن اور جبائی کا ہی بہر کیف اقوال مفسرین
سنیان شیعون پر حجت نہین ہوسکتی صحیح مسلم مین ہی عن رسول اللہ صلعم قال اذا
فتحت علیکم فارس والروم ای قوم انتم قال عبد الرحمن بن عوف نقول کما
امرنا اللہ قال رسول اللہ صلعم او غیر ذالک تتنافسون ثم تتحاسدون ثم تتدابرون
ثم تتباغضون او نحو ذلک ثم تنطلقون فی مساکین المہاجرین فتجعلون بعضہم
علی رقاب بعض یہہ اوصاف حمیدہ جن حضرات مخاطبین کی اس حدیث مین
جناب رسول خدا صلعم نی بیان فرمائی یعنی حرص اور تکالب جیفۂ دنیا پر اور تحاسد
اور تقاطع اور تباغض اور ضعفا کی گردنون پر مسلط ہونا اگر ایسی ہی جہاندارون
کی لئی وعدۂ فتح روم اور فارس تہا تو یہہ بات عقل سی عاقل کی قبول نہین کرتی
مگر یہہ کہ خدا نی واسطی مومنین موقنین کی یہہ فتوحات اور غنایم عنایت و عطا
کی جیسا کہ فرمایا زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق

قل هی للذین امنوا خالصة یوم القیمة پس مومنین موقنین بھی متمتع ہوے
اور منافقین دنیا طلب بھی مثل کفار کی بلکہ ساتھہ چوری اور سینہ زوری کے
منافقین زیادہ تر متمتع ہوئی اور عوض مین اوسکی روز آخرت نعمای الٰہی مخصوص
بمومنین موقنین ہوئی فذلک متاع الحیوٰة الدنیا وما متاع الحیوٰة الدنیا
فی الاخرة الا قلیل **قوله** پس ان آیتون سی اون سب اصحاب کی جنہون نی درخت
کی نیچی بیعت کی بزرگی ثابت ہوتی ہی ۱۲ **اقول** سب مومنین مبایعین کی بزرگی
ثابت ہوتی ہی نہ مطلق مبایعین کی اگرچہ منافقین بھی ہون آری اگر خدا یہہ فرماتا
کہ لقد رضی اللہ عن المبائعین تحت الشجرة تو بظاہر یہہ شبہہ ہوتا گو مراد
مومنین ہی ہوتی لیکن خدا نی تو تصریح فرما دی ہی کہ عن المؤمنین اذ یبایعونک
قوله اور اونکا اخلاص اور ایمان مین کامل ہونا ظاہر ہوتا ہی **اقول** آری
مومنین مبائعین کا ایمان و اخلاص ظاہر ہوتا ہی نہ مطلق مبائعین کا اگرچہ
منافقین ہون **قوله** کوئی لفظ کوئی حرف ایسا نہ ذکر کیا کہ جس سی کوئی موقع
کوئی محل انکار کا ہو ۱۲ **اقول** المؤمنین ایک لفظ ہی کہ جسمین آٹھ حرف ہین کہ
اسی سی موقع اور محل انکار کا واسطی داخل ہونی حضرات ثلثہ کی ملتا ہی **قوله** بلکہ
اپنی رضامندی کا اظہار اسطور سی کیا کہ جسکا کبھی زوال نہو **اقول** محض غلط کوئی لفظ
کوئی حرف آیہ مین دال اوپر عدم زوال رضامندی کے نہین ہی بلکہ اسمقام پر نص صریح دال
رضامندی بعدم ایفای شرط موجود ہی اسی کہ بیشتر از آیہ شریفہ جناب باری سی فرماتا ہے
ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ الی ان قال فمن نکث فانما ینکث
علی نفسه ومن اوفی بما عاهد علیه اللہ فسیؤتیه اجرا عظیما یعنی جن لوگون

تجھسے بیعت کی ہی اونہون نی خدا سی بیعت کی ہی یعنی عہد و پیمان کرنا تجھہ سے
حقیقت مین خدا سی عہد و پیمان کرنا ہی پس جس شخص نی اس بیعت کو توڑا پس
نہین توڑا ہی مگر واسطی ضرر اپنی نفس کے یعنی عہد شکنی سی کچھہ ضرر خدا کو نہ پہنچیگا
بلکہ ضرر خود ذاتِ عہد شکن کو پہنچیگا اور جس شخص نی وفا کی ساتھہ عہد و پیمان
خدا کی پس قریب ہی کہ دیگا خدا اوسکو اجر عظیم انتہی پس یہہ آیہ شریفہ اسی بیعت
حدیبیہ مین نازل ہوا ہی چنانچہ آگی بیضاوی صاحب فرماتی ہین وَالآیۃُ
نَزَلَتْ فِی بَیْعَۃِ الرِّضْوَانِ یعنی آیت نازل ہوئی بیعت رضوان مین کہ وہی
بیعت حدیبیہ ہی بلکہ بعضے مفسرین نی تصریح کی ہی کہ یہہ آیۃ اگرچہ ترتیب عثمانی
مین مقدم ہی مگر تنزیل قرآنی مین موخر ہی پس اس آیہ شریفہ سی صاف ثابت ہوگیا
کہ بعض مبایعین بیعت شکنی کرینگی ورنہ ذکر نکث کرنا خداوند تعالیٰ کا محض ایک امر
لغو ہوتا اور یہہ بہی سمجھا گیا کہ سب مبایعین مومنین موقنین نہ تھے بلکہ اون میں
بعض منافقین بیعت شکن بہی تھی پس کل کا خالص مخلص اور کامل الایمان کہنا محض
ہوگیا اور یہہ بہی سمجھا گیا کہ رضامندی دائمی عدم زوال پذیر نہ تہی بلکہ مشروط تہی
بعدم نکث پس یہہ کہنا مخاطب کا کہ اظہار رضامندی اسطور سی کیا کہ جسکا کبہی زوال نہو
محض غلط ٹھہرا اسلئے کہ زوال بہ نکث ناکثین ہوگیا **قولہ** اون فتوحات کا وعدہ
کیا جسکا ظہور اونہین صحابہ کی ہاتھہ سی ہوا **اقول** لانسلم کہ اونہین ناکثین کے
ہاتھہ سی ہوا اسلئی کہ وہ منافقین توکبہی مدینہ سی باہر ہی نہین نکلی وعلی التنزل
مسلمنا کہ اونہین کی ہاتھہ سی ہوا مگر ان اللہ یؤید ھذا الدین برجل فاجر
ہی تو صحیح بخاری مین آیا ہی **قولہ** اب ہم شیعان علی سی پوچھتی ہین **اقول** شیعان

حضرت علی علیہ الصلوٰۃ والسلام کہتی ہین کہ اہلسنت معاویۃ العاویۃ الغاویہ جانتی
کہ یہہ آیت بیشک قرآن مجید کی ہی جسطرح آیۂ فمن نکث قرآن مجید کی ہی
اور شان مین ہی اون مومنین کے جنہون نی بیعت درخت کی نیچی کی تہی جسطرح
آیۂ فمن نکث شان مین اون منافقین کے ہے جنہون نی درخت کی نیچی بیعت
کی تہی اور حضرت عتیق اور اونکی بڑی رفیق یعنی اوّل وثانی بلکہ ثالث ثلاثہ
بہی تحت آیہ ثانی داخل ہین اعنی تحتِ ناکثین نہ تحتِ مومنین موقنین
قولہ جو کچہہ خدا اون بیعت کرنیوالونکی حق مین فرماتا ہی **اقول** بیعت کرنیوالی
دو فریق ہین ایک کی حقمین تو لقد رضی اللہ فرماتا ہی یعنی مومنین اور دوسری
کی حق مین فمن نکث فرماتا ہی یعنی منافقین اور امثال ثلاثہ ثانی مین داخل
ہین نہ اوّل مین **قولہ** مستثنےٰ ہونی پر کیا دلیل ہے **اقول** اولاً حاجت
باستثناء نہین ہی اسلئی کہ استثناء مین مستثنیٰ کا مستثنےٰ منہ مین داخل ہونا شرط
ہی اور لانسلم کہ ثلاثہ لقد رضی اللہ مین داخل ہین کیونکہ داخل ہونیوالی مومنین
ہین نہ منافقین ثانیاً معارضۃً ہم کہتی ہین کہ فمن نکث سی مستثنیٰ ہونی پر
کیا دلیل ہے باوجود فرار کی خیبر وحنین سی کیا سمجہی ثالثاً اگر بلی استثناء
ثلاثہ کی مخاطب کی تسکین نہین ہی تو لفظ مومنین بجای آلہ سمجہی کر اوس سے
منافقین خارج ہوگئی اسلئے کہ حقیقت مین منافقین مومنین ہی نہین ہین
اور اگر مخاطب اس آلہ کو بہی قاصر سمجہی اور موجب تسکین باطن نہو تو بڑا الانبا جو
الہ آیہ فمن نکث کو لی کہ البتہ اس سی مقصود دلی فائز ہوجائیگا اور اگر اس
سی بہی تسکین نہو تو کسی طبیب کا گہر ڈہونڈہی کہ شاید اوسکی نشتر سی کچہہ کام نکالے

قوله اور اگر کہو کہ وہ منافق تہی ا قول ہمتو بہت کہتی ہین مگر ہمارے
نہین منتے ، قوله تو اوسکا رد بہی خدا نی خود کردیا ہے ا قول محض غلط ہر گز
خدا نی کہین رد نہین کیا اِسلیئے کہ قُلُوبِهِمْ اور عَلَيْهِمْ کی ضمیر طرف
مومنین کی پھرتی ہی نہ طرف مطلق مبایعین کی ہان اگر خدا رضی اللہ عن
المؤمنین نہ فرماتا بلکہ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُبَايِعِينَ فرماتا تو بظاہر اسکا شبہہ ہوتا
گو حقیقت مین رضای مطلق بغیر ایمان کی ہو نہین سکتی قوله کہ یہہ سب بڑے پکے
مسلمان اور سچے ایمان والے ہین ا قول کیا بے عقلی ہی کہ باوجود فرض کرنے
نفاق کی پھر او نہین کو کوئی پکا مسلمان اور سچا ایمان والا سمجھی یا للعجب جب ضمائر
طرف مومنین کی پھیری اور مخاطب منافقون کو پکا مسلمان کہی قوله
اگر وہ لوگ منافق ہوتی ہو ا قول اگر اون لوگو نمین سی منافق نہوتی تو کیون
خدا فَمَنْ نَكَثَ فرماتا قوله تو کیون خدا اونکی ایمان پر شہادت دیتا اقول
ہذا اول البحث کہین خدا نی ثلثہ کی ایمان پر شہادت نہین دی بلکہ ہر جگہ
اونکی نفاق پر شہادت موجود ہی اور اسجگہہ بہی آیہ فَمَنْ نَكَثَ ہی فرار
من الزحف یوم حنین و خیبر شہادت علی النفاق ادا ہو گئی قوله فتح اور غلبہ
عطا کرتا اقول فتح اور غلبہ کبہی لمصلحة کفار کی لئی بہی ہو جاتا ہی و نولی
بعض الظالمین بعضاً قوله ان آیتو نکو دیکھکر اگر کسی شیعہ کو یہہ خطرہ
ہوا ہو اقول استغفر اللہ کہ کبہی کسی شیعہ کو اسکا وہم و خیال بہی گزری یہہ خطرات
شیطانی اونہین حمقا کو پیدا ہوتی ہین جنکا گمان فاسد یہہ ہوتا ہی کہ یہہ
لاجواب ہی اور شیعہ اسکے جواب سی عاجز ہین ایسی خطرات سوای ... ہو کر

کسیکو نہین ہوتی مخاطب سب شیعون کو اپنا ہی سا گمان کرتا ہی آری سہ
کافر ہمہ را بکیش خود میداند **قوله** ایسی آیت صریح **اقول** سب آیتین آنکے نزدیک
صریح ہین تخصیص اسکی کیا ہی لیکن اب تمکو معلوم ہو گیا ہو گا کہ صراحت فضیلت
پر ہی کہ رذیلت پر ہی مگر جبکہ خدائی چشم بینا ہی نہین عنایت فرمائی ہی تو کیا خاک
معلوم ہو گا اب ہم تمہاری تقریر سی کہتی ہین کہ جب ہم ذایل او فضایح صحابہ
منافقین کی آیات اور احادیث سی ثابت کر دیتی ہین تو جب سنیونکو کچھ جواب
نہین سوجھتا تو کہتی ہین کہ ضرور کوئی نہ کوئی سبب ہو گا کہ ہماری علما ان فضایح
سی انکار کرتی ہین ورنہ کیا سب عالم سب بیوقوف ہی سب نے لیا سب پیر سب سالک
سب دیوانی مجذوب سب بیشاخیل سنیونکی مذہب کے نادان تھی کہ ایسی دلایل صریح
کا انکار کیا اور باوجود اسکی بھی ثلاثہ کو اچھا سمجھا اسلئی ہمنے انہین کے مذہب
کی معتبر تفسیرون اور کتابون سی اپنا دعوی ثابت کر دیا اور پہلے مرکہ اونکے
عالم اور پیر اور پیران پیر احمق نادان تھی یا دانا ایمان والی تھی یا بی ایمان منصف
تھی یا ناصبی تھی اونہین کی عقل پر چھوڑا اب اپنی کتابونسی مقابلہ کر کی بندہ پرورون
اور بی ایمانونکو جو مناسب سمجھین کہین ای سنیونکے بھائیو اگر سنی ہو سنو اور
دیکھو جو کچھ ہمنی تمہاری تفسیرون سی تفسیر کل آیات مین لکھا ہی وہ مطابق ہی
یا نہین ہی **قوله** کاشانی اپنی تفسیر مین لکھتی ہین **اقول** دروغ محض ہے
تفسیر کاشانی یہان موجود ہی او سمین اس عبارت کا کہین نشان ہی نہین ہے
اور اگر یہہ عبارت اسمین ہوتی بھی تو ہمکو نہین معلوم ہوتا ہی کہ مخاطب کو
کو کیا نفع اس سی پہنچتا اسلئے کہ اسمین تو مثل کلام اللہ کی تصریح ہی سونان کی

یعنی مومنان بیعت کنندگان دوزخ مین نجاوینگے نہ یہہ کہ منافقان بیعت کنندگان
اور نہ یہہ کہ مطلق بیعت کنندگان دوزخ مین نہ جاوینگی خواہ مقتضا بیعت پر باقی
رہین یا نکث عہد وپیمان کرکی فمن نکث مین داخل ہون عجب تخبط ہی جو
یہان اصل مایہ نجات ہی وسکی اثبات کی تو کچہہ فکر نہین ھی فقط بیعت پھولے
نہین سماتی اور بار بار اوسی گائی ہوے راگ کو گاتی ھین قال المخاطب
المقام ھدٰاہ اللہ سبل السلام اگر اس روایت پر اطمینان
اور حضرات شیعہ کو اپنی متکلمین و متعصبین کے جواب سننی کا اشتیاق ہو تو اسکو
ہی سنین کہ اونکی علمانی اس آیت کو دو طرح پر رد کیا ہی بعضون نی یہہ فرمایا ہی کہ
اس آیت سی ثابت ہوتا ہی کہ خداوند تعالی اس فعل خاص سی یعنی بیعت سی راضی
ہوا اس سی یہہ لازم نہین آتا کہ خدا اونکی سب کاموں سی راضی ہوا ہو اور آیندہ بہی
راضی ھی اور بعض کا قول یہہ ہی کہ بعد اس بیعت کی صحابہ کبار نی وہ کام کیے جو
مخالف اس بیعت کی تہی یعنی لڑائیو مین بھاگ گئی خلافت خلیفہ برحق کے
غصب کر گئی پس وہ اس آیت کی وعدہ سی خارج ہوگئی پس نسبت امر اول کے
ہم یہہ جواب دیتی ہین کہ خدا کی نسبت یہہ گمان کرنا کہ وہ صحابہ کی اور کاموں سی راضی
نہ تھا صرف ایک فعل خاص بیعت سی راضی ہوا اسلئے لقد رضی اللہ عن المومنین
فرمایا ایسی تہمت ھی کہ کوئی مسلمان اپنی دل مین اوسکا خیال بہی نہین کر سکتا
کیا یہہ ممکن ہی کہ اگر خدای عز وجل اون بیعت کرنیوالوں سی ہر طرح پر راضی نہوتا تو
وہ لقد رضی اللہ عن المومنین صرف اونکی دل خوش کرنیکو براہ تدلیس فرماتا
اور جن باتوں سی اونکی ناراض تہا اونکو نفقہً ظاہر نکرتا اور یہہ امر بہی غور کرنیکے

لایق ہی کہ حضرت شیعہ کو کسطرح معلوم ہوا کہ صحابہ کی اونکاموں سی خدا ناراض تہا
آخر کیونکر اونکی نارضامندی کا حال معلوم ہوا نہایت تعجب کا مقام ہی کہ خدا
اونکی اوس فعل کو جس سی راضی ہوا لقد رضی اللہ کہکر ظاہر کری اور اونکی اون
افعالونکو جن سی ناراض ہو سوائے شیعان عبداللہ بن سبا کی کسی پر اظہار نفرماوے
شاید شیعان پاک یہہ جواب دین کہ اوس قرآن مین جو امام مہدی عم کے پاس ہی اصحاب کی
برائیان لکہی ہوئی ہین مگر ہم جب تک کہ اوسکو اپنی آنکہہ سی نہ دیکہہ لیں اور امام صاحب
سی اوسکی تصدیق نہ کر لیں اوسکو قبول نہین کر سکتی لیکن افسوس تو یہی ہی کہ امام صاحب کا
کچہہ نشان ملتا ہی نہ اوس قرآن کا کچہہ پتا چلتا ہی ہزار برس تو گذر گئی اور ہنوز
معلوم نہین کہ ابہی کتنی دن امام کی ظہور مین باقی ہین ؎ صد شب ہجر گذشت و
مہ من پیدا نیست ٭ طرفہ عمری کہ بصد سال ندیدم یکماہ ٭ اور نسبت امر دوم
کی کہ صحابہ کبار اس آیت کی وعدی سی بسبب نکث بیعت کی خارج ہین اوسکا
جواب ہم اسطرح پر دیتی ہین کہ اس اعتراض سی بہی اتنا ثابت ہوتا ہے کہ بیعت رضوان
کی وقت تک صحابہ کبار اور مہاجرین و انصار سچی مسلمان اور پکی مومن تہی نہ منافق
تہی نہ کافر اور اونکی بیعت صادقانہ تہی نہ منافقانہ چنانچہ یہہ فقرہ صاحب
تقلیب المکائد کا کہ این کلام معجز نظام دلالت میکند بر آنکہ بعضی از اہل بیعت رضوان
نکث خواہند کرد ٭ دلیل اسپر ہی کہ جب بیعت کی تہی اوسوقت تک نہ منافق تہے
نہ کافر بلکہ لقد رضی اللہ عن المومنین مین داخل تہی اور شہید ثالث نور اللہ شوستری
کا یہہ کلمہ کہ مدلول آیہ عند التحقیق رضای حق تعالی است از آن فعل خاص کہ بیعت است
و کسی منکر این نیست کہ بعضی از افعال حسنہ مرضیہ از ایشان واقع است شاہد آیہ

اونکا بیعت کرنا فعل حسنہ تھا پس اسی سی یہہ اعتقاد کہ صحابۂ کبار اول ہی سے منافق تھی باطل ہوا اور جب تک یہہ آیت جسمین خدانی اپنی رضامندی ظاہر کی نازل ہوئی اونکا مسلمان اور باایمان ہونا ثابت ہوا خیر اب آگے چلیے اور بعد اس بیعت کی اونکی حال پر نظر کیجیے کہ کیا کام اونسی ایسی ہوئی جن سی اونکا نکث بیعت کرنا ثابت ہوا اور وہ کام کسوقت ہوئی پیغمبر صاحب کی جیتی جی یا اونکی وفات کی بعد چنانچہ اونکی نسبت شہید ثالث اور صاحب تقلیب المکاید نی جو کچھہ لکھا ہی اوس سی ظاہر ہوتا ہی کہ بعد اس بیعت کی پیغمبر صاحب کی سامنی اونسی نکث بیعت ہوا یعنی وہ جنگ خیبر پر ثابت قدم نرہی بلکہ بھاگ گئی اوسکی نسبت ہم یہہ جواب دیتی ہین کہ اگرچہ قلعۂ خیبر صدیق اکبر یا حضرت عمر کی ہاتھہ سی فتح نہین ہوا لیکن فتح نہونا مستلزم فرار نہین ہی بھاگنا جنگ خیبر سی حضرات شیعہ نی کہانسی ثابت کیا اور بالفرض اگر وہ جنگ خیبر سی بھاگی اور اونہونی نکث بیعت کیا تو جسطرح ہمنی اونکی بیعت کو خدا کی کلام سی ثابت کیا اور خدا کی رضامندی کا لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ کی آیت پیش کرکی ثبوت دیا اسی طرح حضرات شیعہ کی ذمہ ہی کہ بمقابلہ اس آیت کی اونکا بھاگنا جنگ خیبر سی اور نکث بیعت کرنا اور خدا کا اونسی ناراض ہونا کسی آیت سی ثابت کر دین وَاِذْ لَیْسَ فَلَیْسَ اور ہم خوب یقین کرتی ہین کہ اگر صحابۂ کبار سی کوئی فعل بعد اس بیعت کی موجب نارضامندی خدا کا ہوتا تو ضرور وہ اوس سی بھی خبر دیتا اور جسطرح اونکی بیعت سی راضی ہوکر لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ فرما دیا اسیطرح فرار اور نکث بیعت سی ناراض ہوکر لَقَدْ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ ارشاد کرتا اسلیئی کہ لڑائی

سی بھاگنا اور بیعت کا توڑنا آخر پیغمبر صاحب ہی کی سامنی ہوا اور سو وقت
تک سلسلہ وحی کا جاری تھا جبرئیل ؑ کا آنا بند نہ ہوا تھا پھر کیا سبب ہے کہ
خدا اونکی اچھی کامونکو ظاہر کری اور بری کامونکی خبر تک نہ دی اونکی افعال
حسنہ کی تو شہرت دی اور اونکی افعال قبیحہ کی پردہ پوشی کری پس یا تو
خدا اونسی ڈرتا تھا کہ اونکی برائی بیان نکر سکتا تھا یا درحقیقت اونسی کوئی ایسی
ہوئی تھی جسکو ظاہر کرتا یا اگر کوئی لغزش ہوجاتی تھی تو اوسکو عفو کر دیتا تھا
اور اونکی اور نیک کامون پر خیال کرکی اوسکو براہ ستاری چھپا دیتا تھا اور اگر
کہا جاوی کہ بعد وفات پیغمبر صاحب کی صحابہ کبار نی ایسی کام کیئی کہ جن سی خدا
ناراض ہوا مثل خلافت غصب کرنی وغیرہ کی اوسکی نسبت ہم یہہ کہتی ہین کہ
اگر اونسی بعد وفات پیغمبر خدا کی کوئی کام ایسا ہونیوالا تھا کہ جس سی خدا ناراض
ہوتا تو ضرور اوسکی خبر دیتا اور کبھی اونکی حقمین لقد رضی اللہ نہ فرماتا اور جب
خدا نی اس آیت مین یہہ فرما دیا کہ فعلم ما فی قلوبہم کہ مین اونکی دلونکی بات
جانتا ہون اور فرمایا کہ فانزل السکینۃ علیہم کہ مین نی نازل کی اونپر تسلی تو
کیونکر قیاس مین آسکتا ہی کہ ایسی لوگ کبھی جادۂ حق سی منحرف ہوئی ہون
لیکن ہم حضرات شیعہ سی عرض کرتی ہین کہ وہ کیون سوال و جواب مین اپنی
اوقات ضایع کرتی ہین اور کیون علامۂ کاشانی کی تفسیر کی ان لفظونکو نہین دیکھتی
کہ آنحضرت فرمود بہ دروغ نزد یک کس ازان مومنان کہ در زیر شجرہ بیعت کردند
اس مفسر نی تو کچھ قصہ جھگڑا باقی ہی نہین رکھا عام بشارت جنت کی اون لوگونکو
حقمین جو اس بیعت مین شریک تھی پیغمبر صاحب کی زبان سی تصدیق کردی لیکن

اگر اس ایک روایت پر اطمینان نہین ہوتا تو اوسکی تائید مین دوسری روایت
سُنین کہ ترجمہ کشف الغمہ مین لکھا ہی کہ از جابر بن عبد اللہ انصاری روایت است
کہ ما دران روز ہزار و چہار صد کس بودیم دران روز من از حضرت پیغمبر خدا صلعم
شنیدم کہ آنحضرت صلعم خطاب بحاضران نمود و فرمود کہ شما بہترین اہل زمینید
و ما ہمہ دران روز بیعت کردیم و کسی از اہل بیعت نکث نہ نمود مگر قیدبن قیس کہ آن منافق
بیعت خود را شکست اس روایت سے چند فائدے حاصل ہوے اول یہہ ثابت
ہوا کہ بیعت کیوقت چودہ سو صحابی موجود تھے جنکی بیان اور اسلام کی خبر
خدا دیتا ہی کہ فعلم ما فی قلوبھم اور اونکی شان مین فرماتا ہی لقد رضی اللہ
عن المؤمنین دوسرے یہ حضرت پیغمبر خدا نے اونکی نسبت فرمایا کہ تم بہترین اہل
زمین سے ہو تیسرے یہ ثابت ہوا کہ سوای ایک منافق کے اور کسینے بیعت کو نہین توڑا
پس اے شیعان پاک اب تم انصاف سے ان روایتونکو دیکھو اور اپنے شہید ثالث
اور صاحب تقلیب المکاید کی ایمان اور انصاف پر خیال کرو کہ وہ محبت اہلبیت
کی پردہ مین کیسی خدا کی آیتونکی تکذیب کرتی ہین اور کسطرح ایسے صریح نصوص
سے انکار فرماتے ہین لیکن اگر ہم صحابہ کی برائیونکو تسلیم بھی کرلین تب بھی کچھہ
فائدہ شہید ثالث کی تقریر کا نظر نہین آتا اسلیے کہ جو علامہ کاشانی نے تفسیر
مین لکھا ہی کہ آن حضرت فرمودند بدوزخ نرود یک کس از آن مومنان کہ در زیر
شجرہ بیعت کردند اسکا کیا جواب ہی بغیر اسکی کہ یہہ کہا جاے کہ حضرت نے تقیہ سے
کہدیا ہوگا یقول المتمسك بولایة علی ابن ابیطالب ع
بیشک یہہ جوابات شیعونکی ہین لیکن حقیقت مین مبتنی اوپر تنزل کی ہین یا مبنی

کہ مومنین سے مومنین حقیقی نہ مراد لیں بلکہ اعم اس سے اور مومنین بافواههم
دون قلوبهم سے مراد لیں پس اسصورت میں ضرور ہوگا کہ رضا کو مقید کریں
ساتھہ کسی قید کی مثلاً رضا بفعل خاص اور رضا بشرط بقا بر بیعت اور اگر لفظ
دلالت ان قیود پر نہوئی تو لاریب کہ عقل اسپر دلالت کرتی ہے کیونکہ بالبداہت
معلوم ہی کہ رضاء مطلقہ جناب باری مومنین بافواههم سے فقط بیعت کرنی
سے نہیں حاصل ہوتی جب تلک ایمان حقیقی اور وفا بر عہد بیعت اوسکی ساتھہ
منضم نہو پس حال آیہ بعینہ مثل دیگر آیات عامّہ اور احادیث عامّہ کی ہوگا جو
بمقتضای مامن عامٍ الّا وقد خص دلیل عقل اوپر تخصیص کے دلالت کرتی
مثل اِنَّ اللہ علیٰ کلِّ شیءٍ قدیر کہ مخصوص بممکنات ہی کما مرّ اور مثل حدیث
ابو ہریرہ کما فی الصحیح البخاری مَن قالَ لا الٰہ الّا اللہ دخل الجنّۃ کہ مشروط
بشروط عدیدہ ہی چہ جائیکہ خود نقل دلالت کری اوپر تخصیص کے اور موافق
عقل ہو جاوی چنانچہ اسمقام پر جناب باری نی رضی اللہ عن المؤمنین
مخصوص کیا ہی اولاً ساتھہ اِذ یُبایِعُونَکَ کی پس اِذ یا ظرفیہ ہی تو معنی
یہہ ہونگی کہ رضا مخصوص بوقت بیعت ہی یا اِذ تعلیلیہ ہے تو معنی یہہ
کہ رضا مخصوص من حیث البیعت ہی پس دونوں صورتوں میں رضا ایک امر
خاص پر ہوئی جیسی حدیث مشہور میں ہی کہ اَلسَّخِیُّ حَبِیبُ اللہِ وَلَو کَانَ
کَافِرًا یعنے محبوبیت سخی من حیث السخاوت ہی نہ من حیث الکفر والنفاق
وغیرہ اور ثانیاً اس رضا کو مخصوص کیا جناب باری نی بعدم نکث اور بعد
رضی اللہ کی فرمایا فَمَن نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنکُثُ اہ کما مرّ انہا موخر فی الآیۃ

بہرکیف احتیاج ان تخصیصات کی نہین ہی مگر اوس صورت مین کہ لفظ
رضی اللہ سی رضای مطلق مراد لیجاوی بطور موضوع موجبۂ کلیہ کے بمطلق
رضا بطور موضوع مہملہ کے اور چونکہ ظاہر ہی کہ کوئی لفظ یہان شمول اور
عموم پر دلالت نہین کرتا ہی کہ سور موجبۂ کلیّہ ہوسکی تو ضرور ہوگا کہ بطور
موضوع مہملہ مراد لیا جاوی اور مہملہ ملازم جزئیہ کا ہی کما ثبت فی المیزان
پس مراد رضا سی نہوگی مگر بعض الرضا اور ظاہر ہی کہ بعض الرضا کفار اور
منافقین سی بہی باعتبار بعضی افعال حسنہ کی ہوسکتی ہی جیسا کہ [illegible]
اللہ ولو کان کافرا مین گزرا وہو لا یفید النجات لعدم الایمان پس اس
تقریر سی ہماری ثابت ہوا کہ جوابات شیعہ مبنی بر تنزل علی التنزل ہین
بایمعنی کہ اوّلاً لانسلّم کہ مراد مومنین سی اعمّ از مومنین حقیقی و ظاہری ہین کیون
نہین جائز ہی کہ مومنین حقیقی مراد ہون پس حضرات ثلاثہ اس سی خارج
ہوجاوینگے کیونکہ اونکا مومنین حقیقی سی ہونا ہماری نزدیک ثابت نہین ہے
اور ثانیاً سلّمنا کہ مومنین سی اعمّ مراد ہی لیکن لانسلّم کہ رضا سی رضای مطلق مراد
ہی کیون نہین جائز ہی کہ مطلق الرضا مراد ہو کہ وہ ملازم جزئیہ ہی اور سفا او
اوسکا ثبوت بعض الرضا ہوگا اور بعض الرضا کفار اور منافقین سی بہی ممکن ہی
باعتبار بعض افعال حسنہ کی وَہُوَ لَا یُفِیدُ شَیئًا لَہُم لِعَدَمِ الْاِیمَان ثالثاً سلّمنا
کہ رضا سی بہی مراد رضای مطلق ہے لیکن مابعد اوسکا مخصّص ہی
کہ دلالت کرتا ہی احدہما پر اِذْ یُبَایِعُونَکَ اور دلالت کرتا ہی ثانی پر فَمَنْ نَکَثَ
الآیۃ پس جواب ثالث کہ مبنی بر دو تنزل ہی آپ ہی مین بحث لائق

کرتی ہین اور دو جواب ولی کی جواب سی آپ ہی دم چرایا اور یہی دستور ہے
حضرات اہلسنت کا کہ جب جوابات اصلی کا جواب نہین سوجھتا تو جوابات
تنزلی پر جان لڑا دیتی ہین اور اصلی جواب کا جواب بالکل اڑا دیتی ہین اور
یہہ نہین سمجھتی کہ جوابات تنزلی تطفلی ہوتی ہین اگر بفرض محال بزعم باطل آپکی
باطل بہی ہو جاینگے تو خصم آپکا بنظر جواب اصلی کے آپکی جان نچہوڑیگا اور نہ
بحث و جدال سی منہ موڑیگا اب ہم بحث کرتی ہین آپکی جوابات ناصواب
قولہ بہ نسبت امر اول کے ہم یہہ جواب دیتی ہین **اقول** یہہ جواب محض پوچ
اور لچر ہے اسلیئے کہ بنا اسکی دو باتون پر ہی ایک تو یہہ کہ خدا نی فقط رضی
اللہ عن المومنین کہا دوسری یہہ کہ رضی اللہ عن المومنین سی رضائے مطلق اور
یعنی رضاے کلی بوجہی جاتی ہے کہ محصل جسکا یہہ ہی کہ ہر طرح پر راضی ہو
دونو باتین محض غلط ہین اسلیئے کہ خدا نی فقط رضی اللہ عن المومنین نہین کہا
بلکہ ساتہہ اسکی اذ یبایعونک بھی فرمایا یعنی خدا راضی ہوا مومنین سے وقت
بیعت کے یا بسبب بیعت کی اور بیعت ایک فعل خاص ہی پس رضا ہوئی مگر
فعل خاص پر اور لا نسلم کہ رضا بر فعل خاص مستلزم رضا بر جمیع افعال ہو اور جب
خدا نی رضی اللہ رضاءً مطلقاً یا رضی اللہ من کل الوجوہ نہین فرمایا کہ مخاطب
سمجہی کہ ہر طرح پر خدا راضی ہوا اور جب کوئی لفظ اوپر عموم اور شمول کے نہین دلالت
کرتا ہی تو ضرور ہی کہ رضا سی مراد رضا فی الجملہ لیجاوی اور رضا فی الجملہ سے
رضاء کلی مراد لینا سراسر جہالت ہی قواعد منطقیہ سی **قولہ** خدا کی نسبت
یہہ گمان کرنا کہ وہ صحابہ کی اور کاموں سی راضی نہ تہا **اقول** اور کاموں سے

تحت بیعت بہی ایک کام ہی اور کون مسلمان خدا کی نسبت یہہ گمان کر سکتا ہے
کہ وہ جلشانہ تحت بیعت سی بہی راضی تہا اور اگر راضی تہا تو پہر فرمن تحت
کیون فرمایا **قولہ** ایسی تہمت ہی کہ کوئی مسلمان اپنی دلمین خیال بہی
نہین کر سکتا **اقول** خدا تو فرما دی کہ مین بیعت ہی کرنی پر راضی ہوا اور
مخاطب کہی کہ نہین ہر طرح پر راضی ہوا کیون یارو تہمت یہہ ہی کہ وہ ہی
افسوس کہ دنیا مین انصاف نہین ہی خود خدا پر تہمتین کرین اور دوسرون کے
گلی مڑھین ؎ چہ دلاور است دزدی کہ بکف چراغ دارد **قولہ** ہر طرح پر
راضی ہوتا **اقول** لقد رضی اللہ کی معنی ہر طرح پر راضی ہونا سوای کسی کافر
جاہل کے کوئی مسلمان عالم نکہی گا کلام لفظی مین تو کوئی لفظ ہر طرح پر نہین دلالت
کرتا ہی ہان کلام نفسی مین ہو تو ہو لیکن مجبوری یہہ ہی کہ شیعونکو معلوم ہی نہین
کہ کلام نفسی سوای لفظ و معنی کے کس جانور کا نام ہی آیا اونٹ ہی یا امام زادی
کی بکری یا آپ کے حضرت استاد کی گردن مروڑی کر کہی چلیا کہ یہ جو تحفۃ الاحباب
مین ہی **قولہ** صرف ونکی دل خوش کرنیکو **اقول** البتہ کچہہ حمقا ایسی بہی ہین
کہ جو قیود اور شروط کلام خدا پر نظر نہین کرتے اور ایسی آیات سی جنکو پیغمبر سے
مناسبت حضرات ثلاثہ سی نہین ہی اپنا دل خوش کیا کرتی ہین لیکن صحابہ رضوان اللہ
تو اس آیت سی کبہی اپنا دل خوش نہین کرتی تہی دلیل اسپر حدیث صحیح بخاری قبل
کتاب المغازی ہی عن العلاء بن مسیب عن ابیہ قال لقیت براء بن عازب
فقلت طوبی لک صحبت رسول اللہ صلعم و بایعتہ تحت الشجرة فقال ابن اخی
انک لا تدری ما احدثنا بعده یعنی ملاقات کی مینی براء بن عازب سی پس

کہا مینی طوبیٰ ہے تیری واسطی کہ شرف صحبت رسول خدا کا پایا تو نی اور بیعت کی
تحت شجرہ پس کہا اوسنی اے برادرزادہ میرے تو نہین جانتا کہ ہم لوگون نے بعد اوس کے
کیا کیا اور کون کون بدعتین حادث کین انتہی پس اگر کل صحابہ رضامندی خدا
کو ایک فعل خاص پر نہ سمجھتی بلکہ رضامندی من کل الوجوہ سمجھتی اور رضامندی کو
دائمی سمجھتے اور مشروط بعدم نکث پر فعل خلاف رضامندی اور مشروط بہ بقا
بر مقتضای بیعت نجانتی تو انکا لا تدری ما احدثنا بعدہ نہ کہتی افسوس ہے
کہ حضرت مخاطب اوسوقت موجود نہ تھی ورنہ براء بن عازب سی بعین عتاب
و خطاب فرماتی کہ تو یہ کیا جھک مارتا ہی خدا نے تو رضامندی عامہ کو تمام
دائمہ بیان فرمائی ہی اور مشروط ساتھہ کسی شرط کی نہین کی ہی پھر تو ما احدثنا
بعدہ کا کیون ذکر کرتا ہی شاید تو نی مذہب اہلسنت و جماعت چھوڑ کے اس
آیہ مین مذہب شیعہ اختیار کیا ہی **قولہ** براہ تدلیس فرمایا **اقول** تدلیس
بظاہر تب ہوتی کہ خداوند تعالیٰ اس آیت کو یون فرماتا کہ لقد رضی اللہ عن الجمیع
من کل الوجوہ رضاءً دائماً ولو نکث وفجر وکفر لیکن جبکہ خدا نی تخصیص رضا
بمومنین کی اور قید اذ یبایعونک کی لگائی اور مشروط بشرط عدم نکث فرمایا
تو ان قیود و شروط و تخصیصات سی قطع نظر کرنا تدلیس حضرات اہلسنت ہے
نہ تدلیس خدا و رسول **قولہ** اور جن باتون سی اونکی ناراض تھا اونکو تعقیبہ
ظاہر کرنا **اقول** جن باتون سی ناراض تھا وہ عدم ایمان تھا اور عدم وفا
بما عاهد علیه الله تھا اور نکث بیعت تھی اور فرار عن الزحف تھا اور
محبت مال و دنیا تھی ان سب باتونکو جو منافقین سی سرزد ہوئین خدا نے

بیان فرمادیا پس محل و مصداقِ تقیہ کہان ہی آسے اگر مومنین مین اظہار نہ
نکرنا بالخصوص اسماءِ حضرات ثلاثہ کا بہ تقیہ از شیعان ہی تو منافقین مین
اظہار نکرنا اون نامونکا بہ تقیہ از سُنّیان ہی اور اگر عدم اظہار نام کرام
ولیام لمصلحتہٍ ہی تو دونو مقام پر بھی تقیہ کو نہ یہان دخل ہی نہ وہان مگر
حضرت مخاطب کو تمسخر مین البتہ دخل ہی وَاِنْ تَسْخَرُوا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ
مِنْکُمْ کَمَا تَسْخَرُوْنَ قولہ غور کرنیکی لائق ہی اقول غور کرنیکے لائق
حال رضامندی ہی کہ کن لوگونسی ہی مومنین سی ہی یا منافقین سی اور کس
بات پر ہی بیعت پر یا کل دنیا کی کامون پر اور کس وقت تک ہی تا بعدم نکث
بیعت یا ابدالآبدین قولہ حضرات شیعہ کو کسطرح معلوم ہوا کہ صحابہ کے
اور کامونسی خدا ناراض تھا اقول جسطرح سی تمکو حال رضامندی معلوم
ہوا بلکہ تمہاری زعم باطل مین فقط ایک رضی اللہ سی حال رضامندی ظاہر ہوا اور
شیعونکو سیکڑون آیتونسی جو دربارہ منافقین ہین حال نارضامندی خدا
بعض صحابہ سی ظاہر ہوا قولہ کیونکر اونکو اوسکی نارضامندی کا حال معلوم
ہوا اقول یونکر معلوم ہوا کہ خدا نی فرمایا فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی
نَفْسِہٖ اور پھر فرمایا فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَمَاْوٰہُمْ جَہَنَّمُ وَبِئْسَ
الْمَصِیْرُ اور پھر فرمایا لعنہم اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ پس اِن آیات
سی اور انکی امثال سی کہ سیکڑون ہین کمال نارضامندی خدا معلوم ہوتی اور
اگر کوئی کہی کہ ان آیات مین ثلاثہ کی نام کی تصریح نہین ہی تو ہم کہینگی آیہ لقد
رضی اللہ مین بھی ثلاثہ کی نام کی تصریح نہین ہی مگر جب اونسی نکث بیعت اور

فرار عن الزحف اور ایذای خدا و رسول واقع ہوئی تو خود بخود مصداق آیات غضب خدا
ہوگئی **قولہ** تعجب کا مقام ہی **اقول** تعجب کا مقام ہی کہ لقد رضی اللہ سے
تو رضامندی ظاہر ہو اور فمن نکث سی نارضامندی نہ ظاہر ہو علاوہ اسکے
لقد رضی اللہ سی تو فقط مومنین ہی سی رضامندی ظاہر ہوئی نہ سر گروہ
منافقین سے پھر کیونکر اہلسنت معاویۃ العاویۃ الغاویہ عو عو کرتی ہین اور نام
اصحاب ثلاثہ زبان پر لاتی ہین شاید شیعان پاک کو تابعان سگ ناپاک ہ
جواب دین کہ اگرچہ اِس قرآن مین تصریح نام ثلاثہ کی نہین ہی مگر جس قرآن کو حضرت
عثمان نی جلا دیا اوسمین تصریح نام ثلاثہ کی موجود تھی لیکن چونکہ آیہ فمن نکث
سی وہ نام منسوخ ہی ہو چکی تہی اسلئے حیاء عثمانی مقتضی اونکی جلانیکی ہوئی
پھر اب اوسکا ذکر زبان پر لانا لغو ہی اسلئے کہ اگر شیعہ اوسکو دیکھین گے بھی
تو بسبب منسوخ التلاوۃ ہونیکی اوسکو قبول نہین کر سکتی ☆ **قولہ** لیکن افسوس
تو یہ ہی **اقول** الحمد للہ کہ شیعونکو امام صاحب کا نشان ملا ہی اور اپنی امام ما ن
پہچانا ہی مقام افسوس ہی کہ سُنیون نی اپنی امام زمان کو نہ پہچانا اور موت
جاہلیت مری اور بقول خلیفہ زادہ عبد اللہ بن عمر کی جنہون نی بخوف موت
جاہلیت یزید کی اور حجاج بن یوسف کی پاؤنکی بیعت کی انکا کھین جھکانا نہو
نہ گھر کی ہوئی اور نہ یہ گھاٹ کی **قولہ** ہزار برس تو گذر گئی **اقول** قریب
تیرہ سو برس کے گزری کہ اہلسنت منتظر ہین کہ امام مہدی متولد ہون تو انسی
فریاد کرین اور جو طوق شیعون نی حضرات ثلاثہ کے گلی مین ڈالا ہی اوسکو نکلوا
ڈالین مگر باوجود گزرنی اِس زمانہ دور و دراز کی ابھی تک کچھ اونکا اثر بھی

نہ پیدا ہوا یہ انتظار تو انتظار فردای قیامت سی کم نہین ہے یہ شعر نہایت
مناسب مقام پیدایشِ امام ہی سہ صد شب ہجر گذشت و مہ من پیدا نیست
طرفہ عمری ز صد سال ندیدم یک ماہ ہر آری بجای صد سال کے سیزدہ
صد کہنا مناسب تہا بہر کیف دیکہا چاہیی کہ وہ حضرات وس طوق کا ننگ کیسے
بڑہا دیتی ہین یا گہٹا دیتی ہین **قولہ** اس اعتراض سی بہی اتنا ثابت ہوتا ہے
اقول یہ اعتراض نہین ہی بلکہ سنیونکی استدلال کا جواب ہی اور محصل اسکا
یہ ہی کہ بیعت حدیبیہ اوپر شرط عدم فرار کی تہی اور رضامندی خدا منوط
اوپر اسی بیعت مشروطہ بہ شرط عدم فرار کی تہی پس جن لوگون نی ایفا
بشرط کیا وہ داخل رضامندی خدا ہوئی اور جن لوگون نی بعد اس بیعت کے
وفا بشرط نکی بلکہ بفرار از محاربات خیبر و حنین نکث بیعت کی وہ فمن نکث
مین داخل اور لقد رضی سی خارج ہین بنا بر اسکی ناکثین ہمیشہ لقد رضی سی
خارج ہین چونکہ کبہی وفا کنندہ بشرط بیعت نہ تہی پس جو رضا کہ موقوف اوپر
ایفای شرط بیعت کی تہی وہ کیونکر متحقق ہوتی و اذا فات الشرط فات المشروط
پس حضرت مخاطب جو فرماتی ہین کہ اس اعتراض سی اتنا ثابت ہوتا ہی کہ بیعت
رضوان کی وقت تک صحابۂ کبار اور مہاجرین و انصار سچی مسلمان اور سچے
مومن تہی محض غلط ہی ہرگز ناکثین نہ سچے مسلمان تہی نہ سچے مومن تہی اگر سچی
مسلمان اور سچی مومن ہوتی تو کبہی ویسی نکث بیعت عمل مین نہ آتا اونکا نکث کرنا
سچی دلیل ہے اوپر جہوٹہی مسلمان ہونیکی اور سچی نشانی ہی اوپر کچی مومن ہونیکے
قولہ نہ منافق تہی نہ کافر تہی اونکی بیعت صادقانہ تہی نہ منافقانہ **اقول**

اقول اگر کافر بکفر نفاقی نہوتی تو پیغمبر کو تنہا کافرون مین چھوڑ کر نہ بھاگ گئے اور اگر عہد و پیمان عدم فرار مین صادق ہوتی اور منافق نہوتے تو مرجاتی اور فرار نکرتی اور ہرگز کسی عاقل کے عقل باور نہین کرتی کہ خدا کبھی ایسے منافقین ناکثین فارین سی راضی ہوا ہوا آسے راضی ونسی ہوا جنہون نے وفا بعہد و پیمان کی اور لڑے یا مری یا مارا **قولہ** چنانچہ یہہ فقرہ صاحب تقلیب المکائد کا **اقول** یہہ فقرہ ہرگز دلالت نہین کرتا اوپر اسکے کہ بیعت کرنیوالو مین منافق نہ تہی اسلئی کہ صاحب تقلیب المکائد یہہ فرماتی ہین کہ آیۂ فمن نکث اسپر دلالت کرتا ہی کہ بعض بائعین بیعت حدیبیہ جو موسوم بہ بیعت رضوان ہی ناکثین بیعت سی تہی اور بہت ظاہر ہی کہ ناکثین نہ تہی مگر منافقین پس خداوند علام الغیوب اون منافقین ناکثین سے کیونکر راضی ہوا اور وہ منافقین لقد رضی عن المومنین الموفین بعہدہم مین کیونکر داخل ہوئی **قولہ** اور شہید ثالث کا یہہ کلمہ **اقول** یہہ کلمہ شہید ثالث کا ہرگز اسپر دلالت نہین کرتا کہ آپکی صحابہ کبار اول سی منافق تہے اسلئی کہ بعض افعال حسنہ کا اونسی سرزد ہونا دلیل اوپر ایمان کے نہین ہی کیونکہ بعض افعال حسنہ کفار اور منافقین سی بہی واقع ہوتی ہین جیسا کہ سابق مین ہم نی الشیخ حبیب اللہ و کوکان کا فرات بیان کیا بلکہ یہہ فرمانا شہید ثالث کا کہ بعض افعال حسنہ مرضیہ از ایشان واقع دلیل ہی اوپر نفاق اونکی کی اسلئے کہ اگر بقول آپکی وہ پکے مومن ہوتی تو سب افعال اونکی حسنہ ہی ہوتی اور جب فقط بعض افعال حسنہ ہوئی تو بیشک وہ منافق تہی کہ بعضی ظاہری افعال اونکی حسن تہی اور باطنی افعال اونکی سب کے سب قبیح تہی

قوله جبتک یہہ آیت جسمین خدانی اپنی رضامندی ظاہر کی نازل ہوئی اقول محض غلط آیت رضامندی کی ساتھہ ہی آیت فمن نکث نازل ہوئی کہ اوسنے منافقین کو رضامندی سی خارج کردیا۔ قوله خیر اب آگے چلئی۔ اقول خیر نہین ہی آپ چاہئی آگی چلئے چاہئی پیچھے چلئی آپکا پیش وپس سب برابر ہی مطلع سی مقطع تک صاف پڑا ہوا ہی ابتدای حضرات ثلثہ بکفر بت پرستی تھی اور شراب پینا اور سور کھانا تھا اور وسط اونکا نفاق اور خاتمہ اونکا بارتداد بہ بعض المعانی تہا قوله اونکی حال پر نظر کیجئی اقول جب ہمنی اونکے حال پر نظر کی تو دیکھا کہ ہمیشہ اونسی افعال منافقانہ ہی واقع ہوئی کیا سامہنے جناب رسول خدا صلعم کی کیا بعد اونحضرت صلعم کے آرہی سامہنی اسیقدر ڈرتی تھے اور بعد اونحضرت صلعم کی خلیع العذار اور بالکلیہ گسستہ مہار ہوگئی قوله جنگ خیبر پر ثابت قدم نرہی اقول صاحب تقلیب المکاید رحمه الله نی بعد خیبر ذکر حنین بہی کیا ہی آپنے فقط خیبر ہی کیون پکڑ لیا مگر یہہ کہ حنین کا فرار لا جواب تہا اسلئی کہ حنین مین فرار صحابہ کبار مثل احد کی منصوص فی القران والحدیث ہی اور سچی تو یہہ ہی کہ اہل تواریخ نی کل لڑائیون مین بجز فرار کے نسبت قرار طرف ثلاثہ کی دی ہی نہین ہی۔ قوله لیکن فتح نہونا مستلزم فرار نہین ہی اقول حضرات ثلاثہ کا فرار آپ کہانتک چہپائنگی اور حکبنی چپڑی باتین بنائنگے کچہہ نکث بیعت خیبر ہی سی بہاگنی پر موقوف نہین ہے بلکہ حنین سی بہاگنا بہی اسی قسم کا ہی کہ خود کلام الله مین ثم ولیتم مدبرین موجود ہی صحیح مسلم مین ہی کہ عباس عم رسول الله صلعم کہتی ہین کہ جناب رسولخدا صلعم

اور آپ ایک بغلہ بیضا پر سوار تھے فَلَمَّا الْتَقَى الْمُسْلِمُونَ وَالْكُفَّارُ وَلَّى
الْمُسْلِمُونَ مُدْبِرِينَ فَطَفِقَ رَسُولُ اللّٰهِ صلعم يَرْكُضُ بَغْلَتَهُ قِبَلَ الْكُفَّارِ
إِلَى أَنْ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلعم أَيْ عَبَّاسُ نَادِ أَصْحَابَ السَّمُرَةِ فَقَالَ
عَبَّاسٌ وَكَانَ رَجُلًا صَيِّتًا فَقُلْتُ بِأَعْلَى صَوْتِي أَيْنَ أَصْحَابُ السَّمُرَةِ
یعنی ہر گاہ مسلمانوں کی اور کفار کی صف جنگ میں باہم ملاقات ہوئی مسلمان
پیٹھ پھیر کر بھاگے اور جناب رسول خدا نے اسوقت بنفس نفیس قصد جہاد کیا
اور اپنی بغلہ کو باوجود تنہائی اور غدر رفقا کی بکمال شجاعت و دلیری طرف
کفار کی بڑہاتی تھے اور رجز میں فرماتی تھے أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ أَنَا
النَّبِيُّ لَا كَذِبْ ٭ جیساکہ حدیث دیگر میں ہی پس عباس کہتی ہیں کہ آنحضرت
نی فرمایا کہ اَی عباس اصحاب سمرہ کو یعنی اصحاب بیعت رضوان کو جنہوں نے
مرنی اور عدم فرار پر بیعت کی تہی پکارو کہ کیون بھاگی جاتی ہو پس عباس کہ بہت
بلند آواز تھے بہ آواز بلند پکارنی لگی کہ أَيْنَ أَصْحَابُ السَّمُرَةِ یعنی کہان جاتی ہو
بیعت کنندگان زیر درخت ببول کی کیا اسی بھاگنی پر بیعت کی تہی انتہے محصلاً اس
حدیث سی صاف سمجھہ لیا گیا کہ فارین روز حنین ہی اصحاب بیعت رضوان ہی تہی کہ نکث
بیعت کرکی بہاگے جاتی تہی اور عباس ایسا جہوری الصَّوت انکو پکارتا تھا
مگر وہ جوانمردان معرکہ وغا کو کچھہ غیرت اور حیا نہ تہی اب ہم حضرت مخاطب
سی پوچھتی ہین کہ آپنی نکث بیعت کو جو مخصوص بفرار خیبر کیا ہی اسکی کیا وجہ ہے
کیون حضرت سوای خیبر کے کیا اور لڑائیونسی بھاگنی کی اجازت ملگئی تہی پہر کیف
چونکہ آپکی سمجھہ مین نکث بیعت خیبر ہی سی بھاگنی پر موقوف ہی تو بہت عجب

ہم

ہم اوسکو بھی بچند وجہ ثابت کرتی ہین اول تو یہ ہی کہ آپ فرماتی ہین کہ فتح نہونا
مستلزم فرار نہین ہی البتہ مستلزم فرار نہوتا جب آپ کسی کتاب سی گو جہوٹی
ہی ہو یہی ہوتی اونکا فرار زیر پای حصار ثابت کرتی لیکن بالاتفاق کل کتابون
سی اونکا پھر آنا ثابت ہی پس ہم کہتی ہین کہ جب جناب رسول خدا نی علم فتح
کرنی قلعہ کا دیا تھا تو واجب تھا کہ پای حصار سی نہ ہٹتے اور جب تک قلعہ فتح
نہوتا لڑتی یا مرتی جان بچا کی پھر آنیکی کیا معنی پس بجز اسکی کہ کمال جرأت سی
تاب اقامت نرہی وجہ مراجعت کیا ہوئی بعیت لڑنی مرنی پر ہوئی تہی یا بزدلی
سی لوگ ہم پھرتی پر ہم اسی عدم ثبات قدم کو جو خلاف مقتضای بیعت تھا
بنکث عہد بفرار تعبیر کرتی ہین آری اگر لاش خلیفہ صاحب کی بجای خلیفہ صاحب کے
زیر قلعہ سی پھرتی تو ہم ہرگز اوسکو تعبیر بفرار نکرتے خواہ قلعہ فتح ہوتا یا نہوتا
دوسری متواترات سی ہی یہ امر کہ جب دونو خلیفتین گرامی اور دونو شجاع نامی
بقصد خامی بلکہ بہ نکحرامی بناکامی خائب و خاسر پھری اور مصداق خسر الدنیا والآخرۃ
ہوی تو جناب رسول رب متعال کو نہایت ملال ہوا چنانچہ امام فخر الدین رازی
فرماتی ہین کہ انہ علیہ السلام بات تلک اللیلۃ مہموما تب اونحضرت
نی فرمایا لاعطین الرایۃ غدا رجلا کرارا غیر فرار یحب اللہ و رسولہ
ویحبہ اللہ و رسولہ یفتح اللہ علی یدیہ چنانچہ کنز العمال اور مسند احمد
بن حنبل او صحیح نسائی اور سیر ملا معین اور روضۃ الاحباب اور روضۃ الصفا
اور بہت سی کتب معتبرہ اہل سنت مین متقارب اللفظ والمعنی منقول ہی و عن
عبد اللہ بن بریدہ قال سمعت ابی یقول حاصرنا خیبر واخذ ابوبکر اللواء

فانصرف ولم يفتح له ثم اخذها عمر من الغد فرجع ولم يفتح له واصاب
الناس يومئذ شدة وجهد فقال رسول الله صلعم انی دافع الرایة
غدا الی رجل يحب الله ورسوله كرارا غير فرار لا يرجع حتى يفتح الله
له الحديث وفی صحيح النسائی لاعطين الراية رجلا يحب الله و
رسوله ويحبه الله ورسوله ليس بفرار الحديث محصل یہ ہی کہ
آنحضرت نی فرمایا کہ کل ہم دینگی رایت ایسی شخص کو جو کرار غیر فرار ہوگا
اور خدا و رسول اوسکو دوست رکھتی ہین اور وہ خدا و رسول کو دوست رکھتا ہوگا
پس اس کلام بلاغت نظام مین تصریح اس بات کی ہی کہ جناب امیر علیہ السلام مخصوص
باین صفات تھی اور جن حضرات کو پیشتر اس سی رایت ملا تھا وہ صاحب ان صفات
کی نہ تھی اور وہ لوگ دوست رکھنی والی خدا اور رسول کی نہ تھی بلکہ دوست
رکھنی والی اپنی جانونکی تھے اسی سبب سی جان بچاکر بھاگ کھڑی ہوئی پس اگر
خلفا نی فرار نہین کیا تھا تو آنحضرت نے کیون فرمایا کہ کل ایسی شخص کو رایت دونگا
جو کرار غیر فرار اور لیس بفرار ہوگا یعنی بھاگنی والا نہوگا اس سی تو صاف صاف سمجھ
لیا جاتا ہی کہ جسطرح سی خلفا بھاگ آئے وہ نہ بھاگ آویگا یہانتک کہ قلعہ کو
فتح کری حضرات اہلسنت اس سی بڑھکر اور کیا دلیل فرار ثلاثہ چاہتی ہین کہ قول
جناب رسولخدا شاہد اونکی فرار کا ہی تیسرے اگر حضرت مخاطب کی تسکین ان دلیلون
سی نہین ہوتی ہی تو نظر کری طرف اوس نص صریح کی جو حدیث کنز العمال مین مذکور ہے
روی عن علی ع انه سار رسول الله صلعم الی خیبر فلما اتاها بعث عمر و
معه الناس الی مدينتهم فقاتلوهم فلم يلبثوا الى ان انهزموا عمر

اصحابہ فجاء یجبنهم ویجبنونه فساء ذلک رسول اللہ صلعم محصل کلام
یہہ ہی کہ جب جناب رسول خدا صلعم طرف خیبر کی تشریف لیگئی تب عمر کو
واسطی لڑنیکی طرف شہر یہود کی بہیجا اور آور لوگ اونکی ساتہہ ہوئی پس جب
نوبت بمقابلہ پہونچی تو تہوڑی دیر نگزری کہ یہودنی عمر کو اور اونکی ساتہیون کو
ہزیمت دی اپس آگئی سب لوگ ہزیمت کہائی ہوئی درحالیکہ ہمراہیان حضرت
عمر خود حضرت عمر کو نامرد اور بزدلا کہتی ہتی اور حضرت عمر اونہین کو بزدلا کہتی
پس اس ہزیمت کہاکر پہر آنی سی جناب رسولخدا صلعم کو ملال ہوا انتہی کیون حضرت
اسکی صراحت زیادہ بہاگنی پر اور کیا ہوگی ہزیمت لشکر بدون فرار بہی ہین
ہوسکتی ہے اور جو لوگ کہ ثابت قدم رہین اور فرار نکرین اونکو کوئی کہہ سکتا ہے
کہ انہون نی شکست پائی اور ہزیمت کہائی علاوہ اسکی اگر فرار نہین کیا تہا
تو اونکو لوگ بزدلا کیون کہتی ہتی ثابت قدمونکو دنیا مین آجتک کسی نی
جبان اور نامرد اور بزدلا نہین کہا اور اگر نہین بہاگ آئی تو جناب رسولخدا صلعم
کو اونسی ملال کرنیکی کیا وجہ تہی جو شخص جانفشانیان کری اور جان لڑاوی وہ عرف
عقلا خوش ہوتی ہین کہ ناخوش ہوتی ہین اور یہہ ناخوشی جناب رسولخدا صلعم کی البتہ
موجب آنحضرت کی ایذا کی ہوئی یہانتک کہ نوبت تابت ہلاک الاثکیۃ منہم جا
کی پہنچی کما مر عن الرازی اور صحیح بخاری مین ہی کہ من اذانی فقد اذی اللہ
پس جو لوگ موذی خدا اور رسول ہین بیشک خدا اونسی ناراض ہی یہہ ناراضی علاوہ
لعنت بیعت کی ہی پس ایسی لوگونکی حقمین خدا رضی اللہ فرما وی عقل کسی عاقل کی
قبول نکریگی اور ہرچند کتاب کنز العمال بہت معتمد کتاب اہلسنت کی ہی مگر شاید

حضرت مخاطب کو اطمینان تام نہ حاصل ہوا اور کچھہ خلجان باقی رہجاوی تو رفع خلش اپنی بڑی محدث کامل شاہ ولی اللہ دہلوی ہی کر لے جنکو شاہ عبد العزیز صاحب اپنی تحفہ مسروقہ مین آیۃ اللہ فرماتی ہین اور اپنی ملاقاتیون سے ٹہراتی ہین گو حقیقت مین اونکی والد ماجد ہین اور اونکی والدہ ماجدہ کی ملاقاتیو نسے ہین چنانچہ محدث مذکور یہی حدیث بتفاوت یسیر کتاب ازالۃ الخفا مین بخط جلی اعراب بکسر لکھتی ہین سار رسول اللہ الی خیبر فلما اتاھا بعث عمر و بعث الناس الی مدینتھم او قصرھم فقاتلوھم فلم یلبثوا ان ھزموا عمر و اصحابہ فجاء یجبنونہ و یجبنھم اخرجہ الحاکم اور جب فرار اونکا جنگ خیبر سی بدلایل وصحیح ثابت ہوگیا تو مصداق فمن نکث ہونا بھی ثابت ہوگیا اور مصداق ہونا من یولھم یومئذٍ دبرہ فقد باء بغضب من اللہ و ماواہ جہنم و بئس المصیر کا بھی ثابت ہوگیا اور باعتبار ایذا دہی رسول ص کی مصداق ہونا لعنہم اللہ فی الدنیا و الاخرۃ کا بھی ثابت ہوگیا اور مصداق ان صفات کا ہونا تو ہر قدم اون حضرات کی لئی ثابت ہی ہم کہانتک انکشاف کرینگی اور آپ کہان تک چھپاتی پہرینگی احد مین کہ خیبر مین کہ حنین مین کہ ماجرای قرطاس مین کہ قصۂ فدک مین کہ تخلف جیش اسامہ مین کہ سقیفہ بندی مین کہ غصب خلافت مین کہ احداث بدعات مین

ز پای تا بسرش ہر کجا کہ می نگرم ٭ کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست قولہ بالفرض اگر جنگ سی بھاگے اقول کیا غباوت ہی کہ بعد فرض فرار کے پھر مخاطب کہتا ہی کہ کلام اللہ سی ثابت کرو جس شئے کو تمنی فرض ہی کر لیا پھر اوسکی اثبات کی ہمکو کیا ضرورت ہی اقرار کی لئی اثبات کیا اور اس حق ہی

کیا ہوگا کہ فرار مفروض مخاطب مستلزم نکث عہد ہی اور نکث عہد مستلزم ارتداد ہی اور ارتداد مستلزم عدم ایمان اور عدم ایمان مستلزم عدم دخول فی رضی اللہ عن المومنین کا ہی **قولہ** اونکا بھاگنا جنگ خیبر سی **اقول** بھاگنا جنگ خیبر ہی اقرار مخاطبین سی اور جنگ حنین سی فولیتم مدبرین سی اور نکث بیعت فمن نکث سی اور عدم رضا فقد باء بغضب من اللہ وما واھم جھنم وبئس المصیر سی اور ملعون ہونا لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ سی ثابت ہی اب اس سی زیادہ اور کیا چاہتی ہین **قولہ** واذ لیس فلیس **اقول** واذا جاء الاثیس بطل اللیس **قولہ** صحابہ کبار سی کوئی فعل بعد اس بیعت کی موجب نا رضامندی خدا کا ہوتا **اقول** اگر کوئی فعل موجب نا رضامندی ہونیوالا نہوتا تو فمن نکث ہرگز نفرماتا بلکہ فمن نکث فرمانا محض لغو ہوجاتا **قولہ** تو ضرور وہ اوس سی بھی خبر دیتا **اقول** بعد فمن نکث فرما دینیکی اب کیا ضرورت از سر نو بیان کرنیکی تہی **قولہ** لقد غضب اللہ علیھم ارشاد کرتا **اقول** اس ارشاد کی ضرورت تو جب ہوتی کہ فمن نکث فانما ینکث نفرمایا ہوتا اور فقد باء بغضب من اللہ وماواھم جھنم وبئس المصیر اور لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ نہ ارشاد کیا گیا ہو اور جب یہ سب فرما دیا تہا تو لقد غضب اللہ علیھم کی کچہہ ضرورت باقی نرہی تہی تو بلا ضرورت فرمانا ایک فعل لغو ہوتا اسلئی لقد غضب نہیں فرمایا **قولہ** اور بری کاموں کی خبر تک ندی **اقول** شاید مخاطب کی نزدیک فمن نکث اور فولیتم مدبرین بہت اچھی کام سی تھا اور انھین افعال

حسنہ سی تہا جسکی خدانی شہرت دی حقیقت مین یہہ غلطی حضرت عثمان کی ہی
ورنہ اگر فمن نکث اور فولیتم مدبرین کو نکال کر مثل دیگر کلام اللہ کے
جلا دیتی تو جہتی ہو گئی ہوتی اور ان افعال حسنہ کی کا ہمکو شہرت ہوتی ۲
قولہ افعال قبیحہ کی پردہ پوشی کری اقول واقع مین بہت اچھی پردہ پوشی
کی ہی کہ سرتا سری لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرہ کی اونکی سر سی پاؤن تک
اوڑہائی اور اونکو پردگیان فقد باء بغضب من اللہ وما واہم جہنم و
بئس المصیر سی گردانا ہی قولہ یا تو خدا وسی ڈرتا تہا اقول البتہ کسی قدر
ڈرتا تہا کہ اونکی برائیان نہ بیان کر سکا اور بقول آپکے تعریفین بہت کین او
اونہین تعریفونسی فمن نکث اور فولیتم مدبرین ہی ہی لیکن شیعونسی
بہت ڈرتا تہا کہ اون محمد وحسین کی اسماء متبرکہ زبان پر نہ لا سکا ورنہ صاف صاف
کہدیتا تہا یا عمر یا ابا بکر یا عثمان لقد رضی اللہ عنکم کہ یہہ جہگڑا ہی مٹ جاتا
قولہ لغزش ہو جاتی تہی تو اوسکو عفو کر دیتا تہا اقول شیعہ امیدوار تر ہین
عفو لغزش کی اسلئی کہ جب لغزشین کفر ونفاق کی درگاہ خدا مین عفو ہو جاتی ہین
تو اگر بالفرض تبری مین ہمکو لغزش بہی کچہہ ہو گئی ہو گی تو خداوند غفور عفو کرے گا
ورنہ خلاف عدل لازم آئیگا کہ بڑی لغزشین تو معاف کری اور چہوٹی لغزشیان
نہ معاف کری قولہ اگر کہا جاوی کہ بعد وفات پیغمبر اقول قبل وفات بہی برے
کام کئی جیساکہ ہم بیان کر آئی اور بعد وفات بہی کئی قولہ تو ضرور اوسکی
خبر دیتا اقول اوسکی خبر خدانی فمن نکث سی بہی دی اور افان مات
او قتل انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیہ لن یضر اللہ شیئا

سی بہی دی آور اوسکی پیغمبر نے بہی ماز الو مرتدّین منذ فارقہم سی اور
ارتدوا علی اعقابہم القہقری سی و من الاصحاب لا یرانی بعد ما یفارقنی
اور لا ادری ما احدثوا بعدی سی اور سیعود الدین غریبا کما بدء غریبا سی اور
لتتبعن سنن من قبلکم حذو النعل بالنعل و القذة بالقذة سی اور اذا فتحت
علیکم خزائن الروم والفارس سی دی ہی ولیکن سے گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ۔ قولہ لقد رضی اللہ فرماتا اقول مکرر بیان ہوا
کہ لقد رضی اللہ مومنین کی حقمین فرمایا نہ منافقین کی اور بشرط عدم نکث فرمایا
نہ بلا شرط قولہ فرمادیا فعلم ما فی قلوبہم کہ مین اونکی دلونکی بات جانتا ہون
اقول مصطلح سی کہ مومنین ہو منین کی دلونکی بات کو بعزم وفاء عہد جانا اور بطور
پر منافقین کے دلونکی بات کو بنکث عہد جانا قولہ اور فرمایا فانزل السکینۃ
علیہم اقول تفسیر در منثور مین مذکور ہی اخرج ابن ابی حاتم عن ابن عباس
فی قولہ فعلم ما فی قلوبہم فانزل السکینۃ علیہم قال انما انزلت السکینۃ علی من
علم منہ الوفاء انتہی یعنی سکینہ نہین نازل ہوا مگر اونہین لوگون پر جنکو خدا نے
جانا کہ وفا بعہد کرینگی اور نکث عہد نکرینگی پس ناکثین سکینہ سی محروم اور رضی اللہ
سی محتاج ہین کما مر قولہ ایسی لوگ جادۂ حق سی منحرف ہوئی ہون اقول
ایسی لوگ تو منحرف نہین ہوئی مگر فمن نکث والی تو منحرف ہوگئی اور انکی شیخین
فارین عن الخیبر و الحنین بل الثلثۃ اونہین ناکثین مین ہین قولہ لیکن ہم
حضرات شیعہ سی عرض کرتے ہین اقول لیکن ہم بہی حضرات اہلسنت سی
عرض کرتی ہین کہ وہ کیون سوال و جواب مین اپنی اوقات ضایع کرتی ہین پہلے

کسی آیت سی کسی حدیث سی ثلاثہ کا مومنین مین ہونا ثابت کرلین تب تحت
رضی اللہ عن المومنین اونکو داخل کرکی بحث اسمین کرین کہ رضا فعل خاص سی تہی
یا عام سی اور اونہون نی نکث بیعت بفرار الزحف کیا یا نہین قولہ کیرن
علامہ کاشانی کی تفسیر اقول گا یا ہوا رگ ہی ہم جواب دیچکی ہین کہ تفسیر ملا فتح اللہ
کاشانی مین خوب تفحص کیا یہہ عبارت نہین ملی اور اگر ہم فرض بہی کرلین تو
مخاطب کی ثلاثہ کو کچہہ مفید نہین اسلیے کہ اس عبارت مین قید مومنان کی
لگی ہوئی ہی یعنی بہ وزح نزدیک کس از ان مومنان الخ اور آنکی ثلاثہ کا مومنان
مین ہونا اول بحث ہی جو لوگ اونکی نفاق کی قایل ہین وہ کب اونکو مومنان مین کہینگی
مگر غباوت کا کیا جواب ہی قولہ بیعت مین شریک تہی اقول بشارت مومنین
کو ہی نہ مطلق مبایعین کو فما لہؤلاء القوم لا یکادون یفقہون قولہ
قولہ دوسری روایت سنیون کی ترجمہ کشف الغمہ مین لکہا ہی الخ اقول اصل اس
روایت کی صحیح مسلم مین اور بعض فقرات ازالۃ الخفا مین موجود ہی اور ہم کشف الغمہ
کو جانتی ہین کہ ایک ایسی کتاب ہی کہ اوسکی مصنف علیہ الرحمہ نی اوسکی خطبہ مین
لکہدیا ہی کہ مینی اکثر حدیثین اسمین کتب مخالفین سی الزاما علیہم نقل کی ہین پس
وہ مخالفین پر حجت ہوسکتی ہین نہ شیعون پر باقی رہا ترجمہ اوسکا پس ہم نہین جانتی
کہ مترجم کوئی معتبر ہی یا غیر معتبر ہی محض ترجمہ پر اکتفا کی ہی یا اپنی طرف سی کچہہ بڑہایا
گہٹایا ہی پہلی اعتبار اوسکا ہمارے علمائی معتبر کی قول سی ثابت کرلیتی تب اوس سی
استدلال کرتے تو قابل شنیدن ہوتا قولہ اس روایت سی چند فایدے ہین
اقول خیالات فاسدہ سی بہت فائدی حاصل ہوتی ہین لیکن سب بفایدہ ہین

قوله اول یہہ ثابت ہوا کہ بیعت کیوقت چودہ سو صحابی موجود تہی اقول
چارسو ہون یا چودہ سو ہون تعداد مبحوث عنہ بین الفریقین نہین ہی پہر اس
لغو گوئی سی کیا فائدہ قوله جنکے ایمان اور اسلام کی خبر خدا دیتا ہے کہ فعلم ما
فی قلوبہم اور انکی شان مین فرماتا ہی لقد رضی اللہ عن المومنین اقول
جنون ہی جنون وللجنون فنون کونسی عبارت روایت کی اس قول پر تمہاری
دلالت کرتی ہی ہرگز اس روایت مین کوئی لفظ کوئی حرف اسپر دلالت نہین کرتا
کہ خدا نی چودہ سو کی ایمان یا نفاق یا اسلام یا کفر کی خبر دی علاوہ اسکی موضع
پر راوی کی فی نفسہ ہی یہ بات صحیح نہین ہی اسلئے کہ قلوبہم کی ضمیر طرف مومنین
کی پہرتی ہی نہ طرف چودہ سو مبایعین کے کہ جسمین منافقین بہی تہے پس جسطرح
جناب باری نی قلوب مومنین مین ایمان و وفا کو جانا اوسیطرح قلوب منافقین مین
نفاق و عدم الوفا کو جانا اور رضی اللہ فقط مومنین کو فرمایا نہ چودہ سو مبایعین کو
قوله دوسرے حضرت پیغمبر خدا صلعم نی اونکی نسبت فرمایا اقول روایت مین یہہ
نہین ہی کہ چودہ سو کی نسبت فرمایا بلکہ خطاب بحاضران موجودہ فرمود اور جائز
ہی کہ حاضرین سی وہی مومنین حاضرین مراد ہون جنکی حقمین خدا نے رضی اللہ عن المومنین
فرمایا ہان اگر روایت مین لفظ کل حاضرین ہوتا تو بظاہر یہہ احتمال ہوتا کہ کل چودہ سو
کی خطاب واقع ہوا مگر بنظر رضی اللہ عن المومنین کے ضرور ہوتا کہ خطاب مخصوص
حاضرین مومنین ہی مین کیا جاوے علاوہ اسکی خود آپنی صفحہ ۳۰ کی حاشیہ مین فرمایا
ہی کہ خطاب کل سی ہونا اور بعض مراد ہونا کلام عرب مین جاری ہی پہر کہانسے
ثابت ہوا کہ حضرت نی کل مبایعین کو حتی المنافقین کو بہتر روی زمین مین فرمایا

قولہ تیسری ثابت ہوا کہ سوای ایک منافق کے اور کسی نے بیعت کو نہین توڑا

اقول ایک منافق کا بیعت کا توڑنا قول راوی ہی نہ حدیث معصوم ہی
اور جائز ہی کہ راوی کو اوسوقت تک ایک ہی منافق کی بیعت شکنی کا حال
معلوم ہوا ہو کہ اوسنی جا بجا بیعت کو توڑ ڈالا ہو اور دیگر منافقین کے نفاق کا
یا بیعت شکنی کا حال اوسکو نہ معلوم ہوا ہو پس جسطرح سی ایک منافق کے نفاق کا
حال ہمارے ایک راوی سی آپنے مان لیا حالانکہ صدر کلام مین آپنے دعوی کیا تھا
کہ سوای خالص مخلص ایمان والونکے اس سفر مین کوئی منافق ہمراہ نہ تہا اوسیطرح
دیگر رواۃ سی ہمارے اور منافقونکا حال بہی دریافت کر لیجیئے اور اپنے دعوے کا
سی باز آئیے اور اگر اسپر آپ راضی ہوجئے تو جانی دیجئے آپ اہلسنت ہی کی کتابون
سی اور دو چار کا حال خسران مآل سن لیجیئے اوسپر یہہ نفرمائیے کہ بیعت کنندگان تحتِ
جادہ حق سی منحرف نہوئے پس از جملہ بیعت کنندگان تحتِ شجرہ عبد الرحمن بن عدیس
البلوی المصری ہے کہ جسکی حق مین صاحب استیعاب ابن عبد البر کہ بڑے معتبرین اہلسنت
سی ہین لکہتی ہین کہ کان ممن بایع تحت الشجرۃ رسول اللہ قال ابو عمر و ہو کان
الامیر علی جیش القادمین من مصر الی المدینۃ الذین حصروا عثمان وقتلوہ انتہی یعنی
عبد الرحمن بن عدیس مصری ان لوگونسی تہا کہ جنہون نے تحت شجرہ رسول خدا سے
بیعت کی تہی اور وہ سردار تہا اوس لشکر کا جو مصر سی طرف مدینہ کے آیا اور
محاصرہ کیا حضرت عثمان کو اور اونکو قتل کیا ہم حیران ہین اس بات مین کہ قاتل و
مقتول دونوں اہل بیعت شجرہ سی تہی تو ضرور ہوا کہ حضرات اہلسنت یا دونو کو جنتی
کہین یا کلاہما فی النار اور اگر احدہما کو جنتی کہینگے تو ترجیح بلا مرجح لازم آویگی

علاوہ اسکی بنا بر دونو شق آخر کے کلیت نجات اہل بیعت شجرہ باطل ہو جاویگی
در از جملہ بیعت کنندگان تحت شجرہ ابو الغادیہ ہی کہ جو قاتل عمار بن یاسر ہی چنانچہ
ابن تیمیہ نے رد منہاج الکرامۃ میں لکھا ہی کہ ان قاتل عمار بن یاسر ابو الغادیہ
کان ممن بایع تحت الشجرۃ ذکر ذلک ابن حزم وغیرہ یعنی قاتل عمار بن یاسر ابو الغادیہ
ان لوگوں میں سے ہی جنہوں نی تحت شجرہ بیعت کی تہی چنانچہ ابن حزم وغیرہ علماء
اہلسنت نی ذکر کیا ہی اور پھر جواب برہان ثالث امامت جناب امیر علیہ السلام
میں لکھتا ہی کہ ابن حزم نی کہا ہی کہ عمار یاسر کو قتل کیا ابو الغادیہ نی وان ابا الغادیۃ
هذا من السابقین الاولین ممن بایع تحت الشجرۃ انتہی یعنی ابو الغادیہ سابقین
اولین مہاجرین سے تہا اور ان لوگوں سے تہا جنہوں نی تحت شجرہ بیعت کی تہی
اور یہ حدیث کتب فریقین میں مذکور اور مشہور ہے کہ جناب رسولخدا صلعم نے
فرمایا کہ ویح عمار تقتلک الفئۃ الباغیۃ اور کنز العمال میں ہی قاتل عمار وسالبہ
فی النار یعنی قاتل عمار آتش دوزخ میں ہی اور از جملہ بیعت کنندگان تحت شجرہ
صاحب الجمل الاحمر تہا چنانچہ اوسی کتاب کنز العمال میں مذکور ہی لیدخلن
الجنۃ من بایع تحت الشجرۃ الا صاحب الجمل الاحمر والضیا فیہ عن جابر
کلکم مغفور لہ الا صاحب الجمل الاحمر یعنی بیعت کنندگان تحت شجرہ
داخل بہشت ہونگی مگر صاحب جمل احمر ہ اور از جملہ بیعت کنندگان تحت شجرہ
مغیرہ بن شعبہ زانی ہی چنانچہ صاحب مدارج النبوت لکھتی ہیں کہ مواہب اللدنیہ
میں ہی کہ روز حدیبیہ مغیرہ تلوار لیے ہوئے سر مبارک رسولخدا صلعم پر استادہ تہا
اور بہی فرماتی ہیں کہ در اصابہ میگوید کہ مغیرہ اسلام آورد پیش از حدیبیہ و حاضر شد

بیعت رضوان را پہر فرماتی ہین کہ حضرت عمر نی اوسکو والی بصرہ کیا اور بعد چندی
بسبب صدور زناکاری سے اوسکو معزول کیا اور گواہی دی اوسکی زناکاری
پر ابو بکرہ وغیرہ نی گو شہادت بحسب ظاہر شرع پوری نہین ہوئی اور بعد اوسکے
پہر والی کوفہ کیا اوسکو اور ہمیشہ والی کوفہ تہا یہانتک کہ عمر مارا گیا پہر عثمان نی
بہی اوسکو اوسی عہدہ پر اپنی زمانہ مین مقرر کیا اور ہمیشہ اوسی حال پر تہا یہانتک
کہ خلاف واقع ہوا درمیان علیؑ اور معاویہ کی پس لاحق ہوا ساتہہ معاویہ کے
اور بیعت معاویہ کی اور معاویہ نی اوسکو والی کوفہ کیا اور وہ وہی شخص ہی کہ
جسنی تدبیر امارت یزید کی اور لوگونکو مہیا اور آمادہ کیا امارت یزید پلید کے لیے
اور منقول ہی کہ ایکبار معاویہ نے اوسکو کوفہ سی طلب کیا پس تاخیر کی اوسنی آنیمین
اور معاویہ نی جب عتاب کیا تو کہلا بہیجا کہ وجہ تاخیر حضور کی خدمت مین یہہ ہے
کہ مین مشغول ہون تدبیر امارت یزید مین الخ ما قال ومن شاء التفصیل فلیرجع
الی مدارج النبوۃ الغرض اصحاب بیعت شجرہ سی وہ لوگ تہی کہ جو بانی مبانی
خلافت یزید پلید فاسق وفاجر ماجن مدمن الخمر کے تہی اور وہ لوگ تہی جو
مبائعین یزید تہی اور جو بعد شہادت جناب سید الشہداؑ بہی خلع یزید پلید سے
مانع تہی کما مر اور وہ لوگ تہی جو قاتل عمار یاسر تہی کہ جنکی شہادت کی ہونیکی
جناب رسول خدا نی دی تہی پس کیونکر کوئی کہہ سکتا ہی کہ سب بیعت کنندگان تحت
شجرہ سی خدا ہر طرح پر راضی تہا آیا خلافت یزید سی بہی خدا راضی تہا آیا قتل عمار
سی بہی خدا راضی تہا پس اگر ایسی ہی رضامندی مراد ہی کہ مانع دخول نار نہین ہے
تو ہم بطیب خاطر قبول کرتی ہین کہ بیشک حضرات ثلثہ سی بہی خدا نہایت راضی تہا

قوله لیکن اگر ہم صحابہ کی برائیونکو تسلیم بہی کرلین اقول بعد تسلیم کرلینے برائیونکی وہ شمار مومنین سی خارج اور منافقین مین داخل ہوجائینگی تب شہید ثالث کو یہہ فائدہ ملیگا کہ بعض مبایعین تحت الشجرہ کو مزہ شجرۃ الزقوم چکہاوینگی ۱۲ قوله اسکا کیا جواب ہی ۱۲ اقول اسکا بہی جواب ہی جو تمنے سنا قوله حضرتؑ نی تقیۃً کہدیا ہوگا اقول اگر تقیۃً نہ کہا ہوگا تو شاید بخوف منافقین توریۃً کہدیا ہوگا قال المخاطب القمقام هدانا الله سُبُلَ السَّلَام اس مقام پر یہہ امر بہی لائق لکہنے کی ہی کہ اگر کوئی شیعہ کری کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ اس بیعت مین شریک نہتی اسلئی وہ بیعت الرضوان سی خارج ہین اوسکا جواب یہہ ہی کہ پیغمبر خدا کو حضرت عثمان سی ایسی محبت تہی کہ باوجود موجود نہونی اونکی وقت بیعت کی اونکو شریک کرلیا اور کیسا شریک کرلیا کہ جنسی اونکو اپنا ہاتھہ بنادیا چنانچہ اس مقام پر جو کچہہ مولانا و بالفضل اولانا مولوی علی بخش خانصاحب نی اپنی ایک رسالہ مین لکہا ہی اوسی کو ہم بجنسہ نقل کرتی ہین وہو ہذہ اور واسطی حصول شرف بیعت الرضوان کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی عثمان غنی کیطرف سی بہی اپنی دونو ہاتھہ سی وہ معاملہ فرمایا کہ دست حق پرست اپنی کو عثمان کا ہاتھہ قرار دیا روضۂ کلینی مین حدیث وارد ہی کہ بیعت لی پیغمبر نی مسلمانون سی اور ایک ہاتھہ کو اپنی دوسری ہاتھہ پر مارا واسطی عثمان کے کہ وہ لشکر مین مشرکونکے تہے اس حدیث سی علاوہ قطعیت مغفرت و رضوان الہی کے ایک لطیفہ عمدہ ہاتھہ آیا کہ دست نبیؐ دست عثمان قرار پایا اور دست نبیؐ وہ ہی کہ مجازاً دست خدا ہی ید اللہ فوق ایدیہم اب دیکہی عثمان غنی کو ید اللہ

یا ید النبی کا لقب منصف مزاج عنایت کرتی ہین یا اوس لقب کو بہی مخصوص
واسطے علی مرتضیٰ کے کہی جاتی ہین انتہی بلفظہ ولِلّٰہِ دَرُّہٗ و علی اللّٰہ
اجرہٗ اور اس حدیث سی ثابت ہوتا ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی
یارونکی یاری پر نہایت بھروسا تھا اور اونکی استقلال پر یقین کامل تھا
اسلئی کہ جب لوگون نی کہا کہ خوشا حال عثمان کا کہ اونکو خانہ کعبہ کا طوف نصیب ہوا
تو حضرتؐ نی فرمایا یہہ ممکن نہین ہی کہ عثمان بغیر ہماری طواف کری آخر ویسا ہی
ہوا کہ بغیر حضرتؐ کی حضرت عثمان نی طواف نہ کیا چنانچہ اس حدیث کی مضمون
کو حملۂ حیدری کے مؤلف نی بہی نظم کیا ہے کما قال + نظم
طلب کرد پس اشرف انبیاؑ ز اصحاب عثمان صاحب حیا باو ہم ہمان گفت خیر البشرؐ
کز ان پیشتر گفتہ بد با عمرؓ بہو سید عثمان ز مبیح رز زمانؐ بہ مقصد روان شد چو تیر از کمان
چو او رفت اصحاب ورد گر بگفتند چندین بہ خیر البشرؐ خوشا حال عثمان با حتشام
کہ شد قسمتش حج بیت الحرام رسول خدا چون شنید این سخن بپا سخ چنین گفت با انجمن
بہ عثمان نداریم ما این گمان کہ تنہا کند طوف آن آستانؑ اور بعد اسکی بہی مؤلف
لکہتا ہی کہ جب حضرت عثمان مکہ مین پہونچی اور ابو سفیان سی کہا کہ پیغمبر خدا طواف
کی لئی آنا چاہتی ہین اوسنی کہا کہ یہہ ممکن نہین ہے مگر تمہارا دل چاہی تو طواف کرو
تب حضرت عثمان نی انکار کیا اور اسیر ابو سفیان نی اونکو قید کر لیا کما قال ؎

بہ جوشید انگہ بہ دل مہر خون بہ عثمان چنین گفت آن سرنگون کہ گر میل داری تو طوف حرم
بکن مانعت نیست کس زین حشم ولیکن محالست این بیگمان ؏ کہ آید محمدؐ برائی طواف
چو بشنید عثمان ازو این سخن چنین داد پاسخ بآن اہرمن ؏ کہ طوف حرم بی رسول خدا

حملۂ حیدری +

نباشد بر پیروانش روا * ازین گفته سفیان برآشفت بیش * بگردانید
سوی او روی خویش * فرمود پس با دگر مشرکان * که عثمان را این ده
بس از پیروان * نباید رفتن به نزد رسول * اگر شاد باشند زین گر ملول *
چو عثمان از و این حکایت شنید * علاجی بجز صبر کردن ندید * مقید نمودندش
اعدای دین * بیانِ نجاتش کنم بعد ازین * غرضکہ ہم حضرات شیعہ سے التماس
کرتے ہین کہ وے ذرا انصاف فرماوین کہ اونکے مفسرین اور محدثین اور مورخین
صحابہ کی نسبت کیا لکھتے ہین اور اونکی استقلال اور صبر اور ایمان اور اسلام کو کیسا
تسلیم کرتے ہین اور پھر باین ہمہ اونسے عداوت رکھتے ہین اور ایسے لوگونکو جنکے ایمان
اور اسلام پر پیغمبر صاحب کو اطمینان ہووے اور جنکی لغزش کرنیکا شبہہ تک حضرت کے
دل پر نہ گذرے اور جو باوجود مصیبتون اور محنتونکے سر مو طاعت نبوی سے باہر نہوے اور
جنکی استقلال اور صبر کی خدا تعریف کرے منافق اور مرتد کہتے ہین و نعوذ باللہ
من ذالک ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ حضرات شیعہ کسطرح ایسے سچے مسلمانون اور پکے
ایمان والونکو منافق کہتے ہین اور کیونکر ایسے صریح آیات اور سچے روایات سے انکار
کرتے ہین اسلیے کہ جب کوئی شخص ان آیتون اور حدیثون اور واقعونکو دیکھے تو بھلا ممکن ہے
کہ وہ صحابہ کرام کی فضائل مین شبہہ کرسکے یا اونکی نسبت نفاق و ارتداد کا خطرہ بھی اوسکے
ذہن مین گذر سکے غور کرنیکا مقام ہے کہ خدا نے اونکی حالات بیان کرنے مین فقط کنایہ اور اشارہ پر قناعت
نفرمائی بلکہ صاف صاف تصریح اور ٹھیک ٹھیک پتہ اور نشان اونکا بتلایا اور ایسی صریح آیتون
کو نازل کرکے منکرین کی شبہات کو دور کر دیا اگر پیغمبر صاحب کے اوپر ایمان لانیوالونکی
بھلا خدا تعریف اجمالی کرتا تو منکرین کو تاویل اور شبہہ کا موقع تھا مگر جب صاف کہدیا

اون مسلمانوں سی راضی ہوں جنہوں نی پیغمبر صلعم کے ہاتھہ پر بیعت کی اور جگہہ بہی بیعت
کرنیکی بتلادی کہ درخت کی نیچی اور یہہ بہی کہدیا کہ یہہ لوگ پیغمبر صلعم کے ہاتہہ پر بیعت
نہیں کرتی ہیں بلکہ میری ہاتہہ پر تو اب کون شخص ہے کہ ایسی بیعت کرنیوالونکے
ایمان اور اخلاص میں شبہہ کر سکی ہان یہہ شبہہ ہو سکتا تہا کہ شاید بیعت کرنیوالے
وہی معدودی چند ہوں جو موافق اعتقاد شیعونکی مرتد نہیں ہوئے ہو لیکن جبکہ علمای
شیعہ نی اس امر کو تسلیم کرلیا کہ صحابہ کبار چودہ سو اس بیعت میں شریک تہے
اور یہہ بہی قبول فرمالیا کہ انہیں کے شان میں اس آیت کو خدا نی نازل کیا اور اسکا بہی
اقرار کیا کہ سوای ایک منافق کے اور کسی نی بیعت کو نہیں توڑا تو ہم کو نہایت
ہی تعجب آتا ہی کیونکہ ایسی بیعت کرنیوالونکی حقمین ایسا فاسد اعتقاد رکہتی ہیں
لیکن یہہ خیال کرکی کہ حضرات کو نہ خدا کے کلام پر یقین ہی نہ پیغمبر صاحب کی حدیثون
پر نہ اماموں کی قول پر تو کچہہ تعجب نہیں ہوتا اگر انہیں سی کسی پر عمل ہوتا تو کبہی ایسا
عقیدہ نرکہتی اے بہائیو تمہاری حقمین ہم خدا سی دعا کرتی ہیں کہ اللہ جل شانہ
تمکو ایک ذرہ بہر ایمان عطا کردی تاکہ تم لوگ اپنی عقیدونکی برائیوں پر خود ہی
اقرار کرنی لگو اور جو ہم تمکو سمجہاتی ہیں وہ تم خود ہی سمجہنی لگو ای یارو ذرا اپنی
عقیدوں پر غور کرو اور سوچو کہ انمین کچہہ بہی اثر ایمان اور اسلام کا ہی اگر ہی تو
دکہلاؤ سوے نالہ خرمنیت کو آہ آتشینت کو بلاف عشقبازی چند عشق را نشانہا است

یقول المتمسک بولایۃ علی ابن ابیطالب علیہ السلام

شبہہ عدم بیعت عثمانی سی شیعونکو کیا واسطہ اسلیے کہ بیعت نفاق بینا فقین کا
ہونا اور نہونا ہماری نزدیک دونو مساوی ہی بلکہ ایسی بیعت کا نہونا بہتر ہوتے ہی

ہونیکے بعد ہونیکی نکث ہونیمین بجز زیادتی وبال اور نکال کے کچھہ فائدہ نہین ہے
ایک بعد یسلی سی مثل ہی کہ خصم کیا برا کیا کرکے چھوڑدیا اور برا کیا کبھی کسیکا
شیعہ سی یہ اعتراض آپنے نہ سنا ہوگا بلکہ معترضین خود حضرات اہلسنت ہین
جو ثلاثہ کو مومن جانتی ہین اور اوسکی دفع مین عجب ناقص باتین بناتی ہین اور اپنا
دل سمجھاتی ہین شاہ ولی اللہ صاحب کتاب ازالۃ الخفا مین مآثر عثمانی مین
فرماتی ہین کہ قدح کردند در سابقہ او بانکہ در مشہد بدر حاضر نشد و در احد فرار نمود
و در بیعت رضوان غایب بود اور عبدالرحمن بن عوف کو بھی جملہ معترضین
سی ٹھہرایا ہی کہ اونھون نی ولید بن عقبہ برادر مادری عثمان کی زبانی حضرت
عثمان کو پیغام دیا کہ مین مثل تیری نہ روز احد بھاگا اور نہ یوم بدر متخلف ہوا
اور نہ تارک سنت عمر ہوا الخ ماقال اور یہی عبدالرحمان بن عوف ہی جسکی شان مین
ص ۲۳ مین فرمایا ہی کہ سیماهم فی وجوههم من اثر السجود انکی شان مین
نازل ہوا ہی پس جب ایسی لوگ بہشتی قطعی معترض حضرت عثمان پر ہون تو بیچارے
شیعونکا کیا قصور ہی پھر اوسی مآثر عثمانی مین فرماتی ہین از انجملہ آنکہ چون آنحضرت صلعم بحدیبیہ
تشریف آورد آنحضرت صلعم او را بمکہ فرستاد بجہت رسانیدن پیغام صلح و تسلیہ مستضعفین آنگاہ
آوازہ قتل او شایع شد و ہمین معنی مہیج بیعت قتال گشت آنحضرت صلعم یک دست مبارک خود را
بمنزلہ دست حضرت عثمان برداشتند کہ ہذہ یدی وہذہ ید عثمان و این تشریف عظیم بود حضرت
عثمان را وازین جہت او در اہل بیعت رضوان داخل شد انتہے بلفظہ اس تمام سطر
کے کلام کی اول و آخر کو ملاحظہ کرنا چاہیے کہ کیسا تناقض ہے اول
مین آپ لکھتے ہین کہ شایع ہونا خبر قتل عثمان کا مہیج ہوا آنحضرت کو بیعت

قتال یعنی کا اگر اس خبر کو وہ حضرت جہوٹہ سمجہی تہے تو ظاہر ہی کہ خبر کا ذ
بیعت قتال نہین ہو سکتی مگر یہہ کہ بفریب و آنحضرت نی لوگونسی بیعت قتال
اور اگر وہ حضرت سچ سمجہے تہے تو آخر مین یہہ فرمانا کہ عثمانکی طرف سی بیعت
محض غلط ہو جاتا ہی مردہ کیطرفسی بیعت کرنا ایک امر لغو ہی ہرگز کوئی عاقل
نا مانیگا کہ ایسا فعل لغو آنحضرت نی کیا ہوگا پہر کیفما اعتراض غیبت عثمان کو کچھ
بیعت رضوان ہی نہین ہی بلکہ صحیح بخاری وغیرہ سی ثابت ہوتا ہی کہ اعتر
غیبت عن کل المشاہد لوگ حضرت عثمان پر کرتی تہی چنانچہ صحیح بخاری وغیرہ
ہی کہ ایکشخص مصری نی ابن عمر سی پوچہا کہ هل تعلم ان عثمان فر یوم احد
قال نعم قال تعلم انه تغيب عن بدر ولم يشهدها قال نعم قال تعلم
تغيب عن بيعة الرضوان فلم يشهدها قال نعم قال الله اكبر يعني
جانتی ہو کہ عثمان بہاگی جنگ احد سی ابن عمر نی کہا کہ ہان پہر اوسنی کہا
جانتی ہو کہ بدر مین بہی غایب تہی کہا کہ ہان پہر کہا تم جانتی ہو کہ بیعت رضوان
مین ہی غایب تہی کہا کہ ہان تعجب ہی کہ سایل نی خیبر اور حنین کو کیون چ
بظاہر واضح حدیث کو چونکہ اسکا کچہہ جواب نہین سوجہا اسلئی چہوڑ دیا دیکہ
کان جو جوابات مزخرفات ان اعتراضات کی ہوئی ہین اور اعذار بارده کی
اہلسنت بحسن ظن اوسکو البتہ مان لینگی لیکن شیعونکو کیا غرض ہی کہ تسلیم کر
مرجع اکثر کا طرف اعذار بارده و تصنعات شارده کی ہی پہر شیعونکی سامہنی ان
مباحث کا ذکر کرنا بیکار ہی اسلئی کہ ظاہر ہی کہ جب بیعت اصلی مبائعین منافقین
کی حقمین بکار آمد نہین ہوئی تو یہہ بیعت فرضی بفرض صحت روایت

کیا بکار آمد ہوگی بلکہ وبال و نکال نکث اس بیعت کا وبال و نکال نکث بیعت اصلی
سی بڑہ جائیگا کیونکہ اصلی بیعت فقط اپنی ہی ہاتہہ سی تہی اور یہہ بیعت بدست مبارک
دست خدا و رسول تہی پس مراعات اسکی اہم تہی لیکن حیاے عثمانی فقط ہاتہہ کی پاسبانی تہی کہ اونہوں نی کچہہ شرم و حیا خدا و رسول سی نکی اور دست خدا و رسول
کی کچہہ عزت و حرمت نرکہی اور ایسی بیعت کو بہی بفرار از خیبر و حنین توڑ ڈالا
اور یہہ امر عقیدہ شیعہ میں اونکی لیی مستوجب تضاعف عذاب و نکال ہو اور غرض
جناب رسولخداؐ کی بفرض تسلیم ایسی بیعت لینی سی یہی تہی کہ حضرت عثمان اپنی اخوان
سی حصول ان مدارج عالیہ عذاب و نکال میں مسبوق نرہجائیں اور حجت خدا ان پر
بہی تمام ہو بلکہ اوروںسی تمامتر ہو اور نکث بفرار میں یہہ عذر پیش خدا نکرسکیں
کہ ہمنی عہد و پیمان عدم فرار کا نہیں کیا تہا اسلئی کہ اس عذر پیش کرنیکی وقت
خدا فرمائیگا کہ گو تونی اپنی ہاتہہ سی بیعت نہیں کی تہی مگر ہمنی اوروںسی بہی زیادہ
تجہہ پر حجت تمام کی تہی کہ بذریعہ دست پیغمبر تجہسی بیعت لی تہی پہر تونی کیوں
فرار کیا **قولہ** اونکو اپنا ہاتہہ بنا دیا **اقول** آپکے مولانا اولانانی تو بدر کلام
میں فقط عثمان کا ہاتہہ جناب رسولخداؐ کا ہاتہہ ٹہرایا تہا اور آپنی بمقتضاے ہر کہ
آمد برآن مزید کرد خود عثمان کو ہاتہہ جناب رسولخداؐ کا بنا دیا فزودت نغمۃ علی
الطنبور اب کوئی تیسری ثالث بالخیر پیدا ہونگی اور حضرت عثمان کو رسولخداؐ ہی
بنا دینگی **قولہ** فی العبارۃ المنقولۃ دست حق پرست اپنی کو عثمان کا ہاتہہ
قرار دیا **اقول** قرار دینا نہیں ہی مگر فرض کر لینا اور فرض کر لینی سی جو فرضی شی
کا ہوتا ہی نہ وجود حقیقی بنا بر اسکی دست فرضی کسیلیے حقیقت میں کوئی ثمرہ فضیلت نہی

اور دو دست واقع مین دست نبی نہین ہوگیا کہ شرافت دست نبوت اوسمین
نہ ہوتی ورنہ ضرور ہوتا کہ بعد بیعت نبوی ص کے خلیفہ اول وثانی وثالث بھی
بیعت کرتی اسلئی کہ دست خدا ورسول ص کی موجود ہوتی دوسری سی بیعت
کرنا البتہ عقلا عین گمراہی سمجھتے ہین اور اسی سبب سی شاید اہلسنت جناب
امیر ع کے دست خدا ہونیکا انکار ہی مولانا ی مخاطب چاہتی ہین کہ دست عثمان کو
دست خدا بنا کی ثبوت ضلالت شیخین کرین تعجب ہے کہ علمای اہلسنت ایسے امر سے راضی
ہون پس علاوہ اسکی کہ فرض مین شرافت حقیقی نہین حاصل ہوتی ہم کہتی ہین کہ اگر
بنظر تامل دیکھا جاوی تو کوئی شرافت فرضا بھی نہین پائی جاتی ہے اسلئی کہ یہ فرض
مستلزم ایک فرض دیگر کا بھی ہی یعنی جس وقت دست نبی دست عثمان فرض کیا گیا
اوس وقت مین ضرور ہی کہ دست نبی ص شرافت نبوت سی معری فرض کیا جاوے
اس واسطے کہ ساتھ شرافت نبوت کی دست نبی بیعت لینی والا ہی جانب خدا کی سی
بیعت کرنیوالا ہی جانب خلق سی اور اس دست فرضی کی جانب خلق سی بیعت
کی پس ضرور ہی کہ اس اعتبار مین شرافت نبوت سی عاری فرض کیا جاوی ولولا
الاعتبارات لبطلت الحکمة وعلی التنزل مع قطع النظر عن هذا وذلک
اگر خواہی نخواہی کوئی شرافت حضرت عثمان کی لئی خصوصیت فرض مین فرض کیجاوی
تو بھی یک ہی کہ مقتضای فرض پر باقی رہجائین اور اس مقام مین جب مقتضای فرض
سبب ثالث بیعت کے خیبر وحنین مین باقی نرہی تو حضرت عثمان کی لئی کوئی شرافت
بھی باقی نرہی بلکہ جس مرتبہ مین شرافت تھی اوسی مرتبہ مین خساست اور دنائت
پائی گئی فتامل قوله فبہا رد فضه کلینی مین حدیث وارد ہی اقول حدیث مذکور

اخبار احاد سے ہی جو مقام اعتقاد مین بکار آمد نہین ہین اور دیگر روایات
مطابق اسکے نہین ہین اور یہہ روایت موافق عادت بہی ہی اور اصل اس روایت
کی اہلسنت کی کتابون مین مذکور ہی چنانچہ صحیح بخاری مین ہی اور ازالۃ الخفا مین
شاہ ولی اللہ نی چند مقام پر اسکا ذکر کیا ہے پس محمول علی التقیہ بہی ہو سکتی
ہی اور اگر نام تقیہ سے حضرت مخاطب یا اونکے اولاد موالانا کی پیٹ مین درد
اوٹھی تو کتاب صحیح بخاری مین التقیۃ الی یوم القیامۃ کو حب ہاضم بناوین شاید
شفا پاوین علاوہ اسکے کلام حدیث مین من حیث الدلالۃ بہی ہی اسلئے کہ
ضرب احدی الیدین علی الاخری کبہی تحسر ابہی ہوتا ہی پس مناظر کہہ سکتا ہی کیون
نہین جائز ہی کہ افسوس کیا ہو واسطی کشتہ ہونی عثمان کے یا واسطی بد قسمتی عثمان
کی کہ بیعت ظاہری سے بہی محروم ہی **قوله** فیہا اس حدیث سے علاوہ
قطعیت مغفرت و رضوان الہی کے ایک لطیفہ عمدہ ہاتہہ آیا **اقول** کوئی لفظ
اس حدیث کا نہ قطعیت مغفرت پر دلالت کرتا ہی نہ رضوان الہی پر اسلئے کہ محصل
حدیث اسیقدر ہی کہ جناب رسولخدا صلعم نی جب حضرت عمر کو تکلیف طرف مکہ
کی جانیکی دی تو انہون نی بخوف از کفار نا بکار انکار کیا تب انحضرت صلعم نی عثمان
کو تکلیف دی چونکہ انکو کفار سے اطمینان تام تھا انہون نی قبول کیا اور بعد
پس بعد جانی عثمان کی انحضرت صلعم نی سب سی بیعت اوپر عدم فرار اور موت کے
لی اور عثمان کیواسطی اپنا ایک ہاتہہ دوسرے ہاتہہ پر مارا پس اسمین نہ کہین مغفرت
کا ذکر ہے فضلا عن القطعیۃ نہ کہین رضوان الہی کا ذکر ہی پس بجز اسکے کہ
اوس بیعت حدیبیہ سے مضمون آیہ لقد رضی اللہ جو خیال باطل مین سمایا ہوا تھا

یاد آگیا پس اوسیکو مطلب اس حدیث کا ٹھہرالیا اور کوئی بات خیال میں نہیں آئی
حالانکہ آیہ شریفہ میں بہی قطعیت مغفرت کا ذکر نہیں آرہی ذکر رضا عن المومنین
اور ہم بیان کرچکی کہ عثمان کا مومنین میں ہونا ہماری نزدیک غیر ثابت ہی
بلکہ ہم اونکو منافقین میں جانتی ہیں اور علاوہ اسکے رضا امر خاص تہی اور
عام سی اور رضا جزئی تہی نہ رضای کلّی اور مشروط بعدم نکث تہی جیسا کہ آیہ
فمن نکث اوسپر دلالت کرتا ہی اور آپکے ثلاثہ ناکثین سی تہی کما مر تفصیلا

قوله دست نبی دست عثمان قرار پایا اور دست نبی وہ ہے کہ مجاز دست
خدا ہی ۱۲ **اقول** ماشاء اللہ آپکے اولانا مولانا کی ہم بہی تعریف کرتی ہیں کہ
باوجودیکہ سیکڑون برس ہوچکی کہ یہہ حدیث صحیح بخاری وغیرہ کتب اہلسنت میں
موجود ہی مگر کسی سُنّی کو یہہ بات نہ سوجھی جو آپکی مولانا کو سوجھی اور کسی
نی یہہ نتیجہ نہ پیدا کیا کہ عثمان کو بسبب بیعت فرضی کی ید اللہ بنا دیں اور ایسا
منطقی اوسپر حجت لاوی کہ دست نبی دست عثمان ہی اور دست نبی دست خدا ہی
پس شکل ثالث یہ نتیجہ حاصل ہوا کہ دست عثمان دست خدا ہی اور بعکس صغری
طرف شکل اول بدیہی الانتاج کی پہر جائیگا یعنی دست عثمان دست نبی ہی اور دست
نبی دست خدا ہی پس دست عثمان دست خدا ہی ۱۲ یقین ہی کہ اکثر اہلسنت اس
استدلال کو سنکر رقص میں آویں اور جامہ میں پہولے نہ سماویں مگر حقیقت حال
یہہ ہی کہ آپکی مولوی صاحب نی اسمقام میں چند ٹہوکرین کہائی ہیں اور بی تال و سر
باتین گائی ہین جس سی کمال جہالت اونکی ہویدا ہی اور بی تعلیمی پیدا ہی اول
یہہ کہ استعمال کیا ہی قضیہ فرضیہ وہمیہ کو مقام واقعیہ میں وقد نصّ

علی بطلانہ فی کتب المیزان اور بیان اوسکا اسطرح پر ہے کہ دست عثمان
دست نبی فرضًا ہی کما مر اور دست نبی دست مجازی خدا ہی واقع مین
اسلئی کہ حقیقت اور مجاز دونو امور واقعیہ سی ہین نہ امور فرضیہ سی مثلاً
الحیوان المفترس اسد وزید اسد یعنی رجل شجاع دونو امر واقعی ہین نہ مثل
زید شریک الباری کی فرضی ہین تب ترتیب قضیتین مثل اسکے ہی کہ زید
شریک الباری وشریک الباری محال فزید محال مع کونہ ممکنا فی نفسہ
ہعف ولا اقل مثل اسکے ہی الصورۃ المنقوشۃ علی الجدار فرس والفرس غزال
فی العدو مع کونہا غیر متحرکۃ ہعف یا مثل اسکے ہی حمار زید قدماہ وقدماہ علی
رقاب الملوک فحمار زید علی رقاب الملوک وہذا سفسطۃ ثانیا دست حقیقی عثمان
دست فرضی نبی ہی اور دست حقیقی نبی دست خدا ہی مجازًا پس جو دست نبی
صغری مین ماخوذ ہی وہ دست فرضی ہی اور جو دست نبی کبری مین ماخوذ ہے
وہ دست حقیقی ہی پس حد اوسط مکرر نہوئی اور ثالثًا جو دست نبی دست عثمان
مفروض ہوا وہ دست بیعت کرنیوالا تہا اور جو دست نبی کہ مجازًا دست خدا
ہی وہ بیعت لینی والا ہی نہ بیعت کرنیوالا پس وقتیکہ دست نبی ایک نہوئی تو
پھر اوسط نہ مکرر ہوئی اور کوئی نہین کہہ سکتا ہی کہ ہر دست نبی بیعت کنندہ
اور بیعت گیرندہ دست خدا ہی اسلئی کہ بیعت کنندہ اگر دست خدا ہو تو ید اللہ
فوق ایدیہم غلط ہو جائی کیونکہ دست بیعت کنندہ تحت ہی نہ فوق رابعًا
دست نبی دست عثمان ہی ایک امر خاص مین یعنی فقط بیعت مفروضہ کر نہین
نہ مطلقًا جملہ امور مین یہانتک کہ استنجا کرنیمین اور حضرت حمیرا پر تہمۃ فی مین

پس مطلقاً دستِ نبی کو دست عثمان کہنا باطل ہی اور اسیطرح دست نبی دست خدا
ہی ایک امر خاص مین یعنی بیعت لینی مین نہ مطلقاً جملہ امور مین بہانتک کہ روزی
دینی مین اور پیدا کرنے مین پس مطلقاً دست نبی کو دست خدا کہنا بہی باطل ہے
پس جب کلیت دونو مقدمتین کی باطل ہوئی فلم یندرج الاصغر تحت الاکبر
پس نتیجہ مقدمتین کہ دست عثمان دست خدا ہی باطل ہو گیا اور مرجع اس تقریر کا
طرف ارجاع حملیات کی ہی طرف شرطیات کی وکم لہ فی بحث العکوس و
التناقض نظائر و بتقریر آخر لیس کلما صدق علیہ ید النبی صدق علیہ ید
عثمان ولیس کلما صدق علیہ ید النبی صدق علیہ ید اللہ اور دونو مقدمے
صادق ہین کما بیّنا حالانکہ منتج کسی نتیجہ کی نہین ہین لجزئیتہما ولشرط ایجاب
الصغری فے الاول والثالث و بتقریر آخر قد یکون اذا صدق علیہ ید النبی
صدق علیہ ید عثمان و قد یکون اذا صدق علیہ ید النبی صدق علیہ ید اللہ
اور یہہ بہی دونو مقدمہ صادق ہین کما بیّنا لیکن منتج نہین ہین لجزئیۃ المقدمتین
مع ان کلیۃ احدی مقدمتین شرط فے الثالث وکلیۃ الکبری شرط فی الاول
خامساً اگر یہہ تقریرین کہ مبتنی بر قواعد منطقیہ ہین آپکی اور آپکے مولا کی سمجہہ مین آوین
تو ہم اب صاف صاف آپ سی بیان کرتی ہین جسمین سمجہی ہا کہ اگر آپکے مولانا بقید
حیات ہون تو اونکو بہی سنا دیجیئی اور اگر مر گئی ہون تو بہی مناسب ہی کہ اونکی قبر
شریف پر جائی فاتحہ روح پر فتوح پڑہہ دیجیئی کہ ایک بندہ خدا اشیعان علی ابن ابیطالب
سی آپکا جواب یون دیتا ہی کہ حضرت مولانا اولا نا حق بڑا دہوکا کہایا کہ دست عثمان
کو ید اللہ ٹہرایا اسلئی کہ جناب رسولخدا کی دو ہاتہہ تہے ایک ہاتہہ ہی عثمان کیطرف سے

بعد

بیعت کی اور دوسرے ہاتھ سے خدا کیطرف سے بیعت لی اور حسینؑ کے ہاتھ سے بیعت لی
اوسی ہاتھ کو خدا نے اپنا ہاتھ مجازاً فرمایا ہے کہ اوسنے کار رحمان کیا اور حسینؑ ہاتھ
سے بیعت کی اوسنے کار عثمان کیا تھا وہ دست عثمان ٹھہرا گیا تھا
پس آپنے وہ ہاتھونکو کیونکر ایک کر کے دست عثمان دست خدا بنا دیا یہ
کہ بیعت کنندہ کو اور بیعت گیرندہ کو آپنے ایک کر دیا پس لازم آیا کہ
خدا کی بیعت کی ہو پس اگر آپ مذہب اہل تصوف میں ہیں ٭ کہ خود کوزہ و
خود گل کوزہ ٭ خود بر سر آن کوزہ خریدار برآمد ٭ تو یہ ایک طور وارد ہے
ہے عقلاً اس سے بحث نہیں کرتی اور اگر آپ متکلمین میں ہیں تو یا اپنی غلطی کے
قائل ہوجیے یا ہمارا جواب دیجیے ٭ **قولہ** پھر اب بتلایئے عثمان غنی کو ید اللہ
اقول آپکی قیاسات تو منتج اسی کی ہیں کہ ید عثمان ید اللہ ہو نہ یہ کہ خود عثمان
بنفسہ الشریفہ ید اللہ ہوں ظاہرا خود عثمان کو ید عثمان سے آپنے بدل کیا ہے
لیکن یہہ بدل الکل من البعض ہوگا اور بدل البعض من الکل کلام عرب میں شائع ہے
جیسے ضرب زید راسہ لیکن بدل الکل من البعض ہمنے کبھی نہیں سنا یہہ کہانسے
نکالا مگر یہ کہ آپکے مولانا فرمائیں کہ یہ ایجاد طبع زاد ہمارا ہے اگرچہ کنندہ بہت
بندہ ہست **قولہ** پھر یا اوس لقب کو جو بھی مخصوص واسطے علی مرتضے
کے کہی جاتی ہیں **اقول** انصاف شرط ہے و بین اللہ یہ ہے کہ بعد غصب خلافت کے
کل القاب مثل صدیق اکبر و فاروق اعظم و امیر المومنین و سیف اللہ غصب
ہوگئے تھے مگر ید اللہ کا لقب اب تک نہیں رہا تھا سو مولوی مخاطب کو نخل مردہ
اور آتش حسد گلخن دل سے نکل پڑی اور ایک تقریر لچ و لچر ترتیب دیکر چاہتی ہے

کہ اوسکو بھی چھین لین حضرت والا وہ ایام ظلم و جور گزر گئی کہ جسمین کوئی پوچھنی والا
نتھا کہ حضرت ابوبکر تو امیر المومنین بنی ہی نہین عمر کہا انسی بنگئی جتنے ہوئے سو ہی
جو جاہی بیان متھو بنے مگر دنیا مین کوئی بجز حیدر کرار غیر فرار قاتل کفار کے
کسی بھگوڑی کو ید اللہ نکہی گا خیریت ہی جبن دست عزبی پر رسیے کبہی ایک بکہی
تک نہ مری وہ کیونکر ید اللہ ہو سکتا ہی قابل لحاظ اہل انصاف یہ امر ہی کہ حضرت
عثمان راس و رئیس بنی امیہ ہین اور تفسیر نیشاپوری مین ہی عن ابن عباس
الشجرۃ الملعونۃ بنوا امیۃ یعنی شجرہ ملعونہ فی القرآن بنی امیہ ہین پس
آیا عقل کسی عاقل کی باور کر سکتی ہی کہ دستہائی انجاس ملعونہ رب الناس
ید اللہ ہون اور بعد سماعت اس حدیث کی جو کتاب معتبر اہلسنت سی ہی دیا
اب بھی آپکی مولانا صاحب عثمان کو ید اللہ کہی جاتے ہین یا اس لقب کو جناب
امیر کی واسطے چھوڑ دیتی ہین قولہ اس حدیث سی ثابت ہوتا ہی ایکے قول
استقلال پر یقین کامل تھا اقول محض غلط اس حدیث مین کہین بھروسی اور
استقلال کا ذکر نہین قولہ حضرت نے فرمایا یہ ممکن نہین اقول یہہ فرمانا
انحضرت کا اسی راہ سی تھا کہ دنیا سازی اہل نفاق کو اکثر تجربہ فرما چکے تھے
مقتضا جو فروشی و گندم نمائی یہ تھا کہ تنہا طواف کرین اور اگر کرتی تو بطریقہ
کفار کرتی اور برہنہ ہوکر تیلی کے بیل کیطرح گرد خانہ کعبہ پھرتی تو لوگ شبہہ ارتداد
کرتی اسلئے طواف نکیا چنانچہ صاحب ازالۃ الخفا لکھتی ہین کہ جب حضرت عثمانکو
ابن عم نی کہا کہ تم طواف کرو تو حضرت عثمان نی جواب دیا کہ اگر پیغمبر ہوتی تو جسطرح
وہ طواف کرتی ہم بھی اونکی پیچھے طواف کرتی جب وہ نہین ہین ہم کیونکر طواف

گرین **قوله** ذرا انصاف فرماوین کہ مفسرین اور محدثین اور مورخین کیا لکھتے ہین
اقول نفاق نفاق نفاق ثلثہ کا **قوله** اور اونکی استقلال ور صبر اور ایمان
اور اسلام کو کیسا تسلیم کرتی ہین **اقول** محض غلط اور کذب بحت ہی اگر صبر اور
استقلال ہوتا تو ثابت قدم رہتی اور فرار عن الزحف نکرتی اور اگر ایمان ہوتا
تو شک نبوت مین نہ لاتی اگر اسلام حقیقی ہوتا تو جہان پیغمبر فرماتی وہان چلی جاتی
عبارت حملہ مین بھی اور عبارت حدیث مین بھی جہان ذکر حضرت عمر کی جان چرانی
کا اور انکار کرنیکا مکہ مین جانی سی ہی اوسکو ہماری حضرت نی چھوڑ دیا اور وسکی
ذکر سی شرمائی کہ جسمین اونکی نامردی کا پردہ رہجائی یہ نہ سمجھے کہ صاحب ازالۃ الخفا
نی بھی عمر کی پردہ دری کی ہی اور ازالۃ الخفا فرمایا ہی اور عثمان کی مکہ مین
جانیکا ذکر تو سنتے گیا مگر اونکی سازش سی ساتھہ کفار کی نظر نہ کی جو عین دلیل نفاق
ہی بلکہ اونکی استقلال اور ایمان کی بلا دلیل مدعی ہوئے **قوله** سر مو اطاعت نبوی
سی باہر نہون **اقول** حضرت عمر کا انکار کرنا مکہ مین جانیسی معلوم نہین کہ یہی
اطاعت نبوی تھی یا اطاعت نفس امارہ یا اطاعت قوہ واہمہ یا اطاعت شیطان
قوله اور جنکی استقلال اور صبر کی خدا تعریفین کری **اقول** کسقدر باتین
خلاف واقع آپ نے فرمائی ہین افترائی بحت پر کمر باندھی ہی اور وہ بھی جند
کہان خدا نی صبر و استقلال صحابہ کی تعریف کی ہی ہمکو اس کلام اللہ مین تو کوئی
آیت تعریف صبر و استقلال صحابہ کی نہین نظر آتی بلکہ فمن نکث عدم صبر اور
عدم استقلال پر اول دلیل ہی اگر صبر اور استقلال ہوتا تو نکث بیعت نفرار عن
الزحف نکرتی اور نہ ثبات قدم بامارتی یا مرتے نعوذ باللہ کہ ایسی منافق اور مرتد

رہتی ہون **قوله** ہماری سمجھہ مین نہین آتا **اقول** یہہ قصور آپکی سمجھہ کا ہے شیعونکا کیا قصور ہے **قوله** ایسی سچی مسلمانون اور پکّے ایمان والونکو منافق کہتی ہین **اقول** سچا اور پکا ہونا مسلّم نہین ہی بلکہ جھوٹھا اور کچا ہونا ثابت ہے **قوله** ایسی صریح آیات اور سچی روایات کا انکار **اقول** آیات اور روایات کا انکار نہین مگر تمہاری فہم باطل کا انکار ہی **قوله** جب کوئی شخص ان آیتون الی قوله شبہہ کرسکے **اقول** شک و شبہہ حمقا کرتی ہونگی شیعہ انہین سب کو دیکھکر کفر اور نفاق حضرات ثلثہ کا یقین کرتی ہین **قوله** غور کرنیکا مقام ہے **اقول** اگر غور ہی کرنیکا مقام ہی تو دعوے صراحت کرنا نہ چاہیے جبتک مانا ہی **قوله** بلکہ صاف ہے **اقول** اگر صاف ہے تو اور ٹھیک ٹھیک ہی پتہ اور نشان ہوتا تو لاکھون عقلا کی مورد تبرا نہوتی **قوله** شبہات کو دور کردیا **اقول** شبہات حمقا کی دفع ہوئی ہون تو ہوئی ہون مگر عقلا کی یقینیات تو ہرگز نہین دفع ہوے بلکہ مدارج یقین جو نفاق اہل نفاق مین ہین ان آیتونکی دیکھنی سی بڑھ گئی **قوله** ایمان لانیوالونکی فقط تعریف اجمالی ہے **اقول** تعریف بھی اجمالی ہی اور مذمت بھی اجمالی ہے تفصیل آیات مین کسیکی نام کی نہین ہی ورنہ اختلاف کیون ہوتا **قوله** کہ مین ان مسلمانونسی راضی ہوا ہے **اقول** جھوٹھہ ہی مسلمانون سے نہین کہا ہی بلکہ رضی عن المؤمنین کہا ہی پس منافقین کو خارج کردیا کہ منجملہ اونکی شیوخ ثلثہ بھی ہین **قوله** کہ درخت کی نیچے **اقول** درخت کی نیچے اور زمین کی اوپر ہونیسی نفاق منافقونکا زائل نہین ہوگیا **قوله** بلکہ میرے ہاتھہ پر **اقول** جہان تنسیر یا میری ہاتھہ پر ہوسین فرمایا کہ فمن نکث فانما ینکث علی نفسہ

بیعت رسول نہین توڑی بلکہ خدا کی بیعت توڑی **قولہ** تو اب کون شخص
اقول وہ ہم ہین جو ایمان فمن نکث پر بھی لائی نہ تم کہ یؤمنون ببعض
و یکفرون ببعض ہو لیکن شبہہ نہین کرتی بلکہ یقین کرتی ہین **قولہ** کہ شاید
بیعت کرنیوالی وہی معدودی چند ہون **اقول** لاریب فیہ بیعت حقیقی کرنیوالی
وہی معدودی چند تہی جو ثابت قدم رہی گو بیعت نکثی کرنیوالی جو دہ سو ہون
بلکہ اضعاف اوسکے **قولہ** اور یہ بھی قبول کر لیا کہ اونہین کے شان مین **اقول**
اور یہ بھی قبول کر لیا کہ اونہین کے شان مین آیۂ فمن نکث بہی خدا نی نازل کیا
قولہ اسکا بہی اقرار کیا کہ سوائی ایک منافق کے **اقول** اور اسکا بہی اقرار کیا
کہ ایک نی اوسیوقت توڑا اور تین نی خیبر اور حنین مین توڑا **قولہ** ایسا
فاسد اعتقاد رکھتی ہین **اقول** فاسد بلکہ فاسد در فاسد اعتقاد تمہارا ہی
اور ہمارا اعتقاد بہت صحیح اور درست ہی ماشاء اللہ چشم بد دور **قولہ**
نہ خدا کی کلام پر یقین ہی **اقول** ہمکو کل کلام خدا پر یقین ہی لیکن تمکو فقط
رضی اللہ پر یقین ہے اور فمن نکث پر یقین نہین ہی **قولہ** کسی پر عمل ہو
اقول ہمارا عمل سب پر ہی تمہارا عمل کسی پر ہی کسی پر نہین ہی **قولہ** اے
بھائیو تمہاری حق مین **اقول** بکی جاہی کہانتک بکیے گا انکو عمر عجی و فسہ ہی ہم
چپ ہو ہم بھی دعا کرتے ہین کہ خدا تمکو ایک ذرہ عقل دی تاکہ تم لوگ اپنی
عقیدونکی برائیون پر خود ہی اقرار کرنی لگو اور جو ہم تمہین سمجھاتی ہین تم
ہی سمجھنے لگو **قولہ** ای یارو ذرا اپنی عقیدون پر غور کرو **اقول**
حضرت عمر تو دماغ کہا گئی انکو جواب جاہلان باشد خموشی سے جواب دینی کا

جی چاہتا ہی تم خود سوچو اور غور کرو کہ تمہاری ثلثہ مین کچھ بھی اثر ایمان
اور اسلام کا ہی اگر کچھ بھی ہوتا تو جو کچھ اونہون نی خاندان نبوت کے ساتھ
کیا ہرگز نہ کرتی بلکہ جو اون نا مسلمانون نی کیا تو وہ کافر بھی نہ کرتا ہے
ہیچ کافر نکند انچہ مسلمان کردند **قولہ** اگر ہے تو دکھلاؤ **اقول** ہمنی
تو کوئی پردہ نہین رکھا تینونکا حال اچھی طرح کھولکر دکھا دیا اگر آپکی تسکین
باطن ہوگئی تو خیر اور نہین ہوئی تو پھر فرمایئی گا کہ بالخصوص فلانا امر دکھایا دو
تو اوسکو پھر دکھا دینگی مگر آپکی نزدیک حسب و سمین تقصیر اور کوتاہی نظر آوی
تو پھر ہم کیا کر سکتی ہین مجبوری ہی **قولہ** نا ائرخیت کو **اقول** نالہ حزین
واہ آتشین ابستانیان در فراق افلح سنتان سزاوار است ولاف عشقبازی در صوبہ افغان
روزگرمی بازار عقلا عشق را قسمی از جنون و شعار لوطیان ما بون و زبون ہستند
و آز فشانیہائی آن ہر بودن زیر جامہا ہست از ماء الرجال کہ آن دوائی آنست
عدیم المثال کہ حضرت خلیفہ ثانی را دستعمال بود کما صرح بہ السیوطی حیث
قال کان بہ داء ما کان دواءہ الا ماء الرجال **قال المخاطب القمقام**
ھداہ اللہ سبل السلام پانچوین آیت **لولا کتاب من اللہ**
سبق لمسکم فیما اخذتم فیہ عذاب عظیم شان نزول اس آیت کا یہی
کہ جب لڑائی بدر کی فتح ہوئی اور مشرکین قید مین آئی تب پیغمبر خدا نی صحابہ سے
مشورہ کیا کہ ان قیدیونکو کیا کرنا چاہئی حضرت ابوبکر نی کہا کہ فدیہ لیکر چھوڑ دینا
چاہئی حضرت عمر نی کہا کہ انکی گردنین مار دینا چاہئی بلکہ جو جسکا رشتہ دار ہو
وہی اپنی ہاتھ سی اوسکو قتل کری اور خدا کی محبت کے سامہنے دوسری کی محبت کا

قول المخاطب

خیال نکری لیکن حضرت نی موافق مشورہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ
اور اور صحابہ کی فدیہ لیکر چھوڑ دیا اوسپر یہہ آیت نازل ہوی اور اس روایت
کو علما اور مفسرین امامیہ بھی تصدیق کرتی ہین چنانچہ تفسیر خلاصۃ المنہج کاشانی
مین لکھا ہی کہ بدر کی لڑائی مین ستر آدمی قید ہوی منجملہ اونکی عباس اور
عقیل بہی تہی حضرت نے اونکی باب مین اپنی یاروںسی مشورہ کیا ابو بکر نی کہا
وہ بہی مہاجرین سی تھی کہا کہ یا رسول اللہ صلعم یہہ سب چھوٹی بڑی آپکے قوم اور
قبیلہ کی ہین اگر ہر ایک بقدر طاقت اور استطاعت اپنی کی کچھہ فدیہ دے تو امید
ہی کہ ایکدن دولت اسلام پر پہنچین اور مجمع البیان طبرسی مین لکھا ہی کہ پیغمبر خدا
نی بدر کے دن قیدیونکی باب مین اپنی یاروںسی کہا کہ اگر تم چاہو انکو مار ڈالو اور چاہو
چھوڑ دو حضرت عمر نی کہا کہ یا رسول اللہ صلعم انہون نی آپ کو جھٹلایا اور
آپکو نکالا اسلئی انکی گردنین مارنا چاہئی عقیل کو علی کے سپرد فرمائی کہ وہ اونکو
مارین اور فلان شخصکو میری سپرد کیجیے کہ مین اوسکو قتل کرون اور یہہ سردار ان
کفار سی ہین اور حضرت ابو بکر نی کہا کہ یا رسول اللہ صلعم یہہ آپ کی قوم اور
رشتہ کے لوگ ہین فدیہ لیکر چھوڑ دینا چاہئی چنانچہ اوسیطرح پر حضرت نے
کیا تب یہہ آیت نازل ہوئی اور پیغمبر خدا نی فرمایا کہ اگر عذاب نازل ہوتا
آسمان سی تو سوای عمر اور سعد معاذ کی کوئی نجات نہ پاتا ان روایتونسی باقرار علما
امامیہ چند فائدی حاصل ہوئی اول حضرت ابو بکر صدیق اور عمر کا مہاجرین
اور اہل بدر مین سی ہونا دوسرے پیغمبر خدا صلعم کا اونسی مشورہ کرنا تیسرے حضرت
عمر کا کافرون پر سخت ہونا اور خدا کی راہ مین قرابت اور برادری کا کچھہ خیال نکرنا

اور جو کچھ ان فائدون سے فائدے حاصل ہوتی ہین اونکو ہم بیان کرتی ہین کہ جب
حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر کا مہاجرین مین ہونا ثابت ہوا تو جو فضیلتین
اللہ جل شانہ نے مہاجرین کی بیان کی ہین اور جنکو اوپر ہم نقل کر چکے ہین وہ سب
اونکی حقمین ثابت ہوئین دوسری جو بعض علمائے امامیہ نے انکار کیا ہی کہ
اصحاب ثلثہ مہاجرین مین سے نتھی وہ قول باطل ہوا چنانچہ تقلیب المکائد کے
مؤلف نے مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب قدس اللہ سرہ کی تحفہ کی باب مکائد
شیعان کی کید نود و یکم کی جواب مین صفحہ لکھا ہی کہ اصحاب ثلثہ از مہاجرین
اولین نبودند تیسری امامیہ کا یہ گمان کہ معاذ اللہ حضرت ابوبکر صدیق
اور حضرت عمر ابتدا ہی سے منافق تھی اور کبھی ولسے ایمان نلائے تھے اور اونکی
نیت نیک نتھی فاسد ٹھہر اجیسا کہ جناب میرنصاحب قبلہ حدیقہ سلطانیہ کے
باب سوم مین لکھتی ہین کہ سیرت شیخین دلالت بر خبث سریرت آنہا دارد کہ در وقت
کتمان از حضرت نبوی درخواست اظہار دعوت نمودہ و در فکر اضرار آنحضرت صلعم
بر می آمدند و در وقت اعلان از نصرت دست میکشیدند فاعتبروا یا اولی
الابصار انتہی بلفظہ اگر میرنصاحب قبلہ زندہ ہوتی تو مین پوچھتا کہ حضرت
اگر شیخین کی نیت نیک نہوتی اور وہ وقت اعلان کی نصرت سے ہاتھ کھینچتے
ہوتی تو بدر کی لڑائی مین کیون شریک ہوتی اور کیون خدا اونکی ہاتھ پر فتح دیتا
اور کیون پیغمبر خدا صلعم اونسے مشورہ کرتی اور کیون آپکے جد امجد کاشانی اور طبرسی
مہاجرین اور اہل شوری مین ہونا اونکا قبول کرتی آئے مسلمانو شیعو نکی ایمان اور
عقل اور حیا پر غور کرو کہ وہ شیخین کی نسبت جو کہ تمام جان سے اپنی عاشق پیغمبر صلعم

کے تہی اور تمام مال اپنا حضرت پر فدا کر چکی تہی اور جو شب و روز اظہار دعوت
کی لئی اصرار کیا کرتی تہی یہہ گمان کرتے ہین کہ اونکی نیت اس اصرار سی یہہ تہی
کہ پیغمبر خدا اظہار دعوت کرین اور لوگ اونکو ستاوین اور ہلاک کر ڈالین +
افسوس ایسی عقیدی پر خیر بہر حال میر نصاحب قبلہ جو چاہین فرماوین اور اونکی
پدر بزرگوار جو دلمین آوی ارشاد کرین لیکن اس امر کو کہ شیخین مہاجرین اور صحابہ
بدرمین سی تہی جھٹلا نہین سکتی اور ہمارا مطلب اتنی ہی بات سی حاصل
ہوا جاتا ہی اسلئے کہ جب وی مہاجرین مین سی تہی تو اون فضیلتونکی مستحق ہین
جو ونکی جا بجا قرآن مجید مین ہجرت کرنیوالونکی بیان کی ہین اور جب کہ وی
اہل بدر سی تہی تو وہ اوس مغفرت کی وعدہ مین شریک ہین جو اللہ جل شانہ
نے اہل بدر سی کیا ہی کہ یعنی اونکو مرفوع القلم کر دیا ہی چنانچہ اس امر کو علمای
امامیہ بہی قبول کرتی ہین علامہ کاشانی خلاصۃ المنہج مین تفسیر کریمہ ما کان
للنبی ان یکون لہ اسری کی یہ الفاظ کرتی ہین کہ اگر نہ حکمی و فرمانی بود
از خدای تعالی کہ پیشی گرفتہ شدہ و ثبات آن در لوح محفوظ کہ نہی صحبت
عقوبت نہ فرماید یا اصحاب بدر را عذاب نکنند اور اسی طرح پر تفسیر مجمع البیان
میں بہی لکھا ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا لعل اللہ اطلع علی
اہل بدر فغفر لہم فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم کہ خدا نی اہل بدر کی شان مین
فرما دیا ہی کہ جو چاہو سو کرو مین تمکو بخش چکا ہون اور تفسیر خلاصۃ المنہج
مین لکھا ہی کہ خدا تعالی بدریان را وعدۂ مغفرت دادہ و ایشانرا بخطاب اعملوا
ما شئتم فقد غفرت لکم نوازش فرمودہ پس جب پیغمبر خدا کی بان سیان

سی تمام اہل بدر کا قطعی جنتی ہونا اور خدا کا اونکی نسبت اِعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ
غفرت لکم کہنا ثابت ہوا تو پھر آب صحابۂ کبار علی الخصوص اصحاب ثلثہ کے
قطعی جنتی ہونے مین کون سا شبہہ ہا اسے یارو ہم ابتک نہین سمجھتے ہین کہ حضرات
شیعہ کی مذہب کا مدار کس چیز پر ہی اگر خدا کی کلام پڑھی تو وہ صحابہ کی فضیلتون
سی بہرا ہوا ہی اگر پیغمبر کی حدیثون پڑھی تو اونمین بہی اونہین کے صفات کا
تذکرہ ہی اگر ائمۂ کرام علیہم السلام کی روایتون پڑھی تو اونمین بھی اونکی خوبیون
کا بیان ہی اگر اپنی ہی تفسیرون اور کتابون پڑہی تو اونسی بھی اونکی فضایل
کا ثبوت ہوتا ہی پس اب اور کیسی سند حضرات چاہتی ہین جو صحابہ کی فضایل
مین ہم پیش کرین اور کیسی دلیل چاہتی ہین جو اونکی بزرگیونکی ثبوت مین بیان کرین
اصل یہ ہی کہ اگر ایمان اور انصاف ہو تو خدا کی کلام اور رسول کی احادیث اور
ائمہ کی اقوال کو مانین جب ایمان اور انصاف ہی نہین ہی اور پیروی عبد اللہ بن سبا
کی کرنی منظور ہے تو پھر کیونکر اپنی پیر و مرشد کی سکہلای عقیدونکو چھوڑین
افسوس ہزار افسوس کہ بارہ سو برس گزر گئی اور اوس ملعون یہودی کی ہڈیان
خاکستر تک ہو گئین مگر جو کچھ وہ اپنی شیعونکو سکہلا گیا اوسکو وہ نہین بھولے
اور جس راہ پر وہ اپنی یارونکو چلا گیا اوس سی نہین ہٹتی ہزار ہزار کوئی سمجھاوے
لاکھہ آیتین اور حدیثین دکہلاوی مگر اپنی پیر و مرشد کے قول کی روبرو ایک پر بہی
نظر نہین کرتے کلام اللہ کی تاویل کر دین حدیثونکو بنا ڈالین اماموںکی قولونکو
رد کر دین مگر اپنی جد امجد کی بات کو نہین بھولتی جس عقیدہ کو خیال کیجئے
اوسمین اوسی ملعون کی تعلیم کا ابتک اثر ہی جس مسئلہ مین غور کیجئے ابتک اوسی کمبخت کی

قول بر عمل ہے ونعم ما قیل سے بہ لب زدرد دل آہی کہ داشتم دارم ٭ نشستنی سر راہی کہ داشتم دارم ٭ یقول المتمسک بولاء

علی بن ابیطالب علیہ السلام

قول عجیب

العجب کل العجب کہ حضرت مخاطب با شور و شغب مدعی بیان آیات فضائل صحابہ ہی لیکن خدا نی کیسا عقل پر پردا اڈالا ہی کہ قلم اعجوبہ رقم سے وہ آیت نکلتی ہی جو نص صریح اوپر مذمت صحابۂ کبار سنیان کی ہی اور جس سی بیدینی اور دنیا طلبی صحابہ کی اور اونکا سزاوار و مستحق عذاب عظیم ہونا ثابت ہی گو خدا نی اپنی فضل و کرم سی چھوڑ دیا ہو تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ خداوند باری بکمال ناراضی بخطاب پر عتاب صحابۂ دنیا طلب سی مخاطب ہو کر فرماتا ہی کہ تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الاخرۃ واللہ عزیز حکیم لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم یعنی ای اصحاب رسول تم لوگ طالبین مال دنیا ہوا ور خدا خواہان ثواب آخرت ہی اور خدا عزیز و حکیم ہی اور اگر نوشتۂ خدا پیشتر نہ گزرا ہوتا تو ہر آئینہ پہنچتا تمکو بیچ اوس چیز کی کہ لیا تمنی عذاب عظیم غرض جناب باری عز اسمہ کی سرزنش کرنا صحابہ کا ہی جنہون نی دوست رکھا اسیران بدر سی فدیہ لینی کو جنکی رائے و مشورہ سے حضرت ابوبکر تہی کہ تم اگر دیندار ہوتی تو طالب مال دنیای فانی نہوتی بلکہ طالب ثواب باقی ہوتی اور خدا ہی عزیز و قہار تمپر اس دنیا طلبی اور بیدینی پر عذاب کرتا لیکن حکمت اوسکی مقتضی عذاب نہیں ہوئی اور اگر بمقتضای اپنی حکمت کے پیشتر اس سی یہ امر نہ مقرر کیا ہوتا کہ عذاب دنیا تمپر نکریگا تو اس فدیہ لینی کی سبب سے

تم پر عذاب سخت نازل کرتا ہان یا روهم تمسی یہہ نہین کہتی کہ غور و فکر کرو بلکہ تم
آنکھین بند کر کی اپنی حافظونکی طرح ٹٹولو تب بھی اس آیت مین حضرات صحابہ کی
کون صحابہ جنکو تم کبار کہتی ہو سوا عذاب عظیم سے کچھہ نہ پاؤگی اب بتلاؤ کہ یہہ
آیت مذمت صحابہ کی ہی یا تعریف صحابہ کی لیکن اولٹی سمجھہ کا کیا علاج ہے
یہہ تہا حال آیت فضیلت کا اب جھوٹونکی روایت کا حال بھی سنیئے کہ جو دو ایک روایتین
کتب اہلسنت کی ہماری علمانی نظر بانیکہ نقل کفر کفر نباشد اپنی کتابون مین نقل
کی ہین حضرت مخاطب خوش فہم کی زعم باطل مین یہہ آجاتا ہی کہ وہ معتقد بھی
اوسکی ہوگئی حالانکہ بدیہیات سی ہی کہ روایت امر دیگر ہی اور تصدیق روایت
امر دیگر ہے چہ جائی اینکہ کوئی خود روایت بھی نکری بلکہ نقل روایت اہل خلاف
کی کری وہ کیونکر مصدق ہو جائیگا اور علاوہ اسکی کہ کوئی دلیل اوپر تصدیق کے
قایم نہین ہے نقل اقوال مختلفہ کرنا دلیل قطعی اوپر عدم تصدیق کے ہی اسلئی کہ کوئی
آدمی مصدق اقوال مختلفہ نہین ہو سکتا ہی بلکہ اگر مصدق ہو تو ایک ہی کا ہوگا
اس مقام پر چند روایتین اہل سنت کی ہماری علمانی ذکر کی ہین بعضون مین
ذکر اسکا ہی کہ آنحضرتؐ نی مشورہ لیا صحابہ سی درباب اساری بدر کی کہ ان
قیدیونکا کیا کرنا چاہئی قتل کرنا چاہئی یا فدیہ لیکر چھوڑ دینا چاہئی اور بعض مین
ذکر اسکا ہی کہ آنحضرتؐ نی صحابہ کو اختیار دیا کہ تمھارا جی چاہی چھوڑ دو اور
تمھارا جی چاہے قتل کرو اور خود حضرتؐ نی کچھہ حکم نہین دیا اور بعض مین یہہ ہے
کہ آنحضرت نی رای ابوبکر کو کہ جو فدیہ لیکر چھوڑ دینی کو کہتی تھے بہت پسند کیا
اور اوسی پر عمل کیا اور رای عمر کو کہ قتل تھی ناپسند کیا اور بعض مین یہہ ہے کہ ای

فدیہ لینی کی آنحضرتؐ کو نہایت ناپسند ہوئی اور حضرتؐ کو غصہ سی تغیر ہوا
یہانتک کہ آثار کراہت چہرۂ مبارک سی سعد معاذ نی مشاہدہ کرکی کہا کہ یا حضرتؐ
انکی قتل ہی کا حکم دینا میری رای کی بہی موافق ہی اور عمرؓ نی بہی یہی کہا کہ میری رای
مین بہی یہی آتا ہی گو ہماری نزدیک حضرت عمر کا یہہ فرمانا فقط خوش آمدہی کی
راہ سی ہو نہ تہہ دل سی آب ہم صاحبان انصاف سی پوچہتی ہین کہ آیا کوئی عاقل
ان سب اقوال مختلفہ کی تصدیق کرسکتا ہی اور کہہ سکتا ہی کہ ایک بات کو حضرتؐ نی
پسند بہی کیا اور پہر نہین بہی ناپسند کیا یہ دونو نقیضین سچ ہین اور مشورہ لیکر خود
حکم دیا اور خود ہی حکم نہین دیا بلکہ صحابہ کو اختیار دیا یہ دونو ضدین سچ ہین ہم
سب کے مصدق ہین پس کوئی حضرت مخاطب سی پوچہے کہ تم جو مدعی تصدیق علماء
شیعہ ہو تو تصدیق اسی کا نام ہی کہ نقائض اور ضداد کو کوئی جمع کری اور سب کا
مصدق کہلائی حضرت مخاطب سی عرض ہی کہ اگر تمہاری ایسی مطہر ہی سمجہہ ہوتی
تو تم شیعہ سی سنی اور سنی سی نصرانی نہ بنجاتی **قولہ** لیکن حضرتؐ نی موافق مشورۂ
ابوبکر صدیق اور صحابہ کی فدیہ لیکر چہوڑ دیا **اقول** ابوبکر اور عمر سی مشورہ لینا
اور رای ابوبکر کو پسند کرنا مضمون حدیث صحیح مسلم ہے کتاب الجہاد باب الامداد بالملائکہ
فی غزوۃ البدر مین شیعہ ایسی احادیث کاذبہ کو کب تصدیق کرتی ہین عبارت
اس حدیث کی یہہ ہی قال ابن عباس فلما اسروا الاساری قال رسول اللہ
لابی بکر و عمر ما ترون فی ہولاء الاساری فقال ابوبکر یا نبی اللہ ہم بنو العم
والعشیرۃ اری ان تاخذ منہم فدیۃ فیکون لنا قوۃ علی الکفار فعسی اللہ ان
یہدیہم الی الاسلام فقال رسول اللہ ما تری ابن الخطاب قال قلت لا واللہ

یارسول اللہ صلعم ما اری الذی رای ابوبکر ولکنی اری ان تمکننا فنضرب اعناقہم
فتمکن علیا من عقیل فیضرب عنقہ وتمکنی من فلان نسیبا لعمر فاضرب عنقہ
فان ہؤلاء ائمۃ الکفر وصنادیدہا فہوی رسول اللہ صلعم ما قال ابوبکر ولم یہو ما قلت
فلما کان من الغد جئت فاذا رسول اللہ صلعم وابوبکر قاعدین یبکیان قلت یا رسول اللہ
اخبرنی من ای شیء تبکی انت وصاحبک فان وجدت بکاء بکیت وان لم اجد
بکاء تباکیت لبکائکما فقال رسول اللہ صلعم ابکی للذی عرض علی اصحابک من اخذہم
الفداء لقد عرض علے عذابہم ادنی من ہذہ الشجرۃ شجرۃ قریبۃ من رسول اللہ صلعم فانزل
اللہ عزوجل الحدیث حاصل ترجمہ ہر گاہ اسیران بدر کو اسیر کیا جناب رسولخدا صلعم نے
شیخین سے مشورہ لیا کہ درباب اسیران تمہاری راے کیا ہی پس کہا ابوبکر نے
یہہ سب تمہاری بنائی عمام اور قوم قبیلہ ہین میری راے مین یہہ ہی کہ انسے فدیہ لیکے
چھوڑدو کہ شاید بعد ازین مسلمان ہوجائین عمر نے کہا کہ ہرگز یہہ راے میری نہین ہے
بلکہ حکم دیجئے ہمکو انکی قتل کا پس علیؑ سے کہو کہ عقیل کو قتل کرین اور مجھسے کہیے کہ
مین فلانی کو قتل کرون اسلئے کہ یہہ سب سرداران اہل کفر ہین پس عمر کہتی ہین کہ جناب
رسولخدا صلعم نے ابوبکر کی رای پسند کی اور میری رای نہین پسند کی پس دوسرے روز
مین حاضر ہوا تو دیکھا کہ رسول خدا صلعم اور ابوبکر بیٹھے روتی ہین کہا مینے کہ مجکو بھی
خبردو کہ تملوگ کیون روتی ہو تاکہ اگر رونا آوی تو مین بھی روؤن ورنہ بتکلف
صورت رونیوالونکی بناؤن پس فرمایا حضرت صلعم نے کہ مین اسلئے روتا ہون کہ غضب
فدیہ لینی کا جو تیری اصحاب کیواسطی مقرر کیا گیا وہ مجہپر عرض کیا گیا پس اونکے
عذاب کو دیکھکر مین روتا ہون کہ عذاب اونکی بسبب فدیہ لینی کی قریب تر اس درخت

سی ہو گیا تھا اور اشارہ کیا طرف ایک درخت کی جو قریب رسول خدا تھا

پس اوسوقت خداوند عزّوجلّ نے آیۂ عتاب و خطاب کو نازل کیا انتہی محصلاً

حقیقت واقعی یہہ ہی کہ جب بیدینان دنیا طلب پر عتاب و خطاب

تریدون عرض الدنیا نازل ہوا اور رئیس طالبین مال دنیا حضرت خلیفۂ

اول تہی پس واضع حدیث نی واسطے عیب پوشی اپنی خلیفہ جی کے چاہا کہ

جناب رسول خداؐ کو بہی شریک عتاب و خطاب جناب باری بناوی پس

حدیث جہوٹہی بنائی جسکا محصل یہہ ہی کہ جناب رسول خداؐ نی شیخین سے

شورہ لیکر رای ابوبکر کو پسند کیا اور خود فدیہ اساری سی لیا پس غرض اوس

کذاب کی یہہ ہوئی کہ چونکہ اصل حکم دینی اور فدیہ لینی والے جناب رسول خداؐ

تہی اور کل قوم اونکی تابع تہی تو حقیقت مین مصداق عتاب و خطاب لمسکم

فیما اخذتم عذاب عظیم کے معاذ اللہ رسول خداؐ تھے لیکن کوئی مسلمان

با ایمان اس بات کو نمانیگا کہ اشرف انبیاء و مرسلین

ہو ... ایسی مال دنیا کی فانی کے واسطے ...

کری اور ... [illegible]

... [illegible] ... لوگون کا

دوسری روایت اہلسنت کی جو صاحب مجمع البیان نی کتب اہلسنت سی نقل

کی ہی ان النبی صلعم کرہ اخذ الفداء حتی رای سعد بن معاذ کراہیۃ فی الوجہ

ترجمہ یعنی جناب رسول خداؐ نی فدیہ لینی کو نہایت مکروہ اور ناپسند جانا

یہانتک کہ آثار کراہت چہرۂ مبارک سی لوگون نی مشاہدہ کیا پس اگر رای

ابوبکر پسند خاطر تہی تو کراہت کی کیا وجہ تہی علاوہ اسکے خود اسی روایت کا

آخر مکذب اوسکی اول کا ہی اسلیئی کہ محصل آخر روایت یہہ ہی کہ جب عمرؓ نی سبب گریہ وبکا پوچھا تو حضرتؐ نی فرمایا کہ عرض کیا گیا مجہپر عذاب تیری اصحاب کا بسبب فدیہ لینی اونکے قریب اس درخت سی پس اگر خود ہی جناب رسولخداؐ نی بطیب خاطر اور پسند کرنی رای ابوبکر کی فدیہ لیا ہوتا تو بجای عذابہم کے عذابی فرما یعنی عذاب میرا مجہپر عرض کیا گیا اور الا اقل یہہ ہی کہ عرض علینا عذابنا یا تمذابی وعذاب اصحابک فرماتی اور جب یہہ نفرمایا بلکہ عذاب کو مخصوص بصحابہ اخذین فدیہ کیا تو اس سی ظاہر ہوگیا کہ وہ حضرتؐ شریک عتاب وخطاب نتہی پس راوی کذاب نی بمقتضای آنکہ دروغگورا حافظہ نباشد چار سطر کی عبارت مین اول و آخر کلام کو متناقض کردیا **قولہ** مفسرین امامیہ بہی تصدیق کرتی ہین **اقول** اس تصدیق مین ہم آپکی تکذیب کرتی ہین جب تلک کوئی دلیل تصدیق نہ بیان کیجئی گا ہم آپکو جہوٹہا کہی جائینگی بارہی کوئی جہوٹہی ہی ہی دلیل ہہی

[illegible] ذالک **قولہ** چنانچہ تفسیر خلاصۃ المنہج مین [illegible]

[illegible] لفظا اور وہ اندہی مشورہ با اصحاب مین [illegible]

[illegible] روایت بیضاوی

ہی کہ باین عبارت نبی اتی یوم بدر بسبعین اسیر فیہم العباس وعقیل ابن ابیطالب فاستشار فیہم فقال ابوبکر قومک واہلک استبقہم لعل اللہ یتوب علیہم وخذ منہم فدیۃ تقوی بہا اصحابک الی آخر ما قال پس جو روایتین کہ ماخذ اونکا کتب اہلسنت ہین بغیر اثبات تصدیق علمای شیعہ شیعون پر حجت نہین ہوسکتی **قولہ** مجمع البیان طبرسی مین لکہا ہی الی قولہ جا ہو ما

ورجا ہو جاتی دو۔ **اقول** یہہ روایت تخییر ہی اصل اسکی کتب اہل سنت سے
ہی چنانچہ صاحب مجمع البیان نی عُبیدہ سلمانی سے کہ رُواۃ اہلسنت سے ہی
نقل کی ہی اور مضمون اسکا روایت بیضاوی میں بھی موجود ہی حیث قال
خیر اصحابہ فاخذوا الفداء و الحدیث پس یہہ روایت بھی بغیر اثبات تصدیق
علمای شیعہ شیعو نپر حجت نہیں ہو سکتی ہی اور بفرض صحت مضمون تخییر ضرور
ہی کہ تخییر سی تخییر جوازی نہ مراد لیجاوی ورنہ امر جایز میں عتاب و خطاب کے
اور استحقاق عذاب عظیم کی کیا معنی بلکہ مراد تخییر سی تخییر اختیاری لیجاوی
یعنی واسطی امتحان اور آزمایش نیت ہای صحابہ کی دینداری اور دُنیا طلبی
میں اونکو اختیار دیا گیا درمیان قتل اور فدیہ کی تا کہ معلوم ہو کہ بحسن اختیار
دینداری کو مقدم کرتی ہیں یا بسوء اختیار مال دنیا کو پسند کرتی ہیں لیکن صحابہ
نی خلاف مرضی خدا و رسول بسوء اختیار مال دنیا کو پسند کر کی مصداق تریدون
عرض الدنیا اور مستحق عذاب عظیم ہوئی اور ضرور ہی کہ بنا بر لا اتبع الا ما
یوحی الی کے یہہ اختیار اختیاری بھی جانب پروردگار سی ہو اور اگر
فرض کیا جاوی کہ یہہ اختیار اختیاری نتھا بلکہ اختیار جوازی تھا بنا بر خطای
اجتہادی رسول خدا امر تھا یا شق اختیاری کو نہ اختیار کرین بلکہ شق مشورہ
پسند رای ابوبکر بنا بر خطای اجتہادی کے کہین جیسا مزعوم باطل اہلسنت ہے
تب ہی عتاب و خطاب کی کیا وجہ اسلئی کہ مجتہد صائب بنا بر رای حضرات کے
مستحق دو ثواب کا ہی اور مجتہد مخطی مستحق ایک ثواب کا ہی نہ مستحق عذاب عظیم مگر
یہہ کہیے کہ یہہ قاعدہ مخصوص واسطی مجتہدہ صاحبہ حضرت عائشہ کی او مجتہد صاحب

حضرت معاویہ کی ہی اور جناب رسولخدا صلعم کی بارہ مین یہہ قاعدہ مرعی
نہین ہی تب بہی ہم کہینگے کہ استحقاق عذاب عظیم مخصوص بمجتہد صاحب
ہونا چاہی نہ بمقلدین بیچاری مقلدین کا کیا قصور تہا کہ جناب باری بصیغہ
جمع خطاب انکی طرف کرکے فرمائی لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم
مگر یہہ کہین کہ مراد جمع سی یہان واحد ہی یعنی فقط جناب رسولخدا صلعم جیسا کہ
الو الفضل مین مراد الو سی فقط ابوبکر ہین گو آیۃ انما ولیکم اللہ مین یؤتون
الزکوۃ وھم راکعون سی تنہا جناب امیر کا مراد لینا جائز نہین ہی بہر کیف
بنا بر اسکی بہی یہہ خدشہ باقی رہجاتا ہی کہ پہر جناب رسولخدا نی بنا بر حدیث
صحیح مسلم کے جا بہی گزر چکی یہہ کیون فرمایا لقد عرض علی عذابھم یعنی
تیری اصحاب کا عذاب مجکو دکہایا گیا بلکہ یہی فرمایا ہوتا کہ میرا عذاب مجکو
دکہایا گیا پس بجز فریب کی اسکو کیا کہیی کہ آدمی اپنا گناہ دوسرونکی گلی منڈہے
شاید اوسوقت تک آیہ من یکسب خطیئۃ او اثما ثم یرم بہ بریئا
فقد احتمل بہتانا و اثما مبینا نہین نازل ہوا تہا الغرض ہاتہہ پاؤن مارنا
اہلسنت کا اسمقام پر مثل ناقہ عشوا کی تماشا کردنی ہے کہ کسطرح چیز باتمین بنائی ہین
مگر کسی پہلو ٹہیک نہین بیٹہتا **قولہ** باقرار علمائی امامیہ چند فائدی حاصل
ہوئی **اقول** جب اقرار علمائی امامیہ ثابت نہین کیا تو ذکر فائدون کا بیفائدہ
ہی اور بنای فاسد علی الفاسد ہی اور نقل اقوال اور روایات سی اقرار انکی
تصدیق نہین ثابت ہوتی ہی مشہور ہے کہ نقل کفر کفر نباشد **قولہ** اول حضرت
ابوبکر اور عمر کا مہاجرین اور اہل بدر سی ہونا **اقول** ایمان ظاہری اور مہاجرت

ظاہری اور بدری ظاہری ہونیکا کوئی انکار نہین کرتا اگر اکثر منافقین موصوف
بہین صفات تہی کلام ایمان حقیقی مین ہی کہ ہم شیخین کو مومن حقیقی نہین جانتے
بلکہ یؤمنون بافواھھم مین داخل جہتی ہین اور مہاجر حقیقی نہین جانتے
ہیں کہ بنا بر تصریح بیضاوی وصاحب مشکوۃ مہاجرت حقیقی مین مہاجرت
عن الشرک اور مہاجرت عن المعاصی اور مہاجرت عن الاوطان للدین
شرط ہی اور حضرات ثلثہ حقیقت مین نہ تارک شرک اور نہ تارک معاصی تہے
اور نہ تارک اوطان للدین تہے بلکہ بطمع دنیا تارک وطن ہوئی تہی کما مر
تفصیلاً اور اہل نفاق کا اہل بدر ہونا اس کلام سی آتا ہی بلکہ اسسی عذاب
دنیا سی بچ جانیکو شاید کچہہ فائدہ کرے قولہ دوسرے پیغمبر خدا صلعم کا انسے
مشورہ کرنا اقول مشورہ کرنا بہی مبتنی اوپر اونہین روایات صحیح مسلم و
بیضاوی کی ہی اور اگر مشورہ کرنا ہم مسلم بہی کرین تو بنا بر استکشاف
ما فی الضمائر کے تہا تا حال اخلاص اور عدم اخلاص اور دینداری اور دنیا
طلبی معلوم ہوجاوی ورنہ عقل محال جانتی ہے کہ اعقل الناس محتاج
مشورہ حمقای چند ہو قولہ تیسرے حضرت عمر کا کافرون پر سخت ہونا
اقول سخت ہونی پر حدیث صحیح مسلم اَنتَ اَغلَظُ وَاَفظُّ بہی دلالت کرتی ہے
اور حدیث بیضاوی حتی تکون اشد من الحجارۃ بہی دلالت کرتی ہی
لیکن خیال کرنیکی بات ہی کہ ایسی قسی القلب سی جو اشد من الحجارہ ہو
فراغ جہل سالہ کا نکلنا اور ایمان سی متاثر ہونا بہی بہت دشوار امر ہی
مگر یہ کہا جاوی کہ سختی فقط زبانی ہی تہی اور جتنی بزدلی ہوتے ہین

زبانکی طرنسے بہی ہوتی ہین مصرع مثل ہے جو گرجتی ہین وہ بادل کم برستی ہین
بہر کیف لانسلم کہ یہہ مشورہ قتل عمرنی دیا اسلئی کہ سبتنی اوپر روایات کا ذکر
اہلسنت کی ہی سلمنا لاکن لانسلم کہ یہہ مشورہ باخلاص قلبی تہا بلکہ افعال جملہ
منافقین محمول بریاکاری ہین چونکہ جناب رسولخدا صلعم کو فدیہ لینی پر تغیر پایا
یہانتک کہ حضرت کی چہرہ مبارک سی آثار کراہت ظاہر ہوئی تب عمر صاحب نی
بخوشامد رسولخدا صلعم ظاہر مین باین کلمات متکلم ہوئی اور باطن مین بجہت
جیفہ دنیا رای انکی اور ابوبکر کی ایک ہی تہی یقولون بافواھھم ما لیس
فی قلوبھم سلمنا کہ بتہ دل کہا تہا لیکن لانسلم کہ مقتضای داعیہ ایمانی تہا بلکہ
بقساوت قلبی و میلان الی الیہودیت تہا ورنہ یہہ تجویز نکرتی کہ ہر شخص اپنی
عزیز رسن بستہ کو ماری وقد مر فی بیان اشداء علی الکفار فتذکر قولہ
ان فائدونسی فائدی حاصل ہوتی ہین اقول ہم کہچکی کہ اصل فائدی بناء
فاسد علی الفاسد تہی پس فائدونکی فائدی بناء فاسد علی الفاسد ہونگی
قولہ جو فضیلتین اللہ جل شانہ نی مہاجرین کے بیان کی ہین اقول فضیلتین
اللہ جل شانہ نی مہاجرین حقیقی کے بیان کی ہین نہ اونکی کہ جو ظاہر مین مہاجر اور
باطن مین منافق تھے قولہ جنکو ہم اوپر نقل کرچکی ہین اقول ہم اونکی بہی
جواب بہی لگا چکی ہین قولہ دوسری جو علماء امامیہ نی اقول اس
بدحواسی کیون ہی کہ دوسری کا پہلا اندراج بہرکیف تخصیص بعض علماء امامیہ کی
انکو ہی کل علماء امامیہ ثلثہ کو مہاجرین حقیقی سی نہین جانتی ہین اگرچہ ظاہر مین
مومن بہی تھے مہاجر بہی تہی لیکن منافق بہی تھے قولہ منکملہ شیعان

اقول مکائد سُنّیان سراپا کید و تشدید ہین چونکہ شاہ جی مدعی اسکی ہوئی ہین
کہ ثلثہ مہاجرین اولین سی تہے صاحب تقلیب المکائد قدس سرہ نی اوسکی
رد مین منع کیا کہ ثلثہ از مہاجرین اولین نبودند اور سند منع حدیث صحیح بخاری
سی لائی ہین کہ جناب رسولخدا کے فرمانی سی ثابت ہوتا ہی کہ مہاجرین
اولین وہ لوگ ہین جنہون نی طرف حبشہ کی ہجرت کی امثال جعفر طیار وغیرہ
پس جبتک شیعونکی مستند کتابونسی ہر ایک کا اصحاب ثلثہ سی مہاجر الی
الحبشہ للدین ہونا نہ کوئی ثابت کری تب تک مدعی اسکا نہین ہو سکتا اگرچہ
اصحاب ثلثہ مہاجرین اولین سی تہی اس سخن کا جواب تو حضرت مخاطب کو
کچہ نسوجہا مگر اونکی مہاجریت پر ایک دلیل لاتی ہین اپنی حدیث سی کہ جسکی شیعہ
تصدیق نہین کرتی و علی التنزل اثبات نہوگا مگر مہاجرت ظاہری کا نہ حقیقی کا
اور اسکا انکار صاحب تقلیب المکائد نی نہین کیا بلکہ کسی نے علمای امامیہ سے
نہین کیا بلکہ وہ منکر اولیت ہین خصوصًا اور منکر مہاجرت حقیقی ہین عمومًا
لیکن حضرت مخاطب کو خدا نی اسقدر فہم ہی نہین دیا ہی کہ اطراف وجوانب
کلام اور قیود و شروط پر نظر کری **قوله** تیسری امامیہ کا یہہ گمان کہ حضرت
ابوبکر و عمر ابتدا ہی سی منافق تھے الی قوله فاسد ٹھرا **اقول** الحمد للہ کہ ان
احادیث سُنّیہ مین بہی کوئی لفظ اوپر عدم نفاق اور حُسن نیت ثلثہ کے
نہین دلالت کرتا ہی پس گمان امامیہ فاسد نہ ٹھرا بلکہ بہت ٹھیک اور درست ہوگیا
اسوجہ سی کہ فساد نیت ابوبکر جو بابت مبادلی فدیہ یعنی کے تہی جیسا ان دو آیات
قرآن بالتصریح موجود ہی کہ ابوبکر نی کہا کہ خذ منہم فدیۃ وارعٰیٰ ان تاخذ منہم

قرآنی صریح آیت و نص بد خود بدہ فدائی استطاعت و طاقت بقدر یک ہر و دیگر فدیۂ متعلقہ
تو یدون عرض الدنیا سی بخوبی ثابت ہوگیا اور فساد نیت عمر بسبب حکم دیت
دینی کے اور بسبب عدم قبولیت مشورت اونکی سکے عند اللہ و الرسول
ثابت ہوگیا اب ارشاد فرمایئے کہ خوش نیتی اور ایمان کہانسی نکلا قولہ
جناب میر صاحب قبلہ حدیقۂ سلطانیہ اقول جو کچہ جناب علیین مآب
رضوان اللہ علیہ نی حدیقۂ سلطانیہ مین ثلثہ کی بدنیتی کا حال لکہا ہی بہت
درست ہی اور علاوہ دلائل قطعیۂ دیگر کے یہی آیت اور روایت بہی آج
دلیل بین ہے لَمَّا اَوْضَحْنَا آنِفًا قولہ تو بدر کی لڑائی مین کیون شریک
اقول کیون نہ شریک ہوئی کیا طمع مال غنیمت اور حرص مال فدیۂ اساری
نہ تہی اور قول خدا تُرِیْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْیَا جہوٹہہ تہا بدر کی کیا تخصیص
سبہی لڑائیون مین بطمع مال غنیمت شریک ہوتی تہی مگر جب کہین تیر برسنی
پڑ جاتی تہی اور وقت نصرت و اعانت ہوتا تہا دم دبا کر بہاگ کہڑی ہوتی تہی
قولہ اور کیون خدا اونکی ہاتہہ پر فتح دیتا اقول تف برین بیحیائی
حضور والا کو کچہہ بہی شرم و غیرت نہین آتی کہ فتح کو نام ثلثہ سی متعلق
کرتی ہین جنکی تلوار کسی معرکہ مین میان ہی سی نہ کہبی نکلی ہو بہلا اونکو فتح سی کیا واسطہ
اس لڑائی مین باتفاق مورخین جناب امیر اور حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہ
علیہم السلام نی دس دس غنین عنین کافرونکو فی النار کیا کہین جہوٹہی ہی تاریخ
مین دکہا دیجی کہ حضرات ثلثہ نی ایک کافر بہی مارا ہو تب ہم شاید قایل ہوجائین
فتح اونہین کے ہاتہہ پر ہوئی ہم بہت حیران ہین کہ آپ بقدر بی سر و پا باتین

کیون کہتی ہین **قوله** کیون پیغمبر خدا م اونسی مشوره کرتے **اقول** آیه و
ہدایه شاوِرهُم فی الامر مین علمای تفسیرنی اختلاف کیاہی کہ باوجود اصابت
رای کہ وہ حضرت اعقل الناس تہی اور بوحی ربانی والہام یزدانی مستغنی استصواب
رای ناس سی تہی پھر کیون حکم شاوِرهُم ہوا پس کہا قتاده اور ربیع اور ابن
اسحاق نی کہ امر مشاورت فقط واسطی خوش کرنی دلہای مومنین کی اور واسطے
تالیف قلوب منافقین کے تہا اور واسطی قدر دہی اور عزت بخشی صحابه کے
تہا تاکہ وہ جانین کہ حضرت اونپر نظر عنایت رکہتی ہین اور اونکی اوپر اعتماد
رکہتی ہین اور اونکی رای کیطرف مراجعت کرتی ہین اور سفیان بن عیینه
نی کہاہی کہ امر مشاورت اسلئی ہوا کہ امت رسول خدا صلعم آنحضرت کی اقتدا
اور پیروی اسبارہ مین کری اور اپنی امور مین آپسمین مشوره کیا کری اور
حسن اور ضحاک نی کہاہی کہ حکم مشوره نظر بعزت بخشی صحابه ہی اور نظر
باقتدای امت ہی ساتہ آنحضرت صلعم کی اور کہا بعض مفسرین دیگر نی کہ
غرض مشاورت سی امتحان کرنا ضمائر ناس ہی تاکہ رای صالحه اور رای
فاسده کاسده سی ظاہر ہو جائی کہ کون خیر خواه اور کون بدخواه اور کون
صاف باطن اور کون صاحب غش ہے اور کون دیندار اور کون طالب
نفع دنیائی ناپائدار ہی پس اسمقام خاص مین دنیا طلبی ابوبکر کی مشوره
اور شاورت بیہودگی عمر کی مشوره سی صاف ظاہر ہوگئی اگر حضرت مخاطب
ان اقوال اپنی مفسرین کی ملاحظه فرمائی ہوتی تو یہہ نہ پوچہتی کہ کیون پیغمبر صلعم نے
اونسی مشوره لیا **قوله** اور کیون آپکی جد امجد کاشانی اور طبرسی مہاجرین

اور اہل شوریٰ مین ہونا قبول کرتے **اقول** آپکے باپکی جد امجد کا شانی اور مطہر سی نی اونکو کہین مہاجر حقیقی نہین کہا بلکہ اونکی تقریر سی ثلثہ کا مہاجر نہ ہونا ثابت ہی **قولہ** ای مسلمانو شیعونکی ایمان اور عقل ور حیا غور کرو **اقول** ای مسلمانو سُنیونکی عقل اور حیا اور ایمان پر غور کرو کہ وہ شیخین کی نسبت جو تمام جان وتن سی عاشق مال دنیا اور بندۂ زر خریدۂ مال و زر تھے اور اگا عن جدٍ مفلس اور قلاش اور پیغمبر کی جو تینونکی صدقی سی مال و دولت وعزت وحرمت بہم پہنچائی تھی اور باوجود اسکی شب و روز ایام صحبت در پی ایذا اور آزار انحضرتؐ کی رہتی تھے گمان کرتی ہین کہ اونکی نیت بخیر تہی اور وہ منافق پکے مومن تھی افسوس ایسی عقیدی پر خیر بہر حال جد امجد سنیان شاہ عبد العزیز صاحب جو چاہین فرماوین اور اونکی پدر بزرگوار جنکو اپنا آشنا بنائی ہین اور حقیقت مین وہ اونکی کے آشنا ہین جو دلمین آوی ارشاد کرین لیکن اس امر کو کہ شیخین منافقین مہاجرین اور دنیا طلبان اہل بدر مین سی تھے جھٹلا نہین سکتی اسلئے کہ خود خدا نے تریدون عرض الدنیا سی اونکی نفاق پر گواہی دی ہی اور ہمارا مطلب اتنی ہی بات سی حاصل ہوجاتا ہی اسلئے کہ جب وہ دنیا طلبان مہاجرین سی تھی تو ان فضیحتونکی مستحق ہین جو خدا نے جابجا قرآن مجید مین منافقونکی لئی بیان کئی ہین یہانتک کہ فرمادیا ہی کہ انّ المنافقین فی الدرک الاسفل من النار اور جبکہ وی منافقین دنیا طلبان اہل بدر سی تھی تو اوس مغفرت کی وعدہ مین جو اللہ جل شانہ نے مومنین کیواسطی کئی ہین شریک نہونگی **قولہ** کہ مین نے

اونکو مرفوع القلم کردیا ھی اقول مضمون مرفوع القلمی نے دلالت کی اوسبات کی کہ حضرت مخاطب بہی مرفوع القلم ہین جو ایسی ہٹیہکانی باتین بکتے ہین رُفِعَ الْقَلَمُ عَنِ الصَّبِیِّ وَالْمَجْنُوْنِ مشہور ھے نہین معلوم کہ حضرات اہلسنت اپنی پیران نابالغ کو کس قسم مین شمار کرتی ہین جو اونکو مرفوع القلم بناتی ہین قولہ علمائی امامیہ بہی قبول کرتی ہین اقول استغفر اللہ علمائی امامیہ ایسی دیوانی باتونکو قبول کرین بلکہ دیوانونکی دیوانگی ظاہر کرنیکی لیے اونکی کتابونسی نقل کرتی ہین و نقل کفر کفر نباشد قولہ باین الفاظ کرتی ہین اقول یہہ الفاظ تفسیر لولاسبق مین نہ تفسیر ماکان للنبی پہر مخاطب نے تدلیساً و تخدیعاً ترجمہ تریدون عرض الدنیا اور ترجمہ لمسکم فیما اخذ تم عذاب عظیم کو چہوڑ دیا تا عوام متوحش نہون اور حقیقۃ الامر یہ کی نہ بیجا و بیکن ان چورینسی کچہہ کام نہین چلتا بجز ایسی کوئی مجنون دیوانہ ان الفاظ سی مضمون مرفوع القلمی سمجہیگا ورنہ الفاظ سی صاف سمجہا جاتا ھی کہ جو عذاب دنیا واسطے منافقین و دنیا طلب اہل بدر کی جناب رسول خدا کو قریب تہا اور شجرہ قریبہ دکہلایا تہا جناب باری فرماتا ہی کہ اگر ہماری علم حکمت و مصلحت نہین ہی تو یہہ عذاب ان پر دنیا مین نازل کرتی یعنی یہہ منافقین دنیا مین بہی مستحق اسکے ہین لیکن چونکہ مقتضای مصلحت وقت نتہا باین جہت کہ جہوٹہ سچ نام اسلام کا لینی والے اسوقت دنیا مین اتنی ھی لوگ تہی پس اگر بسبب افعال ناشائستہ کی یہہ لوگ بہی مستاصل کر دئی جاتی تو نام ظاہری اسلام بہی باقی نرہتا اسلئی عذاب انکا آخرت ہی پر اوٹہہ رہا ولعذاب الاخرۃ اشد و ابقی اور منجملہ

احتمال کے جو علمائی فریقین نے تفسیر لولاکتاب میں لکھا ہی یہہ ایک احتمال
ہی کہ اگر در واقع یہی ہو تو ایکوقت خاص میں ایک عذاب خاص دنیوی تھی جو
پر دلالت کرتا ہی اسکو مرفوع القلم ہو جانی سی کیا علاقہ علاوہ اسکی اگر وہ مرفوع القلم
ہی تھی تو پیغمبر کو عذاب کسکا دکھلا دیا گیا تھا اور آسمان دکہانی سی کیا فائدہ تھا
اور جب خدا کیطرفسی مرفوع القلم ہی تہی تو پھر عذاب کہانسی آیا تہا اور کسلئی آیا تھا
اگر عذاب کی قریب کرنیسی یہہ غرض تہی کہ پھر ایسا کام نکرین تو جب وہ مرفوع القلم
ہو گئی تہے تو پھر کون اونکو مانع اوس سی بدتر کام کرنیسی تہا تعجب ہے کہ عذاب کا
پھر جانا جو مصلحةً اتفاق ہوا دلیل مرفوع القلمی ہو گیا اور عذاب کا آنا جو باعث گریہ
اور بکا لوگونکا ہوا وہ دلیل تکالیف اور مواخذہ نہو **قولہ** اسیطرح پر تفسیر
مجمع البیان طبرسی میں لکھا ہی **اقول** اسطرح تو نہیں ہی بلکہ دوسری طرح پر
ہی یہان ذکر اوس عذاب کا ہی جو دنیا طلبان اہل بدر سی لمصلحةٍ پھر گیا تھا
اور یہہ عبارت لعل اللہ اطلع علی اہل بدرٍ الی آخرہ قصۂ حاطب بن بلتعہ میں ہے
کہ جسنی ستر رسولخداؐ کو فاش کرنیکا ارادہ کیا تہا جسوقت کہ جناب رسولخداؐ نے
عزم فتح مکہ کیا اس شخص نے خفیہ کفار مکہ کو خط لکھا تھا کہ تم ساز و سامان جنگ
سی غافل نہ ہو کہ پیغمبر خداؐ عنقریب تمہارا قصد کرتی ہیں وہ خط باخبار حضرت
جبرئیلؑ پکڑا گیا جناب رسولخداؐ نے جب حاطب سی مواخذہ اسکا فرمایا اوسنے
معذرت کی اوس صاحب عظیم نے اسکا عذر قبول کرکے فرمایا کہ حاطب نے جو بیان
کیا وہ سچ ہی کہ یہہ حرکت ناشایستہ اوس سی بوجہ کفر و نفاق نہین ہوئی ہے
حضرت عمر نی تصدیق جناب رسولخداؐ کی تکذیب کی اور بکمال طیش و غضب فرمایا

کہ مجھی چھوڑ دیجئے کہ مین اس منافق کی گردن مارون اونحضرتؐ نے جواب عمر مین
فرمایا یا عمر تمایدر یک لعل اللہ اطلع علے اہل بدر فغفر لہم فقال اعملوا ماشئتم
فقد غفرت لکم یہہ ہی محتمل روایت بعد آسکے صاحب مجمع البیان فرماتی ہین
کہ اسیطرحپر روایت کیا ہی مسلم و بخاری نی اپنی اپنی صحیح مین اسکو نقل کیا ہی
صاحب مجمع البیان نی شان نزول مین آیہ وافی ہدایہ کے یا ایہا الذین
امنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیہم بالمودۃ الی
قولہ تسرون الیہم بالمودۃ وانا اعلم بما اخفیتم وما اعلنتم ومن یفعلہ
منکم فقد ضل سواء السبیل یعنی نہ لو میری دشمن کو اور اپنی دشمن کو
دوست القا کرتی ہو طرف اونھین دشمنونکی دوستی کو یا خبرونکو میرے رسول
کی طرف کفار کی بسبب دوستی کے پہنچاتی ہو تا آنکہ فرماتا ہی چھپاتے ہو
دوستی کفار کو یا چھپا کر خبر پہنچتی ہو طرف کفار کی بسبب محبت کفار کی یعنی
تمہارا زعم باطل ہیہ ہی کہ خدا یہ باتین تمہاری چھپ رہینگی حالانکہ مین جانتا ہو
یا دانا تر ہون اوس چیز کا جو تمنی دلو مین چھپایا ہی نفاق اور محبت کفار سے
اور اوس چیز کا جو تمنی ظاہر کیا ہی ایمان اور دوستی خدا اور رسول سی اور جو شخص
ایسا کرتا ہی بتحقیق کہ وہ گمراہ ہوا راہ راست سی یہانتک کہ آخر کلام تک فرماتا ہی
ومن یتولہم فاولئک ہم الظالمون یعنی جو لوگ کہ کفار کو دوست رکھینگے
پس وہی لوگ ظالمین ہین اب حضرت مخاطب مخاطب ہو کر جواب فقرہ لعل
اللہ اطلع علی اہل بدر سنی کہ اولا جب تصریح صریح صاحب مجمع البیان سے معلوم ہوا
کہ یہہ روایت مسلم اور بخاری ہی جسکی بمقتضای آنکہ نقل کفر کفر نباشد ناقل

ہوئی ہین تو شیعہ کب اسکی تصدیق کرینگے اور صاحب مجمع البیان کی زبانسے کون کلمہ ایسا نکلا ہی کہ جس سے تضمناً یا التزاماً بہی تصدیق سمجہی جاوے فضلاً عن المطابقۃ پس اپنی اون روایات سے جسکو شیعہ افترائی بحت سمجہتے ہین شیعونپر استدلال کرنا نہایت خوش فہمی مخاطب ہے ثانیاً آیت اور صدر روایت کو اس فقرۂ باطلہ سے کچہہ واسطہ نہین ہے اسلیئے کہ صدر روایت اسپر دلالت کرتا ہی کہ حاطب سے ایک فعل قبیح قابل عتاب و خطاب رب الارباب واقع ہوا اور مضمون آیت یہہ ہی کہ جناب باری عتاب فرماتا ہی اوس فعل قبیح کے کرنیوالونپر یہانتک کہ فرماتا ہی کہ جو تم مین سے ایسا کرتی ہین وہ راہ راست سے گمراہ ہین اور وہ ظالمین مین سے ہین اور مضمون اس فقرہ کا ذبہ کا کہ جرأت کی علی اللہ والرسول کے کچہہ نہین ہی یہہ ہی کہ اہل بدر مرفوع القلم ہوچکی ہین پس جسکو اندک عقل ہی وہ یہہ سمجہیگا کہ اگر مرفوع القلم ہونا واقعی تہا تو پہر عتاب و خطاب کی کیا معنی اور اونکو ایسی کام سے منع کرنیکی کیا وجہہ اور گمراہ ٹہرانیکا کیا باعث اور پہر اونکو ظالم کہنا کسواسطے ہے عجب تناقض خدا کی کلام مین لازم آتا ہی کہ خود ہی تو فرماتا ہی کہ تم جو جی چاہی سو کرو چاہی شرابین پیو چاہو ماہنو سے زنا کرو چاہو سور کہاو تمکو سب معاف ہی پہر ایک ادنی کام پر کہ دوستی کفار ہے یہہ عتاب و خطاب ہی کہ گمراہ بناتا ہی ظالم ہونا ہی سناتا ہی انہی ہی فرماتا ہی ہرگز سمجہہ مین نہین آتا کہ یہہ امر دو نہی کیونکر جمع ہوسکتاہی بجز اسکے کہ کہا جاوی کہ نہی افعال قبیحہ سے جو کلام اللہ مین موجود ہی واقعی ہی اور امر اعملوا ما شئتم راوی کذاب کی بنائی ہوئی بات ہی ورنہ کلام خدا مین تناقض

ممکن نہیں ثالثاً قطع نظر از مخالفت آیت و روایت کی یہہ فقرہ فی نفسہٖ بھی باطل ہی اور عین مذہب اباحیہ ہی کہ جس سی بنائی مذہب اسلام از بیخ برکندہ ہوتی ہی اسلئے کہ صیغہ امر اعملوا ما شئتم اگر وجوب اور ندب پر محمول نہوئی تو لا اقل اوپر اباحت اور جواز کی محمول ہوگا پس مضمون اسکا یہہ ہوگا کہ تمکو جائز اور مباح ہی کہ جو فعل چاہو شنایع افعال و قبایح اعمال سی بجا لاؤ اور جو دل چاہی منکر اور فحشا اور معاصی سی عمل مین لاؤ اور اگر کوئی کہی کہ افعال قبیحہ کہان سی سمجھی گئے تو ہم کہین گی کہ فقد غفرت لکم سی سمجھی گئے اسلئی کہ افعال حسنہ مین غفران کی کیا حاجت ہی قد غفرت مغفرت نہین ہے مگر نسبت افعال قبیحہ کی اور اغرا بالقبیح اور امر بافعال قبیحہ کا شیطان ہی چنانچہ جناب باری فرماتا ہی الشیطان یعدکم الفقر و یأمرکم بالفحشاء اور پھر فرماتا ہی انما یأمرکم بالسوء والفحشاء اور جناب فرماتا ہی قل ان اللہ لا یأمر بالفحشاء اور [illegible] والمنکر الغرض کل آیات اور روایات اوامر و نواہی کا مدار امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اوپر ہی اور بنائی دین اسلام اسی پر قایم کی گئی [illegible] فقرہ سی بیخ اسلام برکندہ ہوئی جاتی ہی مگر حضرت اہلسنت کو [illegible] مین کچھ اسکا خیال نہین ہے نعم حب الشئ یعمی و یصم حالانکہ اس [illegible] نی واسطی اظہار فضیلت عمر بن الخطاب کے بعد قصہ قصد رسول اللہ کے [illegible] قصہ حاطب ہی عبارت فقام عمر ابن الخطاب قال دعنی یا رسول اللہ اضرب عنق ھذا الفاسق فقال رسول اللہ ما یدریک یا عمر لعل اللہ

طلع علی اهل بدر الخ بنائی ہے تاکہ لوگ جانین کہ حضرت عمر ایسی بہادر تہی اور حمایت
دین مین مستعد تہی کہ ہر وقت قتل منافقین پر تلوار کہینچی رہتے تہی شاید
ایسی ہی باتونسی عیب سراپا عار و شنار پشت دادن بکفار کو چہپاوی بعد
اسکی فقرہ اعملوا ما شئتم جمایا ہی تاکہ حمقا حضرات ثلثہ کی حرکات منافقانہ
سی قطع نظر کرکے اونکو بہشتی قطعی سمجہین غافل اس سی کہ بعد تصدیق رسول اللہ صلعم
کی عدم نفاق حاطب پر پہر حاطب کو منافق کہنا تکذیب رسول اللہ صلعم ہے
اور تکذیب رسول اللہ عین کفر و الحاد ہی اور کفار کی حقمین خداوند تعالی
فرماتاہی لا یدخلون الجنة حتی یلج الجمل فی سم الخیاط یعنی نہ جاوینگے
بہشت مین یہانتک کہ سما جاوی اونٹھ بیچ سوراخ سوزن کی بنابر اسکے
عمر کا بہشتی ہونا موقوف ہوا اوپر سما جانی اونٹ کی سوراخ سوزن مین پس
بہشتی قطعی ہونا کہانسی ثابت ہوگا تعجب ہے کہ جس بزرگ کی صحابیت پر
لوگونکو فخر ہے اوسکی شان مین تو جناب باری فرماوی کہ فاستقم کما
امرت یعنی جسطرحپر تو حکم کیا جاتاہی اوسی طرحپر قایم اور ثابت قدم رہ
اور فرماوی اذا لاذقناک ضعف الحیوة وضعف الممات یعنی تو
اگر ادنی میل طرف کفار کی کرتا تو ہم دونا عذاب دنیا اور دونا عذاب آخرة تجکو
چکہاتی اور فرماوی لئن اشرکت لیحبطن عملک یعنی اگر شرک بخدا لاویگا
تو کل اعمال خیر تیری ساقط ہوجائینگی الغرض شان پیغمبر صلعم مین تو خداوند تعالی
یہ سختیان فرماوی اور صحابہ کو ایسا مطلق العنان گسستہ مہار اور خلیع العذار
کری کہ فرماوی اعملوا ما شئتم یعنی جو کفر اور زندقہ اور شنایع اور قبایح

تمہارا جی چاہی عمل مین لاؤ تمسی کچھ مواخذہ نہین ہے تم مرفوع القلم کردی گئے
خدا جانے کہ حضرات اہلسنت کی عقلون پر کیسے پردے پڑے ہین کہ کچھ نہین سمجھتے
کہ ہم کیا کہتے ہین آور ناگاہ اس کلام سراپا ملام کا کیا ہی فذرهم فی سکرتهم
یعمهون اب یہہ بات بہی سن لینی چاہیئی کہ بعض علمائی اہلسنت کو جو کسیقدر
بیہوشی اور غفلت سی فی الجملہ افاقہ ہوا ہی اور شنایع اور قبایح اس کلام سراپا
ملام پر کچھہ تنبہ ہوا ہی تو وہ فکر تاویل اس عبارت مین پڑی ہین اور مثل باد
عشوا ہاتہہ پاؤن مارنا شروع کیا ہے چنانچہ طیبی شرح مشکوٰۃ مین فرماتی ہین قوله
قد غفرت لکم الخ ہذه فی الآخرة اما فی الدنیا فلو توجه علی احد منهم حد
او غیره اقیم علیه واقام رسول الله صلعم علی مسطح حد الفریة وکان بدریا انتہی
یعنی وعدہ مغفرت عام نہین ہی دنیا اور آخرت دنیا بلکہ مخصوص باخرت ہے
پس اگر متوجہ ہو طرف کسیکی اہل بدر سی کوئی حد وغیرہ یعنی تعزیر تو دنیا مین
قایم کیجائیگی اوسپر جیسا کہ جناب رسول خدا نے مسطح پر حد قذف حضرت عائشہ
جاری کی حالانکہ اہل بدر سی تہا لیکن اس تاویل نے کچھہ فائدہ ندیا اسلئے کہ
اغرا بالقبیح اور امر بالفحشا اعملوا ما شئتم کا بحال خود رہا غایۃ الامر یہہ ہی کہ
اہل بدر افعال قبیحہ کو نظر حاکم شرع سی بچا کر دنیا کی عذاب سی بچ جائین
اور آخرت کا تو انکو خوف ہی نہین ہے طرفہ یہہ ہی کہ بعد اسکی خود فرماتی ہین
وفعل حاطب کان کبیرة قطعا لانه یتضمن ایذاء النبی صلعم لقوله ان
الذین یؤذون الله ورسوله لعنهم الله ولا یجوز قتله لانه لا یکفر
به انتہی یعنی فعل حاطب گناہ کبیرہ تہا اسلئی کہ متضمن ایذای رسول تہا اور

جناب باری فرماتا ہی کہ جو لوگ خدا اور رسولؐ کو ایذا دیتی ہین لعنت کیا ہے
خدا نی اونپر اور قتل اوسکا جایز نہ تہا اسواسطی کہ فعل کبیرہ موجب کفر نہین ہے
الغرض شارح صاحب جب اقرار کرتی ہین فعل حاطب کی کبیرہ ہونیکا اور
مؤاخذہ دنیویہ کا اوسپر تو دعوای کلی مرفوع القلمی اہل بدر تو باطل ہو گیا
اسلیئی کہ مؤاخذہ دنیا تو ثابت ہوا باقی رہا کلام مؤاخذہ آخرت مین تو یہ
دلیل ہی فعل حاطب کا کبیرہ ہونا اور قابل مؤاخذہ دنیا ہونا ثابت کرتی ہین
اوسی دلیل سی ہم قابل مؤاخذہ آخرت ہونا بہی ثابت کرتی ہین اسلیئی کہ
موذیان خدا و رسولؐ فقط ملعون اور مطرود فی الدنیا نہین ہین بلکہ جناب
باری فرماتا ہی انّ الذین یوذون اللہ و رسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا و
الاخرۃ کو جو شارح مشکوٰۃ کہا گئی اور اوسکی اظہار سی جی چرا گئی یہ فقط اسلیئ
تہا کہ اسکی جواب سے عاجز تہی کما لایخفی اب ایک دوسرے سُنی صاحب کا کلام
سنیئی کہ حضرت عسقلانی شارح صحیح بخاری فرماتی ہین وقد استشکل قولہ اعملوا
ما شئتم فانّ ظاہرہ للاباحۃ وہو خلاف عقیدۃ الشرع یعنی اشکال واقع ہی قولہ
اعملوا ما شئتم مین اسلیئی کہ ظاہر اس قول کا دلالت اوپر اباحت کی کہتا ہی جو
مذہب کفر و الحاد فرقۂ اباحتیہ ہی اور خلاف شرع ہی پہر فرماتی ہین کہ اجیب
بانہ اخبار عن الماضی ای کل عمل کان لکم فہو مغفور قال و یؤید انہ
لو کان لما یستقبلونہ من العمل لم تقع بلفظ الماضی و یقال ساغفرہ لکم
و یعقب بانہ لو کان للماضی لما حسن الاستدلال بہ فی قصۃ حاطب
یعنی جواب دیا گیا ہی اشکال لزوم اباحت کا بدینوجہ کہ قد غفرت لکم اخبار ہی

زمانۂ ماضی ہی یعنے جو اعمال قبیحہ زمانۂ گذشتہ مین مسمّی ہوئی تہی وہ بخشی گئی
اور یہہ جواب ہی ابن جوزی کا علمای اہلسنت سے چنانچہ دوسری مقام اسکی
تصریح کی ہی کہا اور یہی کہ تائید کرتی ہی اس جواب کی یہہ بات کہ اگر واسطی اعمال مستقبلہ
کی ہوتا تو بلفظ ماضی نہ بیان کیا جاتا اور بجای قد غفرت لکم کے سا غفرہ لکم
ہوتا پھر خود ہی فرماتی ہین کہ اعتراض کیا گیا ہی اوپر اس جواب کے بدینوجہ کہ اگر
ماضی کی واسطی ہوتا تو مستحسن نہوتا استدلال لانا ساتھہ اسکی قصۂ حاطب مین
یعنی فعل حاطب زمانۂ ماضی عن البدریین نہ تہا بلکہ زمانۂ مستقبل عن البدریین
تہا پس قد غفرت لکم مین داخل نہین ہوسکتا بندہ کہتا ہی کہ علاوہ اس اعتراض
کی اس جواب کو اباحت اعملوا ما شئتم سی بھی کچھہ مناسبت نہین معلوم ہوتی ہی مگر یہہ کہا
جاوی کہ ما شئتم سے افعال قبیحہ نظر بوعدۂ مغفرت مراد لیگئی تہی اور جب مغفرت
مخصوص بزمانۂ گذشتہ ہوئی تو اب اعملوا ما شئتم سی ضرور ہی کہ افعال حسنہ مراد
لیجاوین لیکن اسصورت مین مضمون مرفوع القلم اہل بدر بالکلیہ باطل ہوا جاتا ہے
اور عرق ریزیاں حضرت اہلسنت کی دربارۂ ترک معنی حقیقی قد غفرت کہ حقیقۃ
واسطی ماضی کے ہی اور زبردستی بلا ضرورت داعیہ اوس سی معنی مجازی استقبالی
بتاویل تحقق وقوع مغفرت حتمی مراد لیتی ہین خاک مین ملی جاتی ہین بعد اسکی
حضرت عسقلانی دوسرا جواب اباحت اعملوا ما شئتم سی یون دیتی ہین وقیل ان
صیغۃ الامر فی قوله (اعملوا) للتشریف والتکریم فالمراد عدم المؤاخذة
بما یصدر منهم بعد ذالك وانهم خصوا بذلك لما حصلت لهم من الحالة
العظیمة التی اقتضت مغفرة ذنوبهم السابقة وتاهلوا لان یغفر الله لهم الذنوب

اللاحقة ان وقعت ای کلما عملتموه بعد هذه الواقعة من ای عمل کان
فهو مغفور لکم یعنی کہا گیا ہی کہ صیغہ امر بیچ اعملوا کے واسطی تعظیم اور تکریم کی ہی
پس مراد عدم مواخذہ ہی اونسی اوپر اوس چیز کے جو اونسی صادر ہوا بعد اسکے
اور تحقیق کہ خاص کیے گئے ہین وہ لوگ ساتھ اوس بحیثیت حصول ایک حالت عظیمہ کے
واسطی اونکے جو مقتضی مغفرت گناہان سابقہ ہوئی اور اہلیت بہم پہنچائی اونہون
نی واسطی اسکے کہ گناہان لاحقہ بھی اونکی بخشی جاوین اگر واقع ہون یعنی کل
عمل تمہاری بعد اس واقعہ کی جس قسم کی عمل ہین وہ سب مغفور ہین بندہ کہتا ہی
کہ یہہ عجیب کلام مہمل اور بیہودہ ہی کہ جسکا کچھ محصل نہین معلوم ہوتا ہی اسلئی کہ اگر
غرض یہہ ہی کہ اعملوا ما شئتم فقط واسطی تعظیم اور تکریم کی کہا گیا ہے
لیکن جو اعمال قبیحہ اونسی سرزد ہونگی اوسپر مواخذہ کیا جاویگا تو ہمین شک
نہین کہ اباحت کا جواب ہو گیا لیکن مرفوع القلمی اہل بدر کی بالکل باطل ہوئی اور
مایہ فخر و مباہات حضرات اہلسنت بالکل خاک مین ملگیا اور اگر غرض یہہ ہی کہ یہہ
تعظیم موجب عدم مواخذہ بر افعال قبیحہ آیندہ ہی جیسا کہ آخر کلام مین فرماتی ہین
کہ کل عمل تمہاری جس قسم کی ہون یعنی خواہ کفر و نفاق ہو خواہ شرب خمر ہو خواہ زنا
با مادر و خواہر ہو سب مغفور ہین تو پھر اباحت مین کیا باقی رہا اور مذہب اباحیہ اور مذہب
اہلسنت مین اسبات مین کیا فرق ہوا اور رفع اشکال اباحت جسکو مصنف نے عقیدہ شیعہ
فرمایا تھا کیونکر ہوا بعد اسکی جواب ثالث کی تقریر یون بیان فرماتی ہین وقیل
هی بشارة بعدم وقوع الذنوب منهم وفیه نظر ظاهر کما سیاتی فی قصة
قدامه بن مظعون حین شرب الخمر فی ایام عمر فجره بسبب ذلك فرأی

عمر فی المنام من یامره بمصالحته وکان قدامة بدریا یعنے جواب اشکال
باحت مین بعضون نی یون کہا ہی کہ مراد اعملوا ما شئتم سی بشارت دینا ہی اسبات
کی کہ بعد از واقعۂ بدر اہل بدر سی کوئی گناہ واقع ہی نہوگا بلکہ جو فعل اونسی واقع
ہوگا وہ حسن ہی واقع ہوگا پھر خود فرماتی ہین کہ اس جواب مین اعتراض بہت
ظاہر ہی جیساکہ آویگا قصۂ قدامہ بن مظعون مین کہ اونسی شراب پی اور حضرت عمر
نی اوس سی ترک ملاقات کی پس خواب مین دیکہا کسی شخص کو کہ خلیفہ صاحب کو حکم کرتا
ہی کہ تم قدامہ سی مصالحہ کرو اور تہا قدامہ اہل بدر سی بندہ کہتا ہی کہ یہہ جواب
سب سی زیادہ پوچ ہی کہ جسکو من حیث اللفظ بہی قد غفرت لکم سی کچہہ ربط نہین
اور علاوہ شراب خواری قدامہ کی افک حضرت عائشہ جو مسطح سی سرزد ہوا اور
اظہار اسرار رسول اللہ صلعم جو بقول عائشہ وحفصہ کے حاطب سی ہوا کہ جسکو حق تعالی
نی ایذای رسول اللہ صلعم کہا اور اونکی حقمین آیہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرة پڑہا
اور خود خدا شہادت بعض اہل بدر کی دنیا طلبی پر بقول خود تریدون عرض
الدنیا دیتا ہی اور لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم سی ڈراتا ہی یہہ سب افعال
اہل بدر کی مجیب کی نزدیک حسن تہی تو پہر فعل قبیح کسکا نام ہی اور حکم بمصالحہ
شارب الخمر دینی والا سوای شیطان کے اور کون ہوسکتا ہی اس سی ان الشیطان
یفر من ظل العمر کی بہی خوب تصدیق ہوجاتی ہی بہرکیف اضطراب علمای اہلسنت
اور ہاتہہ پاؤن مارنا اونکا تاویل روایت مین دیکہنا چاہیئی اور پہر اسی روایت
سی جوکسطرح بنائی سی نہین بنتی سر افتخار تا فلک پہنچانا اور حضرات ثلثہ کا
بہشتی قطعی ہونا اوس سی ثابت کرنا نہایت تعجب کا مقام ہی لازم تہا کہ پہلے

اس خبر کی جو از قسم احاد ہی قطعیت ثابت کرتی پہر قطعیت کوئی ایسی معنونکے
جو خالی از اعتراض ہون ثابت کرتی تب بحث ہمین کرتی کہ قطعیت بہشتی ہونے
ثلثہ پر اسکو دلالت ہی یا نہین اب ہم رابعًا علی التنزل و بفرض محال کہتی ہین
کہ یہہ روایت سنیہ صحیح ہے لیکن خود اہلسنت اسکی تاویلات کرتی ہین اور
اسکو عموم پر باقی نہین رکھتے اور تخصیصات دوراز کار لگاتی ہین جیسا کہ ابہی
ہمنے بیان کیا کہ کوئی صاحب مخصوص بآخرت کرتی ہین اور مغفرت دنیا سے
باتہہ اوٹھاتی ہین کوئی صاحب مخصوص بزمانہ ماضی کرتی ہین کوئی صاحب
مخصوص بتشریف و تعظیم کرتی ہین کوئی صاحب مخصوص باعمال حسنہ کرتی ہین
تو اگر شیعہ بہی اس روایت کو مخصوص بحسن ایمان و حسن خاتمہ کرین تو کیا قباحت
ہی لیکن حضرات ثلثہ کی نہ ایمان ہی کی شیعہ قایل ہین نہ خاتمہ بالخیر ہی ہونیکے
پس اونکا بہشتی قطعی ہونا اس روایت سے ہرگز نہ ثابت ہوگا طرفہ یہہ ہے کہ
مثل اسکے اور بہی روایتین حضرات اہلسنت کی صحاح اسقام مین موجود ہین
چنانچہ اصح الکتب قبل کتاب الباری صحیح بخاری مین بروایت ابی ہریرہ موجود
ہی قال سمعت رسول اللہ صلعم قال ان عبدًا اصاب ذنبًا و ربما قال
اذنب ذنبًا فقال رب اذنبت و ربما قال اصبت ذنبًا فاغفرہ لی فقال
ربہ اعلم عبدی ان لہ ربًّا یغفر الذنب و یاخذ بہ غفرت لعبدی ثم مکث
ما شاء اللہ ثم اذنب ذنبًا الی ان کرر المقال ثلثًا فقال فی المرتبۃ الثالث
قال اللہ غفرت لعبدی ثلثًا فلیعمل ما شاء محصل یہہ ہی کہ کہا ابو ہریرہ
نی کہ جناب رسولخدا صلعم فرماتی تہی کہ ایک بندہ نی بندگان خدا سی ایک گناہ کیا

پس کہا خداوندا گناہ کیا مینی پس بخش تو واسطی میری پس فرمایا جناب باری نی کہ جانا میری بندہ نی کہ اوسکی واسطی ایک رب ہی کہ گناہ کو بخشن بہی دیتا ہے اور گناہ پر مواخذہ بہی کرتا ہی مینی بخشا اپنی بندہ کو پہر بعد چند روز کے پہر گناہ کیا اور پہر اوسیطرح سی کہا اور خدا نی بہی اوسیطرح سی فرمایا اور بعد چندی پہر گناہ کیا اور پہر اوسیطرحسی کہا پس مرتبہ ثالث مین خدا فرماتا ہی کہ مینی اپنی بندیکو تین مرتبہ بخشا اب اوسکو اختیار ہی کہ جو چاہی سو کرے پس اس حدیث مین فلیعمل ما شاء مثل اعملوا ما شئتم کے ہی بلکہ اوس سے بڑہکر اسلئی کہ وہان تو صلہ ایک کار خیر مین اباحت فواحش کیگئی تہی اور یہان تو بعد چند گناہون اور چند توبہ شکنیونکی مرتبہ مرفوع القلمی ملا اس قسم کی روایتونکو تصحیح کرنا اور پہر اوسکو بر ظاہر کی محمول کرنا بجز بیدینی کی کار دیندار نہین ہے اور بغیر غیر ذوی العقول کی کوئی ذی عقل مرفوع القلمی کسی فرد کی پسند نہین کر سکتا ہی اور اسی سبب سی عسقلانی تاویل اعمل ما شئت مین فرمائی ہین معناہ ما دمت تذنب فتتوب غفرت لک یعنی معنی اسکی یہہ ہین کہ جب تلک تو گناہ کر کی توبہ کریگا مین بخشونگا تجکو پس جب اس حدیث مین علماء اہلسنت مغفرت کو مشروط بتوبہ کرتی ہین تو کیون نہین حدیث اہل بدر مین بہی مشروط بتوبہ کرتی تاکہ مثل بام دو ہوا نہ صادق آوی بالجملہ چونکہ مطمح نظر اہلسنت اثبات مرفوع القلمی حضرات ثلثہ ہی اونسی تاویل حدیث مین کچہہ بن نہین پڑتی ورنہ تاویل اسکی کوئی امر دشوار نہین ہی اسلئے کہ غفرت لکم کو اوپر معنی حقیقی ماضی کے محمول کرین اور اعملوا ما شئتم سے افعال حسنہ آیندہ مراد لین یعنے

خدا فرماتا ہی گناہان سابق مومنین کو میں نی بخش دیا اب آیندہ چاہی کہ اعمال حسن
عمل مین لاوین او مثل سابق تہے کے مواخذہ اعمال قبیحہ مین اپنی تئین گرفتار نہ کرین
اور مناسبت قصۂ حاطب کی اسطرح سی ہوسکتی ہی کہ جب عمر نی تکذیب
رسول اللہ کرکی حاطب کو منافق کہا اور اوسکی گردن مارنی پر مستعد ہوئی
جب جناب رسولخدا نی مغفوریت سابقہ حاطب کو کہ مومن تہا یاد دلوائی
اور فرمایا کہ خدا جن مومنین کی گناہان گذشتہ سی درگزراہی اور آیندہ کو حکم
کیا ہی کہ مراقب اپنی احوال کے رہین اور اعمال قبیحہ سی ہاتہہ اوٹہاوین ایسے
لوگون کو تکذیب صریحی رسول اللہ کرکے تو کیون زبردستی منافق بناتا ہی
اور اس سی لازم آتا ہی کہ جنکا نفاق اور شقاق بدلائل قطعیہ مثل حضرات ثلثہ
کی ثابت ہو جاوی انکو بہی کوئی منافق نہ کہی اور جنکا اصرار اور عدم توبہ بپایۂ ثبوت
پہنچا ہوا انکو بہی بہشتی قطعی جانی سوا اسکے اور بہی توجیہات ہماری علمانی
بفرض تنزل بیان فرمائی ہین ہم کہانتک لکہین **قولہ** اور تفسیر خلاصۃ المنہج
مین لکہا ہی کہ خدا تعالی بدریان را وعدۂ مغفرت دادہ **اقول** ہم آپکی تکذیب
کہانتک کرین جو جو عبارتین آپ خلاصۃ المنہج سی نقل فرماتی ہین ہم ہرگز اسکو
مطابق اصل نہین پاتی ہین ہماری پاس دو نسخہ تفسیر خلاصۃ المنہج کے موجود ہین
ایک قلمی ایک چہاپۂ ایران کہ جو ١٢٨٢ھ مین چہپا ہی کہین اس عبارت کا پتا نہین ملتا
معلوم نہین کہ آپ کس تفسیر کو خلاصۃ المنہج سمجہے ہین کہ جس سی یہہ عبارتین نقل
کیا کرتی ہین خلاصۃ المنہج مین آخر روایت حاطب مین یہہ عبارت لکہی ہوئی ہی

یعنی خدا فرمودتا او را از مسجد بیرون کنند مردمان او را میزدند و می انداختند

و او بازپس میگر گسیت در سول خدا صلعم نگاہ میکرد تا شاید کہ بروی رحم کنند چون بدر مسجد

رسید رسول فرمود تا او را باز گردانید پس حضرت او را توبہ داد و حق تعالی این آیہ
فرستاد) یہہ ہی عبارت خلاصۃ المنہج کی اسمین نہ کہین ذکر خطاب مستطاب ہی
نہ کہین اعملوا ما شئتم کا باب ہی یہہ آپ کا تحقیقی جواب ہے اور علی التنزل
اگر یہہ عبارت خلاصۃ المنہج کی ہو تو یہہ ترجمہ اوسی حدیث صحیح مسلم اور بخاری
کا ہی جسکا جواب بتفصیل ہم آپکو ابہی دیچکی ہین **قولہ** پس جب پیغمبر خدا صلعم کی
زبان مبارک سی **اقول** پیغمبر خدا صلعم کی زبان مبارک سی تو ہمنی کچہہ نہین سنا
مگر آپکی زبان مبارک سی سنتے ہین کہ جسمین لگام نہین ہی ایسی بی سمجہی باتین
بکتی ہین بکتی کہانتک بکی گا ہم بہی آپکی خدمتگزاری کو بلکہ آپکی ہی [illegible]
کفش برداری کو حاضر ہین **قولہ** خدا کا انکی نسبت اعملوا کہنا ثابت ہوا موافق
قرآن مین تو کہین اعملوا ما شئتم نہین ہی اور اگر ہے تو حم سجدہ کی شان مین ہے
اعملوا ما شئتم انہ بما تعملون بصیر پس اگر اسی کو ثلثہ کی شان مین کہتے ہو
تو ہم بہی مسلم کرتی ہین اور سوای اسکی جو اعملوا صحیح مسلم اور بخاری مین ہی گو
آپ اسکو کتاب الباری سی بڑہکر سمجہین مگر ہم زند و پازند و زند و شتی سی بدتر
جانتی ہین اسلیئے کہ اسقدر افترا آت خدا اور رسول صلعم پر تو شاید اوسمین بہی نہو نگے
قولہ کون شبہہ رہا **اقول** شک و شبہہ آپ ہی کو ہوگا ہمکو تو اون حضرات کے
دوزخی قطعی ہونیکا یقین ہے **قولہ** ای یارو ہم ابتک نہین سمجہتے **اقول**
آپ مرتی دم تک نسمجہو گے جب خدا نی سمجہہ ہے نہین دی ہی تو کہان سی سمجہہ ہو
قولہ کہ حضرات شیعہ کے مذہب کا مدار کس پر ہی **اقول** حضرات شیعہ کے

مذہب

مذہب کا مدار غاصبین خلافت اور غاصبین فدک پر تبرا کرنی پر ہے
قولہ تو صحابہ کی فضیلتونسی بہرا ہوا ہی اقول اور منافقین صحابہ کی
رزیلتونسی بہی بہرا ہوا ہی قولہ اونمین بہی اونہین کے صفات کا
تذکرہ ہی اقول اونمین بہی منافقین بدذات کا تذکرہ ہی قولہ انمین
بہی اونکی خوبیونکا بیان اقول انمین بہی منافقین کی بدذاتیون اور
مکاریونکا بیان ہے قولہ تو اونسی بہی اونکی فضائل کا ثبوت ہوتا ہے
اقول غلط محض ہی بلکہ ثلثہ کے رزائل کا ثبوت ہوتا ہی قولہ اور کیسی
سند حضرات چاہتی ہین اقول سند ایسی چاہتی ہین کہ جسکو ہم بہی مانتی ہین
اور صحت جانتی ہین نہ مزخرفات صحیح مسلم و بخاری و ترمذی و ابن ماجہ
و ابن داود و نسائی کہ جسکو صحاح ستہ کہتے ہین قولہ کیسی دلیل چاہتی ہین
اقول ایسی دلیل چاہتی ہین کہ جسی عقل عقلاً باور کر سکے نہ ایسی دلیل
پوچ کہ جسکی توجیہ مین تمہاری علما خود غوطی کہاتے ہین اور ہاتہہ پانو
مارتی ہین مگر کچہہ بن نہین پڑتی قولہ اصل یہہ ہی اقول ہم بد اصلون
کی اصل و نسل سی خوب واقف ہو چکی اگر کچہہ بہی اصالت کا اثر ہوتا تو راہ
تنفر نہ اختیار کیجاتی قولہ جب ایمان اور انصاف ہی نہین ہی الی قولہ
پر عمل ہی اقول جب حضرات اہلسنت مین ایمان اور انصاف ہی نہین ہے تو
اور پیروی منافقین صحابہ بلکہ ثلثہ منظور نظر ہی تو پہر کیونکر اپنی [illegible]
پیرون اور جہوٹی مرشدونکی سکہلائی ہوئی عقیدونکو چہوڑین افسوس ہزار افسوس
کہ بارہ سو برس گذر گئی اور اون لوگون منافقونکی ہڈیان سڑ گل کی خاک ہو گئی

ہوگئین مگر جو کچھہ وہ اپنے سنیونکو سکھلا گئی اوسکو وہ نہین بھولتی اور
جس راہ پر وہ اپنے مریدونکو چلا گئی اوس سی نہین ہٹتی ہزار ہزار کوئی سمجھائے
لاکھہ آیتین اور حدیثین دکھلائی مگر آپنے مثال یہودی بغدادی کی پیر پیران
کی پیر اور دستگیر پیروان مضلان کی توقیر کی قول کے روبرو ایک پر بھی نظر
نہین کری کلام اللہ کی تاویلین کر دین حدیثونکو ابو ہریرہ کی نام پر بنا ڈالین
اماموں کی قول کو رد کر دین مگر اپنی اجداد فاسدہ کی باتونکو نہین بھولی جس عقیدہ
کو خیال کیجئی اوسمین او نہین لوگونکی تعلیم کا ابتک اثر ہی جس مسئلہ پر غور کیجئی
ابتک او نہین صاحبان سیدینو نکی قول پر عمل ہے ولنعم ما قیل ؎ بلبل نے درد دل
آہی کہ داشتی داری ٭ نشستنی سر راہی کہ داشتی داری ٭ حضرت سلامت
یہہ جواب ترکی بہ ترکی ہی آپ ناخوش نہو جئی آپ نی اسمقام پر تہذیب اخلاق
کو بالای طاق رکھکر ایک ملعون یہودی کو شیعونکا جد امجد بنایا ہمنی بھی طابق
النعل بالنعل اوسکا جواب یا کما تدین تدان مگر قابل گزارش دوام ہین ایک تو
یہہ کہ ہم شروع کتاب و تمہید مین آپکی ثابت کر چکی ہین کہ شیعیان علی علیہ السلام
ابن ابیطالب مذہب اہلبیت طہارت رکھتی ہین اور اسکی بڑی بڑی علماء آپکی
مذہب کی مثل تفتازانی اور ابن اثیر جزری اور شہرستانی سب مقر ہین پھر آپکی
شیعیان علی ابن ابیطالب کو شیعیان عبد اللہ بن سبا بیدلیل و برہان کیونکر کہا
تو اب ہم بالخصوص آپکی خدمت مین کچھہ گستاخی نہین کر سکتے ہین لیکن جس نے
آپ سی بکذب و افترا کہا ہی کہ اہل تشیع عبد اللہ بن سبا کو اپنا پیشوا جانتی ہین اور
اوسی کی عقائد باطلہ پر عمل کرتے ہین اوسی سی ہم مخاطب ہو کر کہتی ہین کہ ای کم

لہذا اب اگر تو حلال زادہ ہی تو مستند کتابونسی قطع نظر کرکے کسی غیر مستند ہی
کتاب مین شیعونکی دیکہلادی کہ کوئی لفظ کوئی حرف شیعون نے عبداللہ بن سبا
سی نقل کیا ہو یہہ خلاف عقل ہی کہ کوئی شخص کسیکو اپنا پیشوا جانی اور پہر اوسکے ا
قوال اور عقائد اپنی دین و ایمان کی کتابونمین نقل نکری پس یہہ مفتری کذاب
یا اپنی دعوی کو کسی دلیل سی ثابت کرے یا وہ گوئی اور افترا پردازی سی
باز آوی دوسرے ایک نقل مشہور ہی کہ ایک روز مجلس عالمگیر بادشاہ مین
رافضیونکی باپ پر تبرا ہوتا تہا اتفاقاً کوئی شیعہ ظریف بہی حاضر مجلس تہا
اوسنی باواز بلند کہا کہ محمد بن ابی بکر رافضی بود کل اہل مجلس نے بی غور و تامل کہاکہ
بر پدرش لعنت غرض نقل اس حکایت سی یہہ ہی کہ آپ صدر کتاب مین اسکا
اظہار کرچکی ہین کہ ہماری آبا اور اجداد سب شیعہ تہی پس اسصورت مین جب آپنے
ایک یہودی ملعونکو سب شیعونکا دادا بنایا تو قطع نظر اسکے کہ وہ آپکا ہی بلکہ دادا ہوا
آپکو اسقدر ناخلفی اور عقوق آبا اور اجداد مناسب نتہا اور اگر فرمایی کہ ہمنے
نارضامندی از آبا و ہمنی اپنی تئین اونکی بنوت سی خارج کرلیا ہی تو پہر
شروع کتاب مین اپنی تئین ابن سید ضامنعلی غفرہ اللہ کیون کہا اور بعد خروج
بنا بر مذہب استحلاقی ابوحنیفہ کی جسمین نطفہ منزلون ہنڈوی پر چلتا ہی اپنی
افنانکی تحت بنوت درآئی ہین یا نہین اگر درآئی ہین تو ضرور ہی کہ ایک شخص
دیجئی تاکہ لوگ آپکو ابن سید ضامنعلی نکہین بلکہ ابن فلانی خان کہین اور اگر آپنی
کسیکو ابہی تک باپ نہین بنایا تو مشکل ہی کہ قیامت تک آپ بی باپکے کہلائینگی
جناب والا یہہ برا ماننی کی بات نہین ہی قدیم سی یہہ ہوتا چلا آیا ہے دیکہئے

جب حارثہ نی بنوت زید کا انکار کیا تو جناب رسولخدا صنی اونکو اپنی بنوت
مین داخل کرلیا آور اسیطرح جب محمّد بن ابی بکر نے اپنی باپ سی انکار کیا
ور قاتلین عثمان مین شریک ہوگئی تب جناب امیر علیہ السلام نی اونکو اپنی
فرزندی مین لے لیا اسیطرح آپ بہی کسیکی فرزندی مین درلیجئے اور چونکہ
آپکو مذہب اہلسنت پسند آیا ہی اور بڑی کٹر سنّی افغانان توران ہین تو
مناسبت ہی کہ اونہین کی فرزند ارجمند بنی ہماری رائے ناقص مین جو مناسب
معلوم ہوا ہمنی عرض کیا آیندہ آپکو اختیار ہے قال المخاطب

قول مخاطب

لقمقام هداه الله سبل السّلام مہتون آیت وَالّذین
آمنوا وهاجروا وجاهدوا فی سبیل الله والّذین آووا ونصروا اولٰٓئك
هم المؤمنون حقّا لهم مغفرة ورزق کریم اس آیت کی معنی یہہ ہین کہ
جو لوگ ایمان لائی اور جنہون نی ہجرت کی اور خدا کی راہ مین جہاد کیا اور
جن لوگون نی جگہہ دی اور مدد کی وہی سچی ایمان والی ہین اونکی لئی مغفرت اور
رزق باکرامت ہی یہہ آیت پر ایمان لانیوالی مہاجرین آور انصار کی ایمان اور
اسلام پر کچہہ شبہہ نہین کرسکتی اونکی مغفرت اور جنّتی ہونیمین کچہہ شک
نہین لاسکتے اسلئی کہ جب الله جلشانہ مو... تہ فرماتا ہی کہ جن لوگون
نی ہجرت کی اور اپنی گھر بار کو چھوڑا اور جنہون نی پیغمبر صلعم کا ہجرت
کرنیوالونکو اپنے گھرونمین جگہہ دی اور اونکی مدد کی وہی سچی مسلمان اور پکی
ایمان لانیوالی ہین اور مغفرت اور رزق کریم اونکی حصہ مین ہی پس خدا کی
ایسی شہادت کو سنکر کونسا شخص ہوگا کہ مہاجرین اور انصار کی ایمان مین شبہہ کری

اور اونکی مغفرت مین کلام کری شیعان عبد اللہ ابن سبا کو ذرا سوچنا چاھیے
کہ جب اللہ جل شانہ مہاجرین و انصار کی ایمانکی تصدیق کرتا ہی اور اونکی حقمین شہادت
اولٰئک ھم المؤمنون حقا کی دیتا ہی اور اونکی شانمین لھم مغفرۃ و رزق
کریم. فرماتا ہی پھر کیونکر اونکی دلمین ایسی پاک لوگونکی طرف سی شبہہ ہوتا ہی
اور کسطرح اونکی زبانسی ایسی شخصونکی نسبت کفر و نفاق کا کلمہ نکلتا ہی کبرت
کلمۃ تخرج من افواھھم اگر کسی کو شک ہو کہ یہہ آیت اون مہاجرین و انصار
کی شانمین نہین ہی جنکی نسبت حضرات شیعہ نیک اعتقاد نہین کہتی اسلئی
ہم تفسیر مجمع البیان سی جو معتبر تفسیر امامیہ سی ہی تفسیر اس آیت کی لکھتی ہین جسکو
شک ہو وہ صفحہ ۲۵۲ تفسیر مذکور مطبوعہ طہران ۱۲۶۸ ہجری کو دیکھ لی مفسر
موصوف لکھتا ہی کہ خدا نی پہر ان آیتونمین مہاجرین و انصار کا ذکر کیا اور
اونکی ثنا و صفت بیان کی پس خدا کی اس قول کا والذین آمنوا و ھاجروا و
جاھدوا فی سبیل اللہ یہہ مطلب ہی کہ تصدیق کی اونہو ن نی خدا کی وحدانیت
کی اور ہجرت کی اپنی گھرون اور وطن سی یعنی مکہ سی مدینہ کو اور جہاد کیا اونہون
نی خدا کی دین کی ترقی کی لئی اور والذین آووا و نصروا کی یہہ معنی ہین کہ جنہون
نی مہاجرین کو اپنی گھر و مین اور مدد کی پیغمبر کی اور اولٰئک ھم المؤمنون
حقا کا یہہ مطلب ہی کہ وہی لوگ سچی مسلمان ہین اسلئی کہ اونہون نی اپنی
ایمان کو ہجرت کر کی اور مدد دیکر ثابت کر دیا. اس تفسیر کو دیکھ کر اگر حضرات
شیعہ مہاجرین و انصار کی فضیلت کا اقرار نکرین تو سوای تعصب و ضلالت
کی کیا تصور کیا جاوی کاش اگر حضرات بمقابلہ ایسی صریح آیتون اور ایسی صلف

بشارتونکی ایک دو آیت بہی قرآن سی نکال کر ہمکو دکہلاتی اور جسطرح پر ہمنی
اونکی فضائل اور درجات کو کلام اللہ سی ثابت کیا وہ قرآن کبہی سند سی اونکی
ایک بہی برائی کا ثبوت پہنچاتی تو ہم اونکو کسیقدر معذور بہی جانتی لیکن افسوس
تو ہمکو اسی بات کا ہی کہ ہم تو مہاجرین اور انصار کی فضائل مین قرآنکی آیتونکو
پیش کرتی ہین رسول صلعم کی احادیث کو بیان کرتی ہین اماموں کی قولونکو انہین
کی کتابونسی نکالکر دکہلاتی ہین اور وی ان سب کو چہوڑکر چند مفتری کذابون
کی جہوٹی باتونکو پیش کرتی ہین اور اون لوگونکی قولون پر عمل کرتی ہین جنکو
اماموں نی نکال دیا اور جن پر اپنی زبان سی لعنت کی اور جنکو جہوٹہا اور وہمی
خطاب دیا جسکا ثبوت ہم آیندہ کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ پس انصاف کرنیوالی
انصاف کرسکتی ہین کہ خدا کی کلام پر ہم ایمان رکہتی ہین یا حضرات شیعہ
اور قرآن کی آیات کی ہم تصدیق کرتی ہین یا شیعان عبداللہ بن سبا

قوله مجیب

یقول المتمسك بولایة علی ابن ابیطالب علیہ السلام

ترجمہ آیۃ تو تراجم قرآنیہ سی دیکہکر آپ نی لکہا مگر افسوس ہی کہ لڑکی نحو میر
پڑہنی والی بہی کسیقدر مبتدا خبر کو سمجہہ لیتی ہین مگر آپ کچہہ نہین سمجہتے
اولئك هم المؤمنون حقا خبر ہی اوس مبتدا کی جسمین چند قیدین جناب
باری نی لگائی ہین اول ایمان دوم مہاجرت سوم جہاد فی سبیل اللہ پس جن
لوگونمین یہہ تینون باتین پائی گئی ہین اونکو خدا فرماتا ہی کہ هم المؤمنون
حقا۔ اور جو لوگ کہ مصداق ان صفات ثلثہ کی نہین وہ تحت آیہ کے
ہرگز داخل نہین ہو سکتی اور گستاخی معاف مگر گزارش ہو چکا ہی کہ آپکے

ثلثہ ان صفات ثلثہ سی بالکل بے بہرہ ہین اسواسطی کہ نہ حقیقت مین وہ
ایمان بخدا و رسول صلا لائی اور نہ مہاجرت فی سبیل اللہ اور نہ جہاد فی
سبیل اللہ کیا بلکہ ایمان اور مہاجرت اور جہاد اونکا تھا جو بطمع مال دنیا تھا
منکم من یرید الدنیا و منکم من یرید الاخرۃ ط تریدون عرض الدنیا
واللہ یرید الاخرہ اگر یہ طالبین دنیا مہاجرین اور انصار نہین ہین
تو کون لوگ ہین بیان آیۂ سابقہ مین گزرا کہ راس و رئیس طالبین دنیا
حضرت ابوبکر تہی جنکی رای شریف باوجود کراہت رسول اللہ صلعم کی واسطے
فدیہ لینی کی اسارای بدر سی ہوئی اور خداوند باری کیطرف سی بشارت لمسکم
فیما اخذتم عذاب عظیم اونکی شان جلالت نشان مین نازل ہوئی الغرض
ایمان منافقہ کا کس گنتی شمار مین ہی جو آپ بار بار اونکو تحت الذین اٰمنوا
مین داخل کرتی ہین خدا آمنا فقین صحابہ کو بدترین کفار مین شمار کری اور
فی الدرک الاسفل من النار کہی اور آپ اونکو مومنون حقا لھم مغفرۃ
ورزق کریم کہین جب خدا کا سامنا ہوگا تب ان مزخرف تقریرونکا مزا
معلوم ہوگا ابہی زبان و قلم اختیار مین ہی جو چاہی سو بکیی ہمنی سابق مین
بیضاوی اور مشکوۃ شریف سی لکہا ہی کہ مفہوم مہاجرت مین ہجرت عن
الشرک و ہجرت عن المعاصی اور ہجرت للدین سب داخل ہی اور آپکی ثلثہ کی
ہجرت حقیقی عن الشرک و المعاصی اور ہجرت للدین غیر مسلم ہی بلکہ ہجرت اونکی
شہادت خدا تریدون عرض الدنیا۔ للدنیا تہی اور شرکت جہاد اونکی
بھی بطمع مال غنیمت تہی اور وقت مجاہدہ بجز بہاگ کہڑی ہونیکی اونسی کچھ

ں مین نہین آیا ان سب باتونکا ہم ثبوت بوجہ احسن آپچکی کتاب تو نسبتی جا چکی ہین
ب تکرار بیکار ہی قولہ اس آیت پر ایمان لانیوالی مہاجرین اور انصار
ی ایمان اور اسلام پر کچھہ شبہہ نہین کرسکتی اقول اس آیت پر ایمان لانیوالی
مومنین مہاجرین کے ایمان مین کچھہ شبہہ نہین کرتی ہین بلکہ منافقین کے ایمان
مین شبہہ کیسا بلکہ یقین عدم ایمان کا کرتی ہین اور اونکی جہنمی ہونیکا شک کیسا
بلکہ یقین کرتی ہین قولہ جن لوگون نی ہجرت کی اقول مراد ہجرت سے
ہجرت حقیقی ہے جو للہ ہین تہی نہ وہ ہجرت جو للدنیا تہی کما مر مرارا قولہ
سچی اور پکی ایمان لانیوالی اقول سچے اور پکی مومنین موقنین تھے
نہ منافقین یخادعون اللہ والمومنین کہ وہ نہایت کچی تہے قولہ شیعان
عبداللہ بن سبا کو سوچنا چاہیئی اقول سفیان معاویہ و یزید کو سوچنا چاہیئے
جب اللہ جل شانہ مومنین کی تعریف کری تو پہر منافقین نجس کو کیونکر
اونمین داخل کرسکتی ہین یفترون علی اللہ الکذب ولقد لعنوا بما قالوا
قولہ تفسیر مجمع البیان اقول صاحب تفسیر مجمع البیان نی بہی مثل خدا کے
مومنین ہی کی مدح و ثنا کا ذکر کیا ہی یہہ نہین فرمایا ہی کہ منافقین کی شان
مین الذین امنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ نازل ہوا ہی اور
یہہ بہی نہین فرمایا ہی کہ شیعہ جن منافقین مہاجرین اور انصار کو برا کہتی ہین
اونہین کی شان مین یہہ آیت ہی حضرت والاجاہان کہین مطلق مومن یا مہاجر یا
انصار بلا قرینہ اطلاق کیا جائیگا تو اوس سی افراد کاملہ یعنی مومنین اور مہاجرین
اور انصار حقیقی ہی مراد ہونگی نہ منافقین مہاجرین و انصار کہ بظاہر مومن تہی

ور مہاجر ہی اور انصار مین تہی اور حقیقت مین کافر اور یہان تو قرینہ بہت ظاہر
ہی کہ مومنین حقیقی ہی مبشر بہ بہشت ہین نہ منافقین کہ مبشر بالدرک الاسفل
من النار ہین قولہ یہہ مطلب ہی کہ تصدیق کی اونہون نی خدا کی اقول
لفظ اونہون سی کون لوگ مراد ہین آیا ثلثہ مراد ہین یا منافقین مراد ہین یا
مومنین مراد ہین اگر مومنین مراد ہین تو ثلثہ اور منافقین کو کیا ملا علاوہ اسکی
مبتدا تو الذین ہی اور چونکہ الذین مبہم ہے تو جناب باری خود رفع ابہام
فرماتا ہی کہ وہ لوگ جنہون نی تصدیق خدا اور رسول کی یعنی بقلب مثل ثلثہ
کہ ایمان اونکا بافواھھم تہا ولم تؤمن قلوبھم اور جنہون نی ہجرت
کی للدین لا للدنیا اور جنہون نی جہاد فی سبیل اللہ کیا نہ فی سبیل الدنیا
پس جو لوگ جامع ان صفات کی ہین جناب باری اونکو بشارت بجنت و مغفرت
دیتا ہی کیون حضرت منافقین صحابہ اور ثلثہ اس تفسیر مین داخل ہی رہنگی
یا نکل گئی آپکی خواہش اور تمنا تو دخول ثلثہ ہی کی ہوگی مگر شیعہ کب داخل کرتی ہین
قولہ اس تفسیر کو دیکہکر اگر حضرات شیعہ مہاجرین اور انصار کی فضیلت کا
اقرار نکرین اقول اس تفسیر کو جسمین صاف صاف قید تصدیق خدا و رسول موجود
ہی دیکہکر اگر حضرات اہلسنت مدعی فضیلت ثلثہ ہون بالخصوص اون لوگون کی
نزدیک کہ جو ثلثہ کو مصدق خدا و رسول سمجہتی ہی غلطی ہین تو سوای حماقت
اور ضلالت کی کیا تصور کیا جاوی قولہ ایک دو آیت ہی قرآن سی نکالکر
ہمکو دکہلاتی اقول ہم سیکڑون مرتبہ نکال نکال کر دکہلاتی ہین مگر کیا کرین جب
نظر ہو تو سوجہتا ہی نہین ہی ٹٹولتی پہرتی ہین کہ کہان ایک ہی کہ دو ہی کہین

نہین حضرت سیکڑون مین ثلث قرآن جو آپنے سنا ہوگا کہ منافقین صحابہ کے
سنا نہین ہی سبکی راس و رئیس حضرت ثمثہ ہین **قولہ** ہم انکو کسیقدر معذور
جانتی ہین **اقول** آپ انکھونسی خود معذور ہین دوسرونکو معذور سمجھتی
رہا ہوگا **قولہ** ان سبکو چھوڑ کر چند مفتری کذابونکی جھوٹی باتونکو پیش
کرتی ہین **اقول** جسنی ہمارا کلام از اول تا آخر دیکھا وہ جانتا ہی کہ ہمنی سوائے
کلام اللہ کی تمہاری ابطال مذہب مین کچھہ درپیش نہین کیا ارے چند مفتری
کذابونکی کلام کو بہی کہین کہین درپیش کیا ہی وہ اصحاب صحاح ستہ وغیرہ
ہین نہ اس راہ سی کہ ان کذابونکی تصدیق کی ہی بلکہ اس راہ سی کہ انکی جھوٹی
باتونسی بہی تمہاری تکذیب کی ہی **قولہ** کہ جنکو امامون نی نکال دیا اور جن پہ
اپنی زبان سی لعنت کی **اقول** جو ملاعین کہ مردود درگاہ ائمہ ع تہی اور ائمہ ع
نی انپر کہا انکی پیروون پر بہی لعنت کی وہ روات حضرت اہلسنت ہین انسی
سن دیکھو کہ کہین صحیح بخاری مین امام جعفر صادق ع ایسی بزرگ سی جسکی چار ہزار
راوی ہین ایک بہی نہین مذکور ہوئی ہی بلکہ ذہبی ذہب اللہ بنورہ نی تو
تصریح اسکی کی ہی کہ لم یحتج بہ البخاری اور تفتازانی نی فخر کیا ہی کہ ہم مثل شیعونکے
روایات اہلبیت ع پر عمل نہین کرتی بلکہ مرویات صحابہ پر عمل کرتی ہین وقد مر
فی صدر الکتاب **قولہ** جسکا ثبوت ہم آیندہ کرینگی انشاء اللہ **اقول**
ہمبہی اوس ثبوت کا ثبوت کذب و افترا سی آیندہ کرینگی انشاء اللہ **قولہ**
انصاف کرنیوالی **اقول** انصاف دنیا مین کہان ہی اگر انصاف ہی ہوتا
تو شیعہ سی سنی اور سنی سی نصرانی نہ بن جاتی ہم بہی کہتی ہین کہ اگر کوئی منصف

دنیا مین پایا جائیگا تو انصاف کریگا خدا کی کلام پر ہم ایمان رکھتی ہین یا حضرات
اہلسنت اور قرآن کی آیات کی ہم تصدیق کرتی ہین یا سفیان یزید و معاویہ
معاویۃ الغاویۃ اسکنہ اللہ فی الہاویۃ **قال المخاطب المقمقام**
ھداہ اللہ سبل السلام ای یارو اگر فرض کیا جاوی کہ جو ہمارا اعتقاد
بنسبت صحابہ کی ہے وہ معاذ اللہ باطل ہووی اور جو عقیدہ شیعونکا بنسبت
اونکی ہی وہی صحیح ہووی اور قیامت کی دن اللہ جل شانہ عدالت کی کرسی
پر بیٹھکر ہماری اعتقاد باطل پر ہمسی جواب چاہی تو ہم اوسکی کتاب کو اوسکی
سامنی کر دینگی اور نہایت ادب سی عرض کرینگی کہ الٰہ العالمین تو عادل ہی اور
موافق مذہب شیعونکی تیرا عدل اصول ایمان مین سی ہی تو اب تجہسی انصاف کرتی ہین
کتاب تیری ہی جس کو تونی ہماری ہدایت کیواسطی اپنی پیغمبر کی معرفت نازل کیا
اور اوسکا نام کتاب مبین رکھا اور اوسکی عبارت اور مضمون مین اغلاق اور تصنع
کو دخل نہ دیا ہر چیز کو صاف صاف بیان کر دیا اور خود اوسکا حافظ رہکر اوسکو تحریف
سی محفوظ رکھا پس خداوندا ہمنی تیری ہی کتاب کو اپنی آنکھونکی سامنی رکھ لیا
اور جو کچھہ اوسمین تونی کہدیا اور فرما دیا اوسی پر ہمنی یقین کیا مہاجرین و انصار
کی اسقدر بزرگیان اور فضیلتین تونی بیان کین کہ ہم اونکی نسبت نیک اعتقاد
رکھنی پر مجبور ہو گئی اور تیری ہی شہادت سی اونکی ایمان اور اسلام بلکہ اونکی
فضایل اور درجات پر معتقد ہو گئی کہین تونی اونکی حقمین فرمایا **الذین آمنوا**
وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم اعظم درجۃ
عند اللہ اولئک ھم الفائزون کسی مقام پر تونی اونکی نسبت ارشاد کیا

والذین امنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ والذین آووا ونصروا
اولئک ھم المؤمنون حقا کسی جگہہ اونکی شان مین تونی فرمایا لھم
مغفرة ورزق کریم کسی مقام پر اونکی صفت مین تونی کہا لیرزقنھم
اللہ رزقا حسنا غرض کہ خدایا جب ہمنی تیری کتاب کو کہولا تو کوئی ورق اور
کوئی صفحہ اوسکا مہاجرین اور انصار کی ذکر سی خالی نہ پایا کسی آیت سی اونکی بزرگی
ثبوت کیا اونکی فضیلت پر شبہہ تک نہو جب تیری کتاب سی اونکی نسبت
شہادت پائی تو یہی معلوم ہوا کہ اولئک ھم المؤمنون جب قرآن سی
اونکی واسطی فال کہولی تو یہی نکلا کہ اولئک ھم الفائزون پس جب تونی
اپنی بی نیازی سی اونکی صفات اور فضائل سی اپنی کتاب کو بھر دیا اور اونکی شان
مین بار بار لقد رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ فرمایا اور ہمکو اونکی اقتدا
اور پیروی کی تاکید کی اور اونسی محبت رکہنی کی تحریص اور عداوت اونکی
رکہنی پر تہدید فرمائی تو ہم اگر اونسی محبت نہ رکہتی اور اونکو اچہا نہ جانتی
اور اونکی اقتدا نہ کرتی کیا کرتی الہ العالمین تونی ہمکو اون لوگونمین [illegible]
نسبت تونی فرمایا ہی الذین اخرجوا من دیارھم یبتغون فضلا من اللہ
ورضوانا اوس گروہ مین تونی ہمکو شامل ہی نہ کیا تہا جسکی صفت مین تونی
ارشاد کیا ہی والذین تبوؤ الدار والایمان من قبلھم یحبون من ھاجر
الیھم ہمکو تو اون سبکی پیچہی مخلوق کیا اور ہم لوگونکی نسبت پہلی ہی سی تونی یہہ
فرمادیا والذین جاؤا من بعدھم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین
سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا تو کیونکر ہم

اون

اون پیشواؤنسی محبت نہ رکھتی اور کسطرح اونسی کینہ اور عداوت رکھتی
تیری موجود ہی جسکی نسبت تونی فرما دیا تہا کہ نحن نزلنا الذکر وانا له
لحافظون اور اسی وعدہ پر ہم اوسکو برابر غیر محرّف سمجھتی ہے اور اسپر
رکھتی آئی اگر یہہ آیتین جو مہاجرین اور انصار کی نسبت ہمنی بیان کین
کتاب مین موجود ہین تو پھر خدایا ہمارا کیا قصور اور کیا گناہ ہی جنکو تونی
اچھا کہا ہمنی اچھا جانا جنکی تونی تعریفین کین اونسی ہمنی محبت رکھی
ان لفظونکی تونی اور کچھہ معنی رکھی ہون اور اس عبارت کا مطلب اور کچھ
ہم نہین جانتی موافق تیری ارشاد کی تیری کتاب کو کہلی اور روشن کتاب
سمجھتی تہی اور اوسکو معمّا اور پہیلیونکا مجموعہ نہ جانتی تہی غرضکہ ہم نہین جانتی
جب ہم یہہ جواب دینگی تو خداوند عادل کس جرم مین ہمکو سزا دیگا اور
ہمکو اپنی کتاب کا تصدیق کرنیوالا نہ سمجھے گا ہمکو تو یقین ہی کہ ضرور ایسی عقیدہ
سی خدا ہماری نجات کریگا اور ہمکو اونکی مغفرت اور رزق کریم مین سی حصہ
عطا کریگا ای یارو ہمارا جواب تو سن لیا اب کچھہ اپنی جوابدہی کی فکر کرو
تمھارا عقیدہ جو بہ نسبت صحابہ کی ہی باطل ٹھرا اور قیامت کی دن خدا
تمسی مواخذہ کیا تو تم کیا جواب دوگی ہماری نزدیک تو سوای اسکی دوسرا جواب
نہین ہو سکتا کہ خداوندا ہمنی تیری کتاب کو اسلئی پس پشت ڈالدیا تہا کہ
اصحاب رسولؐ نی تحریف کردی تہی اور اوسکو کم و بیش کر دیا تہا جیسا
نازل کیا تھا ویسا نہ رکھا تھا اور اصلی مصحف امام صاحب کے پاس تہا او
ہمارا گذر بھی نہ ہو سکتا تہا کچھہ نشان اور پتہ بھی امام صاحب کا نہ ملتا تہا

کونسا

کیونکر مصحف عثمانی پر عمل کرتی اور کیونکر محرف قرآن کی تصدیق کرتے ہم تو
اسکو کبھی دیکھتے بھی نہ تھے حفظ یاد کرنیکا کیا ذکر ہی کبھی اسکو پڑہتے بھی نہ تھے
بلکہ ہمیشہ امام صاحب کی خروج کی دعا کیا کرتی تھی اور اونکی ساتھہ جو اصلی قرآن
تھا اوسکی دیکھنی پر جان دیتی تھی مگر خداوند اہمارا کیا قصور ہے اسلئی کہ تونی اونکو
ایسا چھپایا کہ کہین اونکا سایہ بھی نہ دیکھلائی دیا ہزارون عرضیان بھیجین ایک کا
بھی امام نی جواب نہ دیا صدہا درخواستین خضر والیاس کے ذریعہ سی براہ دریا
ارسال کین کسی پر کچھہ حکم نہ آیا بڑی بڑی مجتہدونسی پوچھا اونہون نی یہی فرمایا
کہ ابہی انتظار مین رہو اور خروج اور ظہور کے دعا کیا کرو ہنوز وقت نہین آیا
لیکن ہمنی بہت انتظار کیا مگر ہماری جیتی جی ظہور کیسا خروج کیسا کچھہ خبر تک امام
کی نہ آئی سے شام تک تو آمد جانان کا کھینچا انتظار ٭ وہ نہ آیا وعدہ اپنا
یہان برابر ہوگیا ٭ ہندسی امام کی غیبت سلے تک ہمنی ہجرت کی لیکن وہ یہانکا
عنقا ایسا صورت تو امام کی نظر ہی نہ پڑی پس بغیر امام کی ہم کیا کرتی اور کیونکر
راہ حق پر چلتی تاآن امام کی دیکھنی والون نی جو کچھہ ہمسی کہدیا اوسپر ہم ایمان
لی آئی اور اوسکو حق جانتی رہی اور کبھی اوس سی نہ پھری پس اگر خدا یہہ جواب سنکر
فرماوی کہ ای کمبختون جبکہ مین اپنی کلام کا حافظ تھا اور خود کہہ چکا تھا انا نحن
نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون تو کسکی مجال تھی کہ وہ تحریف کرتا اور کون تھا
کہ اوسکو بدل دیتا کسنی تمسی کہا کہ میری کتاب مین تحریف ہوئی تھی تب تم شاید
یہی جواب دوگی کہ ہمنی زرارہ سی سنا تھا ہمسی شیطان الطاق نی کہدیا تھا تب
اوسوقت اگر خدا یہہ فرماوی کہ بدبختو مین سچا تھا یا زرارہ میرا رسول صادق تھا

یا شیطان الطاق تو معلوم نہین کہ کیا جواب دوگی ہماری نزدیک تو سوای
اقرار جرم کی اور کچھہ جواب نہ دی سکوگی اوسوقت سوای اسکی کہ فاعترفوا
بذنبھم فسحقاً لاصحاب السعیر اور کچھہ حکم نہوگا یقول

المتمسک بولایة علی بن ابیطالب علیہ السلام

اقول حق تعالی کل حزب بما لدیھم فرحون مثل حضور والا کی کنار
پرست بھی اپنی جی مین بہت مزخرفات اور لغویات سوچکر اپنا دل خوش
کرلیا کرتی ہین لیکن یہہ اوسی وقت تک ہی جبتک کسی مخاصم کا سامنا نہین ہوتا
مثل ہی کہ جبتک اونٹ پہاڑ کی نیچی نہین جاتا ہی جانتا ہی کہ مین سب سے
اونچا ہون سامنا خداوند جبار و قہار کا تو ایک بڑا امر عظیم ہی کہ جس سے
انبیا کی بدن پر لرزہ ہی اگر آپکو کسی ادنی مخاصم کا سامنا پڑے تو دیکھی کہ
کسطرح آپکے مزعومات باطلہ کی دہجیان اڑا دیتا ہے آپکے بڑے بڑے
گرو گھنٹال کی کتابونکی مثل شاہ عبد العزیز اور مولوی حیدر علی کے چیتھڑے
اوڑا دئی گئی تو آپکی واہیات تقریر کی کیا حقیقت ہی محصل آپکی اس
تقریر کا سر و پا کا یہی ہی کہ جب خدا پوچھینگا کہ ثلثہ کو کیون تمنی اپنا پیر کیون بنایا
تو ہم جتنی آیات صحابہ کی تعریف مین اور مہاجرین اور انصار کی تعریف مین
ہین پیش کرینگی تب خدا لاجواب ہوجاویگا سبحان ربی وبحمدہ جناب من
یہہ ہمکو نہین معلوم کہ خداوند تعالی آپکے اس جواب باطل کو کس تقریر سی باطل کریگا
مگر شیعہ اپنی خدا کیطرفسی بچند وجہ جواب دیسکتی ہین ایک یہہ کہ جناب باری فرماوی
کہ ہم بالخصوص ثلثہ سی سوال کرتی ہین تو مطلق صحابہ کا ذکر جواب مین کیون کرتی ہے

کیا مطلق کا وجود فرد دیگر مین ہوکر پایا جانا ممکن نہین ہے دوسرے ہمنے
مومنین صحابہ کی تعریف کی ہی یا منافقین صحابہ کی تعریف کی ہی تیسرے
ہمنی کہان کہا ہی کہ ثلثہ مومنین مہاجرین سی ہین اگر آپ جواب مین فرمائینگی
کہ ہمنے بی بی عائشہ صدیقہ اور حضرت ابوہریرہ وغیرہ سی سنا کہ سب اصحاب
اور سب مہاجر اور سب انصار مومنین مخلصین سی تہی تو جناب باری فرمائیگا
کہ ای کمبختو ای بیدینو ای احمقو من اصدق من اللہ قیلا تم ان کذابوں کو
خدا سی بہی صادق تر سمجہی ہمنی خود صحابہ کی شان مین کہا تہا کہ منکم من
یرید الدنیا و منکم من یرید الاخرۃ اور بعض مہاجرین اور انصار ہی کی شان
مین کہا تہا تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الاخرۃ اور انہین کی شان مین
کہا تہا بل تؤثرون الحیوۃ الدنیا والاخرۃ خیر وابقی اور انہین کے
شان مین کہا تہا ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا
والاخرۃ واعد لہم عذابا مہینا اور انہین کی شان مین کہا تہا یقولون
بافواہہم ما لیس فی قلوبہم اور قالوا انک لرسول اللہ واللہ یعلم
انک لرسولہ واللہ یشہد ان المنافقین لکاذبون اور لا یحزنک
الذین یسارعون فی الکفر من الذین قالوا امنا بافواہہم ولم تؤمن
قلوبہم اور یخادعون اللہ والذین امنوا وما یخدعون الا انفسہم
الغرض اس قسم کی سیکڑون آیتین اور حدیثین ہین جو مطلق صحابہ کی کفر و
نفاق پر دلالت کرتی ہین بلکہ بالخصوص ثلثہ کی کفر و نفاق پر دلالت کرتی ہین
اور خدا نی اتماما للحجۃ قلم مسلم اور بخاری وغیرہ سی لاعن شعور لکہوا دی ہین مثل

حدیث قرطاس و حدیث حوض و حدیث فدک و حدیث جیش اسامہ الی غیر ذلک
پس جب بمقتضائی للہ الحجۃ البالغۃ و حجتہم داحضۃ عند ربہم
حجت خدا غالب آویگی تو معلوم نہین کہ حضرات اہلسنت کیا جواب دینگے
ہماری نزدیک تو سوائی اقرار جرم کی کچھہ جواب نہ دی سکین گی اور اوسوقت
سوای ادخلوا ابواب جہنم خالدین فیہا فبئس مثوی المتکبرین
کی کچھہ حکم نہوگا **قولہ** عدالت کی کرسی پر بیٹھکر ہماری اعتقاد باطل پر
ہمسی جواب چاہی **اقول** جب تم اپنی اعتقاد کو باطل ہی فرض کرتی ہو تو
باطل کو کلام اللہ سی کیونکر ثابت کرسکتی ہو حالانکہ خود جناب باری فرماتا ہے
کہ لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ یہہ فرض تو فرض
متمناقضین ہی ابہی تو تمہاری بدحواسی کا حال یہہ ہی پس جب خدا عدالت کی
کرسی پر اجلاس فرماویگا اور منبر جباری او رقہاری لگاویگا اور کنسٹبلان زبانیہ
جہنم کو سامہنی بلاویگا تب تم ایسی مجرمونکی مونہہ سی کیونکر ایسی مختل اور متناقض
تقریرین بدحواسی کی نہ نکلین گی دنیا مین تو یہہ اختلال حواس ہی اب آخرت کا
خدا حافظ خدا کا کرسی پر بیٹھنا کہ یا وہ عرش کے چرچرانی کا ہی اور ہنسنی کی
اولٹ جانی کا ہی جیساکہ صحیح بخاری مین ہی ضحک اللہ تعالیٰ استلقی
یعنی خدا ہنسا یہانتک کہ اولٹا گرا یہہ صفت تو ہنسی کی ہی اور رونیکی طوفان
نوح آجانا ہی نہین معلوم کہ ان طوفانونکا جواب حضرات اہلسنت خدا کو کیا دینگے
قولہ موافق مذہب شیعہ کی تبرا اصل اصول ایمان مین سی ہی **اقول** اور موافق
مذہب سنیونکی تبرا اعظم اصول ایمان مین سی ہی قفہ بریہ ایمان کی جسمین خلفا اعظم

حضرات اہلسنت کو کچھہ بھی غیرت نہین ہی کہ تخصیص عدالت خدا فقط ساتھ شیعونکی کرتی ہین حالانکہ خود جناب باری فرماتا ہی قایم بالقسط ولیس بظلام للعبید **قوله** ہماری ہدایت کی واسطی ہ **اقول** بیشک ہدایت کیواسطی بھیجا تھا مگر ہدایت مومنین نی پائی لیکن جو لوگ کہ مثل روز حدیبیہ شاکین فی النبوت تھی وہ گمراہ ہوئی یضل به کثیرا ویهدی به کثیرا وما یضل به الا الفاسقین **قوله** اسکا نام کتاب مبین کہا **اقول** مبین ہونا علی اختلاف التفسیر یا باعتبار ظہور وجوہ اعجاز کی ہی یا باعتبار ظہور معنی عربیت کی ہی اسلئی کہ الفاظ غیر مانوسہ متنفرہ جو مخل فصاحت ہین مثل مالکم تکاکاتم علی کتکاکو کم علی ذی جنۃ افرنقعوا اسمین مستعمل نہین ہوئی یا باعتبار تبیین حلال وحرام خدا کی ہی کما فی البیضاوی وغیرہ بہرکیف اگر غرض آپکی ذکر مبین سے اسمقام پر یہہ ہی کہ جب کل قرآن مبین ہی تو جو آیات ہم فضائل صحابہ مین بیان کرتی ہین یہہ بھی مبین ہین پس من حیث الدلالۃ قابل انکار شیعہ نہین ہو سکتی تو شیعہ بھی بعینہ مثل اس کلام کی کہہ سکتی ہین کہ جو آیات ہمنی رذایل صحابہ مین چند سطر پیشتر اس سی ذکر کین اور اسیطرح جو نصوص خلافت جناب امیر کی ہین کہ جس سی خلافت ثلثہ باطل ہوتی ہی مثل آیہ وافی ہدایہ انما ولیکم اللہ او مثل آیت مباہلہ اور مثل آیت تطہیر اور مثل آیت ذوالقربی اور مثل آیت مودت قربی وامثالہا یہہ سب مبین ہین پس قابل انکار اہلسنت نہین ہین ورنہ کتاب کا غیر مبین ہونا لازم آویگا فما ہو جوابکم فہو جوابنا **قوله** اغلاق و ترقیع کو دخل نہ دیا **اقول** تصنیع تو ظاہر وہی باطل کو حق کہتی ہین جیسی صورت حق ظاہر کیا جاوی [illegible]

امت کلام اللہ مین ایسا نہین ہی باقی رہا اغلاق پس نصوص اور محکمات والی
بہی جای کلام نہین ہین لیکن متشابہات آیات کہ جسکی تاویل مین علمای اہل سنت
مہوکرین کہاتی ہین اور علمای شیعہ منحصر راسخین فی العلم اور اہل ذکر علیہم السلام
مین جانتی ہین خصوصا مقطعات قرآنی پس اونکا عدم اغلاق کا قایل ہونا
جای بحث وکلام ہی ومن ادعی فعلیہ البیان **قولہ** ہر چیز کو صاف صاف
بیان کر دیا **اقول** اگر ہر چیز کو صاف صاف بیان کر دیا ہی تو کوئی آیت ابوبکر
کی خلیفہ ہونی کی اور کوئی آیت عمر کی خلیفہ ہونیکی اور کوئی آیت عثمان کے
خلیفہ ہونیکی دکہلاؤ اور کس آیت قرآنی نی حکم دیا کہ ای عمر تو ابوبکر سی بیعت کر
اسواسطی کہ جسوقت حضرت عمر نی ہاتہہ واسطی بیعت حضرت ابوبکر کے بڑہایا تہا
اوسوقت تک تو اجماع بہی نہین ہوا تہا اور خود باقرار حضرت عمر جناب رسول خدا
نی خلیفہ بہی نہین کیا تہا چنانچہ صحیح بخاری وغیرہ مین ہی کہ حضرت عمر فرماتی ہی
ان لم استخلف فیما استخلف من ہو خیر منی رسول اللہ صلعم یعنی اگر مین کسیکو بجای خود
خلیفہ کرون تو جو شخص کہ بہتر مجہسی ہے یعنی رسول اللہ انہون نی بہی کسی کو خلیفہ
نہین کیا تہا اور اختیار کو بہی خدا نی بقول خود ما کان لھم الخیرۃ باطل کر
دیا تہا پس جب خدا حضرت عمر سی پوچہیگا کہ ای عمر تو نی کیون ابوبکر سی بیعت کی
تو جو آیت حضرت عمر کتاب مبین کی خدا کے سامہنی پیش کرینگے شیعونکی بہی کان ذرا
مشتاق اوس آیت کی سن لینی کی ہین اور یہہ عذر کہ قرآن کو حضرت عثمان نے
جلا دیا اوسمین یہہ آیت تہی قابل سماعت نہین ہی اسلئی کہ بزعم اہل سنت خلاف انا
لہ لحافظون کی ہی اور یہہ عذر کہ صحیح بخاری مین اور ترجمہ مشکوۃ شریف مین

شیخ عبد الحق دہلوی نی لکہا ہی کہ حضرت عثمان نی جلا دیا بیشی رفت ہو جائیگا
اسواسطی کہ خدا فرمائیگا کہ ای بدبختو تمہاری زعم باطل کی راہ سی مین سمجہا تہا کہ
صحیح بخاری اور ترجمہ مشکوٰۃ والا اوسوقت مین بجز اعتراف وابن نبہم
کی کچہہ جواب نہو سکیگا الغرض مضمون ہر چیز کے صاف صاف بیان ہونیکا بہی طرفہ
مضمون ہی کہ دنیا مین بجز مخاطب کی شاید کوئی عاقل اسکا قایل نہو گا اگر
یہی تہا تو حضرت ابو حنیفہ نی قیاسات حرضیہ مین ناحق اپنی اوقات شریف کو
ضایع کر کی اخوت عنی اوّل من قاس کی اختیار کی جناب والا کوئی آیت تراویح
کوئی آیت مسح علی الخفین کوئی آیت دست بستہ مثل یہود یونکی نماز پڑہنی کی
صاف صاف نہ سہی نیم صاف صاف ہی ہمکو دکہا دیجئی ورنہ ایسی دعوی کے بہا بی سر وپا
سی باز آئیی **قوله** خود اسکا حافظ رہکر **اقول** اگر دعوائی حفظ باعتبار
انا له لحافظون کی ہی تو مرجع ضمیر لہ پر کوئی دلیل قطعی قایم کی ہوتی آخر تمہارے ہی
علما سی ہین وہ لوگ جو فرماتی ہین کہ ضمیر لہ طرف رسولخدا صلعم کی پہرتی ہی قال
البیضاوی وقیل الضمیر فی له للنبی صلعم پس ضرور تہا کہ ان اپنی علماء کو تحت من
فسر القرآن برایہ داخل کر کی اونکی بیدینی اور بی ایمانی ثابت کر لیتی تب آگے
کچہہ گفتگو کرتی **قوله** تحریف سی محفوظ رکہا **اقول** مدخول ہی بچند وجہ
پہلی اگر ہر قسم کی تحریف خواہ بزیادتی خواہ بکمی خواہ بتغیر خواہ بتبدیل خواہ باسقاط
سبعہ احرف والقای حرف واحد سب سی محفوظ رکہنی کا وعدہ خدانی فرمایا تہا
تو اسصورت مین اوّل کافر بہ حضرت عثمان تہی ورنہ کسلئی خود کم ہمت اور بی
ترتیب اور جمع کرنیکی اور اپنی جمع کردہ کی رکہنی کی اور دوسرونکی جمع کردہ کے

امت کلام اللہ مین ایسا نہین ہی باقی رہا اغلاق پس نصوص اور محکمات تو اونمی
بہی جابی کلام نہین ہین لیکن متشابہات آیات کہ جسکی تاویل مین علمای اہلسنت
ٹہوکرین کہاتی ہین اور علمای شیعہ منحصر راسخین فی العلم اور اہل ذکر علیہم السلام
مین جانتی ہین خصوصًا مقطعات قرآنی پس اونکا عدم اغلاق کا قایل ہونا
جای بحث وکلام ہی ومن ادعی فعلیہ البیان **قولہ** ہر چیز کو صاف صاف
بیان کر دیا **اقول** اگر ہر چیز کو صاف صاف بیان کر دیا ہی تو کوئی آیت ابوبکر
کی خلیفہ ہونی کی اور کوئی آیت عمر کی خلیفہ ہونیکی اور کوئی آیت عثمان کے
خلیفہ ہونیکی دکہلاؤ اور کس آیت قرآنی نی حکم دیا کہ ای عمر تو ابوبکر سی بیعت کر
اسواسطی کہ جسوقت حضرت عمر نی ہاتہہ واسطی بیعت حضرت ابوبکر کے بڑہایا تہا
اوسوقت تک تو اجماع بہی نہین ہوا تہا اور خود باقرار حضرت عمر جناب رسول خدا
نی خلیفہ بہی نہین کیا تہا چنانچہ صحیح بخاری وغیرہ مین ہی کہ حضرت عمر فرماتی ہی
ان لم استخلف فیما استخلف من ہو خیر منی رسول اللہ صلعم یعنی اگر مین کسیکو جاہی خود
خلیفہ کرون تو جو شخص کہ بہتر مجہسی ہے یعنی رسول اللہ انہون نی بہی کسی کو خلیفہ
نہین کیا تہا اور اختیار کو بہی خدا نی بقول خود ما کان لہم الخیرۃ باطل ہی
کر دیا تہا پس جب خدا حضرت عمر سی پوچہیگا کہ ای عمر تو نی کیون ابوبکر سی بیعت کے
تو جو آیت حضرت عمر کتاب مبین کے خدا کے سامہنی پیش کرینگے شیعو نکی بہی کان ذرا
مشتاق اوس آیت کی سن لینی کی ہین اور یہہ عذر کہ قرآن کو حضرت عثمان نے
جلا دیا اوسمین یہہ آیت تہی قابل سماعت نہین ہی اسلئی کہ بزعم اہل سنت خدا انا
لہ لحافظون کی ہی اور یہہ عذر کہ صحیح بخاری مین اور ترجمہ مشکوۃ شریف مین

شیخ عبد الحق دہلوی نی لکہا ہی کہ حضرت عثمان نی جلا دیا بیشی رفت نہ جائیگا
اسواسطی کہ خدا فرمائیگا کہ ای بدبختو تمہاری زعم باطل کی راہ سی مین سچا تہا کہ
صحیح بخاری اور ترجمہ مشکوٰۃ والا اوسوقت مین بجز اعتراف وابن نابہم
کی کچہہ جواب نہو سکیگا الغرض مضمون ہر چیز کے صاف صاف بیان ہونیکا بہی طرفہ
مضمون ہی کہ دنیا مین بجز مخاطب کی شاید کوئی عاقل اسکا قایل نہوگا اگر
یہی تہا تو حضرت ابو حنیفہ نی قیاسات حرضیہ مین ناحق اپنی اوقات شریف کو
ضایع کر کی اخوت عنی اوّل من قاس کی اختیار کی جناب والا کوئی آیت تراویح
کوئی آیت مسح علی الخفین کوئی آیت دست بستہ مثل یہود کی نماز پڑھنی کی
صاف صاف نہ سہی نی صاف صاف ہی ہمکو دکہا دیجئی ورنہ ایسی دعوی بہائی سر و پا
سی باز آئیی **قولہ** خود اسکا حافظ رہکر **اقول** اگر دعوائی حفظ باعتبار
انا لہ لحافظون کی ہی تو مرجع ضمیر لہ پر کوئی دلیل قطعی قایم کی ہوتی آخر تمہارے ہی
علما سی ہین وہ لوگ جو فرماتی ہین کہ ضمیر لہ طرف رسول خدا کی پہرتی ہی قال
البیضاوی وقیل الضمیر فی لہ للنبی صلعم پس ضرور تہا کہ ان اپنی علماء کو تحت من
فسر القرآن برایہ داخل کر کی اونکی بیدینی اور بی ایمانی ثابت کر لیتی تب آگے
کچہہ گفتگو کرتی **قولہ** تحریف سی محفوظ رکہا **اقول** یہ قول ہی بچند وجہ
پہلی اگر ہر قسم کی تحریف خواہ بزیادتی خواہ بہ کمی خواہ بہ تغیر خواہ بہ تبدیل خواہ باسقاط
سبعۃ احرف و ابقای حرف واحد سب سی محفوظ رکہنی کا وعدہ خدا نی فرمایا تہا
تو بصورت تمین اوّل کا فریبہ حضرت عثمان تہی ورنہ کسلئی خود کم ہمت اور بی
ترتیب اور جمع کرنیکی اور اپنی جمع کردہ کی رکہنی کی اور دوسرونکی جمع کردہ کے

جلانیکی باندہی ہی اگر حفظ خدا پر ایمان رکہتی تہی اور یقین اسپر تہا کہ کسیطرح کی تحریف
کو اسمین دخل نہین ہو سکتا تو انحضرت کو دخل در معقولات کی کیا حاجت تہی
دوسری وعدۂ حفظ آیا متعلق بکلام لفظی تہا جسکو آپکی علما کلام حقیقی نہین سمجہتی ہین
یا متعلق بکلام حقیقی نفسی تہا کہ متکلم ہونا خدا کا نزدیک اہل سنت کے اوسی پر
موقوف ہی یا متعلق بحفظ نقوش ما بین الدفتین تہا پس اول جب وہ نزدیک
اہلسنت کے حقیقت مین کلام خدا ہی نہین ہی یہانتک کہ مطابق بواقع ہونا اوسکا
آپکی علما واجب نہین جانتی اور حقیقت مین بمذاق اشاعرہ خدا پر کوئی بات
واجب ہی نہین ہی تو حفظ اوسکا کیون واجب ہوگا بلکہ ایفاء وعدۂ حفظ ہی
کب واجب ہی اور محفوظ رہنا اوسکا تغیر اور تبدل اور تحریف سی کیا ضرور ہے
اور عذر جبری عادت غیر مسموع ہی اسلئی کہ جبری عادت کو کسنی واجب کیا اور
ثانی پس ہر چند فی نفسہ نفوس عقلا مین کلام نفسی کلام مہمل ہی جسکا ابہی تک
کوئی محصل نہین معلوم ہوا مگر اوسکی عدم تحریف کو تحریف کلام لفظی سی کیا علاقہ
ہی اور ثالث پس اوس سی بدیہی البطلان زیادہ کون امر ہوگا اسلئی کہ مشاہدہ
بالعین ہی کہ نساخ بہت تحریفین کرتی ہین اور صفحات اور نقوش کرم خوردہ
بہی ہو جاتی ہین اور سب سی بڑہکر یہہ ہی کہ حضرت عثمان نی صدہا نسخی جلا ہی دئی
اگر وعدہ اسی کی حفظ کا ہوتا تو ضرور تہا کہ آسمان سی ایک آگ نازل ہوتی اور حضرت
عثمان کو بعوض جلانی مصاحف کی جلا دیتی تیسری تشخیص محل حفظ بہی ضروری ہے
آیا محل اوسکا سفینۂ بیاض عثمانی ہی تہا تو البتہ قبل اسکی حفظ معدوم تہا کہ حضرت
عثمان کو مجال احراق ملی لیکن کیا وجہ اسکی کہ آیۂ حفظ تو شاید پیشتر ہی نازل ہوا ہوگا

یا محل حفظ قلب مطہر جناب رسولخدا ص تھا نزل به الروح الامین علی قلبك
لتکون من المنذرین فانه نزله علی قلبك ولا تحرك به لسانك لتعجل به
ان علینا جمعه وقرانه اور بعد اونکی قلوب اوصیاء طاہرین مین اونکی
محفوظ تھا یا محل حفظ صدور مومنین موقنین تھا بل هو آیات بینات فی
فی صدور الذین اوتوا العلم یا محل حفظ لوح محفوظ تھا بل هو قرآن مجید
فی لوح محفوظ بہرکیف تحریف اور تبدل اور تنقیص اور اختلال فی النظم جو
سیکڑون احادیث صحاح اہلسنت پر دلالت کرتی ہین چنانچہ نزہۃ اور استقصا مین
اوسکی پتہ اور نشان مذکور ہین پس جو مخلص اہلسنت اپنی واسطے تجویز کرین وہی
شیعونکی واسطے سمجھہ لین اور تحقیق اس امر کی کہ کس قسم کی تحریف ممکن الوقوع
ہی اور کس قسم کی غیر ممکن الوقوع ہماری علما نی اپنی کتب کلامیہ مین کی ہی ولیس هذا
محل البحث عنه **قوله** پس خداوندا ہمنی تیری کتاب کو اپنی آنکہونکی سامہنی
رکھہ لیا **اقول** حضرت وہان تو تنہا پیش قاضی ہوی راضی آئی نہوگا بلکہ
ضرور ہی کہ شیعیان علی بن ابیطالب بہی وہان حاضر ہون جنمین کوئی شیعہ
اوٹھہ کہڑا ہوگا اور کہی گا کہ خداوندا تو علام الغیوب ہے خوب جانتا ہی کہ یہہ لوگ
جہوٹہی دغاباز ہین حسبنا کتاب اللہ بمکر وفریب کہا زبان سی کہتی ہین کہ ہمنی
کتاب خدا کو سامہنی رکہا اور حقیقت مین پس پشت پہینکا نبذوه وراء
ظہورہم تیری نصوص کے خلاف کیا تونی آت ذا القربی حقه فرمایا
انہون نی حق ذوالقربی کا غصب کیا تونی مودۃ اولی القربی کو اجر رسالت
فرمایا اونہون نی اون لوگون سی بیعت کر کی اپنا پیشوا بنایا جنہون نی ذریت رسول صلعم

کو قتل کیا تو نی موذیان خدا ور سول پر لعنت کی انہون نی اون موذیون کو
خلیفہ رسول اللہ بنایا از اصول تا فروع تیری کتاب کے خلاف کیا **قولہ**
مہاجر اور انصار کی اسقدر بزرگیان اور فضیلتین تو نی بیان کی **اقول**
شیعۂ علی ابن ابیطالب عرض کریگا کہ خداوندا جو مومنین مہاجرین و انصار
کی تو نی فضیلتین بیان کی ہم بسر و چشم اوسکی قایل ہین مگر چند منافقین
موذیان خدا ور سول تہی چونکہ تو نی اونکی حق مین لعنت کی تہی اسلئی ہمنی بہی
اونپر لعنت کی **قولہ** نیک اعتقاد رکہنی پر مجبور ہوگئی **اقول** شیعہ
کہیگا خداوندا اشاعرہ نی اپنی تئین کل افعال قبیحہ مین مجبور سمجہا او تجکو ظالم
ٹہرایا با وجود اقرار کرنی کے کہ الحق انہ کفو للغیر کما فی مسلم الثبوت پہر بہی
ابو الحسن اشعری کی اطاعت نہ چہوڑی اور اوسکو با وجود فرمانی تیری ابہی کے
مجوس ہذہ الامۃ نجانا **قولہ** اونکی حقمین فرمایا الذین امنوا
اقول شیعہ کہیگا خداوندا ثلثہ کو ہمنی متصف ساتہ ایک صفت کی بہی
ان صفات مین سی نہ پایا نہ اونکا ایمان درست تہا نہ ہجرت اونکی نہ جہاد
اونکا فی سبیل اللہ تہا بلکہ تیری ہی فرمانی سی ہمنی جانا کہ طالبین جیفۂ دنیا
تہی اس سبب سی تو نی اونکو مخاطب بخطاب سراپا عتاب تریدون عرض
الدنیا کیا اور اسی وجہہ سی ہم اونکو مصداق اولئک ہم الفائزون اور
اولئک ہم المومنون نسمجہی بلکہ اولئک ہم المنافقون سمجہے اور بجائے
لہم مغفرۃ ورزق کریم کے واسطی منافقین کے فی الدرک الاسفل
من النار خود تو نی فرمایا اور بجائی لیرزقنہم رزقا حسنا

کی شجرۃ الزقوم طعام الاثیم کالمہل یغلی فی البطون کغلی الحمیم تو نے
ارشاد کیا ہی غرضکہ خدایا جب ہمنی تیری کتاب کو کہولا تو کوئی ورق کوئی
صفحہ اوسکا خالی اس سی نپایا کہ جہان کہین تونی مومنین کیواسطی ذکر ثواب
کیا اوسکی ساتہہ ہی کفار اور منافقین کی واسطی ذکر عذاب بہی کیا ہی کسی آیت
سی اون منافقونکی لئی تحریفین برائی کی نیکی کا ثبوت کیا شبہہ تک نہوا جب
تیری کتاب سی اونکی نسبت شہادت چاہی تو یہی معلوم ہوا کہ اولئک ہم
الظالمون جب قرآن سی اونکی واسطی فال کہولی تو یہی نکلا کہ اولئک ہم
الفاسقون جب تونی باین ستاری وغفاری اونکی فضایح اعمال و شنایع
افعال سی اپنی کتاب کو بہر دیا اور اونکی شانمین بار بار فقد باء بغضب من اللہ
وماویہم جہنم وبئس المصیر اور یعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ فرمایا
اور اقتدا اور پیروی کی کیا معنی ادنی میلان سی طرف اونکی بقول جو ولا ترکنوا
الی الذین ظلموا فتمسکم النار منع فرمایا اور اونکی عداوت پر تحریص فرمایا
اور اونکی محبت پر تہدید بوعید نار فرمائی چنانچہ فرمایا یا ایہا الذین امنوا
لا تتولوا قوما غضب اللہ علیہم قد یئسوا من الآخرۃ کما یئس الکفار
من اصحاب القبور اور پہر فرمایا لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم
الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ خداوندا تو ہم اگر اونسی عداوت
نرکہتی اور اونکو برا نجانتی اور اونسی تبرا نکرتی پہر کیا کرتی الہ العالمین تونی
ہمکو اوس زمانہ مین نہین پیدا کیا کہ جب حکم فرمایا یا ایہا النبی جاہد
الکفار والمنافقین واغلظ علیہم وماویہم جہنم وبئس المصیر

نبی برحق اور وصی مطلق کی ساتھہ ہوکر کفار بدین اور منافقین ملعونین سے تا سر کردہای جمل اور صفین جہاد کرتی افسوس ہی کہ ہمکو تونی اون مجاہدین کے بعد مخلوق کیا ناچار جب جہاد سیف و سنانی سے مجبور ہوئی تو فقط جہاد لسانی پر ہمنی اکتفا کی اور بنظر اسکی کہ یلعنہم اللہ ویلعنہم اللاعنون تونی پہلی ہی بیدینونکی حقمین لکھہ دیا تہا ہمنی اپنے تئین زمرہ لاعنین منافقین سے ٹہرایا اور اگر ہم بہی مثل اہلسنت کی اونپر لعنت نکرتی تو تیرا قول یلعنہم اللاعنون معاذ اللہ کاذب ہوجاتا اور جب ہمنی بموجب تیرے ہی حکم کی دنرات اونسی تبرا شروع کیا تو کیونکر ہم اون پیشوایان اہلسنت سے محبت رکہتی اور کسطرح اونسی کینہ اور عداوت نرکہتی خداوندا یہ کتاب تیری ہی جسکے حفاظت تونی صدور مومنین موقنین مین فرمایا عثمان نی اسکو جلایا اور جو اوسکی جلانی سے ہماری ہاتہہ مین بچ رہا وہ بہی ابہی تک اہلبیت طاہرین کی مدح و ثنا سے بہرا ہوا ہی یہ وہی اہلبیت جنکی شان مین تونی بلا تصنع اور اغلاق یطہرکم تطہیرا فرمایا جن منافقونسی مرتی دم تک غضبناک رہین پہر اگر ہم بہی اونسی غضبناک ہون تو ہمارا کیا قصور ہی اور کیا گناہ ہی جنکو تونی اچہا کہا ہمنی بہی اونکو اچہا کہا جسپر تونی اپنا غضب اور لعنت ظاہر کی ہمنی بہی اوسپر لعنت کی اور مصداق افتؤمنون ببعض الکتاب ویکفرون ببعض مثل اہلسنت کے نہین ہوئی جن عبارتونمین تونی اپنی ظالمونپر اور موذیون پر لعنت کی اور فارین عن الزحف پر غضب ظاہر کیا اور ماویہم جہنم و بئس المصیر کہا اور جن لوگونکی تونی نہ تین مطاع جمیعۂ دنیا کی ہمنی اون کو

کلاب دنیا جانا اور اونسی بغض فی اللہ عداوت رکھی ہان ان لفظونکی اگر تو نی کچھہ
اور معنی رکھی ہون اور ان عبارتون کا مطلب اور کچھہ ہو تو ہم نہین جانتے ہم
تو موافق تیری ارشاد کی تیری نصوص اور محکمات آیات کو معما اور پہیلیون کا
مجموعہ نسمجھی اور موافق ارشاد تیری نبی کی کہ اونہون سے نے بحدیث متفق علیہ
ثقلین اپنے اہلبیت کو تالی کتاب خدا فرمایا تھا تفسیر آیات کی اہلبیت طہارت
سی پونچھہ لیا اونہون نی یہی بھی فرمایا کہ مصداق ان آیات کی وہی منافقین ہین
جنکی افسر حضرات ثلثہ ہین چنانچہ خطبہ شقشقیہ کہ باعتراف معتبرین علمای اہلسنت
مثل فیروزابادی و ابن اثیر جزری کلام جناب امیر علیہ السلام ہی اسپر دلالت کرتا ہی
بلکہ اپنی صحیح مین مسلم و بخاری بہی حدیث کاذبین غادرین آثمین خائنین ہین
اسکی ناقل ہین ہم نہین جانتی کہ جب ہم یہہ جواب دینگی تو خداوند عادل کیوجہ سے
نعل ہماری اصول ایمان سی ہی اور خدا ہر مسلمان کو ایسی ایمان کی ہدایت کرے ہمکو جہنم
مین سزا دیگا اور کسطرح ہمکو اپنی کتاب کا تصدیق کرنیوالا نسمجھیگا ہمکو تو کروڑ در کروڑ
مرتبہ یقین بلکہ علم الیقین اور عین الیقین اور حق الیقین ہی کہ ضرور ایسی عقیدی سی
خدا ہماری نجات بلکہ ہماری غلامونکی بہی نجات کریگا اور ہمکو مومنین متقین کی
مغفرت اور رزق کریم سی حصہ کامل او بہرہ وافر عطا فرمایگا **قوله** ای یارو
ہمارا جواب سن لیا **اقول** اے یارو تمہاری جواب کی ہمنی دہجیان اوڑا کر ہوا
مین اڑا دیا اور مثل شبہات زنادقہ و ملاحدہ کی از سر باطل اور مثل ہفوات
ابن میمونہ و ابو البرکات یہودی بغدادی کی سراپا مضمحل کر دیا فصار کرماد اشتدت به الریح
برق خاطف او کرماد اشتدت به الریح فی یوم عاصف اب نئی دو

جواب کی فکر کرو اور ہمارے نزدیک سوا اسکے دوسرا جواب نہیں ہو سکتا کہ
خداوندا گو ہم الفاظ قرآنی کے حامل کما یحمل الحمار اسفارا ہوئے اور
پڑہا نماز تراویح مستبدعہ کی مثل نبی جی بہیجو کے برزبان کیا مگر اوسکے معانی
لفظی کو ہم بھی ہم کیا ہمارے پیشواؤں تک نے کلالۃ و ابا تک نسمجھا مضمون
کیا ذکر ہے اور جن مصاحف میں کسیقدر تفصیل احراق منافقین اور مومنین
ہے اونکو حضرت عثمان محرق القرآن نے جلا ہی دیا اور جناب امیر علیہ السلام
نے علی ترتیب التنزول اپنا جمع کیا ہوا جس سے ناسخ اور منسوخ کی تمیز ہوتی جاتی تھی
بخوف جلا دینے عثمانیونکی مخصوص اپنی اولاد کی ساتھہ کیا کہ وہ اپنے شیعوں کو
اوس سے مستفید کرتے رہے اور بسبب اسکے کہ ہماری جد فاسد حسبنا کتاب اللہ
کہکر مر گئی تہی ہمنے اہلبیت طاہرین سے کچہہ نہ پوچھا پہر خداوند اسکو نیک و بد
کی تمیز کیونکر ہوتی تب خدای جل شانہ فرمائیگا کہ ای کمبختو مینے فاسئلوا اہل
الذکر ان کنتم لا تعلمون نہیں کہا تہا اور ائمہ اہلبیت نے نہیں کہا تہا کہ ذکر
رسول ہیں جیسا کہ انا ارسلنا الیکم ذکرا رسولا اسپر دلالت کرتا ہے اور
ہم اہل الذکر ہیں ہمسے پوچہو اور کیا ہمارے پیغمبر نے حکم تمسک بہ اہلبیت نہیں دیا تہا
ای بدبختو تمنے ہمکو اور ہمارے پیغمبر کو اور اماموں کو جہوٹہا سمجھا اتو کہو یارو
اوسوقت خدا کو کیا جواب دوگے پہر جب خدا تمہاری سزا میں فرماوے ادخلوا
نار جہنم خالدین فیہا تو دنیا نہیں ہے کہ کچہہ چین چپڑ کا موقع ملے بلکہ جب
خطاب اخسئوا فیہا و لا تکلمون پہونچیگا تو جہک مار کے چپ ہو رہنا پڑیگا
قولہ خدا نے تمسے مواخذہ کیا اقول استغفر اللہ ممکن نہیں ہے کہ خدا ہمسے

مواخذہ کریگا ہمکو اپنی صحت ایمان پر یقین کامل ہی کہ جیسا خدا کی ذات پر یقین ہمکو ہی
آری پیروان شاکین فی النبوت کو اپنی ایمان مین شک ہی تو انکو ایسی احتمالات
ہونا بیجا نہین ہی **قولہ** تم کیا جواب دوگی **اقول** جو ہمارا جی چاہیگا
جواب دینگی تم اپنی فکر کرو کہ جو جواب تمنی سوچا تہا وہ باطل ہوگیا اب کیا کہو
قولہ ہمارے نزدیک تو سوای اسکی دوسرا جواب نہین ہی **اقول** ہم
آپ سی کب پوچھتی ہین آپ کیون زبردستی دو کلمہ از مادر عرس ہم بشنوی
عندیات زبان پر لائی ہین توجیہ و عندیہ توجیہ آپ کس بعصیت کی مولی ہین
اس گنتی شمار مین ہین جو اس بیوقوفی کی جوابونکو کوئی آپ سے سنی ہمارا جواب
وہی ہی کہ جب تم آیات فضائل صحابہ درپیش کروگی تو ہم آیات نفاق صحابہ
منافقین درپیش کرینگی تب ہماری تمہاری درمیان مین احکم الحاکمین حکم
فرماویگا **قولہ** خداوندا ہمنی تیری کتاب کو اسلئی پس پشت ڈالا **اقول**
اپنی لحیہ عثمانی نعثلی تو بہت بڑہا دی مگر ایسا وہ لوحی قلبی علوم نہین کہ کس
مفتری کذاب علیہ اللعنۃ والعذاب کی بات کی مصدق ہوئی ہین جسنی
چند خطائین اسمقام پر کئی ہین اور ایک خطا دو خطا تیسری خطا سی اپنی طیب
ولادت ظاہر کی ہی یہ پہلی خطا ہی کہ شیعون نی کتاب خدا کو پس پشت ڈالا ہی
اگر ایسا ہوتا تو شیعہ نفاق منافقین صحابہ خصوصا نفاق ثلثہ آیات کتاب خدا
سی کیونکر ثابت کرتی آری تمنی کتاب خدا کو پس پشت ڈالا ہی کہ آیات فضائل
منافقین صحابہ کی تصدیق ہی نہین کرتی ہو اور سب صحابہ کو عدول سمجہی ہو برخلاف
شیعہ کی کہ اصحاب فضایل کو قابل رحمت اور اصحاب نفاق کو سزاوار لعنت سمجہی ہین

علاوہ اسکی تالی کتاب خدا یعنی اہلبیت رسول خدا کو تمہنی بالکلیہ پس پشت ڈالدی
اور حدیث ثقلین کو نسیاً منسیاً کر ڈالا ہی طرفہ یہہ کہ اسکا اقرار بہی کرتی ہین
چنانچہ کلام علامہ تفتازانی مین گزرا فاعترفوا بذنبہم فسحقا لاصحاب
السعیر قولہ اور اوسکو بہی کم وبیش کر دیا اقول یہہ دوسرے خطا ہی
بلکہ کمال کذب وافترا ہی جو شخص کہ اتنی لمبی ڈاڑھی بڑہا کی اتنا جہوٹ بولے
اوسکی ڈاڑھی کی لئی کیا تجویز کیا جاوی دیکہو یارو غضب خدا کا ہی کہ شیعہ
بیچارے از اولین تا آخرین بتصریحات تمام بر سر بام ندا کرتی ہین کہ مجمع علیہ
کل امامیہ کا خلفاً عن سلف یہہ ہی کہ کلام اللہ مین تحریف بہ بیشی نہین ہوئی
جو کچہہ بحث و فحص ہی بہ نسبت کمی کی ہی یہہ ناخدا ترس بکذب وافترا کہتا ہی
کہ شیعہ بیشی کی قایل ہین پس بجز لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے ہم کیا جواب دین ارے
سنیان باحیا اسکی قایل ہین کہ کلام اللہ مین تحریف بہ بیشی ہوئی یہانتک کہ
دعاہای قنوت اللہم نستعینک الخ مصحف ابن مسعود مین بڑہائی گئی کہ ابن مسعود
سے بضرب مشت ولگد وہ کلام اللہ چہین کی حضرت عثمان محرق القرآن نے جلایا
اور اسیطرح کل مصاحف کو عثمان نے جلایا بسبب بیشی مین بالفاظ تفسیر ہوئی تہی
چنانچہ اس مضمون سے صحاح اور غیر صحاح قوم مملو ہین قولہ جیسا تو نی نازل
کیا تہا ویسا نرکہا تہا اقول خود تمہاری علما اقرار اسکا کرتی ہین کہ مصحف عثمانی
بر ترتیب نزول نہین ہی آری مصحف جناب امیر علیہ السلام البتہ بر ترتیب
نزول تہا قولہ اصلی مصحف امام صاحب کے پاس تہا اقول یہہ بہی ایک
تیسری خطا ہی کچہہ تخصیص صاحب الزمان علیہ وعلی آبائہ آلاف التحیۃ والسلام

من الحکمت العلام وعجل اللہ ظہورہ علی زعم اناف اللیام کی نہین ہی بلکہ ہمیشہ
دوازدہ امام علیہم السلام کی پاس تہا اور شیعان اہلبیت ع بارشاد اونکی اوس سے
مستفید رہی گو ہمکو بہ نسبت تلاوت کی اور استدلال بآیات کی بحافی ایدی الناس
ہی سی حکم فرمایا وذلک لمصالح لا یعلمہ الا اللہ والراسخون فی العلم
قولہ کچھ نشان اور پتہ بہی امام صاحب ع کا نملا **اقول** یہہ بہی ایک
خطا ہی اگر شیعونکو امام صاحب ع کا پتہ و نشان نہین ملا تو اونکی امامت
کی کیونکر قایل ہوئی آپ کے سُنیونکو کچھ نشان اور پتہ ابتک نہین ملا اسیکی
سبب سی وہ موت جاہلیت پر بموجب ارشاد نبی خلیفہ زادی ابن عمر کے
مرتی ہین اور اونہون نی یزید اور عبدالملک کی اسی سبب سی بیعت کی اور
ایک شب بی بیعت کی نرہ سکی کہ مبادا بموت جاہلیت مرین اور شب کو
حجاج بن یوسف سی بیعت کی وقد مر من البخاری ومسلم وشرح نہج البلاغہ
لابن ابی الحدید طرفہ یہہ ہی کہ شاہ عبدالعزیز اپنی کید صد و شصتم مین فرماتی ہین
کہ حضرت امام محمد بن الحسن المہدی صلوات اللہ علیہما پیدا ہوئی اور سن
طفولیت مین انتقال فرمایا شیعان علے ابن ابی طالب ع پیدا ہونا تمہاری
اقرار سی مسلم رکہتی ہین اور انتقال فرمانی پر طالب دلیل ہین وانی لہم
ذالک **قولہ** ہم اسکو کبہی دیکہتی بھی نہ تہے **اقول** یہہ بھی جہوٹ ہے
اگر نہ دیکہتی تو خلافت جناب امیر ع اور نفاق ثلثہ کہانسی ثابت کرتے ہ
قولہ حفظ یاد کرنیکا کیا ذکر ہے **اقول** یہہ بھی جہوٹہ ہے اگر حفظ نکرتی
تو نمازونمین تلاوت کس چیز کی کرتی اور کلکے حافظ تو تمہاری ثلاثہ ہی تہے

ہماری مذہب کی تو سیکڑون حافظ موجود ہین آری اندھی حافظ وسطی تراویح
بڑہانی کی ہوتی تھے **قوله** کبھی اوسکو پڑھتی بھی نہ تھی **اقول** آری
تراویح مین نہ پڑھتی تھی جسکو حضرت عمر خود البدعة نعم البدعة کہتے تھی
بسبب اسکی کہ قول رسول اللہ صلعم کل بدعة ضلالة وكل ضلالة سبیلها
الی النار یاد نہ کہتی تھی **قوله** ہمیشہ امام صاحب عم کی خروج کی دعا کرتی تھی
اقول آری منتظر ظہور تہین اللهم عجله جیسی تم منتظر قیامت ہو اور
جیسی تم منتظر خروج اپنی پیشوا مسیح دجال کے ہو اور جیسی تم منتظر نزول
عیسی مسیح کی ہو اور اونکی ظہور وافی السرور کی دعا بھی کرتی ہین جیسا کہ تم
اونکی پیدائش کی منتظر ہو آور دعا کرتی ہو اور اگر بھنین منتظر ہو اور بھنین دعا
کرتی ہو تو مصدق وعدۂ خدا و رسول نہین ہو آور فقط یہی ایک امر تمہارے
ثبوت کفر والحاد وبی دینی کی لئی کافی اور وافی اور دلیل شافی ہے اور اونکا
دیندار ہی تمھارا محض لاف اور گزاف ہی علی اہل الدین بالخافی وان خفی علی
مثالک المجانف الحافی والخرف الجافی واللہ ہو العافی وللمومنین المعافی
قوله اوسکی دیکھنی پر جان دیتی ہین **اقول** یہہ بھی غلط ہے ہمکو کیا غرض ہے
جو اوسکی دیکھنی پر جان دین ہمکو بدلیل لن یفترقا حتی یردا علی الحوض
یقین کامل ہی کہ اہلبیت قرآن حقیقی سی جدا نہین اور جو حکم اونکا ہی وہی
عین حکم قرآن ہی اور جب اونہون نی ہمسے فرمادیا ہی کہ تمھاری ثلثہ مصداق
آیات نفاق ہین اور اس کلام اللہ مین جو عثمان کی جلانی سی بچ گیا ہی خدا نی
شہادت اونکی ظالمین ہونیکی بقول خود تو ید فن عرض اللہ نیا دی ہی

تو ائمہ کا فرمانا اور کلام خدا مین اوسکی تصدیق پایا جانا ہماری صدق ایمان
کی لئی کافی ہی آری جب وہ قرآن بھی ملجائیگا تو مدارج یقین سو سی ہزار اور ہزار
سی لاکھہ اور لاکھہ سی کرور درجہ بڑہ جائینگی **قولہ** توتی اونکو ایسا چھپایا کہ
کہین اونکا سایہ بھی نہ دکھلائی دیا **اقول** خدانی باعتبار مصالح کی پردے
بہلون سبکو چھپایا جیسا خدانی تمھاری پیر و مرشد دجال کو چھپایا اور شیطان
کو چھپایا اور عیسیٰ مسیح کو چھپایا اور خضر ع کو چھپایا الیاس ع کو چھپایا ویسا ہی
صاحب الزمان ع کو نظر اہل عدوان سی چھپایا **قولہ** ہزارون عرضیان
بہیجین ایک کا بھی جواب نہ دیا درخواستین الی قولہ کچہہ حکم نہ آیا **اقول**
لاحول ولا قوۃ الا باللہ تمھین اتنی بھی عقل نہین ہی کہ اگر جواب نہ ملتا اور
حکم نہ آتا تو ہزارون عرضیان کیون لکہتی درخواستین کیون گذرانتی آپ ایسے تم
ایسی مردود دین درگاہ کا جواب نہین ملتا شیعہ بحمد اللہ لا یزال کہ ہمیشہ اپنی عرضیان
سی کامیاب اور اپنی درخواستون سی بہرہ مند ہوتی چلی آتی ہی مسائل غامضہ مین
توقیعات رفیعہ پر عامل اور احکام شریفہ منیعہ سی خوشدل ہین اگرچہ نالایق
مثل ابوجہل و ابولہب کے زمرۂ مکذبین الضالین سی ہون ہوا کرین گو اونکی لئی انشاء اللہ
عنقریب نزل من حمیم و تصلیۃ جحیم طیار ہی حضرت مخاطب کی خدمت مین
عرض ہی کہ آپ کیون آتش رشک و حسد سی قبل از آخرت دنیا ہی مین جلی جاتی ہین
گو حضرات ثلثہ دنیا مین نہین ہین مگر اونکی خلیفہ حضرت دجال تو دنیا مین موجود
ہین اگر آپ بھی عرضیان لکہی اور درخواستین بذریعہ دخانی اوسکی جزیرہ
تک بہیجی کہ شیعان علی ابن ابیطالب ع نی بہت سر اوٹھایا ہی آپ جلد

قدم رنجہ فرمایئی تو ہمکو یقین ہی کہ وہ بھی اپنی ہواخواہونکو جواب سی محروم
نہ رکھین اور بعید نہین ہی کہ آپکے ایسی ممد اور معاون پاکے جلد آوین اوسوقت
مین اگر شیعہ اپنی صاحب الزمانؑ کو نہ بلا دین تو پھر جو چاہیے سو کہیے
قولہ ہمنی بہت انتظار کیا مگر ہماری جیتی جی ظہور کسکا خروج کیسا کچھہ خبر
امام کی نہ آئی **اقول** بعد اسکے کہ آپ عرضیان خدمت دجّال مین روانہ
کیجیئے اگر آپکی جیتے جی خبر اوس ملعون شقی کے خروج کی آجاوی اور امام علیہ السلام
اوسوقت مین ظہور اور خروج نہو تو جو آپ فرمایئی آپکا کہنا بسر و چشم
قبول ہوگا اور اگر آپکی جیتی جی خبر اوس شقی کی نہ آوی تو مرتی وقت یہی شعر بصد
حسرت و یاس ورد زبان کذب و لغو اساس فرمایئگا ؎ شام تک تو آمد جانان
کا کھینچا انتظار٭ وہ نہ آیا وعدہ اپنا یہان برابر ہوگیا **قولہ** ہندسی امام
کی غیبت سر اتک الی قولہ صورت تو امام کی نظر ہی نہ پڑی **اقول** تم بھی ہندسے
جزیرۂ دجال تک پہنچو دیکھو صورت اوس شقی کی تمکو نظر پڑتی ہی کہ نہین اگر
نظر پڑی تو شیعونکی بھی تصدیق اپنی امام کی خدمت مین مشرف ہونی کی کرلینا
اور اگر نہ دیکھنا تو وجود دجال کا بھی مثل وجود امام کی انکار کرکی اسلام ظاہری
کو چھوڑ کر کھلی خزانہ بی پردہ و بحجاب اور بی مقنع و بی نقاب نصرانی بنجانا
ضرور ہی کہ اس کام کو بہت جلد انجام کرو قبل اسکی کہ جان کو حوالہ مالک کرو
قولہ بغیر امام کی ہم کیا کرتی **اقول** بغیر امام کی ہم سب کچھہ کرتی ہین راہ
حق اور صدق پر چلتی ہین مگر افسوس اسقدر ہی کہ بغیر امام کی کفار اور زنادقہ
جو مثل تمھاری بیہودہ گوئی کرتی ہین اونکو سزا نہین دی سکتی **قولہ** ہان امام کے

دیکھنی والون نی جو کچھہ کہدیا **اقول** جسطرحسی تمسی ثلثہ کے دیکھنی والون نی اوٹھہ
اونکو خلیفہ بنانی والون نی جو کچھہ کہدیا تم اوسپر ایمان لائی یہ نہ سمجھی کہ یہ کیا ہین
دو ضاعین ابناء الشیاطین جیفۂ دنیا کی کلاب طالبین ہین از سرتا پاچھن
بہدین ہین اونھین کی کہنی کو جو خلاف عقل و نقل تہا حق جانتی رہے اور کبھی
اوس سے نہ پھرے ہرچند ہادیان راہ دین لاکھہ سمجھاتی رہی مگر یزید و
معاویہ کا ساتھہ نچھوڑا اور اون بیدینونکی رفاقت سی مونہہ نہ موڑا وسیعلم
الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون **قوله** ای کم بختو **اقول** جو تم
کہتی ہو تمکو بخوبی دیا گیا **قوله** توکسکی مجال تہی کہ وہ تحریف کرتا **اقول** تدبر
جوابہ الشنا **قوله** کسنے تمسی کہا کہ میری کتاب مین تحریف ہوئی تہی **اقول**
صحاح ستہ والون نی کہا جامع الاصول والی نی کہا جمع بین الصحیحین والی نی
کہا احادیث تحریف قرآن ان کتابونمین اس کثرت سی ہین کہ اگر جمع کی جاتین
تو ایک کتاب مبسوط ہو چنانچہ کسیقدر صوارم اور نزھۃ اور استقصا اور دیگر
کتب کلامیہ مین منقول ہوئی ہین اور حاجت نقل کیا ہی جب اصل ہی موجود ہے
قوله جواب دوگی کہ ہمنی زرارہ سی سنا تہا شیطان الطاق نی کہا تہا
اقول نقل روایات تحریف نہ زرارہ نی کی نہ مومن الطاق نی کی بلکہ شیاطین
صحاح ستہ نی کی جب ان شیاطین کو روایات تحریف قرآن مین تم کاذب سمجھے
تو جب تمسی جناب باری پوچھیگا کہ روایات فضائل ثلثہ مین کیون نہ کاذب
سمجھے تو معلوم نہین کہ کیا جواب دوگی ہماری نزدیک تو سوا اقرار جرم کے
کوئی جواب نبنی ہمکو گا اوسوقت سوای اسکی کہ فاعترفوا بذنبهم

فسحقاً لاصحاب السّعیر اور کچھہ حکم نہوگا والحمد للّٰہ ربّ العالمین

قال المخاطب لقمقام ھداہ اللّٰہ سبل السّلام

ساتوین آیت یا ایّها الّذین اٰمنوا ما لکم اذا قیل لکم انفروا فی سبیل اللّٰہ اثّاقلتم الی الارض ارضیتم بالحیوٰة الدّنیا من الاٰخرة فما متاع الحیوٰة الدّنیا فی الاٰخرة الّا قلیل الّا تنفروا یعذّبکم اللّٰہ عذاباً الیماً ویستبدل قوماً غیرکم ولا تضرّوه شیئاً واللّٰہ علی کلّ شیءٍ قدیر الّا تنصروه فقد نصره اللّٰہ اذ اخرجه الّذین کفروا ثانی اثنین اذ هما فی الغار اذ یقول لصاحبه لا تحزن انّ اللّٰہ معنا فانزل اللّٰہ سکینته علیه وایّده بجنودٍ لم تروها وجعل کلمة الّذین کفروا السّفلی وکلمة اللّٰہ هی العلیا واللّٰہ عزیز حکیم جو آیتین ہمنی اب تک لکہین او نسی عام مہاجرین اور انصار کی فضیلتین ثابت ہوئین اب ہم اس آیہ کو لکہکر خاص حضرت صدیق اکبر رضی اللّٰہ تعالی عنہ کی فضیلت ثابت کرتی ہین جاننا چاہیی کہ جب پیغمبر خدا صلی اللّٰہ علیہ وسلم نی طائف اور حنین سی مراجعت فرمائی اور تہوڑی دن مدینہ مین قیام فرما کر قصد جہاد روم کا کیا تو بعض لوگون پر نہایت گران گزرا اسلئی کہ گرمی کی دن تہی سفر دور تہا خرمونکی پکنی کی فصل تہی اور روم کا خوف بہی غالب تہا تب اللّٰہ جل شانہ نی واسطی ترغیب جہاد کی ان آیتونکو نازل کیا اور کئی طرح سی لوگونکو سمجہایا چنانچہ اول آیت مین فرماتا ہی یا ایّها الّذین اٰمنوا ما لکم اذا قیل لکم انفروا فی سبیل اللّٰہ اثّاقلتم الی الارض کہ ای مومنین تمہین کیا ہوگیا

رجب تمسی جہاد کی لئی کہا تب تم اپنے گھروںسی نکلنا نہین چاہتی کیا تم
دنیا کی زندگی کو بمقابلہ آخرت کی اچھا سمجھکر اوسپر راضی ہوجا لانکہ دنیا کا
فائدہ آخرت مین بہت ہی تھوڑا ہی اس آیت مین اللہ جلشانہ نی دنیا کی
حقارت بیان کرکی جہاد پر ترغیب دی بعدہ دوسری آیت الا تنفروا
یعذبکم اللہ عذابا الیما ویستبدل قوما غیرکم ولا تضروہ شیئا و
اللہ علی کل شیء قدیر مین فرمایا کہ اگر تم سستی کروگی اور جہاد پر مستعد ہوگے
تو خدا تمکو دنیا و آخرت مین عذاب دیگا اور تمہاری بدلی اور غیر قوم کو بسیلے
رکہیگا اور تمہاری مدد نہ کرنیسی خدا یا اوسکی رسول کا کچہہ نقصان نہین ہی
اسلئی کہ خدا کو کچہہ پروا نہین ہی اور رسول کا وہ خود حافظ ہی چنانچہ اپنی
بی نیازی اور اپنی رسول کی بی پروائی کو ان لفظونسی بیان کیا کہ الا تنصروہ
فقد نصرہ اللہ اگر تم لوگ پیغمبرؐ کی مدد نہ کروگی تو اوسکو تمہاری مدد کی حاجت
نہین ہی اسلئے کہ خدا اوسکا مددگار رہی اور اپنی مددگاری اللہ جلشانہ
اسطرحسی ثابت کرتا ہی اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ہما
فی الغار کہ جب کفار نی پیغمبرؐ کو مکہ سی نکالا اوسوقت کسنی اوسکی مدد کی
اور اوسوقت کونسا لشکر اور گروہ اوسکا مددگار ہوا اور سوای ایک شخص کی
دوسرا کون اوسکی ساتہہ غار مین گیا اور جب کفار در غار پر آپہنچی اور درمیان
پیغمبرؐ کے اور اونکی کچہہ فاصلہ نرہا اوسوقت اوسکا یار غار بہی گہبرا گیا اور
یہہ خیال کرکی کہ ایسا نہو کہ کفار غار مین چہپی ہوئیسی آگاہ ہوجاوین اور مبادا
پیغمبرؐ پر کچہہ صدمہ پہنچاوین وہ غم کرنی لگا اوس اضطراب اور اضطرار کی حال

مین ہی کہ بڑی بڑی شجاع اور جوانمرد گہبرا جاتی ہین مگر پیغمبر کو کچہہ اضطراب نہوا
اور اپنی یار کو لا تحزن ان اللہ معنا کہکر مطمئن کیا اور مینی اپنی پیغمبر کی تری
سی اوس یار پر تسلی نازل کی کہ اوسکا خوف اور اضطراب جو پیغمبر صاحب پر مصیبت پہونچنی
کی خیال سی تہا جاتا رہا فانزل السکینۃ علیہ اور بعد گذر جانی اوس
مصیبت کیوقت کی جب بدر کی لڑائی ہوئی تب مینی ایسی لشکر سی مدد کی کہ جسکو
تم دیکہہ نہین سکتی تہی وایدہ بجنود لم تروہا آخر کار کفار کی بات کو
پست کرکی اپنی بات کو بلند کیا وجعل کلمۃ الذین کفروا السفلی و
کلمۃ اللہ ھی العلیا تمام مفسرین کیا شیعہ اور کیا سنی اسپر متفق ہین کہ
اذ اخرجہ الذین کفروا مین جس زمانہ کا ذکر ہے اوس سی ہجرت کا وقت
مراد ہی اور اذ یقول لصاحبہ مین جو لفظ صاحب کا مذکور ہی اوس سی
حضرت ابوبکر صدیق مراد ہین اور اسکی بہی سب قائل ہین کہ ہجرت کا وقت
بڑا نازک اور نہایت مصیبت اور تنہائی اور رنج کا تہا جو اوسوقت صدق
دلسی شریک ہوا اوسکا رتبہ بہی سب سی بڑا ہی اور اس سی بہی کسیکو انکار
نہین ہی کہ حضرت ابوبکر صدیق اوسوقت سی کہ جب پیغمبر صاحب اپنی گہر سی
برآمد ہوئی اور جب تک غار مین رہی اور جبتک مدینہ مین پہنچی برابر ہمراہ رہی
لیکن باہم ہماری اور شیعونکی یہہ اختلاف ہی کہ ہم حضرت ابوبکر صدیق کی رفاقت
کو اونکی اخلاص اور نیک نیتی پر محمول کرکی اونکو افضل مہاجرین جانتی ہین اور
حضرات شیعہ اونکی ہمراہی کو بدنیتی پر ونعوذ باللہ من ذالک محمول کرکی اونکو
منافقین مین سی سمجہتی ہین اسلئی ہم ایسی آیت سی حضرت صدیق اکبر کی فضائل

ثابت کرتی ہین اور حضرات شیعہ کی شبہات بیان کر کے اونکا رد کرتی ہین

قول المتمسك بولاية على ابن ابيطالب عليه السلام

حضرت مخاطب نے ابتک عام آیتونکی لکہنی مین ناحق اپنی اوقات شریف
ضایع کی اور قضیہ مسلم الثبوت لا دلالة للعام على الخاص باحدى الدلالات
الثلث کو پیش نظر رکھا شیعہ کب مطلق کی منکر ہین جسکی اثبات کی تکلیف
احتیاج ہوا اپنی بیفائدہ تحصیل حاصل اور تطویل بلاطائل کر کی ہماری بہی
اوقات تلخ کی اب غنیمت ہی کہ آپنی اوس راہ کج کو چہوڑا مگر کیا حاصل کہ
دوسری راہ کج پر تشریف لائی ہین اور چونکہ چہوڑنا بہ تنبیہ علی الخطا ہین ہے
بالخیال خام اسکی ہی کہ آپ منتہای کلام کو پہونچکی پس ہرچند بندہ بہی بخوبی
تشفای انتقام کر چکا ہی مگر پہر بہی آپکا پیچہا نہین چہوڑتا ہون اور
چاہتا ہون کہ چلتی چلاتے آپکی پچہلی راہ اسطرح بند کرون کہ جسمین وہ راہ
نکل ہاری پڑی تب آپکی اگلی راہ بہی مدخول اور راہ آمد و شد نفس مسدود کرون
صورت اوسکی بہ نرمی و ملائمیت بدون سختی و اذیت یہہ ہی کہ آپ ابتدای
کتاب سی مدعی اسکی ہوتی چلی آئی ہین کہ صحابہ کلہم عدول ہین اور حقیقۃً یہہ
ہی مذہب اہلسنت وجماعت ہی اور خود آپ صفحہ ١١ مین مقر اسکی ہین کہ مسلمان
سب کامل الایمان تہی پس ہرچند ہم دلائل کثیرہ اس عقیدہ فاسدہ کی ابطال کی
قائم کر چکی ہین مگر اسمقام پر تین آیتین آپنی لکہی ہین یہہ تینون آپکے
ابطال دعوی کی لئی کافی ہین لیکن آیۂ اولی جو آپنی لکہا ہی پس اگر سبکی سب
مسلمان کامل الایمان تہی تو مصداق اثاقلتم الی الارض ارضیتم بالحیوة

الدنیا من الاخرۃ کون لوگ تہی کیا کامل الایمانونکا یہی کام ہی کہ جب خدا
ورسول بالخصوص اونکو کسی کام کرنیکا حکم فرماوین تو وہ گہر ونکی چولہو مین
گہسین اور اوسکی بجا آوری سی سرتابی کرین اور زندگانی دنیا کو آخرت پر
اختیار کرین اور اگر کسی جاہل کو یہہ خیال ہو کہ مضمون آیہ بطور استفہام کے
ہی نہ بطور تثبیت اور تقریر کی تو جواب یہہ ہی کہ اثاقلتم الی الارض
تو استفہام نہین ہی باقی رہا ارضیتم گو بظاہر استفہام ہی مگر محاورات
مین اسطرحکا استفہام ابلغ التثبت والتقریر ہوتا ہی جسطرح سی مثلا کہا جاوے
کہ تجہکو کیا ہو گیا ہی آیا تو احمق ہی آیا تو مجنون ہی و دیوانہ ہی جو کل صحابہ
کو عدول کہتا ہی پس غرض قایل کی اس کلام سی حقیقت مین استفسار نہین ہے
بلکہ تثبیت و تقریر حماقت ہی اور یہہ جو آپنی اسمقام کی حاشیہ مین افادہ
فرمایا ہی کہ خطاب طرف کل کی ہی مگر مراد بعض ہین یہہ تثبیت ہماری مدعا کی
ہی کہ بعض اچہی تہی اور بعض بری تہی لیکن یہہ قاعدہ آپنی مخصوص اسی مقام
کیواسطی کیون کیا جو آیات عام فضایل صحابہ کی آپنی لکہین ہین مثل کنتم
خیر امۃ غیرہا کی اوسمین ہی یہی قاعدہ جاری کیجیئی کہ خطاب طرف کل
کی ہو اور مراد بعض ہون پس اثبات فضیلت ثلثہ اور تعدیل الکل آپکی ہاتھ
سی نکل گئی اور افادہ اس قاعدہ کا اور ذکر اس آیہ کا اسمقام پر مصداق
یخربون بیوتہم بایدیہم کا ہوا وکفی اللہ المومنین القتال ونعم ما قیل
قبل ۝ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد ۝ خمیر مایہ دوکان شیشہ گر سنگ
است ۝ آمدم بر آیہ ثانی جو وعید عذاب دنیا اور آخرت ہی پس یہہ بہی مبطل

ہی م اقوم

آپکی مزعوم باطل کاہی اسلئی کہ کہان دعوای کامل الایمانی کل اور عدالت کل
اور قطعیت جنّت اور جان و مال فی سبیل اللہ صرف کرنا اور راہ اطاعت
خدا و رسول ص پر قدم بقدم چلنا اور کجا وعید یعذبکم عذابًا الیمًا
ویستبدل قومًا غیرکم کا فرمانا پس اگر سب کے سب کامل الایمان ہی تہے
تو آیا کامل الایمانی مقتضی وعید عذاب الیم ہی یا عدالت ہی موجب عدم تعمیل
حکم خدا و رسول ص تہی اور جب یہہ امر خلاف عقل ہی تو البتہ بعض اچھے تہے
اور بعض بری تہی اور کل کامل الایمان اور عادل نتہی وہو المطلوب باقی رہی
آیت ثالث جو ملقب بہ آیۂ غار ہی اور سنیونکا مایۂ افتخار ہی اور شیعونکے
نزدیک یار غار کی لئی موجب ہزاران ہزار عار و شنار ہی اور اگر قطع
بمہاتیت تقریر سنیان لفظ غار کو مہمل کرکی کوئی لقب اسکا آیۂ عار کری
تو بیجا نہین ہی بہر کیف یہہ آیہ شریف بہی بتقریب سابق بوضوح تمام اسی
پر دلالت رکہتا ہی کہ کل صحابہ کامل الایمان نتہی ورنہ کیا ضرورت اس
عتاب و خطاب کی ہوتی کہ اگر تم لوگ نہ نصرت اور مدد کروگی تو خدا اور رسول خدا
تمہاری نصرت کا محتاج نہین ہی پس دعوای کامل الایمانی کل بحمد اللہ ان تنبیہون
تو نسی بخوبی باطل ہوا اور جس بنا پر حضرت مخاطب نے ابتدای کتاب سی
الو کی دیوار اوٹھائی تہی وہ از بیخ برکندہ ہوگئی یہہ سب گفتگو نسبت آپکے
پہلی راہ کی تہی اب ہم آپکی اگلی راہ پر نظر کرتی ہین کہ آپ بالخصوص فضیلت
ابوبکر آیۂ غار سی ثابت کیا چاہتی ہین پس یہہ آیہ مشتمل او پر چند لفظونکی ہی
جو آپکی نزدیک اوس سی فضیلت نکلتی ہی اور شیعونکی نزدیک انہین الفاظ

سی سر اسر کفر و نفاق نکلتا ہی لہذا جناب والا سی یہہ استفسار کیا جاتا ہی
کہ اگر اثبات فضیلت مطابق تفسیر اہلسنت آپ کیا چاہتی ہین تو آپکو بخوبی
معلوم ہی کہ شیعہ اوسکو نہین مانتی آور اگر بنا بر تفسیر شیعہ کی اثبات فضیلت
کیا چاہتی ہین تو ترجمہ آپنی کس تفسیر شیعہ سی کیا ہی اور کس کتاب شیعہ سی
لکہا ہی اوسکا پتا اور نشان دیجیئی ورنہ خرط القتاد حق یہہ ہی کہ ترجمہ لفظی
پر بہی آپ نی اکتفا نکی بلکہ توجیہات کیکہ مذاق اہلسنت پر گئی لیس اگر کوئی
شخص بمذاق شیعہ بہی کچہہ توجیہات کری تو آپکی لئی کچہہ جای کلام نہین ہے
اسلئی ہر شخص کو اپنی اپنی سمجہہ کا اختیار ہی مثل اسکی کہ جناب باری عز اسمہ
فرماتا ہی الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ یعنی ای بظاہر ایمان لانیوالو اگر تم
لوگ ہماری پیغمبر صلعم کی مدد نکروگے تو خدا اوسکی مدد کریگا جسطرح پیشتر اس سے
عالم تنہائی مین کہ کوئی یار اور مددگار اوسکا نتھا اور درمیان دشمنان ظاہری
و باطنی کی گرفتار تہا خدا نی اوسکی مدد کی تہی اذ اخرجہ الذین کفر و ثانی
اثنین جسوقت مین کہ نکالا تہا اوسکو گھر سی کفار نی کہ وہ دشمن ظاہری تہی
درحالیکہ ثانی اثنین تہا یعنی ایک اون دو کا تہا کہ جسکا دوسرا دشمن باطنی تہا
معنی ثانی اثنین اور ثالث ثلثہ کی باتفاق اہل لغت و اہل تفسیر احد اثنین اور
احد ثلثہ کی ہین یعنی ایک دو کا اور ایک تین کا پس جسطرح ثالث ثلثہ مین ایک
خدای برحق اور دو خدایان باطل تہی اوسیطرح ثانی اثنین مین ایک حق اور
دوسرا باطل تہا اذ ہما فی الغار جسوقت کہ وہ دونو حق و باطل بیچ ایک غار
کی جمع ہوئی تہی اور لیس باطل نی اوس حقکو ناحق غار تیرہ و تار مین مثل مار آستین

ابرا

ایذا دینی شروع کی اور قلق اور اضطراب اور جزع فزع خواہ حقیقۃً ازراہ
بزدلی اور عدم ایمان بصدق وعدۂ خدا اور رسول خواہ بمکر وخدع وعدم ایمان
بخدا اور رسول شروع کیا اذ یقول لصاحبہ جسوقت ہماری پیغمبرؐ نے
اس اپنی ساتھی سے جو سودی تہا کہا اور اوسکی تئین ایک فعل قبیح سے بقولہ
لا تحزن ان اللہ معنا منع اور نہی فرمائی یعنی اے نبی ایمان بصدق خدا و
رسول کیون روتا ہے اور کیون باظہار حزن ہمسے مکر وخدع کرتا ہے خدا ہماری ساتھ
ہے ہمکو ہر طرحسے محفوظ رکھیگا ہماری جوتی کی صدقہ سے تیری بہی جان بچی گی
اور خدا تیری مکر وخدع سے بہی ہمکو بچائیگا فانزل اللہ سکینتہ علیہ
اس ایسے وقت نازک مین کہ باہر سے کفار فکر قتل سیدابرارؐ مین تہے اور درمیان
ہمنشین غیش زنی کر رہا تہا خدا نے اپنے پیغمبرؐ پر سکینہ نازل کیا کہ اوسکو سبطرح
کا باوجود دشمنان بیرونی واندرونی کی بہی قلق اور اضطراب نہوا بخلاف
دشمن خانگی کی کہ مظہر قلق اور اضطراب ہوا اگر اوسپر سکینہ نازل ہوا ہوتا تو
اون اظہار اضطراب کرتا اور اگر اوسوقت مین داخلاً وخارجاً کوئی مومن پیغمبرؐ کے
ساتھ ہوتا تو خدا ضرور اوس سکینہ مین جو اپنی پیغمبرؐ پر نازل کیا تہا اوسکو بہی
شریک کر لیتا جیسے جس جس مقام پر پیغمبرؐ کے ساتھ مومنین تہے جب پیغمبرؐ پر
سکینہ نازل ہوا تو مومنین کو بہی شریک کر لیا اور فرمایا فانزل اللہ
سکینتہ علیٰ رسولہ وعلی المومنین مگر چونکہ اسمقام پر سوا ایک کافر
کے کوئی مومن ساتھ نتہا اسلئے سکینہ مخصوص بہ پیغمبرؐ تہا وایدہ بجنود
لم تروہا اور مدد کی اپنی پیغمبر کی ساتھ ایسی لشکر ملائکہ سے کہ مخاطبین نے

اوسکو نہین دیکھا پس اون ملائکہ نی کفار کی آنکھون پر پردہ ڈالدیا اور اوس
رفیق نی توفیق کا گلا گھونٹا کہ جزع و فزع بہر نکر سکا یہہ ہے توجیہ وجیہ آیت
کی مطابق مذاق شیعہ کی نہ جو توجیہ غیر موجّہ مخاطب نی کی باقی رہی گفتگو
رد توجیہات رکیکہ مخاطب مین پس بعد اصلی بمطاوی ردّ کلام آیندہ مین
آویگی انشاء اللہ تعالی **قوله** تمام مفسّرین کیا شیعہ اور کیا سنی اسپر متفق
ہین **اقول** دعوا ہای بیدلیل کرنا کار مخاطب والا مقام ہی اور غیر مسلّمات
کو تحت مسلّمات داخل کر دینا مکّاری و خداعی کا کام ہی آری مفسّرین
متفق ہین کہ اذ اخرجہ سی مراد زمانہ ہجرت ہی اور صاحب الغار مقصود سے
بئس الصاحب الحمار حضرت ابو بکر تہی لیکن کس مفسّر شیعہ نی لکہا ہی کہ جو شخص کہ
شریک ہجرت بمعیّت خلاف مرضی خدا و رسول ہوا اوسکا ہی رتبہ سب سے
بڑا ہی اگر مصلحت خدا مقتضی اپنی پیغمبر ص کے تنہا سفر کرنیکی ہوتی تو جان نثاران
اونحضرت ص کی مثل جناب امیر ع و حمزہ و عبیدہ و ابوذر و عمّار و یاسر و مقداد
جنہون نی کسی معرکہ مردآزما او کسی شدّۃ و رخا مین اونحضرت ص کی قدم سے مفارقت
نکی اور وقت اشتعال نوائر کارزار بروق سیوف صاعقہ کردار سے کبہی اونکی
پاپاس نہ جہپکی اور مثل حضرات ثلثہ کی کبہی پیغمبر ص کو نرغۂ کفار مین تنہا چہوڑ کر
اپنی جان بچا کر نہ بہاگی پس ایسی لوگ وس شب تار مین کہ جنکہ استتار ہی مقام
فرار مین کہ مأمن حفظ و حراست ایزد کردگار تہا اور محروس بملائکہ خداوند جبار
تہا کب اونحضرت ص کا ساتھ چہوڑ دی آری رتبہ اوسکا سب سی بڑا ہی جو مقتضای
یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ اپنی جان بیچکر بسیکڑون شمشیر ہای

مین اپنی قاتلین قریش رسول خدا پر سلا یا چنانچہ علمای فریقین متفق ہین اپر کہ وہ جناب امیر علیہ السلام تہی اور یہہ آیہ اونہین کی شان مین نازل ہوا جیسا کہ ازالۃ الخفا مین مآثر مین اونحضرت کے مذکور ہی اور بی اجازت خدا و رسول ساتہہ دینا ابو بکر کا نہ للہ و نہ للرسول تہا اصلی کہ حامیان دین ہمین اور صحابہ وردوین اور یہی لوگ تہی کہ امتثالا لامر اللہ والرسول متخلف ہوئی اور ابو بکر بطمع دنیا کہ کاہنون سی سنا تہا کہ اونحضرت کو مدینہ مین فتحت و ترقی ہوگی ہمراہ ہوئی **قولہ** ور اس سی بہی کسیکو انکار نہین ہی **اقول** شیعونکو انکار ہی مگر افسوس ہی کہ آپکو دروغگوئی سی کسیوقت انکار نہین ہی **قولہ** جب سی پیغمبر صاحب اپنی گہر سی بر آمد ہوئی **اقول** بعضی اسکی خود سنی شیعون سی ناقل ہونگی کہ ابو بکر سی اثناء راہ مین بعد قطع پارہ از راہ ملاقات ہوئی ہمارا ذہانی ہین کہ جب سی گہر سی نکلی آرہی دروغگو را حافظہ نباشد **قولہ** ہمارے اور شیعونکی یہہ اختلاف ہی **اقول** یہی اختلاف نہین ہی بلکہ بہت سا اختلاف ہی منجملہ اونکی یہہ بہی ہی کہ شیعونکی نزدیک چونکہ عند اللہ یہہ سفر تنہائی قرین مصلحت تہا پس قطع نظر از بدنیتی بہ نیک نیتی بہی مشارکت اس سفر مین خلاف حکم خدا و رسول جائز نہ تہی اسی سبب کے کوئی شخص معیت کی شریک اس سفر کی نہوا **قولہ** بدنیتی پر و نعوذ باللہ من ذلک محمول **اقول** کہ یہہ تخصیص ابو بکر نہین ہی بلکہ کل منافقین کے اعمال بدنیتی پر محمول کرتی ہین اور کچھ تخصیص اس فعل خاص کے بہی نہین ہی بلکہ کل افعال ابو بکر کو فحوذ من افعال نیک نیتی پر محمول نہین کرتی چنانچہ بدنیتی اور رذایل اونکی

بہت سے آیات سے مثل تو بیل ون عمر رضی اللہ ۔ اور بہت
مثل غصب فدک وغیرہ سے ثابت ہین اور بالخصوص اس آیت سے بہم
کرکے شبہات اہلسنت کو رد کرتے ہین قال المخاطب القمقام
ہداہ اللہ سبل السلام بیان صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ
کے فضائل کا جو اس آیت سے ثابت ہوتے ہین ۔ اس آیت سے بہت سی
فضیلتین حضرت ابو بکر صدیق کی ثابت ہوتی ہین اول یہ ہے کہ جب پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم کی قتل پر کفار مکہ نے اتفاق کیا اور اللہ جلشانہ نے ان کے
ارادہ سے حضرت کو آگاہ فرمایا اور اجازت ہجرت کی دی تب پیغمبر خدا نے
بحکم الہی حضرت ابو بکر صدیق کو اپنے ہمراہ لیا پس اگر خدا ے جل شانہ کے نزدیک
ابو بکر صدیق ایمان مین سچے اور اسلام مین پکے نہوتے اور پیغمبر صاحب پر
جان و دل سے عاشق نہوتے تو ہرگز وہ ایسے وقت مین انکو ساتھہ لینے کی
اجازت نہ دیتا اور خود پیغمبر صاحب کو اگر انکی محبت او عشق پر یقین کامل
نہوتا تو کبھی ابو بکر صدیق کو اس سفر مین اپنے ہمراہ نہ لیتے دوسرے اگر ابو بکر صدیق
اپنی جان و مال کو حضرت پر نثار کرنے سے راضی نہوتے تو وہ ایسی مصیبت کے وقت
مین خود شریک نہوتے اور اپنے آپکو معرض ہلاکت مین نہ ڈالتے بلکہ حیلہ حوالہ کر
اپنے آپکو ایسی مصیبت کی وقت مین شریک ہونے سے بچا لیتے تیسرے گھر مین سے
نکلنے کے وقت سے مدینہ منورہ مین پہونچنے تک جو باتین صدیق اکبر نے کین
اور جسطرح سے پیغمبر خدا کی حفاظت کی او جسطور سے حق رفاقت کا ادا کیا ان
باتون سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابو بکر صدیق کو پیغمبر خدا کے ساتھہ عشق کا مرتبہ تھا اور

پیغمبر صاحبؐ کی بچانی کی لئی اپنی جان اور آبرو کا کچھہ خیال نہ تہا پیچھی تھے جتنی اور اصحاب پیغمبر خدا صلّی اللہ علیہ وسلم کی تہی اونمین سی کوئی اس رتبہ کا نتہا کہ جسکو پیغمبر خداؐ اپنی ہمراہ لیتی اور جسکو اپنا یار غار بناتی سوائے ابوبکر صدّیق کی کہ اونھین کو ایسی وقت مین اپنا رفیق بنایا اس سی ابوبکر صدیق کی افضلیت اور اصحابون پر ثابت ہوتی ہی پانچوین اللہ جلّ شانہ کو یہہ خدمت صدّیق اکبر کی ایسی پسند آئی کہ اونکی صدیقیت اور رفاقت کو اور لوگونکی تحریص اور ترغیب کیواسطی اس آیت مین بیان کیا تاکہ اوسکو سنکر لوگونکو غیرت آوی اور پیغمبر صاحبؐ کی رفاقت پر مستعد ہو جاوین نہین اگر ابوبکر صدیق کی صدیقیت خدا کی نزدیک مقبول نہوتی اور اونکی خدمت اور رفاقت اعلی درجہ کی نہوتی تو اونکی مثال کیون دیجاتی اور اونکی یاری اور مددگاری اور اونکی دل بڑہانی کی لئی بیان کیجاتی چہٹوین اللہ جلّ شانہ نی ثانی اثنین کا لفظ فرما کر ظاہر کیا کہ بعد پیغمبر خداؐ کے دوسر اشخص دل اور دین کیواسطی ابوبکر ہی ساتوین اللہ جلشانہ نی صاحبہ کا لفظ ابوبکر صدیق کی نسبت فرما کر اونکی صحابیت کو ثابت کیا کہ یہہ رتبہ کسی دوسرے کو نصیب نہین ہوا اسلئی ابوبکر صدیق کی صحابیت کا انکار درحقیقت نصّ قرآنی کا انکار ہی آٹھوین اس آیت مین لا تحزن انّ اللہ معنا سی ثابت ہوتا ہی کہ پیغمبر خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نی ابوبکر صدّیق کو تسلّی دی اور خدا کی حفاظت اور نصرت مین اونکو اپنا ساتھی فرمایا جس سے معلوم ہوتا ہی کہ اللہ جسطرح حافظ اور ناصر اپنی پیغمبر کا تہا اوسیطرح اپنی پیغمبرؐ کی یار غار کا حامی و مددگار تھا اور

جب کہ اس آیت سی یہہ ثابت ہوا کہ اللہ ابو بکر کی ساتھہ تہا تو اسی سی ابو بکر
کا متقی اور محسن ہونا ثابت ہوا اسلیے کہ دوسری آیت مین اللہ جلشانہ نی
فرمایا ہی کہ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون کہ خدا اونہین لوگون
کی ساتھہ ہوتا ہی جو کہ متقی اور نیک ہوتی ہین نوین آیت مین اللہ جل شانہ نی اپنی
تسلی ابو بکر صدیق پر نازل کی اور خدا اپنی تسلی نازل نہین کرتا مگر اونہین لوگون
پر جو کہ ایمان مین پکی اور اسلام مین مضبوط ہوتی ہین اور جن پر خدا اپنا فضل
کرتا ہی اور تسلی نازل کرنیکا ثبوت فانزل السکینۃ علیہ سی ہوتا ہی دسوین آیت
ان آیتون پر غور کرنیسی بڑی فضیلت صدیق اکبر کی ثابت ہوتی ہی اسلیے
کہ یہہ آیتین صرف واسطی ترغیب اور تہدید اون لوگونکی نازل ہوئی ہین جو کہ
جہاد پر جانیسی سستی کرتی تہی اور ان آیتونمین خدا نی اون سستی کرنیوالونکو
سمجہایا اور ڈرایا اور اپنی بی نیازی کو ظاہر کیا چنانچہ اول دنیا کی حقارت
کرکی اونکو سمجہایا پہر اونکو عذاب نازل کرنیسی اور اونکی بدلی دوسری قوم کو پیدا
کرنیسی ڈرایا آخر کار اپنی بی نیازی اور رسول کی بی پروائی کو بیان فرمایا
اور پہر اوس بی نیازی اور بی پروائی کی بیان مین صدیق اکبر کی تمثیل دی اور
اونکی رفاقت اور محبت کا تذکرہ کیا پس اسی سی ابو بکر صدیق کی صدیقیت
اور اونکی صاحبیت کی مرتبہ کو قیاس کرنا چاہیے کہ اللہ اور اللہ کی رسول
کی نزدیک اونکی نصرت اور یاری کی کیسی کچہہ وقعت تہی کہ منجملہ اور امور ترغیب و
تہدید کی اونکی نصرت اور رفاقت کو بہی بیان کیا غرضکہ فضائل ابو بکر صدیق
جو ان آیتونسی ثابت ہوتی ہین اجمالاً ہم بیان کرچکی اب اون شبہات کو جو حضرات

شیعہ کرتی ہین بیان کرکی اوسکا رد کرتی ہین اور چونکہ شبہات اونکی ایسے پوچ اور رکیک ہین کہ اونکی تردید کرنا ایسا ہی جیساکہ روز روشن مین آفتاب کی طلوع سی انکار کرنیوالی کی مقابلہ مین دلائل اور براہین بیان کرنا لیکن بموجب موافق قول خاتم المحدثین کی چون بناء کلام بر اصول گروہی نہادہ ست ناچار زمام اختیار بدست آنہا دادہ ہر جا کہ کشیدہ بر ند میرود و بہر رنگ کہ رنگین کنندہ میشود مگر منصف مزاجون سی امید ہی کہ اون اعتراضات کو دیدۂ انصاف سی دیکہین اور علما و مجتہدین امامیہ کی تعصب اور عناد پر خیال کرین کہ عداوت نی اونکی دلونپر کیسا پردہ اور دشمنی نی اونکی عقلون پر کیسا حجاب ڈال دیا ہی کہ ایسی نص صریح سی انکار کرتی ہین اور افضل الصحابہ کی فضیلت کی انکار کی لئی کیسی لچر تاویلین بیان کرتی ہین وہا انا اشرع فی بیان مفواتہم

یقول المتمسک بولایۃ علی ابن ابیطالب علیہ السلم

یہہ فضیلتین جو آپ ثابت کرتی یا اپنی عقائد باطلہ کی راہ سی بتصدیق روایات کاذبہ ہین یا بنا بر روایات شیعہ اور عقاید شیعہ کی ہین اگر بنا بر عقاید و روایات اہلسنت کی ہین تو شیعہ اوسکو باطل اور کاذب جانتی ہین اور اگر بنا بر مذہب شیعہ کی ہین تو آپکو اونکی کتابونسی سند دیکر بیان کرنا تہا تاکہ معلوم ہوتا کہ بنا بر عقیدۂ شیعہ کی یہہ فضیلتین ہین تو اسصورتمین البتہ شیعونکو قبول کرنا ضرور ہوتا و اذ لیس فلیس **قولہ** اول یہہ الی قولہ انجاب ہجرت کی دی **اقول** اس کلام کو فضیلت ابوبکر سی کچہہ واسطہ نہین ہے **قولہ** تب پیغمبر خدا نی بحکم الٰہی حضرت ابوبکر صدیق کو اپنی ہمراہ لیا **اقول**

تحریر تقریر فضیلت بطریق قیاس یہہ ہی کہ ابوبکر کو پیغمبر خدا نی بحکم خدا وقت
ہجرت کی ہمراہ لیا یہہ پہلا قضیہ ہی دوسرا یہہ کہ جو شخص کہ ایسا ہو ضرور ہے
کہ سچّی ایمان والا اور پکا مسلمان ہو نتیجہ مقدمتین یہہ ہی کہ ابوبکر سچا ایمان والا
اور پکّا مسلمان تہا قبل اسکی کہ صحت مقدمتین مین گفتگو کیجاوی ہم کہتی ہین
کہ اس آیت سی ان دونو قضیونکو کچہہ واسطہ نہین ہی اسلئے کہ آیت کا مفہوم
اسیقدر ہی کہ ہمنی اپنی پیغمبر کی اسوقت مدد کی کہ وہ ایک تہا دو شخصونکا
اور اوسوقت اپنی ساتھی سی کہتا تہا کہ لا تحزن اھ اس عبارت سی نہین نکلا
کہ ہمنی حکم ابوبکر کے ساتھہ لینی کا دیا تہا اور ساتھی اوسکا پکّا مسلمان تھا ہان
اگر مضمون آیت یہہ ہوتا کہ ہمنی اسوقت مدد کی کہ جسوقت حکم کیا تہا کہ ایک
پکی مسلمان کو ساتہہ لو اور پیغمبر نی ابوبکر کو ساتہہ لیا مقدمتین کو آیت سی
کچہہ واسطہ ہوتا واذ لیس فلیس اور جب مقدمتین کو آیت سی واسطہ نہوا تو
ہم کہتی ہین کہ دونو غیر مسلّم ہین کیون نہین جائز ہی کہ ابوبکر نی حکم خدا و رسول
گہر سی باہر نکلی ہون جیسا کہ شیعہ کہتی ہین کہ باوجود ممانعت رسول خدا کہ گہر
سی نکلی پس بمجبوری بخوف افشای راز حضرت نی اوسوقت بحکم خدا اپنی ساتہہ
لیا پس بنا بر اسکی ابتداءً حکم خدا نہ ثابت ہوا اور جو شخص کہ بمجبوری ساتہہ
لیا جاوی اوسکا پکا مسلمان ہونا بدیہی البطلان ہی یہہ گفتگو بہ نسبت مقدمہ
اولی کی ہی لیکن مقدمۂ ثانیہ کہ جو شخص بحکم خدا و رسول وقت ہجرت کے پیغمبر
کی ساتہہ ہو وہ ضرور ہی کہ پکّا مسلمان ہو یہہ بہی غیر مسلّم ہی کیون نہین جائز ہی کہ رسول خدا
بحکم خدا المصلحۃ پکی مسلمان کو ساتہہ نہ لین بلکہ ایک کچّی مسلمان کو ساتہہ لین

ایک

ایک کافر کو کہ دلیل رسول اللہ صلعم تہا ساتھہ لیا تھا باقی رہی وہ مصلحت کہ جسسے ایکی مسلمان کو ساتھہ نہ لیا اور کبھی مسلمان کو ساتھہ لیا اسمین ہمکو غور و فکر کی کچھہ ضرورت نہین ہی جائز ہی کہ کبھی مسلمان سے ایک وقت خاص میں ایک کام ایسا نکلے کہ ایکی سی نہ نکل سکی اور جائز ہی کہ یہہ کچا سبب کچون سی بدتر ہو اور تاب تحمل کفار کی ایذاؤنکی نہ لا سکی اور فوراً پہر جاوی اور شریک کفار ہو جاے اور اوس سی کوئی مفسدہ عظیم پیدا ہوا سکی اسیکو ہمراہ لینا ضرور بڑی بات تھی ہا خیال اوس فساد کا جو اوس سی اثنا ءِ راہ مین پیدا ہو پس جب خدا اپنی حفظ کا وعدہ کر چکا ہو تو اسکا خیال کرنا کچھہ ضرور نہین ہی پس اس تقریر سی ہمارے ثابت ہوا اگر ظاہر کسی حدیث سی ابوبکر کا بحکم خدا ساتھہ لیجانا ثابت بہی ہو تو اوس سی نہ کوئی فضیلت ابوبکر کی نکلی گی نہ اونکا پکا مسلمان ہونا ثابت ہو گا **قولہ** پس اگر خدای جلشانہ کی نزدیک ابوبکر ایمان مین سچی اور اسلام مین پکّی نہوتی الی قولہ اس سفر مین اپنی ہمراہ نہ لیتی **اقول** بخوف افشای راز ساتھہ لینا دلیل اوپر پکّی ہونی اسلام اور سچی ہونی ایمان کی ہی اگر خدا و رسول انکو محب صادق اور مومن کامل جانتی تو مثل جناب امیر علیہ السلام انکو بہی کفار مین چہوڑ جانی سی کچھہ پروا نکرتی بس یہہ ہمراہی عین دلیل کذب ایمان اور صدق نفاق خلیفہ صاحب ہی اور شیعونکی نزدیک عاشق و معشوق درمیان افلح اور حضرت عمر کی مسلم ہی لیکن اسمقام سی اوسکو کچھہ علاقہ نہین ہی یہان اسکا ذکر ہی کہ ابوبکر عند اللہ و الرسول معتمد علیہ فی الایمان والایقان ہوتی تو مثل جناب امیر علیہ السلام کی اونکو اپنا خلیفہ و جانشین کرتی

اور اپنی فرش خواب پر سلاتی **قوله** دوسرے اگر ابو بکر صدیق اپنی جان و
مال کو حضرت پر نثار کرنیسی راضی نہوتی **اقول** جناب والا وقت امتحان بری
روز روشن احد وخیبر وحنین تہا جسمین خلیفه صاحب نی پشت بکفار
دیکر راہ فرار اختیار کیا نہ مقام اوسکا شب تار حال استتار فی الغار تھا
اور مفاس تلانج ابا عن جد نی کہان مال پایا جو نثار کرتا اور اوس شب تار
مین کیا محل مال نثار کرنیکا تہا اور کسکو دیا اور کیونکر نثار کیا شیعونکی کتاب
سی تو کہان کہین سنیون ہی کتاب سی بیان فرمایئی **قوله** تو وہ ایسی
مصیبت کی وقت مین خوش شریک نہوتی **اقول** اگر پیشتر سی کفار مین
گھر جانیکا حال معلوم ہوتا تو شاید مثل احد وخیبر کی کنارہ کش بھی ہو جاتی
خیال مبارک مین تو یہہ تہا کہ شب تار مین عالم غفلت کفار مین نکل جاینگی
اور وہان جا کی مال دنیا ہاتہہ لگائینگی سفر کو وسیلۃ الظفر جانکی نبی اجازت
خدا و رسول گھر سی باہر نکلی یہہ سفر تو دس ہی منزل کا تہا طلب دنیا مین کلاب
جیفۂ دنیا تا بہ لندن جاتی ہین اور کیسی کیسی تکلیفین او مصیبتین سفر بحر و بر
کی اوٹھاتی ہین آپ اپنی امثال و اقران سی قیاس کر لیجئی دنیا مقام عبرت ہے فاعتبروا
یا اولی الابصار **قوله** تیسری گھر مین سی نکلنی کیوقت سی مدینہ منورہ
مین پہنچنی تک جو باتین صدیق اکبر نی کین **اقول** ہماری خیال مین تو یہی
آتا ہی کہ جو باتین کین سب تدبیر حصول دنیا مین کین اگر کفش برداری اور
خدمتگزاری کی تو بہر حصول دنیائی اگر غدر اور خیانت کی راہ پر قدم مارا
تو وہ بھی برای حصول دنیا تہا جب در غار اپنی برادران کفار پر نظر پڑی تو خیال

شریف مین یہہ آیا کہ جناب رسول خدا سی جسے دنیا کی حصول کی طمع ہی وہ
ابھی بعید ہی اور اگر اپنی برادران کفار کو کسی حیلہ سی تنبہ کر کی انحضرت صلعم کو
گرفتار کروا دیجئی تو اسکی صلہ مین انھین کفار سی کچھہ مال دنیا عاجلاً ہاتھہ
لگ جائیگا اس خیال خام سی بہت جزع فزع کرنا شروع کیا اور گزیدگی
مار کا حیلہ کیا مگر چونکہ ملائکہ نی گوش و چشم کفار پر پردہ ڈالدیا تھا یہہ افسون بھی
کارگر نہوا الاجرم پھر وہی جو تیان سیدھی کرنی کی راہ پر چلی یہانتک تک مدینہ
مین پہنچی **قوله** اور جسطرح پیغمبر خدا کی حفاظت کی **اقول** حافظ اونکا خود
ایزد کردگار اور ملائکہ خداوندگار تہی وابوبکر چون مگس چہ خفتہ وچہ بیدار
جو شخص کہ خود اپنی حفاظت نکر سکی اور مقابلہ کفار مین باوجود اعوان و انصار
کی بھاگ کھڑا ہو وہ تنہا حفاظت دوسرونکی کیا کریگا **قوله** اور جسطور
حق رفاقت کا ادا کیا **اقول** ادای حق رفاقت جزع وفزع کرنی سی اور قلق
اور اضطراب کی رونی سی ظاہر ہی آری جب یہہ مکر وخدع پیش رفت نہوا تو
بجز خوش آمدکی اور کفش برداری ظاہری کی حصول دنیا کی لئی اور کون صورت
تھی لاجرم مثل دیگر منافقین کی آمنا وصدقنا کرتی تہی **قوله** اپنی جان
و آبرو کا کچھہ خیال نکیا **اقول** جان کا خیال نکرنا تو لڑائیونسی جان بچا کر
بھاگنی سی ظاہر ہی آری آبرو کا خیال البتہ نکیا ہوگا کہ امثال ابن ربیعہ
کی برائی جوتیونکی صدقہ سی پھر حاصل ہوجائیگی **قوله** جتنی اور اصحاب
پیغمبر خدا صلعم کی تہی اونمین سی کوئی اس رتبہ کا نتھا جسکو پیغمبر خدا صلعم اپنی ہمراہ
لیتی الخ **اقول** جتنی اصحاب نفاق ہی کسیکو ایسی طمع دنیا غالب نتھی کہ خلاف

حکم رسول گھر سے باہر نکلے بجز خلیفہ صاحب کے اس راہ سے ہم بہی انکا رتبہ سب سے
بڑھکر جانتے ہین مگر بے اعتمادی مین انکا رتبہ سب سے بڑھکر جب ہم جانتے
کہ اور اصحاب نفاق بہی گھر سے باہر نکلے ہوتے اور اوسوقت مین وہ حضرت
سبکو چہوڑ جاتے اور انکو ہمراہ لیجاتے تو ہم کہہ سکتے تہے کہ انکا رتبہ خوف افشائے
راز مین سب سے بڑہا ہوا تہا لیکن جب بجز آپکے کوئی باہر نہ نکلا اور واقف
راز نہوا الاجرم انھین کو بخیال اسکے کہ ایک مرتبہ جوتیان کفار کی کہا چکے ہین
مبادا اب تاب تحمل نلاکر افشاء راز کرین یا بطمع دنیا جیسا غار مین افشاء راز
کیا چاہتے تہے یہان بہی کرین ہمراہ لیا اس بات سے حاشا کہ کل صحابہ پر فضیلت
ثابت ہو **قوله** پانچوین اللہ جلشانہ کو یہ خدمت صدیق اکبر کی ایسی پسند
آئی کہ اونکی صدیقیت اور رفاقت کو الخ **اقول** آیۂ کتاب خدا بالفاظ
معدودہ ہے کسی لفظ کو تضمناً اور التزاماً بہی کسی ادای خدمت پر دلالت نہین
فضلاً عن المطابقۃ آری التزاماً دلالت اوس حرکت ناشایستہ پر ہے کہ جس سے
صاحب خلق عظیم نے بلفظ لین لا تحزن نہی فرمائی اور اگر بجای اون حضرت
کی کوئی افظ و اغلاظ مثل حضرت عمر کے کما فی الصحیح البخاری ہوتا تو اسکو
ایہا الشقی فرماتا اوسیطرح آیۂ شریفہ مین نہ ذکر صدیقیت اور ادای
حق رفاقت ہے اور نہ ذکر یاری اور مددگاری ہے آری بسبب مفہومات
بمقتضای المعنی فی بطن الشاعر حضرت مخاطب کی پیٹ مین ہین اور خدا
تعالی نے ذکر رفیق سے توفیق مثل سارق ابریق اسلئے فرمایا تاکہ معلوم ہو
کہ ہمارا پیغمبر اوس وقت دشمنان ظاہری اور باطنی دونو مین گرفتار تہا او

عجب ... نے
نمی ... گ

بارمثد

ہمنی ایسی وقت مین اپنی قدرت کاملہ سی اوسکی نصرت اور مدد کی کہ کوئی
مددگار نتہا نہ یہہ کہ جب ابوبکر مددگار تہی تب ہمنی مدد کی **قولہ** چہٹوین اللہ
جلشانہ نی ثانی اثنین کا لفظ فرماکر ظاہر کیا کہ بعد پیغمبر خدا صلعم کی دوسرا شخص
ادای مناصب دینی کیواسطی ابوبکر ہی **اقول** پیشتر اس سی بیان ہوا کہ اہل
لغت و تفسیر متفق ہین اسپر کہ معنی ثانی اثنین اور ثالث ثلثہ کی احد الاثنین اور
احد الثلثہ کی ہین یعنی ایک دو کا اور ایک تین کا اور اذ ہما فی الغار
جو بعد اسکی ہی دلالت کرتا ہی کہ احد الاثنین ہونا فی الغار تہا جسطرحسی احد الاثنین
ہونا اونحضرت کا وقت خلوت حضرت عائشہ کی مثلاً فی الدار تہا تو اگر یکبار
احد الاثنین فی الغار ہونا موجب خلافت ہی تو صدبار احد الاثنین فی الدار ہونا
تو البتہ صدبار موجب خلافت ہوگا پس حضرت عائشہ صدبار مستحق تر بخلافت
اپنی پدر بزرگوار سی ہونگی شاید اسی باعث سی یعنی اونٹ پر چڑہکر جاتا تہا کہ خلافت
جناب امیر علیہ السلام سی چہین لین مگر شکر خدا کہ شکست فاش پائی اور جنگ
جمل کی ندامت الی یوم القیامت سنیونکی ہاتہہ آئی اور اگر کوئی کہی کہ نسبت
غار کی ثانی اثنین خدا نی فرمایا ہی اور بہ نسبت دار کی نہین فرمایا تو ہم کہین گی
اگو خدا نی نہین فرمایا مگر واقع مین تو انکو وقت خاص مین ساتہہ اونکی ثانی اثنین
ہونی تہی یا سنیونکی نزدیک اوسوقت خاص مین کوئی ثالث بالخیر ہی موجود
ہوتا تہا اور ترتیب احکام اور امور واقعیہ کی ہوتا ہی خواہ خدا ہی اوسکا ذکر
کری خواہ نکری بہرکیف ثانی اثنین ہی شیعونکی نزدیک غرض اسیقدر ہی کہ مثل
حضرت عائشہ کی ایک خانگی دشمن اوسوقت مین ہی موجود تہا اصحاب کو

ادای مناصب دنیا و دین سی کیا علاقہ آری اگر اتحاد بین الاثنین بمفاد آیہ
ہوتا جسطرح انفسنا و انفسکم مین تو البتہ اگر کوئی شخص اتحاد منصب کا قایل
ہوتا تو بیجا نہ تہا لیکن اسمقام مین تو ہرگز مفہوم احد الاثنین مین اتحاد اثنین
صنفا و نوعا و جنسا ضرور نہین ہی فضلاً عن اتحاد الذات و الصفات
ایک آقا اور ایک غلام ملاکر اثنین ہوتی ہین اور آقا احد الاثنین کہلائیگا
اور اسیطرح ایک ملک پاک اور ایک سگ ناپاک اور ایک ایزد داور اور
بت آذر اور ایک خدائی برحق اور ایک باطل مطلق ملکر اثنین اور احد
الاثنین پایا جاتا ہی اس سی ایک دوسری کی مماثلت اور مشابہت فی الذات
والصفات نہین لازم آتی ہی اور اگر حضرات اہلسنت کو لفظ ثانی سے
دہوکا ہوا ہی کہ کبہی مشابہت اور مماثلت مین مستعمل ہوتا ہی جیسی کہتی ہین کہ
زید ثانی اسد ہی تو ہمنی بیان کیا کہ اسمقام پر ثانی بمعنی احد ہی نہ بمعنی مشابہ
بلکہ معنی مشابہت وقت اضافت باثنین کہنا فی نفسہ ایک سخن مہمل ہی
ورنہ برقیاس ثانی اسد معنی اسکی مشابہ باثنین کی ہونگی وہو لغو کما سبحث
علاوہ اسکی جناب باری نی ثانی اسمقام پر جناب رسولخدا صلعم کو فرمایا ہی
نہ ابوبکر کو پس اگر معنی مشابہت مراد ہون تو لازم آتا ہی کہ جناب رسولخدا
مشابہ ابوبکر ہون اور چونکہ قاعدۂ کلیہ ہی کہ مشبہ بہ اقوی مشبہ سی ہوتا ہے
پس لازم آویگا کہ ابوبکر العیاذ باللہ افضل جناب رسولخدا صلعم سی ہو وہو باطل
بالاجماع من کل اہل الاسلام و بفرض محال اگر خداوند تعالی ثانی ابوبکر کو فرماتا
اور معنی مشابہت ہی مراد ہوتی تو تشبیہ کی لئی مشارکت فی البعض الامور کافی ہی

نہ مشارکت فی کل الامور یہانتک کہ زید کالاسد مین زید کی لیئی دم بہی ضرور ہو
پس تشبیہ کی لیئی مشارکت فی الاستتار فی الغار کافی ہی ۔ ادای مناصب
دینی کہانسی ثابت ہوسکتا ہی اگر ابوبکر کو لیاقت ادای مناصب دینی کی ہوتی
تو تبلیغ آیات سورہ برات کہ ادای مناصب دینی سی تہا حضرت ابوبکر اوس
سی نہی لیاقت نکئی جاتی اور حضرت نفرماتی یؤدی عنی رجل من اہلبیتی
ولا یؤدی عنی الا اہلبیتی کما فی البیضاوی وفی ازالۃ الخفا پس ادای مناصب
دینی کی لیاقت بعد آنحضرت کی اہلبیت کو تہی نہ اوسکو کہ جسی لیاقت
ادنی منصب کی اداکرنی کی نتہی لیکن جب خدانی مثل کفار غار کی آنکہون
اور کانون پر پردی ڈالی ہون تو بجز راہ ضلالت کی راہ ہدایت کب دیکہنی
دیتی ہی فاعتبروا یا اولی الابصار **قوله** ساتوین اللہ جل شانہ
نی صاحبہ کا لفظ ابو بکر صدیق کی نسبت فرماکر اونکی صحابیت کو ثابت
کیا **اقول** شیعو نکو ہرگز صحابت ابوبکر کا مثل صحابت جملہ منافقین
کی انکار نہین ہی لیکن اس صحابت لغوی کو یا صحابت ظاہری کو موجب
شرف و افتخار نہین جانتی اسلئی کہ یہہ صحابتین بین المومن و الکافر و بین
المومن و المنافق اطلاقات قرآن و حدیث سی ثابت ہین کما سیجی آیندہ
شرف اوس صحابت مین البتہ ہی جسمین قید ایمان حقیقی کی اور ما تو اعلی
الایمان الحقیقی کی لگی ہوئی ہی اور شیعو نکی نزدیک نسبت صدیق کی یہ دونو
کی دونو مسلم نہین ہین بلکہ عدم ایمان اور موت علی الکفر ثابت ہی **قوله**
آٹہوین اس آیت مین الفاظ لا تحزن ان اللہ معنا سی ثابت ہوتا ہے

که پیغمبر خدا نے ابو بکر صدیق کو تسلی دی **اقول** ابہی تو آپ ابو بکر کی یاری اور
مددگاری اور جان نثاری اور خدمتگذاری کو گہر سی نکلنی سی مدینہ مین
پہنچنی تک سراہتی تہی اب کیا ہو گیا که خود ابو بکر قابل تسلی و تشفی دادن ہو گئے
اور خود جناب رسول خدا صلعم کو انکی مددگاری اور خدمتگذاری کرنی پڑی حال
جان نثاری بخوبی معلوم ہو گیا که فقط کفار کی دیکہنی سی جان نکل گئی اور
قبل از مرگ واویلا کرنی لگی یہانتک که پیغمبر صلعم کو تسلی دینی پڑی احیاناً اگر کفار
تلوارین کہینچکر آہی پڑتی تو یقین تہا که بی ماری مرجاتی سبحان اللہ کیا اچہی
حفاظت اور کیا اچہی خدمت اور رفاقت تہی اور بعد اسکی معلوم ہوگا که
لاتحزن صیغہ نہی ہی اور حقیقت نہی واسطی حرمت کی ہی اور دلالت کرتی ہی
اوپر منع کرنی کی ایک فعل قبیح سی مگر یہہ که کوئی قرینہ اوسکی خلاف پر قایم ہو
جیسا که شان کل مجازات ہی و سمجہی **قوله** اور خدا کی حفاظت اور نصرت
مین اونکو اپنا ساتہی بنایا **اقول** بنا اس کلام کی اسپر ہی که ان اللہ معنا
مین مراد معیت سی معیت من حیث التائید والنصرة ہی نہ من حیث العلم والقدرة
اور ضمیر جمع متکلم کا استعمال واحد پر نہین ہو سکتا ہی اور یہہ دونو امر محل منع
مین ہین و علی التنزل کوئی فضیلت بکری پر دلالت نہین ہی بلکه رذیلت
پر دلالت ہو سکتی ہی تفصیل اسکی یہہ ہی که اگر معیت سی جو لفظ معنا مین ہی مقصود
اصلی ابو بکر ہوتی تو ان اللہ معک بجائی معنا ہوتا اور اگر جناب رسول خدا صلعم اور
ابو بکر دونو مقصود اصلی ہوتی تو معی و معک ہونا ضرور تہا اور جب یہہ نہوا تو ہم
کہتی ہین که اس مقام مین معنا سی فقط جناب رسول خدا صلعم مقصود ہین اس دلیل سی

که مراد

کہ مراد معیت سے معیت من حیث العلم والقدرۃ بنابر فہم مخاطب کے نہیں ہے
ہر چند شیعونکی لیئے اسکی گنجایش ہے کہ کہین کہ جناب رسولخدا صلعم نے معنا اس راہ
سے فرمایا کہ اے ابوبکر جناب باری میری اور تیری حال سے خوب واقف ہے اور
تیری بدنیتی اور میری نیک طینتی کی جزا دینے پر قادر ہے تو کیون جزع و فزع کر کے مجکو
ایذا دیتا ہے جیسا کہ آپ معنی دوم شیعہ مین بعد اسکے لکھین گے لیکن یہہ بات چونکہ
آپکی طبع نازک پر اسقدر ناگوار ہے کہ اسکے سننے سے حالت جنون طاری ہوتی
ہے لہذا بپاس خاطر آپکی ہم اس سے درگذر کر کے کہتے ہین کہ جیسا آپ نے فرمایا
کہ مراد معیت سے معیت بتائید و نصرت ہے یہی سہی لیکن یہہ تائید و نصرت بقول
خداوند تعالی وایدہ بجنود لم تروہا مخصوص بجناب رسولخدا صلعم ہے اور
حضرت ابوبکر اوس سے بے بہرہ ہین پس بنابر اسکی ضرور ہے کہ صیغہ جمع سے
اسمقام مین معنی مفرد کے مراد ہوون ہر چند اہلسنت نے آیہ انما ولیکم اللہ
مین جو بروایات فریقین مخصوص بجناب امیر علیہ السلام ہے اسکا انکار کیا ہے
اور اطلاق جمع علی الواحد جائز نہین جانا ہے مگر محاورات فصحا و بلغا مین بکثرت
ہے بلکہ خود کلام خدا مین انا اور نحن واسطے ذات واحدہ الہی کے بہت آیا ہے اور
اسیطرح رب ارجعون اور یا ایہا النبی اذا طلقتم اور فلناتینہم ولنخرجنہم
قصۂ حضرت سلیمان مین مذکور ہے بلکہ خود حضرات اہلسنت نے بنابر روایت
کاذبہ کے جو شان نزول آیہ ولا یاتل اولوا الفضل مین بنایا ہے حضرت ابوبکر
کو مصداق اولو ٹہرایا ہے الغرض اسیطرح اسمقام مین بہی کیون نہین جائز ہے کہ معنا
کے معنی ذات واحدہ جناب رسول خدا مراد ہو لیکن اگر آپ نے کج بحثی اسکو نہ مانی اور

فرمایی کہ ہم کو اطلاق جمع علی الواحد پسند نہین ہی بلکہ ضرور ہی کہ اس مقام پر دو شخص
شریک کئی جائین تو ہم کہین گی کہ شخص دیگر جناب امیر علیہ السلام ہین چنانچہ
کہ آپ معنی اول شیعہ مین بیان کرینگی یعنی جب جناب رسولخداؐ نی پوچھا کہ
لم تبکی یعنی ای ابوبکر تو کیون روتا ہی کما فی ازالۃ الخفا ابوبکر نی از راہ
مکر کہا کہ مین اپنی واسطی نہین روتا ہون بلکہ علیؑ کیواسطی کہ وہ مار ڈالی جاوینگی
اور آپکی واسطی روتا ہون کہ عنقریب شہید ہو جائیگا تب حضرتؐ نی فرمایا
انّ اللّٰہ معنا یعنی ہمارا اور علی کا ناصر و معین خداؐ ہی اور اگر یہہ بات آپکو بھی
پسند ہی تو بپاس خاطر عاطر ہم اس سی بھی درگذر کرتی ہین اور کہتی ہین کہ بہت خوب
جیسا آپ فرماتی ہین کہ ابوبکر بھی معنا مین شریک ہین وہی سہی لیکن اسمین کچھ
شک نہین ہی کہ جب دو مقصود اصلی نہین ہین جیسا کہ ہمنی اوپر بیان کیا تو
لا ریب ایک بالاصالۃ اور دوسرا بالتبعیت ہی اور ظن غالب ہی کہ اتنی بات
تو آپ نکرینگی کہ مقصود اصلی ابوبکر کو ٹھہراوین ورنہ تفضیل ابوبکر جناب رسولخدا
پر لازم آویگی ہر چند آپکی علما کو اس سی کچھ باک نہین ہی ابوبکر کیا عمر کو تفضیل
رسولخدا پر دیجاتی ہی جیسا کہ مصافحۂ خدا اول عمر سی بیان ہوتا ہی اور قصۂ
اسارای بدر مین ما نجی الا عمر ہی کہا جاتا ہی اور نیز عائشہ کی ناچ دکھلانی
کیوقت شیطان حضرت عمر ہی سی بھاگتا ہی بہر کیف آپ مسلم کرینگی بالکل
اور یہی ہی کہ کہا جاوی کہ مقصود اصلی معیت رسولخداؐ ہی اور معیت ابوبکر بالتبعیت
ہی چونکہ وہ آنحضرتؐ کی ساتھہ تھی لیکن ہر چند ہم غور کرتی ہین مگر ہمکو کوئی شرف
اور فضیلت اور مزیت اس تبعیت مین حضرت ابوبکر کی لئی نہین ثابت ہوتی

اگر فرض کیجیئی کہ دعوت مین ایک بادشاہ عالیجاہ کے کچھہ انفار بہی بہرہ یاب ہو جاوین تو اون انفار کی کیا شرافت ہی اور اگر ظلّ سطوت مین ایک شہباز کی ایک کہوسٹ کی جان بچ جاوی تو کہوسٹ کی لئی کیا فضیلت ہی اور اگر شکار شیر شرزہ سی جہوٹہی سی لومڑی بہی سیر ہو گئی تو لومڑی کو کیا مزیت حاصل ہوئی **قولہ** ابوبکر کا محسن اور متقی ہونا ثابت ہوا **اقول** احسان اور اتقا بعد از ایمان ہی اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا کو تو دلالت اوپر عدم ایمان ابوبکر کی ہی اسلئی کہ علم فصاحت و بلاغت مین ثابت ہوا ہی کہ تاسیس اولی اور اقدم تاکید سی ہی پس اگر حضرت ابوبکر کو تصدیق و اذعان و ایمان و ایقان بتائید و نصرت خداوند منّان لسیّد الانس و الجانّ ہوتا تو وہ حضرت اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا ابوبکر سی کیون فرماتی خصوصًا بتاکید لفظ اِنَّ کہ حقیقۃً مخصوص واسطی منکرین کی ہی کما ثبت فی علم البیان اور نہ ایمان رکھنی والی بتائید و نصرت خدا رسول کہ وہ منافقین تہی جنکی شان مین جناب باری فرماتا ہی الظّانّین باللّٰہ ظنّ السّوء علیہم دائرۃ السّوء و غضب اللّٰہ علیہم و لعنہم و اعدّ لہم جہنّم و سآءت مصیرًا تعجّب ہی کہ جو لوگ مصداق غضب خدا اور لعنت خدا ہون اور جہنم جنکا مصیر ہو وہ محسن اور متقی کیونکر ہو سکتی ہین **قولہ** نوین اللّٰہ جلّ شانہ نی اپنی تسلّی ابوبکر پر نازل کی **اقول** لانسلّم کہ ضمیر علیہ کی طرف ابوبکر کی پہرتی ہے کیون نہین جائز ہی کہ جسکی طرف کل ضمیرین ما قبل و ما بعد کی پہرتی ہون اوسی کیطرف ضمیر علیہ کی بہی پہرتی ہو و اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال علاوہ اسکی اگر انتشار ضمائر مانا جائی تو لازم آتا ہی کہ نظم قرآنی جو انتہائی درجہ فصاحت و بلاغت سی ہو وہ اوس درجہ سی گر جائی

اثبات عدم ایمان خلیفہ از لفظ انّ اللّٰہ معنا ۱۲

جو حدِ اعجاز میں ہی دلیل بطلان احتمال اول اور متعین ہوجانی احتمال ثانی کا ہو
چکا سبحی عنقریب یہہ کلام متعلق بہ نقل ہی لیکن دلیل عقلی اوپر تعیین احتمال
ثانی کی پس قول مخاطب ہے وَہُوَ ہٰذا اور خدا اپنی تسلی نازل نہیں کرتا مگر
ونھیں لوگون پر جو کہ ایمان میں پکی اور اسلام میں مضبوط ہوتی ہیں اقول
اس بابت میں ہم آپکی سر مو مخالفت نہیں کرتی اور بمقتضای الکذوب قد
یصدق اس مقام پر آپکو سچا سمجھتی ہین اور ہم بہی کہتی ہین کہ بی ایمان کی خدا
تسلی نہین نازل کرتا لیکن چونکہ بی ایمانی ابوبکر کی بعدم تصدیق وعدۂ خدا و
رسول اور قلق اور اضطراب اور جزع اور فزع اور ظن السوء باللہ سے ثابت ہے
پس جو شخص کہ مورد غضب و لعنت خدا ہو وہ مورد تسلی خدا کیونکر ہو سکتا ہی
یہی ہی دلیل عقلی اوپر اسبات کی کہ ضمیر علیہ کی جناب رسولخدا کیطرف پھرتی ہے
نہ ابوبکر کیطرف اور جب بدلیل عقل و نقل ثابت ہوا کہ ضمیر طرف رسولخدا کے
پھرتی ہی تو تخصیص نزول سکینہ علی رسول اللہ سے مقام پر دلیل ہی اوپر اسبات
کی کہ اسجگہہ پر مع الرسول کوئی مومن نتھا ورنہ انزل اللہ سکینتہ علی
رسولہ وعلی المؤمن ہوتا والا اقل علیہما ہوتا اسلئی کہ جہان جہان جناب
رسولخدا کی ساتھہ مومنین ہوئی تو تخصیص سکینہ برسول نہین کی گئی
بلکہ خدا نی انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المؤمنین فرمایا ہی
اور جب یہہ ہوا تو یہ ایک دلیل دیگر ہی اوپر کفر حضرت صدیق عتیق کے
پس علاوہ فضیلت ہشتم کی فضیلت نہم بہی دلیل اوپر کفر کی ہوئی اور مثل مشہور
یک نشد دو شد کی مصادق آئی بلکہ یہان تو باعتبار اسکی کہ ہر فضیلت سی ایک

کفر ہی نکلتا ہی ایک نشد دہ شد کہنا چاہئی **قوله** دسوین ان آیتون پر غور
کرنیسی بڑی فضیلت صدیق اکبر کی ثابت ہوتی ہی **اقول** صاحبان بصیرت
اگر فضیلت دہم اور پنجم پر غور کرینگی تو بجز تکرار بی سود کی کچھہ حاصل نہ نظر آویگا
فرق اسقدر ہی کہ اسمین حاصل مضامین آیات سابقہ بڑہا دیا ہی اور حقیقت
یہ ہی کہ دو تین سخن واہی ہین کہ جنکو رنگ برنگ کی تقریروں سی دس کی گنتی
گنائی ہی اور اسی سبب سی اعتراض فضیلت دہم کو مثل چارم و پنجم و ششم کی
کہا گیا ہی اور عوام فریبی کی واسطی حاشیہ پر لکہدیا ہی کہ اسمین ضمنا ذکر کیا ہے
حالانکہ دس کی گنتی تہی عقلا سمجہتی ہین کہ محض فریب عوام ہی بہر کیف جواب
دہم وہی ہی جو پنجم مین مذکور ہوا یعنی خداوند تعالی نی اس آیت مین کہین صدیقیت
صدیق کا ذکر نہین فرمایا اور نہ کوئی تمثیل دی اور نہ کوئی ادای خدمت اور ادای
حق رفاقت کا ذکر کیا اور نہ کہین یاری اور مددگاری پر کوئی لفظ دلالت کرتا ہی
بجز اسکی کہ رفیق نبی توفیق اتنا کہ خود پیغمبر کو اوسکی قلق اور اضطراب کی استمالت
کرنی پڑی اور اوس دشمن خانگی کی بہی مثل دشمنان بیرونی کی ایذا اوٹہانی پڑے
اور ایسی وقت مین ہمنی اپنی پیغمبر کی مدد کی کہ درمیان دو قسم کی دشمنونکے وہ
گرفتار تہا اور کوئی حقیقۃ مین اوسکا دوست نتہا پس وقت تنہائی وقت مددگاری کا
ہی نہ یہ کہ ایک مددگار کی موجود ہونی کیوقت وقت مددگاری ہو طرفہ یہ ہی کہ
خود حضرت مخاطب بیان فرماتی ہین کہ خداوند تعالی اپنی بی نیازی اور بی پروائی
کو بیان فرماتا ہی پس ایسی وقت مین ذکر یاری و مددگاری غیر کا کیا موقع ہی جو خداوند
تعالی یاری اور مددگاری ابوبکر کا ذکر فرماوی اور اپنی بی نیازی اور بی پروائی کو

کو باحتیاج مددگاری و نصرت ابوبکر باطل کرے اور کون لفظ اس آیہ مین اوپر
مددگاری اور نصرت ابوبکر کی دلالت کرتا ہی مقام حیرت ہی کہ خداوند تعالی
تو فقد نصرہ اللہ سی نص صریح اوپر اپنی نصرت کی فرماتا ہی اور مخاطب بے دیدی
نصرت اور مددگاری ابوبکر کا غل مچاتا ہی عقل کسی عاقل کی تجویز نہین کرتی ہی
کہ اگر مقام نصرت و یاری غیر خدا ہوتا تو وہ حضرت کسی شخص کو شجاعان و ابطال
سی ساتھہ نہ لیتی بلکہ ایک جبان کمین سال مخنث خصال کو جسکا خود قلق و اضطراب
سی برا حال ہو ہمراہ لیتی اور جب وہ خود ہی ایسا حواس باختہ ہو کہ خود پیغمبر صلعم کو اوسی
تسکین دینی پڑی تو کیا مدد اور نصرت اوسنی کی ہوگی **قولہ** غرضکہ فضائل ابوبکر
اقول اس کلام مختل النظام مین بجائی لفظ فضائل کی رذائل اور بجای حضرت شیعہ
کی حضرات سنیہ اور بجای محدثین بالتشدید کی بالتخفیف اور بجای افضل الصحابہ کی
اکفر اہل النفاق کر کی اس تقریر کو ہم منقلب کرتی ہین کہ کالائی بد بریش خداوند اوسکی
ولی است وہا انا اشرع فی رد ہفواتہ الآخر **قال المخاطب اقمقام**
ھداہ اللہ سبل السلام بیان شیعان عبداللہ ابن سبا کے اعتراض کا
اس آیت پر ہم اعتراضات کو اوسی ترتیب سی بیان کرتی ہین جس ترتیب سی
ہمنی فضیلتین بیان کین ہین تا کہ دیکھنی والونکو ہر فضیلت کی مقابلہ مین اعتراضات
اور شبہات شیعونکی معلوم ہو جاوین پہلا اعتراض پہلی فضیلت پر جو کہ ہمنی
پہلی فضیلت مین بیان کیا ہی کہ اللہ جلشانہ کی حکم سی پیغمبر خدا نی صدیق اکبر
کو اپنی ہمراہ لیا اوسکو امامیہ اسطرح پر رد کرتی ہین کہ نہ خدا نی پیغمبر خدا کو ابوبکر کی
ہمراہ لینی کی اجازت دی نہ پیغمبر صاحب نے اپنی خوشی سی اونکو اپنی ساتھہ لیا بلکہ

بلا مرضی اور بغیر اجازت حضرت کے گئے ابوبکر ہمراہ ہوگئے چنانچہ اسبات میں جو کہ علمائے
شیعہ نے لکھا ہے اوسکو ہم بیان کرتے ہیں بڑے مجتہد صاحب اپنے شیعوں کے
قبلہ وکعبہ ذو الفقار میں لکھتے ہیں کہ احتجاج باین آیت ہو تو نیست کہ ثبوت رسید
کہ ہجرت ابوبکر باجازت حضرت نبوی ص واقع شدہ و شیعہ این را قبول ندارند اور
قاضی نور اللہ شوستری نے مجالس المومنین میں اور اپنے اور رسالوں میں بھی
لکھا ہے کما ذکرہ فی منتہی الکلام کہ قاضی نور اللہ شوستری در مجالس المومنین و بعضے
از رسایل دیگر ذکر میکنند کہ ابوبکر از منافقین بود و بر خلاف امر اقدس نبوی ص در
اثناء راہ ایستادہ و حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد زجر شدید او را ہمراہ گرفت تا کفار
را دلالت نکند اور ایک رسالہ میں جو منسوب بہ چستیہ ہے ایک بڑے میر صاحب
اسطرح پر لکھتے ہیں کہ چون پارہ راہ برفت دید کہ شخصی در برابر آنحضرت ص می آید
حضرت ص توقف نمود چون نزدیک رسید بشناخت کہ ابوبکر است فرمود کہ ای
ابوبکر نہ سخن امر خدا بشما رسانیدم و گفتم کہ از خانہ خود بیرون نیائید تو چرا مخالفت
امر الہی کردی گفت یا رسول اللہ دلم از بہر تو خائف بود و ہراسان بودم نخواستم
کہ در خانہ قرار گیرم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم متحیر ماند بواسطہ آنکہ حکم الہی نبود کہ
او را ہمراہ خود ببرد دران ساعت حضرت جبرئیل ع باز رسید و گفت یا رسول اللہ خدا
سوگند کہ اگر این را بگذاری و ہمراہ نبری کفار را آگاہ از عقب تو بیاید و ترا بقتل
رسانند پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آنوقت بالضرورت او را با خود برد و در غار داخل شد
غرضکہ اس اعتراض سے ثابت ہوا کہ ابوبکر صدیق بقصد گرفتار کرانے پیغمبر صاحب
کے گھر سے نکلے اور راہ روک کر کھڑے ہوگئے اور باوجودیکہ حضرت نے گھر میں سے نکلنے کی

منع کر دیا تہا وہ صد ول حلمی کرکی بارادۂ ایذا رسانی پیغمبر صاحب کی سد راہ ہوئی
آخر کار پیغمبر صاحب مجبور ہوئی اور بصلاح جبرئیل علیہ السلام کی اونکو اپنی ساتھہ
لی لیا اگر ہمراہ نہ لیتی تو ضرور ابوبکر کفار کو لی آتی اور پیغمبر کو گرفتار کرا دیتی اگرچہ
اہل انصاف غور کرسکتی ہین توبہ توبہ ایسی بدیہی امر مین غور کی کیا حاجت ہے
ونہی بھی سمجھہ سکتی ہین کہ یہہ اعتراض بالکل پوچ اور واہی ہی اور اوسکی رکاکت
اوسکی الفاظ و معنی سی ظاہر ہی لیکن ہم چند باتین اس اعتراض کی بطلان پر
لکہتی ہین اور سفاہت اس دعوی کی کہ ابوبکر صدیق بقصد گرفتاری و ایذای
پیغمبر صاحب کی نکلی تہی ثابت کرتی ہین اول سوچنا چاہئی کہ ابوبکر صدیق
اسوقت پیغمبر صاحب کی دوست تہی یا دشمن اگر دوست تہی تو قصد گرفتاری اور
نیت ایذادہی کی کیا یعنی اگر دشمن تہی تو جسطرح ابوجہل وغیرہ اور دشمن حضرت کے
قتل کی نیت سی آپکی گھر پر گئی تہی ویسی طرح پر ابوبکر اونکی ساتھہ کیون نگئی اونسی
علیحدہ کیون ہوئی دوسرے ابوبکر کو حال ہجرت کا اور وقت دولتسرا سے
برآمد ہونیکا اور غار مین تشریف لیجانیکا پیغمبر صاحب نی بتلایا تہا یا نہین اگر
نہین بتلایا تو ٹہیک وقت پر عین اوسی راہ پر جس طرف سی حضرت جاتی تہی ابوبکر
کسطرح راہ روک کر کہڑی ہوگئی اگر پیغمبر صاحب نی پہلی سی بتلا دیا تہا تو حضرت
کو ابوبکر کا ہمراہ لیجانا منظور تہا یا نہین اگر منظور نہ تہا تو راز فاش کرنی سی کیا
حاصل تہا اور ایسی پوشیدہ بات کو دشمن پر ظاہر کرنیسی سوا اندیشۂ ضرر کی
کیا فائدہ تہا اگر ساتھہ لیجانا منظور تہا تو پہر اعتراض بھی باطل ہوا تیسرے اگر
فرض بہی کیا جاوی کہ ابوبکر صدیق بہ نیت قتل پیغمبر خدا راہ روک کر کہڑی ہوگئی

اور اپنی بدنیتی مین ایسی مضبوط تہی کہ حضرت جبرئیل اونکی نیت سی خوف
کرکی فوراً ہی سدرہ سی اوتری اور پیغمبر صاحب سی کہنی لگی کہ اگر آپ ابن صدیق را
ہمراہ نہ گیری کفار را از عقب تو گرفتہ بیایند و ترا بقتل رسانند لیکن یہہ بات
معلوم نہین ہوتی کہ اوس وقت ابوبکر تنہا ہی یا اور کوئی کافر بہی اونکی ساتہہ
تہا اور ہتیار بند تہی یا خالی ہاتہہ اگر یہہ کہا جاوی کہ اور کافر بہی موجود تہی
تو کوئی شیعہ بہی اسکا قایل نہین اور اگر کوئی اور کافر ہمراہ ابوبکر کی نہ تہا تو
تعجب آتا ہی کہ ابوبکر باوجود جانی شجاعت اور قوت پیغمبر صاحب کی تنہا
حضرت کی گرفتاری اور قتل کو بغیر ہتیار کی چل دئی اور دو چار رفیقون کو بہی
اپنی ہمراہ نہ لیا اور اگر یہہ کہا جاوی کہ وہ فقط خبر لینی کی لئی کہڑی ہو گئی تہی
چنانچہ جبرئیل علیہ السلام کی اس ارشاد سی کہ کفار را از عقب تو گرفتہ بیایند ثابت
ہوتا ہی تو یہہ امر معلوم نہین ہوتا کہ کفار اسجگہہ سی جہان حضرت صلی اللہ علیہ و
سلم ابوبکر کو ملی ایسی نزدیک تہی کہ آواز پہنچ سکتی تہی یا اتنی دور تہی کہ اونکی بلانی
کی لئی جانا پڑتا اگر نزدیک تہی تو تعجب ہے کہ ابوبکر نی اونکو آواز دیکر کیون بلا لیا
اور جب چاپ کیون کہڑی رہی اور اگر دور تہی تو معلوم نہین کہ کیون پیغمبر خدا
کو دیکہتی ہی ابوجہل وغیرہ سی خبر کرنی کو نہ دوڑی کس امر کی انتظار مین کہڑی رہی
اور تعجب تو اس امر پر ہی کہ جبرئیل علیہ السلام نی یہہ صلاح تو پیغمبر صاحب کو دی
کہ اس دشمن کو اپنی ساتہہ لی لو اور یہہ مشورہ نہ دیا کہ ذرا ٹہہرو جب یہہ تمہاری
دشمنونکو خبر کرنی اور بلانی کو جاوی تب چل دینا اور جب تک وہ لوٹی تب تک
جائی مقصود پر پہنچ جانا خدا جانی جبرئیل ع کی عقل کو معاذ اللہ کیا ہو گیا تہا کہ یہی

اضطرار کی وقت مین پیغمبر صاحبؐ کو ایسی دشمن کی ہمراہ لینی کی صلاح تو دی
اور جو حکمت اوس مین بجہی کی تہی وہ نہ بتلائی جو تعجب تہے تعجب ہے کہ جب ابوبکر کو
پیغمبر صاحبؐ کا گرفتار کرانا ہی منظور تہا تو پیغمبر صاحبؐ کی ساتہہ کیون چلی
اور کیون غار مین جاکر حضرتؐ کے ساتہہ چپ چاپ بیٹہہ رہی اور کسلئی کوئی تدبیر
گرفتار کرانی کی نہ کی اہل انصاف غور کرین کہ جس طرح پر اوس وقت ابوبکر صدیق
نی حضرتؐ کو راہ مین پایا تہا اور اونکا قصد قتل کا تہا اگر اوسطرح پر ابوجہل
یا اور کوئی کافر قریشی حضرتؐ کو دیکہہ لیتا تو کیا کرتا اور حضرتؐ اوس سے
بچ کر ہی اگر کسی کے ذہن مین یہہ بات آوی کہ وہ حضرتؐ کو چہوڑ دیتا یا حضر
اوسکو اپنی ہمراہ لیلیتی تو ہم ابوبکر کی نسبت بہی شیعونکی خیال کو درست
سمجہتی ہین ہم نہایت تعجب کرتی ہین کہ شیعونکی عقل پر کیسا پردہ پڑ گیا ہے کہ
اتنا نہین سمجہتی کہ ہجرت کا وقت وہ تہا کہ تمام کفار مکہ کی پیغمبر صاحبؐ کے قتل کی
درپی تہی اور در دولت پر جمع ہو کر اپنی ارادہ کی پورا کرنی کی لئی پہنچ گئی تہی
اور کسیکو خبر تک نہ تہی کہ پیغمبر صاحبؐ اس گہر سے نکل گئی بلکہ سب جانتی تہی کہ
اپنی جگہہ پر آرام کر رہی ہین اوس وقت مین جو رفیق حضرتؐ کا ہو اوسکی نسبت
دشمنی کا گمان کرتی ہین اگر وہ رفیق بحکم اور بہ مرضی پیغمبر صاحبؐ کی رفاقت
کی لئی آمادہ نہوتا تو وہ اوس گروہ مین شامل ہوتا جو در دولت پر واسطے قتل کی
گیا تہا یا بلا اطلاع بلا خبر راہ روک کر کہڑا ہو جاتا **یقول المتمسک**
بولایة علی ابن ابیطالب علیہ السلام بیان سنیان
تردد و معاونة العداوة کا اعتراض شیعہ اس آیة پر بہی محض کذب اور دروغ

وبےفروغ ہی بلکہ جب بزعم باطل اپنی اہلسنت معاویہ مدعی ثبوت فضائل
ابوبکر اس آیت سی ہوتی ہین تو شیعہ بعد عدم تسلیم دعواہای بی دلیل او مسائل محجوب
ہوتی ہین ان جوابون کا نام اعتراض آیت پر رکھنا کمال حماقت و بی عقلی
بےدلیل ہی کجا اعتراض بر آیت اور کجا جواب استدلالات اہل بدعت و مجادلت
قولہ ہم اعتراضات کو اوسی ترتیب سی بیان کرتی ہین **اقول** ہذا وعدہ
مکذوب وعدہ تو یہہ کیا کہ ہر فضیلت کی مقابلہ مین اعتراضات بیان
کرینگی لیکن انجام کو نہ پہنچا اور بحیلۂ بیان ضمنی جان چرا کر اور دم دبا کر نکل گئی
مگر الحمد للہ کہ شیعونکی پوری پڑی کہ ہر فضیلت کو باطل کر کی بیدینی حضرت
ابوبکر بہی ثابت کر دی اب جو ٹوٹی پہوٹی جوابات اہلسنت نی دئی ہین
وہ مصداق اس گنواری مثل کی ہین کہ کھسیانی بلی کہمبا نوچی اسکو بہی بعون اللہ
باطل اور از سر تا پا مضمحل کئی دیتی ہین **قولہ** پہلا اعتراض پہلی فضیلت
اقول چونکہ یہہ فضیلت مبنی ہی اسپر کہ ابتدا سی حکم خدا سی پیغمبر صلعم ابوبکر کو
ساتہہ لی گئی شیعہ اس دعوی بلا دلیل پر لا نسلم کہتی ہین اور چونکہ منع ایک
مقدمۂ خاص کی ہی احتیاج سند منع نہین ہی کما تقرر فی علم المناظرہ مع
ذلک تبرعا و احسانا سند منع ہم کتب اہلسنت سی ثابت کرتی ہین کہ ابوبکر
کو جناب رسولخدا صلعم نی ابتدا سی ساتہہ نہین لیا تہا کما سیجی من ازالۃ الخفاء
اب اہلسنت کو لازم ہی کہ اثبات اپنی دعوی کا کسی دلیل عقلی سی کرین یا کسی
دلیل نقلی سی کرین کہ شیعونکو جسکی انکار کی گنجایش نہو و دونہ خرط القتاد
بس بغرض محال اگر کسی خبر سی جو اخبار احاد سی ہو کوئی سنی اثبات اپنی دعوی کا

اگر ہی تو شیعہ کبھی اوسی مسلم ہو نگی باآنکہ بحمد اللہ کسی خبر واحد کو بھی اوسپر دلالت نہین ہی کما ستعلم عنقریب **قولہ** بڑی مجتہد صاحب **اقول** بڑے مجتہد صاحب اور چھوٹی مجتہد صاحب مثل مجتہدہ سُنّیان نواب خورد محل جنہی ناوان نہین ہین کہ امثال طلحہ وزبیر کی فریب مین آوین اور جیو ہی گو ہی ان اہلسنت کی مثل شہادت روز ماجرائی کلاب حوأبؑ کی مان لین اسی سبب سے طالب دلیل ہین **قولہ** ذو الفقار مین لکھتی ہین کہ احتجاج باین آیت موقوف **اقول** یہہ منع ہی مقدمۂ اولی کی مقدمتین دلیل سی اور جسطرح سی اثبات فضیلت اوپر اثبات اس مقدمہ کی موقوف ہی اوسیطرح احتجاج موقوف ہی اوپر اثبات مقدمۂ ثانیہ کی بھی یعنی جسکو پیغمبرؐ بحکم خدا ساتھہ لین وہ ضرور ہی کہ پکّا مسلمان ہو اسپر ہی ہم لانسلم کہتی ہین کیون نہین جائز ہی کہ ایک منافق کو بھی مثل ابو بکر کی جو دلیل رسول اللہؐ تہا ساتھہ لین کما مر مشروحا فلا تغفل **قولہ** کما ذکر فی منتہی الکلام **اقول** صاحب منتہی انتہی کی صادق اور حضرت مخاطب اونکے خلف الصدق ہین **قولہ** ایک بڑی میر صاحب **اقول** بڑی میر صاحب نی بڑی شیخ صاحب کیطرف نسبت قتل کی نہین دی ہی بلکہ کفار کیطرف دی ہی آپ بتا ستی ایک کا ذب کے ناحق مبتلای کذب فضیح ہوتی ہین رسالۂ حسینیہ کوئی کتاب نایاب نہین ہی اوسکو نمین متداول ہی عبارت اوسکی یہہ ہی در ساعت جبرئیل در رسید وگفت یا رسول اللہؐ بخدا کہ اگر او در انگبزاری کفار او را گرفتہ از عقب تو بیایند و تر القتل رسانند الخ ما قال جناب الاالاس تغییر اور تبدیل عبارت سی بکذب وافترا سی بجز خسر الدنیا والآخرہ کی کچہہ کام نہین نکلتا غرض اس کلام سی یہہ ہی کہ

اگر آپ ابو بکر کو چھوڑ جاینگی تو یہہ گرفتار دست کفار ہو جاینگی اور کفار مار مارینگی
انکی ہمراہ تشریف بری کا پتہ اور نشان پوچھینگی تو یہہ بسبب خبث سریرت
کی حسب اعتقاد شیعہ اور بسبب حُسن سیرت کی باعتبار اعتقاد اہلسنت کے سوائی اسکی
کہ صدیق تھی ضرور سچی سچ بتا دینگی ورنہ کذب بیانی کہ منافی وصف صدیقیت
ہی لازم آویگی بہرکیف خواہ بخوشی خاطر خواہ بجبر و اکراہ بخوف کہنہ نعال ابن
ربیعہ گمراہ جب مُظہر ستر رسول اللہ صلعم ہونگی تو البتہ سبب قتل آنحضرت کے
ہو جاوینگی اور نسبت قتل طرف سبب قتل کی دینا مجازات شائعہ سے ہی پس
اگر صاحب رسالہ حُسنیہ نی نسبت قتل طرف ابو بکر کی دی ہوتی تو ہو سکتا تھا
لیکن جب انہوں نی نسبت طرف کفار کی دی تھی تو آپ ناحق بنای جواب
اوپر ایک مقدمہ کذب کی ٹھہراتی ہین **قوله** غرضکہ اس اعتراض سی ثابت ہوا
کہ ابو بکر صدیق نقد گرفتار کرانی پیغمبر صاحب کی گھر سی نکلی تھے **اقول** ہرگز بنای
جواب شیعہ اوپر قصد ابو بکر کی نہین ہی بلکہ اسکی توضیح تمام بیان ہوا کہ بنای جواب
اوپر عدم تسلیم اوس عبارتین کی ہی جسکا مقدمہ اولی یہہ ہی کہ پیغمبر بحکم خدا
تنہا اسی ابو بکر کو ساتھہ لیکر گھر سی نکلی چنانچہ جو عبارتین بخیانت آپ نی نقل کین
نص صریح اس بات پر دلالت کرتی ہین باقی رہا یہ امر کہ ابو بکر گھر سی کس قصد پر
نکلی آیا گرفتار کرنی کی قصد پہ نکلی یا گرانی کی قصد پر نکلی خود مارنی کی قصد پر نکلے
یا کفار ہی نی مروانی کی قصد پر نکلی یا بالطمع دنیاء عاجل نکلی کہ کفار سی ہاتھہ آوینی یا بطمع
آجل نکلی کہ بعد مدینہ پہنچنی کی جب اسباب حکومت و حشمت بہم پہنچی تب مال دنیا
حاصل ہو وے یا کان کسی لفظ کو ان عبارتو نمین دلالت اوپر قصد ابو بکر کی نہین ہے

قوله راه روک کر کھڑی ہوئی **اقول** در اثنای راه ایستادن کو دلالت اور راه روکنی کی نہین ہی مثل مشہور ہی کہ کہین ہجڑون نی بہی راه ماری ہے راه مین کھڑا ہونا واسطی انتظار کی بہی ہوتا ہی اور واسطی وقفہ ہونی کی اور سر ارکی بہی ہوتا ہی راه روکنی پر منحصر نہین ہی حضرت مخاطب نی راه کا روکنا کہان سی نکالا **قوله** عدول حکمی کرکے باراده ایذا رسانی پیغمبر صاحب کے سد راه ہوئی **اقول** عدول حکمی کرنا مسلم ہی لیکن باراده ایذا رسانی یا باراده دیگر اسکا ذکر ان عبارتون مین نہین ہی اور کوئی لفظ ان عبارتون کا اراده ابو بکر پر نہین دلالت کرتا اور اسیطرح سد راه ہونی پر بہی دلالت نہین ہی **قوله** تو ابو بکر ضرور کفار کو ہمراه لی آتی **اقول** ابو بکر کفار کو ہمراه لاتی یا نہ لاتی اسکا ذکر نہین ہی بلکہ اسکا ذکر ہی کہ کفار ابو بکر کو بضرب خشاک واسطی نشان دہی کی ہمراه لائے **قوله** یہہ اعتراض بالکل پوچ اور واہی ہی **اقول** تم خود پوچ اور واہی ہو اور تمہاری اعتراضات بہی از سر تا پا پوچ اور واہی ہین جسکی رکاکت اوسکی الفاظ و معانی سی ظاہر ہی **قوله** اور سفاہت اس دعوی کی **اقول** تم خود سفیہ ہوا اور یہہ دعوی تمہاری سفاہت کا تراشیده ہوا ہی شیعہ اس مقام پر ہرگز مدعی کسی امر کی نہین بلکہ تمہاری اس دعوی کو کہ پیغمبر خدا نی بحکم خدا ابتدا اسی ابو بکر کو ساتھہ لیا مسلم نہین رکہتی ہین اور کہتی ہین کہ کیون نہین جا یہ بہی کہ جیسا شیعہ روایت کرتی ہین کہ ابو بکر کا گھر سی نکلنا بلا مرضی خدا و رسول صلعم واقع ہوا ہی سچ ہو لیکن ابو بکر کس قصد سی نکلی با غوائی شیطانی یا بقصد تحصیل دنیائی فانی یا بقصد ایذا رسانی اسکا ذکر ان عبارتون میں نہین ہی پس اپنی طرف سی ایک دعوی تراشنا و فکر

وسکی ابطال کی کرنا نہایت سفاہت پر دلیل ہے **قولہ** صدیق اوسوقت
پیغمبر کی دوست تہی یا دشمن **اقول** افسوس ہی کہ باایں ہمہ دعوای تحقیق ابہی تک
حضرت مخاطب کو یہہ نہ معلوم ہوا کہ شیعونکا عقیدہ اسباب مین کیا ہی خیر اگر
نہین معلوم ہی تو اب سنئی کہ حضرات شیعہ حضرت ابوبکر کو منافق کہتی ہین یعنی
بظاہر دوست و بباطن دشمن نہ مومن محض اور نہ کافر محض بلکہ لا الی ہؤلاء و
لا الی ہؤلاء یہہ لوگ ایک قسم کی کافر علاوہ کفار بت پرست کی تہی حقیقت مین
یہہ لوگ بندۂ زر تہی نہ دوست پیغمبر تہی نہ دوست کفار تہی بلکہ دوست کامل
جیفۂ دنیا ہی بی اعتبار تہی **قولہ** اگر دوست تہی تو قصد گرفتاری و نیت
ایذا دہی کی کیا معنی **اقول** درواقع اگر دوست ہوتی تو کبہی اونکی ساتہہ اور
اونکی اولاد کی ساتہہ بلکہ اونکی غلامونکی غلامونکی ساتہہ ایسا نکرتی جیسا کیا لیکن
جب دوست کامل دنیا کی تہی پس جس جس جگہہ احتمال حصول دنیا گرفتاری و ایذا
دہی ہوتا تو حتی المقدور کیون اوس سی باز رہتی اور حقیقت یہہ ہی کہ حتی المقدور
ا نہون نی ہی مگر جسوقت تک تقدیر نی ساتہہ تدبیر کی مساعدت نکی بیچاری
خدمتگاری و کفش برداری مین حاضر رہی اور جب قابو جیون نی قابو پایا گہر
تک جلا یا چنانچہ خود شاہ عبد العزیز تحفہ مین آگ لیجانی کے واسطی جلانی کی
در اہلبیت رسالت پر مقر ہین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون
قولہ اگر دشمن تہی تو جسطرح ابوجہل وغیرہ اور دشمن حضرت کی قتل کی نیت سے
اقول واعجباہ حضرت مخاطب کی لحیۂ نعشلی تو لعابہ پہنچی ہے مگر بچونکی ایسی
باتین کرتی ہین ابوجہل وغیرہ کی دشمنی اور عداوت ظاہر بظاہر تہی وہ منافق نہ تہے

اور ابو بکر منافق تہے باطن کی دشمن اور ظاہر کی دوست تہی پس اگر ظاہر کی
دوست بہی کفار کی پاس جاتی تو وہ کچہو مرہبانی اسلئی کہ کفار علم باطن کہو نہ رکہتی
کہ درمیان دوست ظاہری اور باطنی کی تمیز کرتی آری کچہہ منافقین ایسی
بہی تہی کہ کفار سی بہی کسیقدر رسم وراہ رکہتی تہی اونکو کفار ایسا نستاتی تہی جیسی
مومنین کو ستاتی تہی جیسی حضرت عثمان جب کفار مکہ مین تشریف لیگئی تو اونکو
کسینی مار نہین ڈالا بلکہ باعزاز واکرام پیش آئی بہر کیف حضرات شیخین جونکہ
رابقہٴ اسلام مین درآئی تہی گو یہہ درآنا بطمع دنیا ہی تہا مگر اب شرکا کفار
سی ہونا انکا نہین ہو سکتا تہا بدین جہت شرکت ابوجہل ممکن نہ تہی اور اگر
ابوجہل مین کچہہ نفع دنیا دیکہتی تو پیشتر ہی سی اوسکا ساتہہ چہوڑ کر بظاہر مسلمان
کیون ہوتی آری اگر پیغمبر صلعم کو گرفتار کرا دیتی تو البتہ اونسے رسائی ہو جاتی
کچہہ خلعت اور جائزہ اور انعام بہی ملنی کی امید تہی اور ممکن ہی کہ خلیفہ صاحب
نی اسی طمع پر غار مین غل مچایا ہو لیکن جونکہ بقدرت کاملہ پروردگار وہ تمام
سعی وکوشش بیکار ہوئی لاجرم بحیلہ وحوالہ گزیدگی مار پہر اپنا اعتبار جمت
والنعم ماقیل ؎ میر من آن امام کہ در مہد کشت مار ٭ من آن امام مار گزیدہ
بجا برم ٭ **قولہ** دوسری ابو بکر کو حال ہجرت کا اور وقت دولتسرا سی
ہونیکا الخ **اقول** نہ پیغمبر خدا صلعم نی ابو بکر کو حال ہجرت کا بتایا تہا نہ ہمراہ لیجانا
منظور تہا بلکہ گہر سی نکلنی کو منع فرمایا تہا مگر ابو بکر اس منع کرنی سی سوچی کہ کوئی
امر مبہم درپیش ہی اور قرائن حال سی معلوم کیا کہ پیغمبر خدا صلعم کو گہر سی نکل جانا منظور
ہی پس ایک ابن بیعہ کی جو تہو نکا خوف دوسری طمع دنیا جسکا ذکر ہم سابق مین

یکی دونو امر باعث اسکی ہوئی کہ خلاف حکم خدا اور رسول کے گھر سی باہر نکلی اور اتفاقات
ملاقات بہی ہو گئی اسکی لئی ٹہیک وقت کجانی کی کیا ضرورت ہی علاوہ
اسکی اگر ٹہیک وقت نہ معلوم ہو تو آدمی دو چار گہڑی وقت مظنون سے پیشتر
نکل کر سر راہ مشترک منتظر کہڑا ہو سکتا ہی کہ جسمین خواہی نخواہی ملاقات ہو
جاویگا وہ شخص جو ہمسایہ مین کسی شخص کے ہو اوسکو زیادہ تر آہٹ جاگنی کی
اوٹہنی کی ہمسایہ کی مل سکتی ہی بہر کیف ایسی استبعادات بوجوہ سے
اثبات کسی دعوی کا نہین ہو سکتا ہی جب تلک کوئی دلیل اور برہان قطعی کی
سے اثبات نہ کیجیی کہ پیغمبر خدا بحکم خدا ابتداء ابو بکر کو ساتہہ لیگئی واذ لیس
فلیس **قولہ** تیسری اگر فرض بہی کیا جاوی کہ ابو بکر صدیق نیت قتل پیغمبر کے
راہ روک کر کہڑی ہو گئی **اقول** سابق مین بیان ہوا کہ جو عبارتین آپنی نقل کین
انمین کوئی لفظ اوپر نیت اور قصد اور ارادہ کسی کی نہین دلالت کرتا ہی کہ قتل
پیغمبر کی قصد سی کوئی نکلا یا گروانی کی قصد سی نکلا یا بلا حکم خدا آتش قہر خدا سے
بنا مونہہ جہا سانپکی قصد سی نکلا یا دنیا کمانی کی قصد سی نکلا یا ابن سبعہ کی
دشمنون سی جان بچانیکی قصد سی نکلا ہجر و نکارہ روکنا ہی ان عبارتون سے
نہین نکلتا جس عبارت مین آپنی بکذب و خدع تبدیل اور تغیر کر دیا ہی وہ اس سے
بہی بجز سببیت قتل کی مباشرت قتل کا ثبوت نہین ہی آپ نی جو تفریعات اوپر
اسکی کی ہین وہ سب بنائی فاسد علی الفاسد ہین ایسی واہی تقریرون خود ساختہ
کا جواب دینا ناحق اوقات عمر عزیز کو ضایع کرنا ہی **قولہ** حضرت جبرئیل اونکی
نیت سی خوف کر کی فورا ہی سدرہ سی اوتر آئی **اقول** ہمکو معلوم نہین کہ

مخاطب کی نزدیک حضرت جبرئیلؑ کا نازل ہونا بی حکم خدا برخلاف یفعلون
ما یؤمرون اور برخلاف نزله علی قلبك باذن الله کی ہوتا تہا
یا بحکم خدا ہوتا تہا اول کا قایل ہونا تو عین یہودیت ہی اور بنا بر ثانی کی
کہنا چاہیئی کہ خدائی جبرئیل خود ہی منافقین سی ایسا خائف اور ترسان تہا
کہ ہمیشہ منافقین کی مکّاریون اور خدّاعیون سی اپنی پیغمبر صؐ کو خبر دیتا رہتا تہا
اور بی بی عائشہ اور حفصہ کی شر سی بچانی کی لئی باآنکہ خود بذات اقدس متوجہ
ہوتا تہا پھر بہی جبرئیلؑ اور صالح المؤمنین کو شریک کمک فرماتا تہا اور
بہی اکتفا نکر کی مقتضائی والملائکة بعد ذلك ظهیرا ۔ اور فرشتونکو
بہی مددگاری کیواسطی بلاتا تہا پس جب خدائی جبرئیلؑ مکر ایک ضعیفہ سی ایسا
خائف ہو تو اگر خود جبرئیلؑ مکر ید ضعیفہ سی خائف ہو کر سدرہ سی اوتر آئی تو
کون مقام شکایت ہی **قوله** کہنی لگی کہ اگر این امیگذاری وہمراہ نگیری
کفار را از عقب تو گرفته بیاید **اقول** لعن الله الکاذبین المحرفین الکلم
عن مواضعها **قوله** لیکن یہہ بات نہیں معلوم ہوتی کہ اوسوقت ابوبکر
تنہا تہی یا کوئی اور کافر بہی ساتہہ تہا **اقول** ایک کافر جو کان من الکافرین
تہا وہ تو بیشک تہا اور اور ہمکو بہی نہیں معلوم **قوله** ہتیار بند تہی یا خالی
ہاتہہ تہی الی قوله اپنی ہمراہ نہ لیا **اقول** اس بحث و فحص اور دقت نظر پہ
روح حضرت عمر کی سوجانسی آپ پر قربان اور روح ابوبکر و عثمان بلاگردان
اگر آپ ایسی ہی موشگافیان کرینگی تو پھر بیچاری شیعونکا کہان ٹھکانا ہی
آری سخن خلها در موشگافی کار ملا زاده ست لیکن ہم تو ایک بندی ماسی

بات یہہ جانتی ہین کہ شیعہ ہرگز اسکی قایل نہین ہین کہ حضرت ابوبکر اس نیت
سی نکلی کہ بنفس نفیس مباشر قتل ہون اسلیئ کہ یہہ امر نیت دنیا طلبی کی خلاف
تہا غایۃ الامر یہ ہی کہ اگر گرفتار دست کفار ہو جاتی تو وہ مار مار کی منکشف
اسرار ہوتی اور یہہ حضرت اپنی جبن اور بیدینی سی کاشف اسرار ہوکر سبب
قتل نبی مختار ہوتی آری اگر شیعہ کہتی کہ خود بدست عزیزی پر ست قتل کرنیکو
نکلی تہی تو بیشک آپ یہہ فرماسکتی تہی کہ ایک جبان کو قصد قتل اشجع
شجاعان عالم امکان کرنا ایک انتہا کی حماقت ہی اور باوجود اس قصد حماقت
کی پھرنی ہتیار بکڑی ہوئی گھر سی نکلنا ایک دوسری پہلی سی ہی بڑے
حماقت ہی اور عقل کسی عاقل کی قبول نہین کرتی کہ حضرت ابوبکر ایسی پر خرف
ہون کہ اسطرحکی دو دو حماقتین ایسی عمل مین آوین اور یہہ تقریر آپکی بہت
درست ہوتی اور اگر شیعہ اسکی جواب مین کہتی کہ جو شخص دنیا کو آخرت پر دیدہ و
دانستہ اختیار کری وہ سب سی زیادہ احمق من الحقیقۃ کون ہوگا تو یہہ بات کسیقدر
غور و فکر طلب ہوتی مگر الحمد للہ کہ شیعون نی باوجود دشمنی کے خلیفہ صاحب
کی جان بچا دی اور ایسا کوئی دعوی نہین کیا کہ جس سی حماقت حضرت ابوبکر کی
لازم آوی مگر حیف ہی اہلسنت سی کہ باوجود دعوای دوستی انتہا مرتبہ کے
حماقت خلیفہ صاحب کی لئی ثابت کرتی ہین آری سہ دشمن دانا کہ بی جان
بود ٭ بہتر از نادان دوست کہ نادان بود ٭ ای یارو حضرات اہلسنت کے
لئی یہہ مقام رونی اور خاک اوڑانی اور صف ماتم بچہانیکا ہی بگوش دل
متوجہ ہو کر سنیں راویان اخبار فضایل ابوبکر و مخفی کنندگان آثار غدر و مکر

انہین مین سی حضرت مخاطب ہی ہین یون روایت کرتی ہین کہ حضرت ابوبکر
بخلوص نیت اور بکمال صدیقیت جان بازی اور جان نثاری پر مستعد ہوکر
واسطی یاری اور مددگاری پیغمبر صلعم کے تن تنہا ہزارون کفار مین بی یار و مددگار
اور بی ہتیار گہر سی باہر نکلی چنانچہ راوی غدار فضیلت چہارم و پنجم مین
اسکا تذکار کرتا ہی اور تنہائی اور بی ہتیار ہونیکا اسمقام مین اقرار ہے
اسی یار و اس روایت سی چند حماقتین ابوبکر کی ثابت ہوئین پہلی یہہ کہ
باوجود جانی شجاعت اور قوت اور کثرت کفار کی ایک پیر فرتوت کو قصد
اونکی مقابلہ کا کرنا عین حماقت تھی دوسری حماقت یہہ تہی کہ تنہا نکلے
دو چار اور رفیقونکو ساتہہ نہ لی لیا تیسری حماقت یہہ تہی کہ بی ہتیار بکری طرح
نکلی کاش ماری جانیسی جان بچنی کی لئی ایک سپر ہی ہتو اس لئی ہوتی تا وقت
قوتی و بر سرین مبارک سپر نکرنی پڑتی تنبیہ اسمقام پر ایک فقرہ جگر سوز
اور بہی بیان کرتی ہین کہ جب احد اور خیبر اور حنین مین باوجود ہتیار
پکڑنے کے حضرت خلیفہ صاحب سی کچہہ یاری اور مددگاری نہو سکی تو
اس نہتی پن مین جو یاری اور مددگاری ہوئی ہوگی وہ بخوبی معلوم ہے
ولنعم ما قیل ع در قفا اگند مرد باید بود ÷ بر مخنث سلاح جنگ چہ سود
قوله چپ چاپ کیون کہڑی رہی **اقول** حضرت سلامت آپ ہوتی
تو اوسمقام پر کچہہ کام کر جاتی مگر خلیفہ صاحب سی تو کچہہ بہی نہ بن پڑی
اسوجہ سی کہ ایکطرف تو ابن ربیعہ کی جوتیونکا خوف تہا اور دوسری طرف
نعش اسلامی کا بہی ڈر لگا تہا پہر بیچارہ چپ چاپ نہ رہتا تو کیا کرتا +

قوله اس دشمن کو اپنی ساتھہ لیلو **اقول** اس دوست ظاہری اور دشمن باطنی
کو اپنی قابو ھی مین رکھنا اوسوقت مناسب تھا تا افشای راز نہونی پاوے
قوله یہہ مشورہ نہ دیا کہ ذرا ٹہرو **اقول** اگر آپ مشاور ہوتی تو یہی مشورہ
دیتی کہ ٹہرو کہ جسمین کفار اگر گرفتار کرلین لیکن عقل کل جو بفرمان خالق کل تشریف
لاوی وہ ایسا مشورہ کیونکر دی **قوله** خدا جانی جبرئیل ع کی عقل **اقول** خدا
جانی کہ تمھاری عقل پر کیا پتھر پڑی کہ حکم کفار او منافقین ایک ھی کئی دیتی ہو
قوله جو تھی تعجب ہے کہ جب ابو بکر کو پیغمبر صاحب ص کا گرفتار کرانا منظور
تھا **اقول** جب ہم اسکی قائل نھین ہین کہ بقصد گرفتاری اور بقصد قتل ہی
نکلی بلکہ ہم کہتی ہین کہ بقصد دنیا طلبی نکلی جسطرح سے حاصل ہو تو جو تفریعات
اس تقریر مین بہی آپنی بنا بر خصوص قصد گرفتاری و قتل کی ہین سب بنا ہی فاسد
علی الفاسد ہی فلا حاجۃ لنا الی جوابہ **قوله** وہ پیغمبر صاحب ص کی ساتھہ
کیون چل دی **اقول** ساتھہ چل دینیکی وجہ تو بہت ظاہر ہی کہ بعد از ملاقات
سرتابی اور نافرمانی حکم رسول مختار حیز اختیار سی باہر تھی ورنہ زمرۂ اہل نفاق
سی نکل کر داخل زمرۂ محض الکفار ہوجاتی اوسوقتمین جناب رسولخدا ص اونکی
ساتھہ ویسیہی پیش آتی جسطرح اگر کوئی کافر ملجاتا تو اوسکی ساتھہ پیش آتی **قوله**
غار مین جاکر چپ چاپ بیٹھہ رہی **اقول** اگر چپ چاپ ھی بیٹھہ رہتے
تو شیعہ کسیقدر اونکی شکر گزار ہوتی لیکن سنیون کی کتابونسی رونا پیٹنا
اور قلق اور اضطراب اونکا ثابت ہی **قوله** اور کس لئی کوئی تدبیر گرفتار
کرانیکی نہ کی **اقول** اونہون نی تو کرانی کی بہت تدبیر کی مگر کچھہ چل نہ سکی

اگر بجای ابوبکر کے کوئی آپکا ایسا دانشمند ہوتا تو ہم بہی کہتی ہین کہ شاید کچھہ کام
کر لیتا مگر اوسنے بڑہی عقل سے کچھہ کام نہ نکلا یقین ہی کہ آپکو نہایت افسوس
اسکا رہتا ہوگا مگر جب خدا نے کفار کی آنکھون اور کانون پر پردے ڈالدی
ڈالی تہی تو آپ ایسی اگر ہزار ہوتی تو ایک بال نہ گندہ ہوتا **قوله** جسطرح
اوسوقت ابوبکر نے حضرت صلعم کو راہ مین پایا تہا اگر قوتہ اوس سے کیا کرتی
اقول ہم نہین سمجھتی کہ حضرت مخاطب کیا فرماتی ہین دو قسم کی کافرونکا کفر
ایک قسم کا کیون بناتی ہین یہہ بات تو بہت ظاہر ہی کہ اگر ابوبکر ابوجہل ہوتے
تو بیشک پیغمبر صلعم پر وار کرتی اور وہ حضرت بھی اوسکو فی النار کرتی لیکن کفر
ابوجہل کفر جہودی تہا جو مانع قتل و قتال نہ تہا اور کفر ابوبکر کفر نفاقی تہا جو
مانع قتل و قتال ظاہری جانبین سے تہا اسلیے کہ ایمان ظاہری منافقین کا مقتضا
یہہ تہا کہ ظاہر بظاہر پیغمبر صلعم پر ہاتہہ اوٹھاوین گو دلمین ہو کہ کسی تدبیر سے قتل
کرین مگر ظاہر مین انک لرسول اللہ بحلف کہتی تہی گو خدا بہی شہادت اونکی
کذب و خدع کی دیتا ہی جیسا کہ سورۂ منافقین اسپر شہادت دیتا ہی اور
اونحضرت صلعم کو بہی حکم خدا نہ تہا کہ منافقین کو قتل کرین چنانچہ جلد ثانی صحیح مسلم
مین صفحہ ۳۴۱ نسخہ مطبوعہ مین ہی در باب اوس منافق کی کہ حضرت عمر نے
اجازت اوسکی قتل کی جناب رسولخدا سے چاہی تہی پس اونحضرت نے فرمایا
دعه لا یتحدث الناس ان محمدا یقتل اصحابه یعنی ای عمر اسکو چھوڑ دے
تا لوگ نکہین کہ محمد صلعم اپنی اصحاب کو قتل کرتی ہین شارح نووی فرماتی ہین کہ اس
حدیث مین دلالت ہی حضرت کی حلم پر اور اسپر کہ وہ بعض امور پسندیدہ کو

بموجب ترتب مفسدہ ترک کرتی تہی اور بعض اُمور فاسدہ کو اختیار کرتی تہی بخوف
اسکی کہ کوئی مفسدہ اعظم تر اوس سی نہ لازم آوی اور تالیف قلوب ناس
کیا کرتی تہی اور جفاہائی اعراب اور منافقین پر صبر کرتی تہی تاکہ شوکت مسلمین
قوی ہوا اور دعوت اسلام تمام ہو اور ایمان دلونمین مؤلفۃ القلوب کی جگہ
پکڑی اور غیر اونکی طرف اسلام کی رغبت کرین اور اسی وجہ سی وہ حضرت
منافقین کو اموال جزیلہ عنایت فرماتی تہی اور اونکو اسی وجہ سی قتل نہین کرتی تہی
اور اسلئی کہ منافقین ظاہر مین اظہار اسلام کرتی تہی اور وہ حضرت جانب خدا
سی مامور تہی کہ حکم بظاہر کرین اور خدا متولی اسرائر قلوب ہی ولانہم کانوا
معدودین فی اصحابہ یعنی وہ لوگ بظاہر حضرت کی اصحاب مین شمار ہوتی تہی
اور جہاد کرتی تہی اونحضرت کی ساتہہ یا بہ حمیت یا بطلب دنیا یا بسبب تعصب کے
واسطی اون لوگون کی جو اونحضرت کی ساتہہ تہی عشائر اور قبائل اونکی سے
تہی انتہی الترجمۃ بلفظہ اس حدیث اور شرح حدیث مین فوائد کثیرہ ہین کہ انشاء اللہ
مقامات مناسبہ مین اوسکی طرف اشارہ کیا جاویگا **قولہ** وہ حضرت کو چہوڑ دیتا
حضرت اوسکو ہمراہ لی لیتی **اقول** یہہ بات آپکی ٹہیک ہی کہ نہ ابو جہل
حضرت کو چہوڑتا اور نہ حضرت اوسکو بغیر فی النار کئی چہوڑتی مگر ابو بکر نی اون
حضرتکو علاوہ نامردی کی بوجہ نفاق چہوڑ دیا اور اونحضرت نی بہی اونکو بوجہ
اونکی نفاق ہی کی ہمراہ لیا اور اگر مومن ہوتی تو مثل جناب امیر علیہ السلام کے
فرش خواب رسالت پر سوتی نہ یہ کہ حصن حصین غار مین باظہار گزیدن مار دہاڑین
مارروتی **قولہ** شیعونکی خیال کو درست کہہ سکتی **اقول** شیعونکا خیال

درست ہی آپ کا خیال محض باطل ہی کہ حضرت ابو بکر کو محض کافر ٹہراتی ہین
اور ثانی ابو جہل بناتی ہین حالانکہ ان دونو کافرون سی ایک واجب القتل
دوسرا واجب الترک تھا جیسا کہ حدیث صحیح مسلم اور شرح نووی سی ہم
ثابت کر دیا **قوله** شیعونکی عقل پر کیسا پردہ پڑ گیا ہی ! **اقول** خدا
کی عقل پر کیسا پردہ پڑ گیا ہی کہ ابو بکر منافق کو حکم ابو جہل کا فردی ہین
اور کسیکو خبر تک نتہی کہ پیغمبر صاحب اس گہر سی نکل گئی **اقول** جیسا
کافرونکو خبر نتہی اسیطرح حضرت ابو بکر کو بھی خبر نتہی اسلئے جب خلاف حکم
و رسول تفحص جناب رسول خدا مین آئی تو جناب امیر علی کو فرش خواب
سوتا پاکر رسول خدا جانکر یا نبی اللہ یا نبی اللہ پکارنی لگے چنانچہ بعد
اس بات کو ہم حدیث ازالۃ الخفا سی ثابت کرینگی **قوله** اسوقت مین جو
حضرت کا ہوا اوسکی نسبت دشمنی کا گمان کرتی ہین **اقول** اگر رفاقت
بحکم خدا و رسول ہونیکا ثبوت ہوتا تو فی الجملہ گمان دوستی کوئی کرسکتا
ہر چند ثبوت دوستی جب بھی نہین ہو سکتا ہی اسلئی کہ جائز ہی کہ مصلحت
للوقت حکم ایک منافق کی بہی ساتہہ لینی کا ہوا ہو جیسی کہ ایک کافر
رسول اللہ تہا اوسکی ساتہہ لینی کا حکم ہوا تہا چنانچہ پیشتر اس سی طبقات
جذب القلوب و صحیح بخاری سی ہم نی نقل کیا کہ عبد اللہ بن اریقط دیلمی
کافر تہا وقت ہجرت دلیل رسول اللہ تہا اور مثل ابو بکر تا مدینہ ہمراہ تہا
ایک کافر ظاہری ہمراہ تہا اوسیطرح اگر ایک کافر باطنی بہی ہمراہ ہو تو
استبعاد ہی **قوله** تو وہ اوس گروہ مین شامل ہوتا جو در دولت پر دم

تی کی گیا تھا **اقول** یہ دعوی بھی محض غلط ہی اگر منافقین ہمیشہ شریک کفار
ہوا کرتی تو ابو بکر بھی شریک کفار اور شامل قاتلین رسول کردگار ہو جاتی حالانکہ
ہی ترجمہ عبارت نووی ہم نقل کر چکی کہ منافقین کی حال مین لکھتی ہین

انہم کانوا معدودین فی اصحابہ ویجاہدون معہ اما حمیۃ واما لطلب الدنیا او
عصبیۃ لمن معہ من عشائرہم پس اگر منافقین شریک کفار ہو جایا کرتی تو پھر
حضرت کی ساتھ مجاہدین لطلب الدنیا اور مجاہد بحمیت جاہلیت اور مجاہد
بعصبیت عزیز و اقارب کون لوگ تھی **قال المخاطب المقام**
هداه الله سبل السلام جو کچھ ابتک ہمنی لکھا ہی یہ تسلیم روایات
شیعہ کے لکھا اور اوس سی بھی صدیق کی صدیقیت کو ثابت کیا لیکن اب
ہم اپنی دعوی کو عقلی دلائل سی قطع نظر کر کے نقلی دلائل سی ثابت کرتی ہین
اور خود حضرات امامیہ کی معتبر کتابون سی اونکی اعتراض کو رد کرتی ہین اور بوحی
الٰہی اور بہ مرضی رسالت پناہی ابو بکر صدیق کا ساتھ ہونا ثابت کرتی ہین
مفسر کاشانی کہ جو علماء اعلام شیعہ سی ہین تفسیر خلاصۃ المنہج مین تحریر فرماتی ہین
امیر المومنین را بر جای خود خوابانید و خود از خانۂ ابو بکر برفاقت او در ہمان
شب بیرون آمدہ بآن غار متوجہ شد پس حضرات امامیہ اس مفسر کی تفسیر کے
لفظونکو کہ خود از خانۂ ابو بکر برفاقت او در ہمان شب بیرون آمدہ ملا نور اللہ
شوستری کی اس مضمون سی کہ ابو بکر از منافقین بود بر خلاف امر مقدس نبوی
انتظار راہ ایستادہ و حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد زجر شدید او را ہمراہ گرفت
ملاوین اور خود ہی تصفیہ کرین کہ انمین کون سچا ہی اگر ایک روایت پر حضرت علیہ

کی خاطر جمع نہوا ور اوسکو قبول نکرین تو دوسری روایت سنین اور کسی

کی بھی نہ سنین بلکہ خاص امام کی وہو ہذہ تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام

سورہ بقر مین لکھا ہی کہ جبرئیل علیہ السلام نی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ

سلم سی آکر کہا کہ اللہ جل شانہ آپکو سلام کہتا ہی اور یہہ فرماتا ہی کہ

خصوصاً ابوجہل نی آپکی قتل کی تدبیر مصمم کی ہی اسلئی آپکو چاہئی کہ علی

جگہہ پر چھوڑ آئی کہ وہ مثل اسماعیل کے جان نثاری کریگا اور ابوبکر کو

رفیق کیجیئی کہ اگر وہ موافقت کری اور اپنی عہد پر قایم رہی تو جنت مین اور

علیین مین آپکا رفیق ہوگا تب پیغمبر خدا نی حضرت علی سی یہہ حال کہا

علی اپنی مارے جانی پر راضی ہوئی بعدہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوبکر

کیطرف متوجہ ہوئی اور فرمایا کہ ای ابوبکر تو راضی ہی کہ اس سفر مین میرے ساتھ

اور کفار قریش جسطرح میری قتل کی لئی تلاش کرین اسیطرح تیری قتل کی لئی

ہون اور یہہ بھی مشہور ہوئی کہ تونی مجھی اس کام پر آمادہ کیا اور میری رفاقت

سبب سی تجھپر طرح طرح کی عذاب ہو تب ابوبکر نی عرض کی کہ یا رسول اللہ

وہ شخص ہون کہ اگر تیری محبت مین سخت ترین بلاؤن مین گرفتار ہون اور تمام

تک ونمین پڑا رہون تو بھی میرے نزدیک اس سی بہتر ہی کہ تجھکو چھوڑ کر دنیا کی

قبول کرون میری جان میرا مال میری اہل وعیال لڑکے بالے سب آپ پر قربان

آپ کو چھوڑ کر کہان رہونگا سے کف پا بہر زمینی کہ رسد تو نازنین او بہر

خیال بوسہ ہمہ عمر آن زمین ازلہ یہہ سنکر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ

نی فرمایا کہ اگر تیری زبان موافق تیری دل کی ہی تو بالیقین خدائتعالی تجھکو

میری سمع و بصر کی کریگا اور تجھکو میری ساتھہ وہ نسبت ہوگی جو کہ سر کو جسم
سی اور روح کو بدن سی ہی الخ اس روایت کو دیکھہ کر ہم نہین جانتی کہ پھر
کیون کر شیعونکی زبان سی یہہ بات نکلی گی کہ بلا اجازت پیغمبر خدا صلعم کی ابو بکر
صدیق راہ روک کر کھڑی ہو گئی تہی اسلئی کہ خود امام حسن عسکری علیہ السلام
تصدیق کرتی ہین کہ پیغمبر خدا نی بحکم اور بوحی الٰہی ابو بکر کو اپنی ساتھہ لیا تہا
اور جو کچھہ ابو بکر سے پیغمبر خدا سی کہا اور جو کچھہ حضرت صلعم نی اونکی نسبت فرمایا
اسپر بہی غور کرنی سی معلوم ہوتا ہی کہ ابو بکر صدیق کو پیغمبر خدا صلعم سی کیسی
محبت تہی اور پیغمبر خدا صلعم کو بھی اونپر کیسی شفقت تہی کہ اونکو اپنی سمع و بصر
و جان اور دل سی تشبیہ دیتی تہی جاننا چاہیی کہ اس حدیث کو جب تفسیر
امام حسن عسکری علیہ السلام سی نکال کر مولوی حیدر علی صاحب نے جواب مین
سبحان علیخان کی لکہا تہا تو خانصاحب کی ہوش و حواس جاتی رہی اور مضطر
ہوئی اور حقیقت مین ہوش و حواس جانیکا مقام تہا اسلئی کہ جب امام کے قول
سی حضرت ابو بکر صدیق کا بوحی الٰہی حضرت صلعم کی ساتہہ ہجرت کرنا اور پیغمبر خدا صلعم
کا ابو بکر صدیق کو سمع و بصر سی تشبیہ دینا ثابت ہوا تو پھر بطلان عقاید امامیہ
مین کونسا شبہہ باقی رہا اور منشی سبحان علیخانصاحب نی اس روایت کو
دیکھکر جو خط مولوی نور الدین صاحب حسینی شہید ثالث کی نور العین کے نام لکہا تہا
اور رسالہ المکاتیب فی رویۃ الثعالیب والغرابیب مطبوعہ سنہ ۱۲۹۰ ہجری
صفحہ ۱۸۹ مین بلفظہ نقل ہی قابل ملاحظہ کی ہی ہم بہی شائقین کے دیکھنی
کی واسطی اوس عبارت کو بلفظہ نقل کرتی ہین وہو ہذہ لکن اشکال ہمین ست

کہ ناصبی احادیث طریقۂ امامیہ را التقاط کردہ بافعل ہیچ جز وازکتاب

ابرام بصارت العین یا چہ نام دارد فرستادہ دران حدیث مبسوط از تفسیر

بہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام قصۂ ہجرت در مدح ابی بکر نقل کردہ

اگر تالیفش و تالیف بندہ بدست کسی از متمذہبین بمذہبی غیر اسلام افتد

واحسرتاہ و وا اسفاہ یعنی معاذ اللہ حکم تعگارضا و قسا قطاکند مدبر عیار

جلّت قدرتہ زمان ظہور صاحب الامر والزمان زود برساند تا این خبر

ازمیان برخیزد غرضکہ منشی صاحب ہزار واحسرتاہ و وا ویلاہ مچا دین

ہر چند امام صاحب الامر کی ظہور کی دعا کرین مگر امام حسن عسکریؑ کی تکذیب

نہین کرسکتی اور جو فضائل ابوبکر صدّیق کی امام کی قول سی ثابت ہوئی

باطل نہین کرسکتی ہے بھائیو ذرا سوچو کہ جب امام صاحبؑ یہہ فرمادین

بوحی الٰہی ابو بکر کو پیغمبر خدا ص نی اپنی ہمراہ لیا اور پھر ملا نور اللہ شوستری

وغیرہ معاندین یہہ کہین کہ ابوبکر راہ روک کر کھڑی ہو گئی تہی تو آپ ہم

کی قول کی تصدیق کرین یا ملا نور اللہ شوستری کی بات سنین حقیقت یہ

کہ ملا نور اللہ شوستری نی ظاہر مین تو دعوی محبت ائمہؑ کا کیا لیکن باطن

اونکو جہوٹہا بنایا اور تشیع کی پردہ مین ایمان اور اسلام کو داغ لگایا

دامن فشان گذشت وادا بہانہ ساخت ✽ خاکم بباد داد و صبا را بہانہ ساخت

یقول المتمسّک بولایۃ علی ابن ابیطالب علیہ السلام

اسمقام پر وہی مثل صادق ہی کہ دروغ گویم بر روی تو آپ نی جواب

الواقعہ اض پر آیت نام رکہا اور فرمایا کہ چند باتین اس اعتراض کی ابطال

لکھتی ہین اب فرماتی ہین کہ جو کچھہ لکھا بہ تسلیم روایات شیعہ لکھا اگر شیعونکی روایات
تسلیم ہی کی تو بطلان کسکا کیا شیعون کا کلام اسمقام پر اسی قدر تھا کہ مخاطب
نی اثبات فضیلت اُولی مین دو دعوی کئی ایک تو یہ کہ جناب رسولخدا نے بحکم خدا
ابوبکر کو ساتھہ لیلیا شیعون نی لکھا کہ لانسلّم کیون نہین جائز ہی کہ بلا حکم خدا و رسولؐ
ساتھہ آئی ہون جیسا کہ شیعہ روایت کرتی ہین کہ باوجود منع رسولخداؐ کی ابوبکر
گھر سی نکلی اور اثنای راہ مین ملاقات ہوئی تب حکم خدا بخوف افشای راز کی بسبب
قتل پیغمبرؐ ہوتا اونکی ساتھہ لینی کا ہوا دوسرا دعوی مخاطب کا یہہ تھا کہ جو شخص
پیغمبرؐ کی ساتھہ بحکم خدا جاوی وہ ضرور ہی کہ پکّا مسلمان اور سچّا ایمان والا ہو اس
دعوی پر بھی شیعہ لانسلّم کہتی ہین اور کہتی ہین کہ کیون نہین جائز ہی کہ ایک منافق
مثل ایک کافر کی جو دلیل رسول اللہ تھا ساتھہ ہووی آپنے اپنی دونو دعوون سے
ابتک کسیکا اثبات نکیا بلکہ ایک امر آخر کی ابطال پر چار دلیلین بیہودہ اور لچر بیان
کین یعنی ابوبکر کا بقصد قتل آنحضرتؐ کی گھر سی نکلنا باطل ہی حالانکہ ہرگز شیعون
نی قصد ابوبکر سی بحث ہی نہین کی تھی کہ بقصد قتل نکلی تھی یا بقصد طلب دنیا
نکلی تھی یا بقصد ہگنی کی نکلی تھی یا موتنی کی نکلی تھی بہر کیف اس قول خارج از بحث
کو اگر ہم باطل ہی سمجھین تو اس سی اثبات آپکی دونو دعوون کا نہین ہوتا کچھہ
سمجھہ مین نہین آتا کہ آپ کس تخبط مین گرفتار ہین **قوله** تفسیر خلاصۃ المنہج مین
تحریر فرمائی ہین **اقول** البتہ یہہ عبارت دلیل فقط آپکی بعض دعوی اول ہو سکتی
ہی بدو شرط ایک تصحیح نقل دوسری اعتبار روایت نہ آپکی دعوی ثانی پر اور اثبات
فضیلت ابوبکر موقوف ہی پر اثبات دونو دعوون کی ہی نہ ایک پر کما مر تعیّن

اولاً کلام تصحیح نقل مین ہی پس ہمکو شرم آتی ہی کہ حضرت مخاطب کی تکذیب
کہانتک کرین جو عبارتین آپ خلاصۃ المنہج سی نقل کرتی ہین ہم اوس سے مقابلہ
نہین باقی معلوم نہین کہ یہہ کذب عمداً ہی یا کسی تفسیر اہلسنت کو آپ خلاصۃ المنہج
سمجھتے ہین ہم تو آپ کی خدمت مین بپاس ادب کچھہ گستاخی نکرینگی مگر شیعہ ان
مشاق تولا اقل فوراً لعنۃ اللہ علی الکاذبین زبان پر جاری کرینگی بہر کیف عبارت
مفسر مذکور کی نسخہ مطبوعہ سنہ ۱۲۸۳ھ چھاپہ طہران مین جو ہر جگہ موجود ہی یہ ہی
(در شہر مکہ امیر المومنین را در جائی خود خوابانید و خود برفاقت ابوبکر بیرون آمد
در ہمان شب بدان غار متوجہ شد انتہی پس اس عبارت مین نہ کہین وحی الٰہی کا ذکر
نہ کہین مرضئ رسالت پناہی کا ذکر ہی جسکی آپ مدعی ہین اور نہ کہین از خانہ ابوبکر
برفاقت آ کا لفظ ہی آپ نی برفاقت ابوبکر کو از خانہ ابوبکر بنایا اور اوس
ابتدائی رفاقت نکالا اور وحی الٰہی اور مرضئ رسالت پناہی کا اوپری حاشیہ
چڑھایا ان حیلہ سازیون اور روباہ بازیون سے کچھہ کام نہین نکلتا ہی اس عبارت
مین اوپر ذکر شہر مکہ موجود ہی کما نقلنا اوس سے صاف ظاہر ہی کہ ذکر شہر
سی نکلنے کا ہی یعنی جسوقت حضرت شہر مکہ سی نکلی اوسوقت ابوبکر ساتھہ تھی
لیکن یہہ ساتھہ ہونا ابتدا سی تھا یا بعد خروج از خانہ تھا اور وحی الٰہی اور
رسالت پناہی بھی بخوشئ خاطر تھی یا بمجبوری یا باقتضائی مصلحت وقت یا
ملاقات تھی اس عبارت کو کسیطرح سے اسپر دلالت نہین ہی پس مخالفت مولانا
شوستری کی قول سی آپکا خیال خام ہی الحمد للہ کہ مولانائی شوستری اور صاحب
خلاصۃ المنہج دونو سچے اور آپ ہی جھوٹھے نکلے (ثانیاً) گفتگو و اعتبار روایت

مین ہی پس بفرض وتسلیم اسکی اگر کسی نسخہ مین کسی خدا نا ترس سنی نی عبارت کو
تصحیف کیا ہوا اور جسطرح آپ ناقل ہین اوسی طرح عبارت ہو تو یہہ روایت
شیعون کی نزدیک قابل اعتبار نہین ہی بچند وجہ ایک احتمال تصحیف کہ نسخہ
معتبرہ کی خلاف ہی دوسرے سباق وسیاق اوپر عدم اعتبار کی دلالت کرتا ہی
مین داخل ہونا اسکا تحت قولہ نقل ہست کہ در سال نہم از ہجرت الخ اور ما بعد اسکے
روایات مفسرین اہل سنت کا مثل مجاہد وقتادہ کی ذکر ہونا دلالت کرتا ہی اسپر
کہ یہہ روایات بطور اہلسنت کے ہین تیسرے مخالف ہونا اس روایت کا روایات
مقبولہ شیعہ سی جیسا کہ خود مخاطب رسالہ حسینیہ ور ذوالفقار اور مجالس سی نقل
کیا ہی جو روایت مخالف روایات مقبولۂ شیعہ ہو شیعہ اوسکو کب معتبر کہین گے
اور اون روایتین سنیون کی کتب عامہ مین موجود ہین کہ بسبب مخالفت خاصہ
اور موافقت عامہ کی محمول بر تقیہ ہین پس مخاطب کو واجب ہی کہ پہلے مقبولیت
روایت ثابت کری تب اوس سی استدلال کری و دونہ خرط القتاد **قولہ** تفسیر
امام حسن عسکری علیہ السلام مین لکھا ہی **اقول** قبل اسکی کہ اس حدیث مین سنداً
ومتناً ودلالةً بحث وفحص کیجاوی ہم جواب مین یہہ عرض کرتی ہین کہ علی التنزل
اگر ہم فرض بھی کر لین کہ حدیث صحیح ہی اور مضمون بھی اسکا یہی ہی کہ حضرت ابی بکر
کو خدا ساتھ لیگئی تو اس سی آپکا دعوی فضیلت ابوبکر نہ ثابت ہوگا اسلئی کہ مکر
اور سازش ہوا کیون نہین جائز ہی کہ حکم خدا المصلحۃ ایک منافق کی بھی ساتھ لیجانیکا
ہوا ہو جیسی کہ ایک کافر جو دلیل رسول اللہ صلعم تھا وقت ہجرت ہمراہ تھا کما مر
اور اب اولاً جواب مین ہم کہتی ہین کہ جو تفسیر منسوب بامام حسن عسکری علیہ السلام ہی

گو اکثر رواتِ احادیث اوسکی عند الشیعہ ممدوح ہوں مگر اون احادیث کو ہم قطعی الصدور نہیں جانتے اور جب احادیث کتبِ اربعہ کو کہ دار و مدار مذہبِ شیعہ اوسی پر ہی سوای متواترات کی شیعہ قطعی الصدور نہیں جانتے فما ظنک بغیرہا من الکتب اور حال شیعونکا اس بارہ مین مثل حضراتِ اہلسنت کی نہیں ہی کہ احادیث صحیحین کو قطعی الصدور سمجھتے ہین اور دعوی اجماع امت اوپر صحت صحیحین کے کرتے ہین چنانچہ شارح نووی شرح صحیح مسلم مین صفحہ ۵ کتاب مطبوع مین فرماتے ہین (اتفق العلماء رحمۃ اللہ تعالی علیہم علی ان اصح الکتب بعد القرآن العزیز الصحیحان المسلم والبخاری) انتہی یہانتک کہ علمائی اہلسنت اسکا اقرار کرتے ہین کہ اگر کوئی سنّی طلاق زوجہ کو معلق بصحت ما فی الصحیحین کری تو طلاق واقع ہو جائیگا اور شیعہ جب اپنی کتب کی نسبت ایسا اعتقاد نہین رکھتے پس جو احادیث مقبول اور معمول بہا اپنی اصحاب کی نہین ہین اونکو ماوّل یا محمول علی التقیہ یا مطروح جانتے ہین پس یہہ روایت بھی جو آپنی تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام سی لکھی ہی اگر فرض کیا جاوی کہ اسکا وہی مطلب ہی جو آپ سمجھی ہین تو چونکہ روایات مقبولۂ علما کی خلاف ہی ضرور ہی کہ مطروح ہوئی تسلیماً اولاً مقبولیت روایت ثابت کیجیی بعد اوسکی معرض استدلال مین لائیی و دونہ خرط القتاد ثانیاً اس روایت کی اول اور آخر اور وسط کو خلاف مقصود اپنا پاکر ناقل نی حذف و اسقاط کیا اور فقرات بی سر و پا کا التقاط کیا ورنہ کل روایت نص صریح ہی اوپر نفاق بکری کی گویا لا تقربوا الصلوۃ لی لیا اور انتم سکاری چہوڑ دیا مثل آپکی ہر کافر جاحد کہہ سکتا ہی کہ خدا نی قرآن مین خمر او میسر کی تعریف کی ہی

اور

اور فرمایا ہی کہ اوسمین منافع للناس ہی باقی رہا ابتدا مین جو فیہما اثم کبیر
ہی اور بعد اسکی جو اثمہما اکبر من نفعہما ہی تو یہ مسلمانونکی موافق مطلب
ہی اسکو منکرین اسلام مسلم نہین کہتی ہیں جو کچہہ اہل سنت جواب کفار مین کہینگی
وہی شیعونکی طرف سی جواب حذف فقرات دال علی النفاق کا ہوگا ثالثاً
زعم باطل حضرت مخاطب ہین ان فقرات ملتقطہ سی کوئی فقرہ اونکی دعوای
کی دلیل پر صریح تر اس فقرہ سی نہین ہوگا کہ امرك ان تستصحب ابابکر
یعنی حضرت جبرئیل ع نی کہا کہ ای پیغمبر ص حکم کیا ہی خدانی تمکو کہ ساتہہ لو ابوبکر کو
لیکن ہم نہین سمجہتی ہین کہ اس فقرہ مین کون لفظ اسپر دلالت کرتا ہی کہ حکم
ساتہہ لینی کا برضامندی خدا اور رسول ص تہا اور شیعونکو اسی قسم کی ساتہہ
لینی سی انکار ہی چنانچہ خود آپ نی تقریر شیعہ مین بیان کیا ہی کہ جناب پیغمبر
نی اپنی خوشی سی اونکو ہمراہ لیا ہی انتہی ورنہ مطلق بحکم خدا ہمراہ لینی کا شیعہ
انکار نہین کرتی بلکہ صاحب حسینیہ خود اسکی تصریح کرتی ہین کہ حضرت جبرئیل ع
نازل ہوئی اور فرمایا کہ ابوبکر کو ساتہہ لو کلام اسمین ہی کہ آیا یہہ حکم ابتدائی تہا
جسکو آپ اوپر خوشنودی اور رضامندی خدا اور رسول ص کی دلیل ٹہراتی ہین
تو خالی از فیہ ما فیہ نہین ہی بالکل اسلئی کہ یہہ دلیل رضا از حکم ہی نہ دلیل رضا از حکم
جیسا کہ ہمنی منع کبری مین کہا ہی کہ کیون نہین جائز ہی کہ کسی منافق کو اور کسی
کافر کو کہ دلیل رسول اللہ ص الغرض و مصلحۃ بخوشی خود و خدا پیغمبر خدا نی ساتہہ لیا ہو کہ امر
یا حکم غیر ابتدائی بضرورت مصلحت وقت بکمال نارضامندی تہا شیعہ کہتی ہین
کیون نہین جائز ہی کہ ابتداءً فقط حکم خدا آنحضرت ص کو تنہا بغیر اسکی کہ کسی

دوست و دشمن کو ہو ہجرت کرنیکا ہوا ہوا اور اسی وجہ سے آنحضرتؐ نے صحابؓ
کو گھر سے نکلنے سے منع فرمایا ہو لیکن ابوبکر کسی غرض سے برخلاف حکم خدا و رسولؐ
گھر سے باہر نکلے ہیں جب وے حضرتؐ گھر سے نکلے اور ملاقات ابوبکر سے ہوئی تو متحیر ہوگئے کہ اگر ایک شخص کو ایسی
خبر از کار پوشیدہ بہم پہنچی تب حضرت جبرئیلؑ بحکم ربّ جلیل نازل ہوئی اور
فرمایا کہ قریش عنقریب بقصد قتل آپکی آیا چاہتے ہین پس خداوند تعالے فرماتا ہی
کہ علیؑ کو اپنی فرش خواب پر سلاؤ تا کفار جانین کہ ابہی آپؐ سوتی ہین ورنہ
فوراً تعاقب کرینگی اور نوبت آپکی گرفتار ہوجانیکی آویگی اور یہہ بہی فرمایا
کہ ابوبکر کو اپنی ساتہہ لو اسلیے کہ اگر اسکو چہوڑ جاؤگی تو یہہ کفار کو خواہ بطمع
دنیا خواہ بخوف جان خواہ بخوف کہنہ فعال امثال ابن ربیعہ آپکی طرف دلالت
کریگا اور موجب آپکی قتل کا ہوگا اور بسبب اسکی کہ آنحضرتؐ نی زجر و توبیخ
ابوبکر کی بہی احتمال اسکا تہا کہ شکستہ خاطر ہی فرمان برداری سی سرتابی کرے
یا کفار سی جا ملی لہذا تالیفاً جیسا کہ جمیع مؤلفۃ القلوب کی ساتہہ کیا جاتا تہا
یہہ بہی حکم ہوا کہ فانہ ان آنسک وساعدک ووازرک وثبت علی تعاہدک
وتعاقدک کان فی الجنۃ من رفقائک وفی غرفاتہا من خلصائک یعنی
اگر ابوبکر اس سفر مین تمہارا ساتہہ دیگا اور موانست اور مساعدت اور موازرت
تمہاری ساتہہ کریگا اور بعد اسکی عہد و پیمان اپنی پر باقی رہ جائیگا اور عقد بیعت
یانی کو نتوڑیگا تو درجات بہشت مین تمہاری رفقا سی اور غرفات جنت
مین تمہاری خلصا سی ہوگا اور یہہ ایک قضیہ شرطیہ ہی جسمین دلالت ہوا ہی
و بر انتفای مشروط کی بسبب انتفای شرط کی اور شیعہ جب خلیفہ صاحب کی

ایمان ہی کو نہین مانتی تو وفا بشروط ایمانی کو کب مانیگی واذا فات الشرط فات المشروط آور اول عہد شکنی اور غیر موانست اونسی اوسی مقام غار مین عمل مین آئی کہ مظہر قلق و اضطراب ہوئی اور معلوم نہین کہ کس غرض سی رونا بیٹھنا شروع کیا موانست ایکطرف موجب وحشت خاطر عاطر ہوئی یہانتک کہ آنحضرت صلعم کو خود ہی سمجھانا پڑا باقی اسکی جواب مین جو ابوبکر نی اظہار مضمون اخلاص جنانی کا کیا پس کل منافقین بسا اوقات ایسا ہی کرتی تہی بلکہ حضرت ابوبکر نی تو کوئی قسم بہی نہین کھائی اور لوگ تو قسمین کھا کھا کر ایسی باتونکا اظہار کرتی تہی یحلفون لکم لترضوا عنہم فان ترضوا عنہم فان اللہ لا یرضی عن القوم الفاسقین **قولہ** زبان سی یہہ بات کیونکر نکلی گی کہ بلا اجازت پیغمبر خدا کی ابوبکر راہ روک کر **اقول** راہ روکنی کا مضمون تو آپکا تراشیدہ ہی مگر گہر سی نکل کر ملاقات ہونی کی نفی عبارت حدیث کی کسی لفظ سی نہین نکلتی **قولہ** خود امام حسن عسکری تصدیق کرتی ہین **اقول** شیعہ بہی اسکی تصدیق کرتی ہین کہ رسولخدا صلعم نی ابوبکر کو بحکم الہی بگفتۂ جبرئیل ع ساتہہ لیا چنانچہ صاحب حسنیہ تصریح کرتی ہین کہ جبرئیل ع نازل ہوئی اور کہا کہ ابوبکر کو ساتہہ لو ورنہ کفار کو دلالت کریگا **قولہ** اور جو کچہہ ابوبکر نی پیغمبر خدا صلعم سی کہا **اقول** منافقین قسمین کہا کہا کر اس سی بہی بڑہ بڑہ کر کہا کرتی تہی لیکن دل ساتہہ زبان کی موافق نتہا یقولون بافواھھم ما لیس فی قلوبھم اسی سبب سی جناب رسولخدا صلعم نی تصدیق تصدیق نکی اور فرمایا ان طلع اللہ علی قلبک و وجد ما فیہ موافقا لما جری علی لسانک یعنی اگر خدا تیری راست گفتاری پر مطلع ہوگا ان اطلع کی شرط آ

غور کرنا چاہیی کہ خود مصدقِ صدیق نہ ہوئی بلکہ اونکی تصدیق کو حوالۂ علم خدا کیا اس کلام سی صاف صاف سمجھہ لیا گیا کہ مقصود آنحضرت کا یہہ ہی کہ مین نہین جانتا کہ تو سچا ہی کہ جھوٹھا ہی لیکن اگر خدا تجھکو سچا جانیگا تو تجھکو یہہ رتبہ دیگا **قولہ** اپنی سمع و بصر اور جان و دل سی تشبیہ دیتی تہی ۱ھ

اقول آپنی تشبیہ دینا سمع و بصر سی تو دیکھہ لیا اور سُن لیا مگر قیود اور شروط پر کچھہ نظر نہ کی ادراک مفاد اوسکی سی آنکھون اور کانون پر پردے کیون پڑ گئی بالجملہ قیود و شروط سی ہی وفا بعہد و پیمان ایمان اور نکث نکرنا اور تغییر نکرنا اور تبدل نکرنا اور حسد نکرنا اور حضرت ابوبکر کا عامل قیود و شروط ہونا اہل سنت کی نزدیک غیر مسلم ہی بلکہ اگر خود جناب رسولخدا صلعم کو ابوبکر کیطرف سی اطمینان ہوتا تو وہ حضرت ہرگز بمنزلہ سمع و بصر ہونیکو موقوف ان شرطون پر نفرماتی بلکہ جسطرح سی جناب امیر علیہ السلام کو بغیر کسی شرط کی اپنا سمع و بصر و جان و دل فرما دیا لقولہ تعالی اِنَّ الَّذِی ہُو مِنِّی کَذٰلِکَ یعنی مثل علی کے کہ وہ بنسبت میرے ایسی ہی ہین یعنی بمنزلہ سمع و بصر و جان و دل ہین وعلے فوق ذلک بلکہ اس سی بہی بڑھکر ہین اوسیطرح ابوبکر کو بہی فرما دیتی اور کسی شرط پر موقوف نکرتی لیکن جب ایسا نکیا بلکہ تین سطر کی عبارت مین تین ہی مرتبہ حروف شرط لائی پہلی تو اِنْ آمنکَ اور اوسکی تحت مین چند قیدین ذکر کین دوسری اِنْ اطلع اللہ علی قلبک اور اوسکی تحت مین شرط موافقت لسان باجنان ذکر فرمائی تیسری مَنْ عاہد اللہ اور اوسکی تحت مین عدم نکث عہد اور عدم تغییر اور عدم تبدل اور عدم حسد کو ذکر فرمایا تو اس سی صاف سمجھا جاتا ہی کہ ابوبکر

وعامل ان شروط کا نہ جانتی تھی اور ہرگز اون پر اطمینان نہ تھا کہ ان شروط
پر عامل ہونگی بلکہ حدیث ترحم شہدآء احد مین تو تصریح اوپر عدم اطمینان کے
بالخصوص بہ نسبت حضرت ابی بکر کی کردی ہی جیسا کہ فرمایا ہی لا ادری ما
تحدثون بعدی کما مر عن جذب القلوب پس حضرت صدیق اگر بصدق
نیت موصوف اور نفاق سی بری ہوتی تو حضرت نہ اپنی بی اطمینانی نہی
فرماتی نہ انکی حسن مآل مین قیود اور شروط لگاتی الغرض جو تقریر آپ نی ادا
بکی ابتدائی کے کاریگر مولوی حیدر علی صاحب منتہی الکلام نی فضیلت ابوبکر
کاٹ چہانٹ کر مثل نری استر کی خوشنما بنائی وہ اونکی قد و قامت زیبا با
راست نا آئی آلات اور ادوات شرط کا ہرگز کچھہ خیال و لحاظ ہی نہین فرمایا
نہ سمجھی کہ یہہ فرمانا جناب رسولخدا ص کا بعینہ ویسا ہی کہ حضرت موسیٰ نی
فرعون سی کہا تھا کہ اگر تو ایمان لاویگا تو یہہ سلطنت تیری ابد الآباد رہیگی
اور یہہ مدارج دنیا اور آخرت مین تجھی ملین گی اور جناب سید الشہدا ع
علیہ وعلی آبائہ وابنائہ آلاف التحیۃ والثنا نی عمر سعد لعین سی فرمایا تھا
کہ اگر تو مجھی قتل نکریگا اور میری مساعدت کریگا تو دنیا اور آخرت مین تجھی
یہہ درجات ملین گی لیکن جب اون اشقیا نی اون شرطون پر عمل نکیا تو مستحق
اون درجات کی بھی نہین ہوئی فرق اسیقدر ہی کہ اون اشقیا نی ظاہر
سرتابی کی اور منافقین نی لسانا اقرار کیا اور جنانا انکار اسی سبب سے جناب
رسولخدا ص نی ان اطلع اللہ علی قلبک ووجد ما فیہ موافقا لما جری
علی لسانک فرمایا اور بعد اسکی شروط لم ینکث ولم یغیر ولم یبدل

ولم یحسد کی لگایا اگر یہہ شرطین بجالاتی تو بیشک وہی مرتبہ پاتی جو حضرت
نی فرمایا لکن اذا فات الشرط فات المشروط اور نکث عہود خلیفہ صاحب
سی بمرات وکرات عمل مین آئی چنانچہ ابتداؔ اوسی وقت مقام غار مین
باظہار قلق واضطرار ایذادہ رسول کردگار ہوئی اور اگر خدا چشم وگوش
کفار پر پردہ نہ ڈالتا اور بلا تکیہ حافظ نہوتی تو خلیفہ صاحب نی کشف اسرار
مین اپنی روتی بیٹہنی سی کوتاہی نہین کی تہی پھر نکث بیعت عدم فرار احد
مین خیبر مین حنین مین کی پھر نکث بیعت غدیری جسمین حضرات نے بخ بخ
کہا تہا بروز سقیفہ عمل مین لائی اور حکم خدا ورسول مین بخواہش دنیای فانی
تغیر کیا اور خلیفۂ حقکو ساتہہ خلیفۂ باطل کی بدل دیا اور جناب امیر علیہ السلام
سی حسد کیا جیسا کہ آخر فقرۂ حدیث مین جو آپنی ملتقط کیا ہی آپ خود ہی
ناقل ہین ولم یحسد من قد اباہ اللہ بالتفضیل یعنی نہ حسد کری
اوس شخص کا کہ خداوند تعالیٰ نی جسکی فضل کو ظاہر کیا ہی آیات قرآنی مین
مثل آیۂ انما ولیکم اللہ اور آیۂ مباہلہ اور آیۂ تطہیر اور آیۂ قربی اور مثل
اسکی بہت سی آیات مین **قولہ** مولوی حیدر علیصاحب نی جواب مین
سبحان علیخانصاحب کی لکہا تو خانصاحب کی ہوش وحواس جاتی رہے
اقول ناقل اسکی حضرت مخاطب کاذب عن کاذب ہین شیعہ اسکو نہین مانتی بلکہ
محض کذب وافترا جانتی ہین وکیف لا حالانکہ ادنای شیعہ کی تہوڑی توجہ تی
فیض آبادی کی سچی بنائی جوڑی کی ٹانگی توڑی اور جانب روی فرسودگان
انشال کہنہ ابن ربیعہ کی موڑی فرجع بخفی حنین ہمتوارثا عن الکاذبین الغادرین

فانی صحیح المسلم الغرض تسلیم ایسی روایتونکی باعث ہوش وحواس جاتی ہوا خواہان
خلیفہ صاحب ہے کہ مثبت نفاق ہی نہ ہوش وحواس شیعیان کہ اونکی عقیدہ
سی اسکو عین وفاق ہی **قولہ** اور حقیقت مین ہوش وحواس جانی کا
مقام **اقول** حقیقت مین مقام ہوش وحواس جانیکا یہ ہی کہ ایسا مدعی تبحر
اور مدعی فہم وفراست ایسی حدیث کو جو سراسر اونکی نفاق صدیقی کے دلالت
کرتی ہی سند فضیلت اونکی ٹہراوی اور قیود اور شروط کلام سی بالکلیہ
چشم پوشی کر کی کلام ناقص کو معرض استدلال مین لاوی یہ بات ایسی ہی
ہی کہ عقول عقلا کو وادئی تحیر مین پہنچتی ہی اسلئی کہ اس حدیث مین کوئی
لفظ خلاف دعوای شیعہ نہین ہی بلکہ نفاق بکری کا حسب دعوائی شیعہ
ثبوت ہی کما مرّ **قولہ** امام کی قول سی حضرت ابو بکر صدیق کا بوحی
الٰہی حضرتؐ کی ساتھہ ہجرت کرنا **اقول** شیعہ بہی یہی کہتی ہین کہ بفرمودۂ
جبرئیل بحکم رب جلیل ابو بکر کو بحال ناراضامندی حضرتؐ نی ساتھہ لیا اور
اس حدیث کا کوئی لفظ اوپر خوشی ورضامندی ساتھہ لینی کی نہین دلالت
کرتا کما مرّ **قولہ** ابو بکر صدیق کو سمع وبصر سی تشبیہ دینا **اقول** قدمرّ
انہ کان مشروطاً بشروط واذا فات الشرط فات المشروط **قولہ** پہر بطلان
عقائد امامیہ مین کونسا شبہہ رہا **اقول** عین عقیدۂ امامیہ کو مبطل
عقیدۂ امامیہ سمجہنا نہایت مرتبہ کی دانشمندی ہی **قولہ** رسالۃ المکاتیب
فی رویۃ الثعالیب والغرابیب **اقول** آپ کن لوگونکی روباہ بازی مین
پڑی ہین اور کس غراب البین نی آپکو حیران وادئی غربت اور سرگردان

بوادئ ضلالت کیا ہی رسالہ مکاتیب کہ درحقیقت اکاذیب الثعالب
ہی ظاہر ا مصنف اوسکا وہی کاریگر اینتاڑئی کا یا کوئی اتباع اوسکی سے ہے
کہ جسکی غرابت طریقہ علمی سے بتحقیق غرابی لفظ غرابیب سے ظاہر ہی کہ بظاہر
جمع غراب سمجھا ہی و ہذا منہ عجاب اسلئے غرابیب صفت سود ہی جیسا کہ
کلام خدا مین غرابیب سود ہی افسوس کہ دعواہای لسانی تو حفظ قرآنی اور
قرآن دانی کی ہین اور جو لفظین کہ کلام اللہ مین موجود ہین اوسکی معنے
لفظی بھی نہین سمجھی معنے مقصود کیا سمجھین گے الفاظ قرآنی مثل طوطی مینی
کی از بر کر لئے معنون سے کچھ واسطہ نہین جو احادیث مسلم اور بخاری مین
ہی کہ بہت لوگونکی کلام اللہ سونے مین ہیگا اور گلیسی بچی نہ اوترے گا مصداق ان
اوسکی اہلسنت ہین جو غرابیب سود کے معنی سیاہ کوے کے سمجھتے ہین حالانکہ
معنی غرابیب سود کی صفت سیاہ کی ہین اسمقام پر وہی مثل ٹھیک ہی کہ
سیانی کوے گوہ کھاتی ہین بالجملہ ایسے جہالت شعارونکی تصدیق بحرا کی
امثال کی کون کرسکتا ہی اور دیونکر عقل باور کری کہ جس حدیث مین از تا سر
شواہد نفاق ابوبکری بھری ہوئی ہین اوسکو کوئی شیعہ محمول برحب ابوبکر پر کیسے
کری محبان ابوبکر ایسا کرسکتے ہین لان حب الشئی یعمی ویصم وعلے
التنزل عبارت از اقعار ضنا قساقطا دلالت کرتی ہی اور پر تساوی سوال و
جواب کی تاہم بحمد اللہ شیعہ ہی در رہی لان الجرح مقدم علی التعدیل کما ثبت
فی الاصول **قولہ** امام حسن عسکری کی تکذیب نہین کرسکتی **اقول** شیعہ
کلام امام ع کی تصدیق کرتی ہین کما مر اور مکذب کو کافر جانتی ہین آری تکذیب

وہ لوگ کرتی ہین جو اون رذائل کذب کو کہ قول امام سی ثابت ہوئی ہین تبدیل بفضائل کرتی ہین **قولہ** ای بھائیو ذرا سوچو **اقول** ای سنیو نکی بھائیو ذرا سوچو کہ امام صاحب تو نفاق ابو بکر ثابت کرین اور حیدر علی غتری وغیرہ معاندین اہلبیتؑ یہہ کہین کہ ابو بکر کے فضائل بیان کرتی ہین تو اب ہم امام کے قول کی تصدیق کرین یا اوس غتری کی بات کو سنین حقیقت تو یہہ ہی کہ جیسا حیدر علی نی ظاہر ہین تو دعوائی استدلال بقول ائمہؑ کیا لیکن باطن مین اونکو جھوٹھا بنایا اور تسنن کی پردہ مین اپنی ایمان اور اسلام کو داغ لگایا ہی سے

دامن فشان گذشتے و ادا را بہانہ ساخت × خاکش بباد داد و صبا را بہانہ ساخت

قال المخاطب العمقام هداه الله سبل السلام

اس تفسیر کی روایت سنی ہی اگر سیری نہو وی اور فارسی اردو پڑھنی والی کو اس تفسیر کا ملنا دشوار ہو تو ایسی کتاب کی روایت سنین جو ہر جگہ مل سکتی ہی اور جسکا مؤلف بڑا غالی شیعی مشہور ہی اوسیکو دیکھکر ذرا عبرت پکڑین کہ پیغمبر کی یار غار کی صدیقیت باوجود ایسی تعصب و عناد کی انہین کی مجتہدین و علما کی اقرار سی ثابت ہوتی ہی اور اونکی بغض کی بیماری کی دوا اونہین کی نسخون سی نکل آتی ہی اب پرہیز سی دوا نکرین اور اپنا ہلاک ہونا چاہین تو اختیار ہی اب اوس روایت کو سننا چاہئی جو حملۂ حیدریہ مین مذکور ہی **نظم**

چنین گفت راوی کہ سالار دین	چو سالم بحفظ جہان آفرین
ز نزدیک آن قوم بی مکر رفت	بسوی سرای ابو بکر رفت
ز بہر ہجرت او نیز آمادہ بود	کہ سابق رسولش خبر دادہ بود

نبی بر در خانه اش چون رسید
ز خانه برون رفت و همراه شد
به سر بچه راه رفتن گرفت
قدوم فلک سای مجروح گشت
که در کس چنان قوت آمد پدید
چو گردید پیدا نشان سحر
گرفتند در جوف آن غار جای
قبا را بدرید و آن رخنه چید
بران رخنه مانده آن یار غار
که دور از خرد مینماید نسے
در آمد رسول خدا هم بغار

بگوشش ندای سفر در کشید
گرفتند پس راه بسوی به پیش
پی خود ز دشمن نهفتن گرفت
ابو بکر انگه بدوشش گرفت
که بار نبوت تواند کشید
بدیدند غاری در آن تیره شب
ولی پیش بنهاد ابو بکر پای
بدین گونه تا شد تمام آن قبا
کف پای خود را نمود استوار
نیامد چنین کار از غیر او
نشستند یکجا بهم هر دو یار

چو بو بکر زان حال آگاه شد
نبی کند نعلین از پای خویش
چو رفتند چندی به امان در نشست
ولی زین حدیث جای نگفت
برفتند القصه چندی دگر
که خوانندی عرب غار ثورش لقب
بهر جا که سوراخ یا رخنه دید
یکی رخنه نگرفته ماند از قضا
نیامد جز او این تشکر از کسے
بدینسان چو پیرده ختنه از رفت رو
اس روایت سے ثابت

ہوتا ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم خود ابو بکر کی گھر گئے اور اونکو ہمراہ لیا اور جو کچھہ ابو بکر صدیق نی خدمتیں کین یعنی پیغمبر خدا کو دوش پر چڑھانا اور غار مین اول جانا اور اوسکو صاف کرنا اور قبا کو چاک کرکی سوراخونکا بند کرنا اور باقی ماندہ سوراخکو اپنی کف پا سی مسدود کرنا وہ عشق محبت پر دلالت کرتی ہین نہ کہ نفاق و عداوت پر اگر یہہ خدمتین جو ابو بکر صدیق نی شب ہجرت مین کین نفاق کی نشانیان ہین تو معلوم نہین کہ محبت اور عشق کی علامتین کیا ہین یہہ بات [illegible] ہی لائق الٹھنی کے ہی کہ جو بعض شیعون نی دعوے کیا ہی کہ پیغمبر خدا صلی [illegible] سب صحابہ کو منع کیا تہا کہ اپنی گھر سے نہ نکلنا اور ابو بکر

نی خلاف حکم پیغمبرؐ کے کیا وہ بالکل غلط ہی اسلئی کہ خود مورخین اونکی اقرار کرتی ہین
پیغمبر خداؐ نی سب اصحاب کو اول ہی سی روانہ کر دیا تہا اور صرف دو شخصون
کو رکھہ لیا تھا یعنی حضرت علیؑ کو کہ اونکو اپنی جگہہ پر سولایا اور ابو بکر صدیق کو
کہ اونکو اپنی ساتہہ لیا پس کونسا اصحاب باقی رہگیا تہا جسکو پیغمبر خداؐ نی شب
ہجرت مین باہر نکلنی سے منع کیا ہو اور جنکی نسبت یہہ ارشاد کیا ہو کہ نہ امر خدا
شمار ساندم کہ از خانۂ خود ہا بیرون میائید تو چرا مخالفت امر الٰہی کر دی اور یہہ امر
کہ سب اصحاب پہلی سی ہجرت کر گئی تہی اور صرف حضرت علیؑ اور ابو بکر صدیق رہ
گئی تہی باقرار مورخین شیعہ ثابت ہی چنانچہ حملۂ حیدریہ مین لکھا ہی کہ ۔
حبیب خدا چون بدید آن ستم ٭ چنین داد فرمان ز لطف و کرم ٭
کہ اصحاب ہجرت بہ یثرب کنند ٭ نہان یکیک از چشم اعدا روند ٭
نہادند یاران بفرمان قدم ٭ برفتند پنہان بدنبال ہم
بدین گونہ رفتند یاران تمام ٭ علیؑ ماند و بو بکر و خیر الانامؐ
غرضکہ باقرار علماء شیعہ ثابت ہوا کہ پیغمبر خداؐ نی باجازت اور بحکم الٰہی
ابو بکر کو ہمراہ لیا اور ابو بکر نی حق رفاقت اچھی طرح ادا کیا ٭ بقول

المتمسك بولاية علی ابن ابيطالب علیہ السلام

احادیث ائمہ کرام اور اقوال علمائی اعلام سی جب حضرت مخاطب کا کچہہ کام
نہ نکلا اور اپنی دلمین سوچی کہ ہماری لغو بیانی بالکلیہ شیعونکی نزدیک
ثابت ہو جائیگی تو لاچار ہو کر اپنی دعوی کو قول شعرا سی ثابت کرنا شروع
کیا بی خبر اس سی کہ قول علماء کی سامنی قول شعرا کس شمار مین ہی آپ

استدلال کرتی ہین کتاب حملہ حیدری سی کہ ایک کتاب تاریخ ہی اور مصنف
اوسکا نہ شمار علماء مین ہی نہ مجتہدین مین بلکہ مثل فردوسی ایک شاعر شیعی
المذہب ہی اکثر کتب تذکرہ شعرا سی اور بالخصوص کتاب تذکرۃ الامرا
ظاہر ہوتا ہی کہ مصنف حملہ عہد بادشاہ متعصب عالمگیر مین کلید دار قلعہ
گوالیار تہا اور بہائی اونکی صوبہ دار گجرات تہی اوسی زمانہ مین کہ تعصب
بادشاہ وقت سی انتہا کا تقیۃ ہندوستان مین شیعونکی لئی تہا نظم محاربات
جناب امیر علیہ السلام شروع کیا اور کتاب مدارج النبوت وغیرہ تواریخ اہلسنت
کو تقیۃً پیش نظر رکہا اور بحوالہ رواۃ اپنی دامن کو لوث کذب سی بری
کرتی تہی چنانچہ خود کہتی ہین کہ ؎ من از گفت راوی بیان میکنم بہ خوبش
برو گفتہ گر بیش و کم ٭ باینہمہ بشوخ طبعی جہان کہین کچہہ موقع ملجاتا ہی
تو تعریضات بہی کرتی ہین اور بوجہ لطیف روایت کی تضعیف بہی کردیتی ہین
چنانچہ اسی روایت مین دو جگہ تعریض اور تضعیف کی ہی ایک جگہ فرماتی ہین
؎ ولی زین حدیث است جائی شگفت ٭ دوسری جگہہ فرماتی ہین
کہ دور از خرد مینماید بسی ٭ جیسا کہ آپ خود ہی ناقل ہوئی ہین اسی سی سمجہہ لیجئی
کہ یہہ روایت اہلسنت کی مذہب کی ہی اور اگر اپنی مذہب کی روایت جانتی
تو اگر تقویت نکرتی تو لااقل تضعیف بہی نکرتی بلکہ اگر مخالف مجمع علیہ ہوتی تو
مثل آیات قرآنی تاویل کرتی اس سی واضح تر کوئی دلیل اسپر نہوگی کہ یہہ روایت
شیعہ نہین ہی بلکہ تقیۃً روایت سُنیّہ کو نظم کیا ہی اور جب تک وہ بادشاہ
متعصب زندہ تہا تب تلک کی نظم اسی طریقہ پر ہی اور جب وہ اپنی مقر کو

سد ہارا اور بمقتضای جاء الحق وزہق الباطل بہادر شاہ پادشاہ رحمہ اللہ
شیعہ ہوا تو صاحب حملہ بھی ضیق تقیہ سی نکلکر کھل پڑی اور آخر حملہ مین ماجرای
غدیر اور سقیفہ بندی منافقان نی پیر برملا بلا تقیہ بیان فرمایا اور وہان
کہہ دیا ہی سہ زگفتار راوی آل رسول ہمہ نہ از گفت ہر سفلہ بوالفضول
ایسی روایت سنیہ سی جو تواریخ اہلسنت مین موجود ہی استدلال شیعون پر
کرنا نہایت دانشمندی حضرت مخاطب ہی **قولہ** اس روایت سی ثابت
ہوتا ہی **اقول** جو کچہہ اس روایت سی ثابت ہوتا ہی چونکہ روایت سنیہ
ہی معرض اعتبار مین نہین ہی اور جبکہ خود مصنف کتاب اوس روایت کی
تضعیف کرتا ہی تو دوسری لوگ اوسکا اعتبار کیونکر کرسکتی ہین اہلسنت
مین اس روایت کا موجود ہونا اور کتب شیعہ مین نہ پایا جانا ادل دلیل
ہی اوپر اسکی کہ مصنف نی تقیۃً روایت سنیہ کو نظم کیا ہی الغرض غیر جنگا
کا ابوبکر کی گھر جانا اور اونکو ہمراہ لی آنا ہرگز ہماری کتب معتبرہ سی ثابت
نہین ہی بلکہ خلاف اسکا ثابت ہی بلکہ خلاف اسکا کتب معتبرہ اہلسنت سے
بہی ثابت ہی اور چونکہ اس بات ہماری کو جہتال باور نکرینگی او کہین گی
کہ حضرت مخاطب جس بات کا باین شدو مد مدعی ہی اور اوسکو ادل دلایل
ورسر سبد فضائل حضرت ابی بکر سی قرار دیتا ہی کیونکر ہو سکتا ہی کہ اوسکا
خلاف کتب اہلسنت مین پایا جاوی اسلئی ہمکو ضرور ہوا کہ واسطی تسکین خاطر
نابلدان کوچہ تحقیق کی کچہہ پتہ اور نشان بتاوین پس محمد بن جریر طبری اپنی
تاریخ کی جزو ثالث مین علی ما نقل یون روایت کرتی ہین کہ آئی حضرت

ابی بکر نزدیک علیؑ کی پس سوال کیا کہ کہان ہین رسولخداؐ کہا علیؑ نے کہ
گئی طرف غار ثور کی اور کہا علیؑ نی کہ اگر تجھے کچھہ حاجت ہو تو جا پس ابو بکر
باہر آئی اور راہ مین قریب رسولخداؐ پہنچی چنانچہ گوش جناب نبویؐ مین
آواز جرس ابو بکر پہنچی تاریک شب مین پس گمان کیا پیغمبر خداؐ نی کہ کوئی
شخص مشرکو نسی ہی پس جلد چلی اونحضرتؐ نی چلنی مین تا اینکہ بند نعل کا
ٹوٹ گیا پس اونحضرتؐ کو ٹھوکر لگی کہ انگوٹھی سی اونکی خون جاری ہوا بعد
اوسکی ابو بکر سی ملاقات ہوئی انتہی ترجمہ موضع الحاجۃ کیون حضرت اس
روایت سی تعنہ گھر ابو بکر کی جانا ہی ثابت ہی یہ ساتھہ لی آنا ہی ثابت ہوتا ہے
بلکہ اونکی شامت سی پای رسولخداؐ کا فگار ہونا ثابت ہوتا ہی اور اگر حضرت
مخاطب کو اس روایت پر اطمینان نہو یا تاریخ طبری میسر نہ آوی یا کوئی متعصب
اوسکو نامعتبر ٹھہراوی اسلئی ہمکو ضرور ہی کہ ایسی کتاب کا ہم نشان دین کہ
جو کثیر الوجود ہی اور چھپ جانی سی ہر کس و ناکس کے دست فرسود ہی اور جسکی
موثوق اور معتبر ہونی مین کسی کی مجال نہین ہی کہ دم ماری یعنی کتاب ازالۃ الخفا
شاہ ولی اللہ پدر شاہ عبد العزیز صاحب تحفہ کی اوسکی مجلد ثانی صفحہ ۲۶۱
مین ملاحظہ فرمائی کہ لکھتی ہین قال ابن عباس و شری علیؑ نفسہ فلبس
ثوب النبیؐ صلعم ثم نام مکانہ قال ابن عباس و کان المشرکون
یرمون رسول اللہ صلعم فجاء ابو بکرؓ و علیؑ نائم قال و ابو بکر یحسب
انہ رسول اللہ صلعم قال فقال یا نبی اللہ فقال علیؑ ان نبی اللہ
قد انطلق نحو بئر میمون فادرکہ قال فانطلق ابو بکر فدخل معہ الغار

انتہی بلفظہ ملخص یہ ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے اپنی جان کو راہ خدا مین بیچا
یہ اشارہ طرف آیۂ یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ کی کہ مدح جناب
امیر علیہ السلام مین نازل ہوا پس پہنا جناب امیر علیہ السلام نے لباس رسول
اللہ صلعم کو اور سوئی فرش پر انحضرت کی اور مشرکین بگمان اسکی کہ رسول اللہ
سوتی ہین پتھر پہینکتی تھی اونکی طرف پس آئی ابوبکر جس حالمین کہ علیؑ سوئی
تہی اور گمان کیا ابوبکر نے کہ رسول اللہ صلعم سوتی ہین پس پکاری حضرتؑ کو یا
نبی اللہ صلعم کہکر پس کہا جناب امیر علیہ السلام نے کہ نبی اللہ صلعم تشریف لیگئی طرف
چاہ میمون کی پس جا تو بہین چلی ابوبکر یہانتک کہ رسول خدا صلعم سی ملاقات ہوئی
پس ساتہہ انحضرت صلعم کی داخل غار ہوئی انتہی اعضرت سلامت ذرا اس
حدیث کو ملاحظہ فرمایئی اور سر خجالت اور ندامت نیچی جہکایئی آپ دعوی
کرتی ہین کہ جناب رسولخدا صلعم ابوبکر کی گھر مین آئی اور ابوبکر کو اپنی ساتھ لائی
لیکن آپکی جد فاسد شاہ ولی اللہ تصدیق اس بات کی کرتی ہین کہ جناب
رسولخدا صلعم بلانی نہین آئی اور ابوبکر خود بے بلائی ہوئی پیغمبر صلعم کی گھر مین گئی
اور پیغمبر صلعم اونکو ساتہہ لیکر گھر سی نہین نکلی بلکہ راہ مین ساتھہ ہوگئی اب
فرمایئی کہ آپکی جد امجد مولانا ہی شوستری کی تصدیق کرتی ہین کہ آپکی
الحمد للہ کہ شیعونکا دعوی ثابت اور آپکا دعوی آپ ہی کی کتاب سی کاذب
ہوا افسوس ہی کہ شاہ صاحب زندہ نہین ہین نہین تو بندہ اونکی خدمت بابرکت
مین حاضر ہوکر عرض کرتا کہ گو بات آپنی سچی کہی مگر اپنی پیری کی جڑ کہود دی
اگر ایسی راست گوئی آپ اختیار کرینگی تو مرید کافور ہو جائینگی اور بازار

پیری اور مریدی سرد ہوجائیگا **قوله** پیغمبر خداؐ کو دوش پر چڑہایا ۱۲
اقول یہہ بہی روایت سُنّیہ ہی جسکی تضعیف خود صاحب حملہ کرتی ہین
جیساکہ فرمایا ؎ ولی زین حدیث است جائی شگفت * کہ در کس چنان
قوّت آمد پدید * کہ بار نبوّت تواند کشید * اور مکذّب اس روایت کی
روایت نقش قدم شناس ہی جسکا نام ابوکرز خزاعی تہا اور قریش اسکو
ساتہہ لیگئی تہی کہ وہ نشان پای مبارک پہچانتا ہوا تا در غار پہنچا چنانچہ
عبارت روایت یہہ ہی فمازال یقفوا اثر رسول اللہ صلعم حتی وقف
بہم باب الغار فقال ہذا قدم محمدؐ یعنی برابر نقش پائی رسولخداؐ
کو پہچانتا ہوا تا در غار پہنچا اور کہا کہ یہہ نقش قدم محمدؐ ہی یہانتک وہ
حضرتؐ بیشک آئی ہین بعد اسکی نہین معلوم کہ آسمان پر گئی یا زمین مین
سما گئی اور مصدّق اس روایت کی کتب تواریخ مثل روضة الصفا وغیرہ
کی بہی ہین پس اگر وہ حضرت ابوبکر پر سوار ہوئی ہوتی تو پی شناس قدم آنحضرتؐ
کا کیونکر پہچانتا و علی التنزّل اگر ہم فرض بہی کرین تو متحمل ہونا ابوبکر کا دلالت
کریگا اوپر غیر مجانست فیمابین کی اسلئی کہ اگر مثل جناب امیر علیہ السّلام کے
من نور واحد من شجر واحد ہوتی اور آپسمین علاقہ اصل و فرع نبوت
اور امامت ہوتا تو فرع متحمّل اصل کی نہو سکتی جیساکہ ازالة الخفا مین مذکور ہی کہ
وقت کسر اصنام کعبہ جناب رسولخداؐ نی جناب امیر علیہ السلام سی فرمایا کہ ای
علی تم متحمل بار نبوت نہین ہو سکتی ہو آخر بمقتضای الامر فوق الادب جناب
امیر نی دوش مبارک پر قدم رکہی فرفعہ فکسر الاصنام و نعم ما قیل ؎

ی نقش پائی کہ بر دوش احمد ؐ ہا ز مُہر نبوت مقدم نشیند ۔
بہر کیف اگر روایت سواری رسول اللہ صلعم صحیح ہو تو ابو بکر متحمل نہونگی مگر بار جسمی
ی نہ بار نبوت کی لیکن بار جسمی پس ناقۂ و خر رسول اللہ صلعم اس بارہ مین افضل ابو بکر
سی تہا کہ منزلون متحمل بار جسمی آنحضرت صلعم کا ہوتا تہا اور ابو بکر تو شاید ایک میل
ہی نہ بار بردار ہوئی ہونگی اور گویا بعض مصالح ہمراہی آنحضرت صلعم سی بعد اسلئے
ملاقات ہوگئی ایک یہہ بھی مصلحت ہوسکتی ہی سے بیچارہ خر اگرچہ اپنے تمیز
ست ٭ چون بار ہمی برد عزیز است **قولہ** اور غار مین اوّل جانا **قول**
یہہ بہی مبتنی اوپر اوسی روایت مکذوبہ کی ہی اور علی التنزل اوّل جانا ظاہر مین
مبنی بر خوش آمد اور باطن مین اوپر اسکی ہوسکتا ہی کہ پہلی اپنی ہی تئین چشم
غار اشرار سی چہپائی اور مامن حفظ و استتار مین پہنچ جائی اور کل افعال
نفاق ایسی ہی ہوتی تہی کہ ظاہر مین کچہہ اور باطن مین کچہہ اور تہی **قولہ**
اور قبا کو چاک کر کی سوراخونکا بند کرنا **اقول** یہہ بہی روایت سُنّیہ ہی
اور صاحب ازالۃ الخفا نی انس بن مالک سی بہ این لطافت روایت کی ہی ۔ ص ۱۹۱
فکلّما رأی جحراً نال بثوبه فشقّه ثمّ القمه الجحر حتّی فعل ذلک بثوبه
کله وبقی جحر فوضع علیه عقبه وقال ادخل فلمّا اصبح قال له النبیّ صلعم
این ثوبک یا ابا بکر فاخبره بالذی صنع الحدیث محصّل یہہ کہ ابو بکر نی
سوراخونکو اپنا کپڑا پہاڑ پہاڑ کر بند کیا یہانتک کہ کپڑا چک گیا اور ایک سوراخ
باقی رہگیا پس جب صبح ہوئی تو جناب رسول خدا صلعم نی پوچہا کہ ای ابو بکر تمہارا کپڑا
کیا ہوا کہا کہ رات سوراخونکی بند کرنیمین خرچ ہوگیا پس اسی صنع بدیع اور فعل شگرف

جحر یعنی سوراخ

صاحب حملہ تعریض کرتی ہین کہ ؎ نیاید جز او این شگرف از کسی ٭ کہ دور از
خرد مینماید بسی ٭ اسمقام کی بعض اشعار بتاتی سارق القرآن مخاطب پر الہی
وہی ہندہ ؎ بغار اندرون در شب تیرہ فام ٭ چسان دید سوراخہا را تمام
دران تیرہ شب یک بیک چون شمرد ٭ یکی کا مدافزون بروبافت رد
نیاید چنین کاری از غیر او ٭ الحق جائی تعجب ہی کہ اوس شب تیرہ و تار مین تاریکی
غار مین یار غار کو سوراخہای گژدم و مار کیونکر دکہائی دی کہ قبا کو پہاڑ پہاڑ کر
بند کئی اور اگر فرمایئی کہ مثل اندہونکی ٹٹولا تو اتنی سوراخہای کثیر کہ جنکے
بند کرنیمین ساری قبا صرف ہوجائی کل ٹٹولنی سی ملجائین اور بند ہوجائین
اور بجز ایک سوراخ کی جو آگی نیچی تہا اور وہ سوراخ تہا کوئی باقی نرہی خالی
از استغراب نہین ہی اور شگرف تر یہ ہی کہ قبائی مبارک تمزیب و عمل کی
نہوگی کہ دریدہ ہونیمین صدا اوسکی مثل صدائی قنسوہ عمری علی المنبر ظاہر نہوتی
اور بوقاحت حاجت باظہار پڑتی بلکہ ظاہر یہ ہی کہ قبائی خلیفہ صاحب پشمینہ
وغیرہ کی ہوگی پس لا اقل اوس ہی وقت دریدگی صدائی گوز شتر مثل صدائی
ضرطہ معاویہ علی المنبر جسکی شانمین حاضرین مجلس نی علی منبر رسول اللہ صلعم
بدعۃ کہا تہا نکلی ہوگی اور اسمین بہی شک نہین ہی کہ بنسبت سوراخہای متعدد
کی یہ صدائین بہی متعدد نکلی ہونگی پس تعجب ہی کہ جناب رسولخدا باینہمہ قرب
کوئی آواز نہ سنین یہانتک کہ جب دن ہوئی تو حال قبا پوچھین تب صدیق بصدق
در اسکی بیان فرماوین کہ شب کو بخوف گژدم و مار بالکل پہٹ گئی پہر کیف علے
التنزل یہ بہی ایک فعل نفاقی تہا کہ اہل نفاق سی محمل اوسکا بجز خوش کی کسی اور

نہین

نہین ہوسکتا ہی ولنعم ما قیل سہ دست بیچارہ چون بجان نرسد * چارہ
جز قبا دریدن نیست **قولہ** مؤرخین اونکی اقرار کرتی ہین کہ پیغمبر خدا ہی نی
سب اصحاب کو اول ہی روانہ کر دیا **اقول** غلط محض ہے کوئی مؤرخ
نہین اقرار کرتا اور صاحب حملہ نی جو روایت سُنیہ تقیۃً نظم کی ہی جیسا کہ
ہمنی ابھی بیان کیا شیعون پر حجت نہین ہوسکتی یا للعجب کہ شیعونکی واسطے
روایات علما حجت نہوا اور قول ایک شاعر کا کہ وہ بہی تقیۃً ناقل روایت
سنیہ ہو اور خود اوسکی تضعیف بھی کری حجت ہو جائی اب ہم کہتی ہین کہ
روایت سنیہ فی نفسہ باطل ہی اور خلاف اون نصوص قرآنی کی ہی کہ جسمین
صحابہ کو تاکیدین واسطی ہجرت کی کیگئی ہین مثل قولہ تعالیٰ قالوا کنا
مستضعفین فی الارض قالوا الم تکن ارض اللہ واسعۃ فتہاجروا
فیہا وقولہ تعالیٰ ومن یہاجر فی سبیل اللہ یجد فی الارض مراغما کثیرا
وسعۃ وقولہ تعالیٰ ومن یخرج من بیتہ مہاجرا الی اللہ ورسولہ
ثم یدرکہ الموت فقد وقع اجرہ علی اللہ پس اگر صحابہ سی کوئی باقی نہ تھا
تو یہ تاکیدین کن لوگونکو واسطی ہجرت کے ہوتی تھین اسی سبب سی محققین اہلسنت
نی اس روایت باطلہ کی تاویل کی ہی چنانچہ محدث شاہ عبد الحق دہلوی نی کتاب
جذب القلوب مین روایت وہ باقی رہنی کسی شخص کی صحابہ سی تاویل کی ہی
وہ عبارت (واز صحابہ غیر از ابوبکر صدیق و علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما
بعد ہجرت در مکہ نماندند وما نا کہ مراد باین کلام آنست کہ از اعیان صحابہ و اکابر
ایشان غیر از صدیق اکبر و علی مرتضیٰ باو کسی نماند والا در روایت آمدہ کہ بعد از

بلا اذن

برآمدن سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از مکہ ابو سفیان وسایر مشرکان
ضعفای صحابہ راکہ با آنحضرت نتوانستند برآمد آوردند و بزجر و حبس و انواع
عقوبات گرفتار میکردند انتہی موضع الحاجۃ آب کوئی صاحب انصاف دریافت
کرے کہ کسکا قول صحیح ہوا اور کسکا غلط ہوا **قولہ** کونسا اصحاب باقی رہگیا تھا
اقول بقول آپکے ابو بکر سا اصحاب تو باقی رہگیا تہا تو اگر اوسی حضرت
نی فرمایا ہو کہ من امر خدا البشار رساندم تو کیا قباحت ہی آپ خود اقرار کرچکی ہین
صفحہ ۳ مین کہ خطاب طرف کل کی ہوتا ہی اور مراد بعض ہوتی ہین یہ بات
تنزلی ہی ورنہ صحابہ کا موجود ہونا ابہی ہم ثابت کر چکی ہین اور اطلاق
لفظ اصحاب کی لئی استعمال مین آپکی کلام مین بجز تاویل حضا جر کوئی بات
خیال مین نہین آتی **قولہ** غرضنکہ باقرار علمائی شیعہ ثابت ہوا **اقول** نہین
باقرار علمائی اہلسنت ثابت ہوا کہ ابو بکر ابتداءً باجازت خدا و رسول صلعم
ہمراہ نہین گئی تہی بلکہ خود ہی گئی تہی اور حضرت گہر سی اونکو ہمراہ نہین لیگئی تہی
بلکہ راہ مین ملگئی تہی اور ادای حق رفاقت مین بقلق و اضطراب جبلی طبعی یا
ساختہ تصنعی کوتاہی کی اور اگر کوئی خدمت بہی کی تو بخوشی آمد و ریاکاری و
دنیا خواہی کی کمامر و سیجئے **قال المخاطب القمقام ھداہ اللہ**
سبل السلام دوسرا اعتراض دوسری فضیلت پر دوسری فضیلت
مین ہمنی بیان کیا ہی کہ اگر ابو بکر صدیق پیغمبر خدا پر عاشق نہوتی اور اپنی جان
و مال کو حضرت پر نثار کرنی پر راضی نہوتی تو ایسی مصیبت کے سفر مین کبہی شریک
نہوتی اور یہ علمای شیعہ یہ اعتراض کرتی ہین کہ ابو بکر کی نیت ہجرت مین اچھی نہ تہی

بہجانجر

چنانچہ مجتہد صاحب ذوالفقار مین لکھتی ہین کہ چنین باتفاق فریقین شرط
ترتب ثواب بر ہجرت صحت نیت ست الی قولہ پس مادامیکہ مارا علم بصحت نیت
ان کریہ ثبوت نرسد دخول او در مدلول این آیہ متیقن نمیشود وتا متیقن نشود حجاج
باین آیہ بر علو مرتبہ او نمی تواند شد اور قاضی صاحب احقاق الحق مین فرماتی ہین
وقد ظہر من جزعہ وبکائہ مایکون من مثلہ فساد الحال وفی الاخفا
الی قولہ فافضلیتہ فاین فضیلتہ فی الغار بغیرہ بحالا بی بکر لو المکا بوع
الالات الار یعنی ابوبکر صدیق کی جزع اور بکا سی ثابت ہوا کہ اونکا حال اچھا نہ تھا
اور نیت اونکی درست نتھی اس اعتراض کا جواب خود امام حسن عسکری علیہ السلام
کی تفسیر سی اوپر مذکور ہوچکا ہی کہ جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی
فیما رضیت ان تکون معی یا ابابکر تطلب کما اطلب الی قولہ قال ابوبکر
یا رسول اللہ اما انا لو عشت عمر الدنیا اعذب جمیعا اشد عذاب الخ ای ابوبکر
میری ساتھہ چلنی سی اس شرط پر راضی ہی کہ تو عذاب اور تکلیف مین گرفتار
ہو تو اونہون نی یہی جواب دیا کہ آپکی رفاقت مین اگر قیامت تک مجھی عذاب
ہووی تو منظور ہی لیکن دامن چھوڑنا منظور نہین ہی پس اس جواب سی کیا
ثابت ہوتا ہی نیک نیت ہونا ابوبکر کا یا بد نیت ہونا اور چونکہ نیت حال
اعمال ور اعمال سی ظاہر ہوتا ہی اور حرکات جوارح سی دلکی کیفیت معلوم
ہوتی ہی پس جو کام ابوبکر صدیق نی شب ہجرت کو کیا وہ اونکی نیک نیتی پر
ظاہر ہین یا اونکی بد نیتی پر **یقول المتمسک بولایۃ علی**
ابن ابیطالب علیہ السلام دعوای جان نثاری لڑائیونمین

جان بچاکر بہاگنی سی ہم باطل کرچکے دعوائی مال نثاری ہہی ہم دعوا ابی ولیل
ٹہرا چکی اور شب تاریک مین کونسی محل مال نثار یکا تہا مصیبت سفر کا بہی
حال ہم کہچکی کہ کلاب جیفۂ دنیا جو سفرہای چین ولندن کرتی ہین اونکی تکلیفین
بحروبر کی کہین تکالیف حضرت ابوبکر سی بڑہی ہوئی ہوتی ہین **قوله** ابوبکر
کی نیت ہجر تمین اچہی نہ تہی **اقول** شیعونکے نزدیک نیت ابوبکر کی کبہی کسی
کام مین اچہی نہتہی اونکی بدنیتی کا تو دیل و عرض اللہ عنہا سی ثبوت ہی تخلف
جیش اسامہ سی سقیفہ بندی سی غضبت فاطمہ سی الغرض سیکڑون دلیلون سی
ثبوت ہی اور بالخصوص اس مقام پر بدنیتی بی حکم خدا ورسول کی گہر سی نکلکر
سی غار مین رونی پیٹنی سی قلق واضطراب ظاہر کرنیسی اید اے رسول اللہ اور
افشائی راز رسول اللہ صہ سی ثابت ہی اور بعد ثبوت بدنیتی کی جن افعال کو وہ انکی
طرف اہلسنت بکذب دروغ منسوب کرتی ہین بشرط ثبوت محمول بریاکاری ہین
کما ہو شان اعمال المنافقین الم الذین یراؤن الناس **قوله** صاحب
ذوالفقار لکہتی ہین **اقول** صاحب ذوالفقار اور صاحب احقاق الحق جو کہتی ہین
وہ نہایت بجا اور درست ہی اسلئی کہ ثبوت نفاق اور بدنیتی فقط ایک فعل
پر نفاق پر ہوجاتا ہی جیسا کہ صاحب ازالۃ الخفا ناقل ہین کنا نعرف المنافقین
ببغض علی ابن ابیطالب علیہ السلام پس اگرچہ کل افعال کسی شخص کے حسن ہون
مگر صحابہ فقط ایک اسی فعل سی یعنی بغض علی ابن ابیطالب سی اثبات نفاق
کرلیتی تہی اسیطرحسی جب ہمکو غصب خلافت اور غصب فدک اور منع قرطاس اور
تخلف از جیش اسامہ وامثال اسکی سی کہ اوسیسے ہی عدم ایمان بوفا وعدہ خدا

اور اظہار قلق و اضطراب اور جزع و بکا ہمقام پر نفاق اور بدنیتی خلیفہ صاحب
کی ثابت ہو گئی تو اگر آپ ہزار اونکی خدمتین اور محنتین اور مشقتین بیان کرینگے
ہم سبکو محمول ریاکاری پر کرینگی اور یہہ بات بعد فرض ثبوت ہی و اتیٰ له
الثبوت **قوله** جواب خود امام حسن عسکری کی تفسیر سی او پر مذکور ہو چکا
اقول جواب الجواب بھی بتوضیح اوسی کی نیچے لگ چکا ہی **قوله** حیث پیغمبر خدا
نے پوچھا الی قولہ اس جواب سی کیا ثابت ہوتا ہی **اقول** اس جواب سے
خداعی اور مکاری اور ریاکاری ثابت ہوتی ہی کہ دلمین کچھہ تہا اور زبان
پر کچھہ تھا جیسا کہ ہمنی بیان کیا اسی وجہ سی جناب رسولخدا صلعم نی تصدیق
تصدیق نکی اور یہہ نفرمایا کہ ای ابوبکر تو سچ کہتا ہی بلکہ فرمایا ان اطلع الله
علی قلبك آہ کہ مفاد جسکا بجز اسکی نہین ہی کہ ای ابوبکر خدا جانی کہ تو سچ کہتا ہے
یا جھوٹھہ کہتا ہی رسولخدا صلعم کا تصدیق نکرنا ادل دلیل او پر کذب صدیق کی ہی
تعجب ہی خوش فہمی مخاطب سی کہ اظہار لسانی کو دلیل تصدیق جنانی ٹھہراتا ہی
شاید یقولون بافواههم ما ليس فى قلوبهم سی خبر ہی نہین ہے **قوله**
اور چونکہ نیت کا حال افعال و اعمال سی معلوم ہوتا ہی **اقول** سچ ہی کہ
افعال و اعمال ہی سی معلوم ہوتا ہی نہ اقوال لسانی سی کیون حضرت قلق و
اضطراب و جزع اور بکا کیا افعال و اعمال سی نہین ہی اب فرمایئے کہ یہہ حرکات
خوش نیتی کی ہین یا بدنیتی کے **قال المخاطب الفمقام هداه**
الله سُبُل السّلام تیسرا اعتراض تیسری فضیلت پر کہ تیسری فضیلت
جو ہمنی بیان کیا ہی کہ گھر اپنے نکلنی کیوقت سی مدینہ مین پہونچنی تک جو باتین

صدیق اکبر کی نکلین وہ اونکی عشق اور محبت پر ساتھہ رسول خدا کے دلالت کرتی ہین حضرات شیعہ اوس سی انکار کرتی ہین اور کہتی ہین کہ ابوبکر صدیق کی حرکتین اونکی نفاق اور عداوت پر دلالت کرتی ہین الٹی ہم اونکی خدمتونکو جو شب ہجرت اونہون نی کین بیان کرتی ہین تاکہ معلوم ہو جائی کہ جو کام ابوبکر صدیق نی کئی وہ سوای عاشق صادق کی کسی دوسری سی نہین ہو سکتی اول جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھہ ابوبکر صدیق چلی تب راہ مین ادہر اودہر نظر کرتی جاتی تہی حضرت نی پوچہا ای ابوبکر یہہ کیا تیرا حال ہی تب ابوبکر صدیق نی عرض کی یا رسول اللہ صلعم میرا مطلب صرف آپکی حفاظت ہی چنانچہ صاحب منتہی الکلام ریاض النضرہ سی اسکا خلاصہ ان لفظونسی لکہتی ہین کہ چون صدیق ہمراہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارشاد شریف متوجہ غار شد گاہی پیش میرفت وگاہی در عقب و زمانی بجانب راست توجہ میکرد و ساعتی بطرف چپ قطع راہ می نمود حضرت پرسید کہ ای ابوبکر گاہی ترا چنین نہ دیدہ بودم چہ افتاد کہ در رفتن راہ اختلاف میکنی عرض کرد کہ مقصود من نگاہبانی حضرت است از شر دشمنان مبادا کہ از جہات در رسند و حضرت را از راہ تا غار بر دوش برد) دوسری جب پیغمبر خدا کے پای مبارک کی کسل پر ابوبکر صدیق کو اطلاع ہوئی تو بغیر اسکی کہ حضرت نی کچہہ کہا ہو ابوبکر صدیق نی حضرت کو اپنی دوش پر سوار کیا اور غار تک پہونچایا پس زہی نصیب ابوبکر کہ جنکی دوش پر شاہ نبوت نی قدم رکہا چنانچہ اس امر کو ہم اوپر حملہ حیدریہ سی ثابت کر آئی ہین تیسری جب غار کی کنارے پر پہونچی تب اول ابوبکر صدیق غار مین گئی اور اوسکو

صاف کیا اور سوراخونکو بند کیا تب پیغمبر خدا کو بلایا اور اپنی زانو پر سلایا اسکو ہم بہی ثابت کر آئی ہین اور قاضی نور اللہ شوستری بہی ابوبکر صدیق کے اول غار مین جانی کو تصدیق کرتی ہین چوتہی ابوبکر صدیق کی اوس پانو مین جو بند کرنیکی لیے سوراخ پر رکھا تھا سانپ نی کاٹا اور حضرت نی اونکو تسلی دی پانچوین جب تک غار مین رہی تب تک ابوبکر صدیق کی گھر سی اونکا لڑکا کھانا پہنچاتا رہا اور پیغمبر صاحب کو کھلاتا رہا چھٹوین دو اونٹنیان پیغمبر خدا نی ابوبکر صدیق کی بیٹی سی منگائین اور اوسنی حاضر کر دین ایک پر آپ صلعم سوار ہوئی اور اپنی ساتہہ ابوبکر کو سوار کیا اور دوسری پر عامر جو لڑکا شبان بیت الحرام تہا اور شتربان سوار ہوا چنانچہ اس سب کو نکو حسب طرح حملہ حیدریہ نی بیان کیا ہی اوسکو ہم لکھتی ہین ثبوت مین امر چہارم کے

چو شد کار پرداخته آنچنان	رسیدند کفار تا پی بر آن	در آندم لعاب ان یار غار
که بر روی سوراخ بود استوار	رسیدش ز دندان ماری گزند	وزان درد افغان او شد بلند
پیمبر باو گفت آهسته باش	رسیدند تا حد امکن از فاش	مخور غم مگر دان صدر البلند
ز زخم افعی نیابی گزند	(ثبوت مین امر پنجم کے)	بغار اندر آن تا به روز سه شب
پس برد آن شه بفرمان رب	اشدی پور بوبکر هنگام شب	بهر روز آن غار آب و طعام
بودی هم از حال اصحاب شب	حبیب خدا جهان را الخ	(ثبوت مین امر ششم کے)
بگفت پس پور بوبکر را	کرامی چون بود اہل صدق و صفا	دو جمازه باید کنون راهوار
ماراساند به پیغمبر دیار	برفت از سر پشت بوبکر زود	بدنبال کاری که فرموده بود
ز اہل دین بد علی جمله دار	برو کرد راز نبی آشکار	از و جمله دار این سخن چون شنود

۵ قوله کما قال الله تعالی ثانی اثنین بیان حال النبی صلی الله علیه وآله وسلم باعتبار دخوله فی الغار ثانیا و دخول ابی بکر ثالثا کما نقل فی التبیر اه کذا فی احقاق الحق

دو جنازه در دم مهیا نمود تهی شد از ان قوم نکوده و دشت رسول خدا صلعم عازم راه گشت گرد
بصبح چهارم بر آمد زغار دو جنازه آورده بد جماد دار نشست از بر یک شتر شاه دین
ابوبکر را کرد با خود قرین بر آمد بر آن دیگری جمله دار بهمراه او گشت عامر سوار

پس نهایت تعجب کی بات ہی کہ باوجودیکہ مؤرخین شیعو نکی ان خدمتو نکا
اقرار کرتی ہین اور پھر بہی ابوبکر صدیق کی صدیقیت کا اقرار نہین کرتی

یقول المتمسک بولایة علی ابن ابیطالب علیہ السلام

جواب تیسری فضیلت کا ہم بخوبی بیان کر آئی بالاجمال جو حسن خدمتین
آپ بیان کرتی ہین وہ سب دعاوی بلادلیل ہین یا بروایات اہلسنت ہین
شیعہ کیون نہ اوسکا انکار کرین کہ صدق رواۃ اہلسنت اونکی نزدیک
نہین ثابت ہی بلکہ کذب ثابت ہی وعلی التنزل محمول بر ریاکاری ہین
جیسا کہ کل افعال منافقین خدا ایسی ہی ہین آپ کی افعال کفریہ کی چھپانی سی
اور اعمال حسنہ کاذبہ کی ظاہر کرنیسی حسن ایمان اونکا نہین ثابت ہو سکتا
کل منافقین کی اکثر اعمال ظاہری اچھی ہوتی تہی بلکہ معنی نفاق یہی ہین کہ ظاہر
اچھا اور باطن برا پس اگر مخاطب ہزار فعل ظاہری اچھی ثابت کری حالانکہ
ایک کا ثبوت بہی محل کلام ہی لیکن رفع نفاق اور ثبوت ایمان اوس سے ہونا
محال ہی ناحق اوقات عمر عزیز کو اوسکی گنتی مین مخاطب خوش فہم ضائع
کرتا ہی **قولہ** صاحب منتہی الکلام ریاض النضرة سی یون لکھتی ہین
اقول یہ استشہاد الثعالب بذنبہ ہی لومڑی اپنی دم کو گواہ کری صاحب
ریاض النضرة یعنی محب طبری وہ سنی ہے کہ صاحب ازالة الخفا اور صاحب

جذب القلوب جسکو اپنا پیشوا جانتی ہین پہلا شیعہ اوسکی روایت کو کب
مانتی ہین خصوصًا اوسوقت مین کہ صاحب منتہی الکلام ایسی اینٹائی کے
کاریگر اوسکو کاٹ چھانٹ کر سجین اور سادہ مین ترٹپ جھڑپ مخملی اور
زر دوزیکی دمین جب بہی خدا کی عنایت سی آپکی تقریر سی طابق النعل
بالنعل منطبق نہین ہی اسلئی کہ آپ فقط ادہر اودہر کا دیکہنا بیان کرتی ہین
اور کاریگر صاحب پیش و پس اور راست و چپ چلنا بیان کرتی ہین پہلا جہان پہنچی ہین تو خبر گیری
حال پیش سر کی ہو سکتی ہی ہر چند معجزات اونحضرتؐ سی تہا کہ پیش و
پس سر یکسان دیکہتی تہی باقی آگے اور داہنی اور بائین تو جناب
رسولخداؐ خود ہی نظر فرماتی ہونگی اور نظر بڈہی کی جوان سی تیز تر نہی
نہین ہو سکتی ہی پہر انکی آگی چلنے سی کسطرحسی حفظ و حراست مد نظر ہو سکتی ہی
اور یہہ بہی کچہہ خیال مین نہین آتا ہی کہ ایک پیر فرتوت بی ہتیار سیکڑون
کفار اشرار نابکار سی کیونکر حفظ و حراست کر لیتا پس بجز اسکی کوئی امر
ذہن نشین نہین ہوتا کہ مقصود اصلی اُس بیداری و ہوشیاری اور پختہ کاری
اور خبرداری سی یہی تہا کہ اگر کسی طرف سی سپاہ کفار نظر آوی تو اونحضرتؐ کو
مثل روز احد و حنین سپرد کفار کر کی دوسری طرف سی رو بفرار لاوین اور اپنی
جان بچاوین ای یارو تمکو ابوبکر ہی کی قسم ہی سچ کہو کہ ابوبکر کو اگر مد نظر حفظ
حراست اور یاری اور مددگاری ہی رسولخداؐ کی تہی تو ہتیار پکڑ کر گہر
سی کیون نہ نکلی اگر کوئی کچہ ہتیار نہ ملتی تہی تو گہر ہی کا بینٹ ہی ہاتہہ مین
تہام لیا ہوتا قوله یہی نصیب ابوبکر کی جنکی دوش بر شاہ نبوت نی

قدم رکھا **اقول** سابقین گزرا کہ یہہ وہ روایت سنّیہ ہی جسکی صاحب حملہ نی بہی تضعیف کی ہی اور علاوہ اسکی ابوبکر سی بڑہکر نصیب وہ آنحضرت صلعم کی حمار کی تہی جسکا نام یعفور تہا کہ بارِ شاہِ نبوّت منزلون کہینچتا تہا آری زہی نصیب اوس شاہ ولایت کی جسنی قدم دوش شاہ نبوّت پر رکھا کما قال من قال الخفا

ونعم ما قیل ع علی بر دوش احمد چشم بد دور شد عیان شد معنی نور علی نور

قوله اول ابوبکر صدّیق غار مین گئی **اقول** وہی روایت سنّیہ ہی کما مر

قوله قاضی نور اللہ شوستری بہی **اقول** آپکو کچہہ تمیز بات سمجہنی کی نہین ہے جب فخر رازی مدعی اسکا ہوا کہ ثانی اثنین کی معنی یہہ ہین کہ ابوبکر مثل جناب رسولخدا ہین تب مولانای شوستری علیہ الرحمہ اوسکی ابطال مین فرماتی ہین کہ اہمقام بمعنی مماثلت لفظ ثانی سی مراد لینا بنا بر قول مورخین اہلسنت کے بہی باطل ہی اسواسطیکہ اُنہون نی ابوبکر کو ثانی نہین کہا بلکہ جناب رسولخدا کا ثانی ہونا اس راہ سی کہا ہی کہ اوّل غار مین گہسنی والی ابوبکر تہی اور ثانی جناب رسولخدا تہی پس معنیٔ ثانی بنا بر قول اونکی بہی مثل کی نہ ٹہری بلکہ دوسری کی ہوئی یہہ مطلب نہین ہی کہ مولانای شوستری خود اسکی قایل ہین ورنہ حوالہ اسیر سنّیہ کیون کرتی جیساکہ اونکی عبارت سی ظاہر ہی اور ہم ابطال اسکا کہ ثانی بمعنی مثل بعین ہی ابطال فضیلت ششم مین بخوبی کر چکی فتذکر **قوله** سوراخ پر رکھا تہا سانپنی کاٹا **اقول** تب جناب رسولخدا نی ابوبکر کی تہوک لگا دیا پوری روایت لکہی آدہی کیون لکہتی ہین شیعہ اس روایت سنّیہ مین اسی قدر قبول کرتی ہین کہ اس ہانہ سی ابوبکر روئی اور قصد افشائی راز

رسول اللہ صلعم کیا چنانچہ جن اشعار حملہ کی آپ مصدق ہین اوسمین یہہ مضمون بصراحت مندرج ہی ٭ پیغمبر با وگفت آہستہ باش ٭ رسید ندا عدا لکن از فاش ٭ مخور غم مگردان صدا را بلند ٭ کہ از زخم افعی بیابی گزند قولہ ابو بکر صدیق کی گھر سی اونکا لڑکا کھانا پہنچاتا رہا اقول اونکا لڑکا یا اونکی لڑکی اسما جیسا کہ آپکی بعض روایات مین ہی اگر اپنی باپ کیواسطی کہانا لاتی تو ابو بکر کی کیا خدمت گزاری ہوئی بلکہ اونکی لڑکی نی اپنی باپ کی خدمت کی اسلیئی کہ مثل آپکی اپنی باپ کو ناخلف نہین جانتی تہی شاہ عبد الحق بلی جذب القلوب مین مواہب لدنیہ سی ناقل ہین کہ اسما بنت ابی بکر ہر روز طعام برائی آنحضرت بالائی کوہ می برد و محمد ابن ابی بکر اخبار کفار می رسانید انتہی یا للعجب سید الیش محمد بن ابی بکر کی عام الحج مین ہی کتنی سال متاخر از ہجرت ہی پس کیونکر محمد بن ابی بکر قبل از پیدائیش اپنی اخبار کفار جناب رسولخدا کو پہونچاتی تہے اور اگر کوئی عذر وہم راوی کری تو حضرت مخاطب کی پیرو مرشد کاریگر اینٹائی کی ایسی باتون پر نہایت مسخرگی کرتی ہین بہر کیف ایک مضمون حیرت یہہ بہی ہی کہ جو توشہ کمر بند اسما چیر پہاڑ کی باندہا گیا کہ جس سی اسم اسما ذات النطاقتین ہوا جیسا کہ آپکی روایات مین ہی وہ کیا ہوگیا جو ابو بکر کی لڑکی لڑکے کو کھانا پہنچانی کی احتیاج پڑی اور بہی تعجب ہی کہ جو شخص ابو بکر کی اونٹنی زیر سواری لانا بلا قیمت کے مثل خلوت عائشہ بلا مہر کی باوجود اصرار ابو بکر کے قبول نفرمائی کما فی الصحیح البخاری وہ کھانا ابو بکر کا بلا قیمت کیونکر قبول فرمائیگا اور اگر بغیر قیمت قبول کیا تو بیت ہمیشہ یاری قیمت لیکر کھانا کہلا دیتی ہین

فی الصحیح البخاری قال ابو بکر فخذ یا رسول اللہ احدی راحلتی ہاتین قال رسول اللہ بالثمن انتہی ۱۲

اسمین کوئی امر ابوبکر کی لئی موجب فخر نہین ہی **قوله** چہٹوین دواونٹنیان
پیغمبر خدا نی ابوبکر صدیق کی بیٹی سی منگائین **اقول** ابوبکر کی بیٹی کا اونٹنیان
لانا کوئی خدمت گذاری حضرت ابوبکر نہین ہی بلکہ بالاصالہ خدمت پیغمبری
واسطی پدر کی گو اسکی ضمن مین ایک کار رسول خدا بھی ہوگیا لیکن آپنی تو
وعدہ ابوبکر کی خدمتونکا بیان کرنیکا کیا تہا نہ یہہ کہ اونکی صاحبزادی کی
خدمتین بیان ہون اور کیون نہین جائز ہی کہ صاحبزادیکی یہہ خدمت ضمنی
بھی بطمع دنیا یا منوط باجرت ہو فَاِنَّ الْوَلَدَ سِرٌّ لِاَبِیْهِ جیساکہ مضمون اجرت اجیر
دوسری روایت اہلسنت مین وارد ہی چنانچہ صحیح بخاری اور جذب القلوب مین
مذکور ہی واللفظ للاخیر بعد ازان شخصی را از بنی دیل کہ نام او رقیط بود و در ہدایت کار
وبلد رفتگی ماہر وبامانت وحفظ اسرار مشہور بود اجیر گرفتند تا بعد از سہ روز
ہر دو شتر بجبل ثور حاضر آورد و این رقیط ہم در دین کفار بود انتہی اس روایت
مین تو اجیر کافر کی اونٹنیان لانیکا مذکور ہی ابوبکر کی لڑکے لڑکی کا کچہہ مذکور نہین
اور بہر کیف علی التسلیم اگر پسر بھی مثل پدر کی اہل نفاق سی تہی تو اونکی خدمات
بھی افعال نفاق ہونگی ہماری آپکی بحث تو اسمقام مین ابوبکر مین ہی نہ اونکی
اولاد اور احفاد مین **قوله** فی الحاشیہ حضرات شیعہ کو اس مصرعہ پر غور کرنی
چاہیی کہ پیغمبر خدا نی ابوبکر صدیق کی صداقت اور صفائی کو کس صفائی سی
بیان فرمایا ہی **اقول** یہ صفائی تقریر مرزائی باذل علیہ الرحمہ ہی از قبیل
اوپر سخریہ اور استہزا کی ہی ورنہ آپ خوب جانتی ہین کہ شیعہ صدیقیت کی
منکر اور کذبیت کی مقر ہین شاہد قصیدہ عالی نظر عالی سی نہین گذرا جسمین

مذکور ہی سہ اول آن ہر سہ تن حضرت صدیق بود ما ز صدقت شدیم جملہ ثنا خوان او ہ قوله مؤرخین شیعونکی ان خدمتونکا اقرار کرتی ہین اور پھر بھی ابو بکر صدیق کی صدیقیت کا اقرار نہین کرتی اقول اولاً تو روایات سنیہ کا اقرار ہی نہین کرتی اور ثانیاً علی التنزل امثال اعمال دیگر منافقین کی محمول بریا و سمعہ کرتی ہین پھر آپ ہی فرمائی کہ کیونکر صدیقیت کی قائل ہون آپکا تعجب جائی تعجب ہے کہ ایسی پیش پا افتادہ باتین بھی نہین سمجھتے اور ناحق تعجب کرتی ہین قوله فی الحاشیه چوتھی اور پانچوین اور چھٹوین فضیلت کی اعتراضونکو ہم اور فضیلتونکی اعتراضات کے ضمن مین بیان کرینگی اقول سابق مین آپنی بیان و عدہ ضمنی نہین کیا تھا بلکہ فرمایا تھا کہ ہم اعتراضات کو اوسی ترتیب سی بیان کرتی ہین جس ترتیب سی فضیلتین بیان کین ظاہرا جواب اعتراضات سی عاجز آئی اسلئی بہانہ ذکر ضمنی اپنی جان بچائی خیر ہم بھی بھاگنی والیکا پیچھا نہین کرتی اور مثل آپکی کہتی ہین کہ ہمارا جواب الجواب بھی ضمناً آجاویگا قال المخاطب المقام هداه الله سبل السلام ساتوان اعتراض ساتوین فضیلت پر ہی اور بیان کیا ہی کہ لصاحبه کی لفظ سی صاحبیت اور بکر صدیق کی ثابت ہوتی ہی اور یہہ مرتبہ کسی دوسری کو نصیب نہین ہوا گر خدا نی کسیکی صحابیت کو تخصیص کر کی بیان فرمایا ہو و سیز علمائی شیعہ چند وجہ سی اعتراض کرتی ہین اول اسطرح پر کہ لفظ صاحب سی مراد ہمراہی ہے اوس سی کوئی فضیلت ثابت نہین ہوتی بلکہ الله جل شانہ نی اپنی کلام میں

کافر کو مومن کا صاحب بیان کیا ہی چنانچہ فرماتا ہی فقال لصاحبہ وھو یحاورہ
اکفرت بالذی خلقک من تراب اور دوسری جگہہ فرماتا ہی کہ حضرت یوسف
اپنی رفیقونسی جو قید مین تھی اور کافر تھی فرمایا یا صاحبی السجن پس اس صاحب
کی لفظ سی فضیلت ہیکیطرف اسلام کا ثبوت بھی نہین ہو سکتا ہی اور مصاحبت
اصطلاحی کی لئی ایمان کا ہونا ضرور ہی کہ وہ ابو بکر صدیق کو حاصل ہی نہ تھا
پس وہ فضیلت جو اس لفظ سی ظاہر ہوتی ہی نسبت اونکی ثابت نہین ہو سکتی
چنانچہ آیت اول کا جواب یہہ ہی کہ بیشک آیہ فقال لصاحبہ وھو یحاورہ
مین اللہ جل شانہ نی کافر کو صاحب مومن کا فرمایا مگر اوسیوقت اوسکی اہانت بھی
بیان کر دی اور اوسکا کفر ظاہر کر دیا اور کہدیا کہ اکفرت بالذی خلقک
من تراب اور یہان جو صدیق اکبر کو صاحب بیان کیا تو اوسکی ساتھہ وہ
کلمہ جو محبت اور تسلی پر دلالت کرتا ہی بیان کر دیا کہ پیغمبر صلعم کیطرف سی فرمایا
کہ لا تحزن ان اللہ معنا کہ نہ غمگین ہو خدا ہماری ساتھہ ہی پس فرق و دونون
کیا مناسبت ہی اور دوسری آیت کا یہہ جواب ہی کہ صاحبی السجن مین صاحب
کا لفظ مضاف سجن کیطرف ہی نہ حضرت یوسف کیطرف اور اس آیۃ مین لفظ
صاحب کا مضاف نبی کیطرف ہی رہا ایمان لانا ابو بکر صدیق کا وہ بروایات
معتبرہ امامیہ ثابت ہی چنانچہ مجالس المومنین مین قاضی نور اللہ شوستری
نی لکھا ہی کہ خالد بن سعید از سابقین اولین بود اسلام او مقدم بر اسلام ابو بکر
بودہ بلکہ ابو بکر بہ برکت خوابی کہ او دیدہ بود مسلمان شدہ بود بالجملہ سبب اسلام خالد
آن بود کہ در خواب دیدہ بود کہ بر کنار آتشی افروختہ [illegible] دست و پدر او بجود

اورا در آتش اندازد که ناگاه رسالت پناه گریبان او را گرفته بجانب خود کشید
و با او گفت که بجانب من بیا تا به آتش نیفتی خالد ازین خواب هولناک
بیدار شد و قسم یاد کرد که این خواب من صحیح است وانگاه متوجه خدمت حضرت
رسالت گردید در راه ابو بکر با او ملاقات نمود و از حال او پرسید خالد صورت
واقعه را با او بیان نمود ابو بکر نیز با او موافقت کرد و بخدمت آنحضرت صلی الله
علیه وسلم آمدند و بشرف اسلام فایز گردیدند اس روایت کی دیکھنے والے
انصاف کر سکتے ہیں کہ جو شخص اسلام کی سچائی پر بالہام غیبی یقین لایا ہو
اور جسکو خدا نے رویاء صادقہ کی ذریعہ سے ایمان پر راغب کیا ہو اوسکی
نسبت کسکی زبان سے نکل سکتا ہے کہ وہ ایمان سے بے بہرہ تہا برائے خدا کوئی
قاضی نور اللہ شوستری کی اس فقرہ کو کہ ابو بکر بہ برکت خوابی کہ او دیدہ بود مسلمان
شدہ بود مجتہد صاحب کی اس فقرہ سے کہ خلیفہ اول از اول امر از ایمان بہرہ
نداشت باتفاق من علماء الامامیہ مطابق کرے اور انصاف سے نہ گذرے کہ ان
لوگونکو دشمنی اور عداوت نے کیسا اندھا کر دیا ہے کہ ایسے صدیق کی ایمان سے انکار
کرتے ہیں جسکو خدا نے بذریعہ رویاء صادقہ کی حقیقت اسلام پر آگاہ کر دیا ہو اگر
کوئی کہے کہ قاضی نور اللہ شوستری نے اسلام کا اقرار کیا ہے اور مجتہد صاحب
نے ایمان سے انکار فرمایا ہے اوسکا جواب ہم چند طرح سے دیتے ہیں اول یہہ کہ
ہمکو یہہ امر ثابت کرنا ہے کہ ابو بکر صدیق نے پیغمبر صاحب کی نبوت کو دل سے سچ جانا
اور حضرت کی دعوت کو دل سے قبول کیا اوسکا نام مجتہد صاحب اسلام رکہیں
یا ایمان سو بفضلہ تعالی قاضی نور اللہ شوستری کی اقرار سے ثابت ہو گیا اور

اگر مجتہد صاحب نی ایمان اور اسلام کی لفظون مین اس نظر سی فرق کیا ہو کہ ایمان سے
مراد تصدیق بالجنان ہی اور اسلام سی فقط اقرار باللسان اور ایمان سی ابو بکر
صدیق کے اسلئی انکار کیا کہ اونکو پیغمبر صاحب کی نبوّت پر تصدیق قلبی کا مرتبہ
نتھا تو اونکی تکذیب کی لئی اونہین کے شہید ثالث کا اقرار کافی ہی یعنی ابو بکر
بہ برکت خوابی کہ او دیدہ بود مسلمان شدہ بود دویم ہمنے مانا کہ ایمان اور اسلام
مین فرق ہی اور اس روایت سی شہید ثالث کی اسلام ابو بکر کا ثابت ہوتا ہے
نہ ایمان لیکن ہم ابو بکر صدیق کا ایمان بھی امیر المؤمنین علی مرتضیٰ ع کے
اقرار سی ثابت کرتی ہین اور مجتہد صاحب کی تار و پود کو درہم برہم کئی دیتی ہین
مومنین کو چاہیی کہ اوسکو ذرا دل سی سنین اور اپنی بزرگونکی بیخبری پر افسوس
کرین کہ علامۂ حلّی نے شرح تجرید مین لکھا ہی کہ قال علیہ السلام یوماً علی
المنبر انا الصدّیق الاکبر انا الفاروق الاعظم اسلمت قبل ان اسلم
ابو بکرٍ وآمنتُ قبل ان آمنَ کہ حضرت علی علیہ السلام نی ایک دن منبر پر فرمایا
کہ مین ہون صدیق اکبر مین ہون فاروق اعظم اسلام لایا قبل اسلام ابو بکر کے
اور ایمان لایا قبل ایمان لانی ابو بکر کی پس علامہ حلّی نے حضرت علیؑ کی زبان
سی اسلام بھی ابو بکر کا اور ایمان بھی اونکا ثابت کر دیا اگر نور اللہ شوستری
کی قول سی مجتہد صاحب کا قول باطل ہوا تھا تو اب علیؑ مرتضیٰ کی قول سی اونکا
یہ قول کہ خلیفۂ اول از ایمان بہرہ نداشت باطل ہوگیا والحمد للہ علی ذالک
بلکہ اس روایت سی یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلام اور ایمان کو ابو بکر کی ایسی وقعت
اور عزت اور شہرت تہی کہ حضرت علیؑ نی فخر یہ بیان کیا کہ مین اونسی بہی پہلی

ایمان اور اسلام لایا اگر موافق قول شیعونکی ابوبکر صدیق ایمان اور اسلام مین
کامل نہوتی یا معاذ اللہ منافق ہوتی یا طمع دنیاسی ایمان لائی ہوتے تو حضرت
علی اونسی پیشتر ایمان لانی پر افتخار کیون کرتی سوم اس روایت سی بہی
ثابت ہوا کہ ابوبکر صدیق کی اسلام و ایمانکی نسبت جو علماء امامیہ کا قول ہی کہ
وہ صرف ظاہر مین اسلام لائی تہی اور کاہنون کی کہنی سے بطمع خلافت مسلمان
ہوگئی تہی وہ بالکل غلط ہی لیکن قاضی صاحب کی شہادت سی جسمین انہون
نی ابوبکر صدیق کو سابقین اولین مین بیان کیا اونکی اگلی پچہلی جہوٹہی ہوگئے
اور یہہ کوئی خیال نکری کہ قاضی صاحب کی اس فقرہ نی فقط اپنی علما اور مجتہدین
کی قولونکو باطل کیا بلکہ اپنی حضرت صاحب الامر کی قول کو بہی رد کردیا یعنی شیعون
کے امام مہدی صاحب کا بہی یہی قول ہی کہ ابوبکر صدیق دنیا کی طمع سی ایمان
لائی تہی اور یہودیون سی پیغمبر صاحب کی بادشاہت اور غلبہ کا حال سنا کر انکی
پس موافق اونکی کہنی کے ظاہر مین کلمہ گو ہوگئی تہی چنانچہ اسکو ملا باقر مجلسی نے
بحار الانوار سی رسالۂ رجعیہ مین بروایت شیخ صدوق محمد بن بابویہ قمی کے لکہا ہے
اسلام ابوبکر وعمر بود اما برای طمع دنیا زیرا کہ ایشان با کفرۂ یہود مخلوط بودند
و از ایشان شنیدہ بودند کہ چون حضرت دعوی رسالت فرمود ایشان از روی گفتۂ یہود بظاہر کلمتین
گفتند و در باطن کافر بودند الغرض ان روایتون سی اسلام اور ایمان ابوبکر صدیق
کا بخوبی ثابت ہوا اور جب ایمان اور اسلام اونکا بخوبی ثابت ہوا تو لصاحبہ
لفظ سی یہہ بہی بنص قرآن ثابت ہوا کہ وہ پیغمبر کے صاحب تہی اور پیغمبر صاحب
کی اصحابونکی جو فضائل اور درجات ہین اور جنکو علماء امامیہ بہی تسلیم کرتی ہین

اونکی مصدق ظاہری ہیں باوجود اسکی جو کوئی اونکی صحابیت کا بھی انکار کری اور
اونکی فضائل کو نہ مانی وہ منکر نص قرآنی ہے **یقول المتمسک**
بولایۃ علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہم بھی اوپر
بیان کر چکے کہ فی نفسہ صحابت مین کوئی شرافت نہین ہی مگر بعد ثبوت
ایمان حقیقی کی اور ایمان حقیقی کہ جزء اعظم اوسکا تصدیق جنانی ہی منافقین صحابہ
مین خصوصًا حضرات ثلثہ مین شیعونکی نزدیک مفقود ہی پس اگر صحابت اصطلاحی
بہی اسمقام پر مراد لیجاوی تو ہوگی مگر باعتبار ایمان ظاہری کی جسطرح کل منافقین
باعتبار ایمان ظاہری کی شمار صحابہ مین داخل تہی جیسا کہ سابق مین قول امام
نووی سی ہمنی ثابت کیا کہ وہ شان منافقین مین فرماتی ہین ولانہم کانوا
معدودین فی اصحابہ ویجاہدون معہ اما حمیۃ واما لطلب دنیا
الی آخرہ وقد مر اور حدیث اصحابی اصحابی اور حدیث مین لا اصحاب من
لا یوان اور امثال اوسکی جو بیان ہو چکی سب اسی پر دلالت کرتی ہین کہ
منافقین داخل صحابہ تہی پس اگر جناب باری نی بہی یہی صحابیت نفاقی اذ
یقول لصاحبہ مین مراد لی ہو تو حضرت ابوبکر کی لئی اسمین کیا شرافت
اور کیا فضیلت نکلی لیکن کسی مفسر نی کسی فقیہ نی کسی محدث نی اسمقام
پر یہ نہین کہا ہی کہ خدا نی معنی اصطلاحی مراد لئی ہین باقی رہی معنی لغوی پس
اطلاق اوسکا قرآن مین حدیث مین عرف مین اوپر ساتھ رہنی والون کے
آیا ہی خواہ ساتھی مومن ہو خواہ کافر ہو یہانتک کہ اگر حیوان بہی ساتھی ہو
تو کبہی اوسکو بہی صاحب کہتی ہین جیسی عرب بولتی ہین کہ بئس الصاحب الحمار

چنانچہ قرآن مجید مین چند مقام پر اسطرحکا استعمال موجود ہی پس اسی سے ہی جناب
رسولخدا کو صاحب کفار کہنا چنانچہ فرمایا ہی وما صاحبکم بمجنون یعنی اے
کفار تمہارا صاحب یعنی جناب رسولخدا مجنون نہین ہین اور اسی سے ہی ان
صحابت درمیان ایک مومن اور ایک کافر کی جیسا کہ فرمایا ہی فقال لصاحبہ
وھو یحاورہ انا اکثر منك مالا واعز نفرا یعنے ایک کافر نے اپنے صاحب
سے کہا کہ مین زیادہ تر ہون تجہسے از روی مال کے اور پھر فرمایا قال لہ صاحبہ
وھو یحاورہ اکفرت بالذی خلقك من تراب یعنی کہا واسطے اوسکے
صاحب اوسکی نے درحالیکہ مباحثہ کرتا تہا اوس سے کہ آیا کافر ہوگیا تو ساتھ
اوسکی کہ جسنی پیدا کیا تیری تئین مٹی سے اور اسی سے ہی وہ مقام جہان خدا نے
علام نی زبانی حضرت یوسف کی فرمایا ہی کہ اونہون نے دو کافر جو قید خانہ
مین اونکی ساتھ تہی کہا یا صاحبی السجن یعنے ای دونو صاحب میرے قید خانہ
مین پس صحابت لغوی فی نفسہ موجب کسی فضیلت اور شرافت کی نہین ہے
ورنہ کافر کو صاحب مومن اور مومن کو صاحب کافر کہتی آئے کسی صاحب
کی فضیلت کسی لفظ مابعد یا ماقبل سے ثابت کیجاوی تو کلام اوس لفظ مابعد
اور ماقبل مین ہوگا نہ لفظ صاحب مین **قولہ** اسپر شیعہ چند طرح سے
اعتراض کرتی ہین اول اسطرح پر **اقول** یہہ اول وہ ہی کہ جسکا ثانی نہین معقود
ہی اون چند طرحکی اعتراضونکا جو شیعہ کرتی ہین اگر آپ سے جواب نہین ہوسکتا تہا
اور فقط ایک ہی اعتراض کی جواب پر آپکو قدرت تہی تو یہی فرمایا ہوتا کہ ان
چند اعتراضونسی ایک یہہ ہی اوسکا نام اول کیون رکہا اسلئی کہ لفظ اول

خواہی نخواہی خواہان ثانی ہے **قولہ** صاحب سے مراد ہمراہ کی ہے **اقول**
باتفاق مفسرین اسمقام پر یہی معنی لغوی مراد ہین ولا اقل اذا جاء الاحتمال
بطل الاستدلال اور جب اطلاق اوسکا مومن وکافر دونون پر ہوا تو قول
شیعہ کہ صاحب کی لفظ سے فضیلت بیطرف اسلام کا ثبوت بہی نہین ہو سکتا
جیساکہ آپ خود ناقل ہین نہایت بجا اور درست ٹہر اسلئی کہ اگر کہین منقبت
یا فضیلت سمجہی جائیگی تو نفس لفظ صاحب سے نسمجہی جائیگی بلکہ یا لفظ ماقبل یا
مابعد سے سمجہی جائیگی اور قابل بحث وفحص وہی لفظ ماقبل و مابعد ہوگا نہ لفظ
صاحب کا **قولہ** آیت اوّل کا جواب یہہ ہی **اقول** یہہ جواب محض مہمل
ہی اور دلیل کمال غباوت اور جہالت پر ہی اسلئی کہ خود مخاطب اسکا اقرار
کرتا ہی کہ بیشک خدا نی کافر کو صاحب مومن کہا ہی پس اسیقدر سے دعوای شیعہ
کہ صاحب کا اطلاق مومن و کافر دونون پر ہوتا ہی ثابت ہو گیا **قولہ** مگر
اوسیوقت اوسکی اہانت بہی بیان کر دی **اقول** اہانت کا بیان کر دینا
عین مثبت دعوای شیعہ ہوا اگر اہانت نہ بیان فرماتا اور کفر اوسکا ثابت
نکرتا تو ہم کیونکر جانتے کہ صاحب کا اطلاق کافر پر بہی آیا ہی **قولہ** اور یہہ
جو صدیق اکبر کو صاحب بیان کیا تو اوسکی ساتہہ ہی وہ کلمہ **اقول** اگر اوسکی
ساتہہ ہی وہ کلمہ بیان کیا ہی تو وہی کلمہ اوپر فضیلت کی بنا بر مخاطب کی تعنید
کی دلالت کریگا نہ لفظ صاحب کا اور کلام اسمقام مین لفظ صاحب مین ہے
نہ اوس کلمۂ دیگر مین کہ بحث وفحص اوسمین بعد اسکی ہم آگے کرینگے اس مقام غرض
اسیقدر ہی کہ لفظ صاحب مین کوئی فضیلت نہوئی اسواسطی کہ اگر بقول تمہاری

فضیلت ہوئی تو لفظ مابعد مین ہوئی نہ لفظ صاحب مین الحمد للہ کہ یہہ دعوے
شیعونکا تو باقرار آپکی ثابت ہو چکا اب آپکی لفظ مابعد مین ہم گفتگو کرتی ہین
کہ وہ لفظ لاتحزن انّ اللہ معنا ہی آپ مدعی ہین کہ یہہ کلمہ محبّت اور
تسلی پر دلالت کرتا ہی ہم کہتی ہین کہ لانسلم نہ یہہ کلمہ فی نفسہ محبت پر دلالت
کرتا ہی نہ تسلی پر بلکہ لفظ لاتحزن صیغہ نہی ہی اور اصل نہی واسطی حرمت کے
جیسا کہ اصل امر واسطی وجوب کی ہی پس باعتبار معنئ اصلی کے یہہ لفظ دلالت
کریگا اوپر واقع ہونی ایک فعل قبیح کی خلیفۂ اول سی کہ وہ اظہار قلق و اضطراب
اور حزن و بکا تہا جو دلیل ہی دنی دینی اور قلت ایمانی اور عدم تصدیق بوعدۂ
خدا و رسول صلعم پر مستلزم تہا کہ اوپر تسلّی ہی کی محمول ہی لانسلم کہ تسلّی کے لئی ایمان
بہی لازم ہی کیون نہین جایز ہی کہ کسی کافر یا منافق کو بخوف افشائی راز
تسلی دیجاوی یعنی اگر اوس کافر یا منافق کو تسلی ندیتی تو وہ افشاء اوس راز کا کہ
جسکا چہپانا مصلحت وقت تہا کر دیتا **قولہ** پس دونو نمین کیا مناسبت ہے
اقول دونو آیتو نمین بڑی مناسبت ہی ایک تو یہہ کہ لفظ صاحب نہ وہان
ایمان پر دلالت کرتا ہی نہ یہان ایمان پر دلالت کرتا ہی دوسرے جیسی وہان
مابعد دلالت کفر پر کرتا ہی ویسا ہی یہان بہی شیعونکی نزدیک مابعد دلالت
اوپر کفر ہی کی کرتا ہی جیسا کہ عنقریب جہان آپ جزع و فزع لفظ لاتحزن
مین کرینگی ہم توضیح تمام بیان کرینگی **قولہ** اور دوسرے آیت کا یہہ جواب
ہی کہ صاحبی السّجن مین لفظ صاحب کا مضاف سجن کی طرف ہی **اقول**
واہ صاحب ایسا جواب نامعقول باوجود سمجہی معنئ اضافت کی نہایت جائے

حیرت ہی صبیان مکتب بہی جانتی ہین کہ اضافت بادنی ملابست مجازات
فصحا و بلغا مین شائع و ذائع ہے ہر مضاف الیہ کو ضرور نہین ہی کہ مضاف الیہ
حقیقی ہو جیسی جری النہر ولحم العید و سحر اللیل پس حقیقت مین نہ نہر
کوئی چیز سیال ہی کہ جسکی طرف جریان کی اضافت کرین اور نہ عید کوئی
جانور ہی کہ اوسکا گوشت کہین نہ لیل کوئی لکڑی کہ جسکا تیر ہو پس یہہ اضافتین
نہین ہین مگر بادنی ملابست اسیطرح اضافت صاحب کے طرف سجن کی بملابست
ظرفیت ہی نہ یہہ کہ سجن مضاف الیہ حقیقی ہی اور کیونکر حقیقۃً مصاحبت سجن کی ہو سکتی
ہی حالانکہ سجن عبارت ہی جدار اور سقف سی پس کون کہہ سکتا ہی کہ فلان
شخص مصاحب جدار ہی اور مصاحب سقف ہی آری اگر معنی صاحب کے
مالک کی لین تو سجن مضاف الیہ حقیقی ہو سکتا ہی لیکن اسمقام پر صاحبی السجن
مالک سجن نہ تہی بلکہ مقید فی السجن تہے بنابر اسکی ضرور ہوگا کہ مضاف الیہ حقیقی
یہان محذوف کیا جاوی کہ وہ یای متکلم ہی اور معنی کلام کی یہہ کہی جائین کہ
ای دونو صاحب میری قیدخانہ مین اور اگر حضرات کو آپ ہمسی باور نکیجئی تو
اپنی بڑی مفسر صاحب قاضی بیضاوی کی کہنی کو تو البتہ مانئی گا دیکہئی وہ اپنی
تفسیر مین فرماتی ہین کہ معنی یا صاحبی السجن کی یہہ ہین کہ یا صاحبیّ فی
السجن فاضافھما الیہ علی الاتساع کقولہ یا سارق اللیلۃ اہل
الدار انتہی یعنی معنی یہہ ہین کہ ای دو صاحب میرے بیچ قیدخانہ کی پس اضافت
طرف سجن کی مجازا ہی جیسا کہ قول قائل مین ہی ای چرانی والی رات کے
اہل دار کی یعنی اب تو کہیے جناب وزیرا آپکو سوجہی ہوگی اب فرمائیے لصاحبہ اور

یا صاحبی مین کیا فرق ہی صاحب مضاف طرف نبی کی دونو جگہہ ہی کہ نہین
ری یہہ فرق ہی کہ ایک جگہہ اضافت ایک صاحب کی ہی اور دوسری جگہہ اضافت
دو صاحب کی ہی بسبب اسکی کہ دوسری صاحب یہان موجود ہی نہ تہی ورنہ
نہین معلوم کہ کیا آفت برپا ہوتی اور جناب رسولخدا کو کتنی تسلی دینی پڑتی
اور بڑی مشکل تو یہہ تہی کہ دوسری صاحب تو تسلی دینی پر راضی ہونیکی عادت
ہی نہین رکہتی تہی چنانچہ روز حدیبیہ ہرچند جناب رسولخدا نی تسلی دی اور
فرمایا کہ اِنّی رَسُولُ اللّٰہ ولن یضیعنی اللّٰہ یعنی مین خدا کا رسول ہون
اور خدا مجکو ہرگز ضایع نکریگا مگر غیظ و غضب مین خلیفہ صاحب کے کمی نہوئی جیسا کہ
صحیح مسلم مین موجود ہی یہانتک کہ نبوت ہی مین اظہار شک کرنی لگی پس
ایسی صاحب سی تو فقط اِنَّ اللّٰہ مَعَنا کہنی سے جان بچانی بہت مشکل
بات تہی مگر الحمد للہ کہ بخیر گذشت کہ آپ ساتھہ ہی نہ تہی **قوله** اس آیہ مین
لفظ صاحب کا مضاف نبی کیطرف ہی **اقول** اگر غرض یہہ ہی کہ لفظ نبی
کیطرف مضاف ہی تو محض کذب و افترا علی اللہ ہی اسلئی کہ اضافت طرف ضمیر
مجرور متصل کی ہی کہ لکہنی مین ہ اور پڑہنی مین ہی ہی کما صرح بہ علماء
التجوید اور اگر غرض یہہ ہی کہ باعتبار مرجع ضمیر کی اضافت طرف نبی کی ہی تو
کوئی کہہ سکتا ہی کہ لا نسلّم کیون نہین جائز ہی کہ مرجع ضمیر لفظ غار ہو کہ بہت قریب
ہی اور اضافت صاحب الغار کی مثل اضافت صاحبی السجن کی ہو پس اس
صورت مین بہی فرق کرنا آپکا بین الاضافتین محض باطل ہو گیا اور اگر عمدہ
تشتت ضمائر قابل پذیرائی ہوگا تو سنیونکا بہی عمدہ تشتت ضمائر سکینتہ علیہ

مین کہ جس سے عدم ایمان خلیفہ صاحب ثابت ہوتا ہے البتہ قابل پذیرائی ہوگا
یہہ نہایت بے انصافی ہے کہ بیٹھا بیٹھا غپ اور کڑوا کڑوا تھو یہہ بعینہٖ مثل
اسکی ہے کہ آیۂ انما ولیکم اللہ مین جس سے خلافت جناب امیر علیہ السلام
ثابت ہوتی ہے اطلاق جمع علی الواحد جائز نہین ہے اور آیۂ اولو الفضل مین اولو
ابوبکر ہیئن بڑا افسوس ہے کہ دنیا مین انصاف نہین ہے **قولہ** رہا ایمان لانا
ابوبکر کا وہ بروایات معتبرۂ امامیہ ثابت ہے **اقول** ہمکو معلوم نہین کہ
مخاطب کس ایمان کا ذکر کرتا ہے اگر غرض ایمان نفاقی ہے جیسے ایمان منافقین تہا
کہ مصداق قالوا اٰمنا بافواہہم ولم تؤمن قلوبہم کا تہا یا مصداق
اٰمنوا ثم کفروا فطبع علی قلوبہم فہم لا یفقہون کا تہا تو بطیب خاطر مسلم
ہے کہ روایات معتبرۂ امامیہ سے البتہ ایمان لانا ابوبکر کا بایں ایمان ثابت ہے اور اگر
غرض ایمان حقیقی ہے جسکا جزو اعظم تصدیق جنانی ہے پس لا نسلم کہ کسی روایت غیر معتبرہ
امامیہ سے بہی ثابت ہو فضلاً عن الروایات المعتبرہ بلکہ خلاف اسکا ثابت ہے چنانچہ
خود ہی حضرت مخاطب صفحۂ مابعد اور حاشیہ مین اوسکی فرماتے ہین کہ روایت حضرت
صاحب الامر کی کہ جسکا مضمون یہہ ہی کہ ابوبکر بطمع دنیا ایمان لائے تہے منجملہ اون روایتون
کی ہے جنسے اکثر کتابین شیعونکی بہری ہوئی ہین یعنی دلالت کرتی ہین اوپر کفر و نفاق
حضرت خلیفہ صاحب کی طرفہ یہہ ہے کہ روسے خوش کرنے مومنین کے آپ بقدر
اوسکی نقل کا بہی ارادہ رکہتے ہین غافل اس سے کہ البتہ اون روایتونسے مومنین
خوش ہونگے مگر اہلسنت کے گہر تو صف ماتم بچہیگی اور اوسی جگہہ انشاء اللہ حضرت
مخاطب کی اور اونکی بزرگونکی بیہودگی اور رکاکت بیان تہے جیسا کہ حاشیہ مین

فرماتی ہین معلوم ہوگی فانتظرہ **قولہ** قاضی نور اللہ شوستری نی لکہا ہی **قول**
اس روایت مین تو کہین جہوٹہی ایمان کا بہی ذکر نہین ہی فضلاً عن الایمان الحقیقی
والتصدیق الجنانی آری ببرکت خواب خالد ابوبکر کی مسلمان ہونیکا ذکر البتہ ہی
اور بمقتضای ولاکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبہم کے
مثل منافقین مسلمان ہوئی تہی اس سی ایمان حقیقی نہین ثابت ہوتا ہی **قولہ** اس
روایت کی دیکہنی والی انصاف کر سکتی ہین **اقول** کل دیکہنی والی اس روایت
کی مثل مخاطب کی نافہم نہین ہین کہ جسمین کہین ایمان ابوبکر کا ذکر تک نہین ہی
اوس سی ایمان حقیقی اور تصدیق جنانی ابوبکر سمجہین آری ذکر اسلام ابوبکر ہی کہ وہ
قسم ہی ایمان حقیقی اور کفر نفاقی سی **قولہ** کہ جو شخص اسلام کی سچائی پر بالہام غیبی
یقین لایا ہوا **قول** اس روایت مین نہ ابوبکر کی الہام غیبی کا ذکر ہی نہ ابوبکر
کی یقین لانیکا ذکر ہی آری ذکر خواب دیکہنی خالد کا ہی پس اگر الہام ہوا اور یقین
آیا تو خواب دیکہنی والی کو آیا نہ ابوبکر کو **قولہ** جسکو خدا نی رویاء صادقہ کے
ذریعہ سی ایمان پر راغب کیا **اقول** کچہہ سمجہہ مین نہین آتا ہی کہ حضرت مخاطب
کتنی بوتلونکی نشہ مین یہہ کلام کر رہی ہین خدا نی کسکو رویاء صادقہ دیکہلایا اور کسکو
راغب طرف ایمانکی کیا رویاء صادقہ دیکہنی والا نہین ہی مگر خالد کہ جسکا اسلام
مقدم اسلام ابوبکر سی ہوا بلکہ اوسکا خواب بظاہر سبب اسلام ابوبکر ہوا ابوبکر کو
خدا نی کب خواب دیکہلایا اور کب الہام کیا اونکی خواب دیکہنی کا ذکر تو کہین اس
عبارت مین نہین ہی بعد غور و فکر کی معلوم ہوتا ہی کہ مخاطب چونکہ مست بکری کے
در حالت بیخودی مین بجز صورت ستر کہ ابوبکر کوئی صورت دیگر اونکی متخیلہ مین

نہین سماتی لہذا ضمیر اوکی اس عبارت مین کہ (بلکہ ابو بکر بہ برکت خوابی کہ او دیدہ بود
مسلمان شدہ بود) طرف ابو بکر کی خلاف سباق وسیاق کلام پہیرتا ہی حالانکہ
سابق کی ضمیرین طرف خالد کی پہرتی ہین جیسی ضمیر مستتر از سابقین اولین بود
اور ضمیر بارز اسلام او مقدم بر اسلام ابو بکر بودہ پہر اس کلام پر بلفظ بلکہ ترقی
ہی کہ اسلام خالد تو اسلام ابو بکر پر مقدم ہی تہا بلکہ خواب خالد موجب اسلام
ظاہری ابو بکر ہوا اور بعد اس کلام کی ذکر خواب خالد ہی ہیں اگر ضمیر اوکی طرف
ابو بکر کی پہیری جاوی گی تو اس کلام کو ماقبل اور مابعد سی کیا علاقہ رہیگا یقین ہی
کہ دستور الصبیان خوانان مکتب ہی اس عبارت سی بجز خواب خالد کی خواب
ابو بکر نہ سمجہین گے مگر تعجب ہے خوش فہمی مخاطب سی کہ صاف صاف فارسی عبارت
کی سمجہنی مین آنکہین خواب غفلت سی نہین کہولتی اور ایسی ٹہوکرین منہ کی کہاتی
ہین جس سی لڑکون کو ہنسی آتی ہی اور با اینہمہ خوش فہمی دعوی قرآن اور حدیث
کی عبارت سمجہنے کا ہی جناب ابو الآیہ کلام اللہ نہین ہے کہ جسکو عامۃ الناس
نہین سمجہتی ہین جس ضمیر کو جدہر چاہا خلاف سباق وسیاق پہیر دیا جیسے
آیہ سکینتہ علیہ کی ضمیر نی خوف وخطر طرف ابو بکر کی پہیر دی گو کلام فہم اور
بہت گر جاتی اگر جاتی مگر ابو بکر کا کام تو بنجاتی اگر اس نی انصافی مین سوال
اور نضیحتی ہی تو خواص کی نزدیک ہی عوام کی نزدیک تو نہین ہی لیکن اس
عبارت فارسی کی نافہمی تو کاتہون اور لالاؤن اور گلستان خوانونکی نزدیک
ہی موجب فضیحتی ہوگی اور سب کہینگی کہ مقتضای جنون و دیوانگی ہی کہ کوئی خواب
خالد کو خواب ابو بکر کہی حضرت مخاطب کو غیرت چہو نہین گئی ہی مگر بخدا کہ ہمکو شرم

آتی ہی کہ ہمنے ایسی خوش فہمونکو مخاطب کیا ہی کیا کیجئے کہ انسان بضرورت
ہر جائی ضرورت کیطرف متوجہ ہوتا ہی ولنعم ما قیل ؎ پاسنہ آنجا مگر بہر قضای
حاجتی ٭ خانۂ اہل دول جائی ضروری بیش نیست ٭ **قوله** اوسکی نسبت
کسکی زبان سی نکل سکتا ہی **اقول** خواب دیکھنی والی کی نسبت تو بیشک نہین
نکل سکتا ہی لیکن ابوبکر کی نسبت جو خواب دیکھنی والی نہ تہی البتہ نکل سکتا ہی جو
ایمان سی نری بہرہ تہی **قوله** برائی خدا کوئی قاضی نور اللہ کے اس فقرہ
کو **اقول** برائی خدا کوئی فقرہ کو کہ بلکہ ابوبکر بہ برکت آہ ساتہہ فقرہ ماقبل کے
کہ اسلام او مقدم بر اسلام ابوبکر بودہ اور ساتہہ فقرۂ مابعد کی کہ بالجملہ سبب
اسلام خالد آن بود کہ در خواب دیدہ بود آہ ملاوی اور کہی کہ اس عبارت سے
خواب خالد کا ثبوت ہوتا ہی یا خواب ابوبکر کا اور بعد اسکی خوش فہمی مخاطب پہ
تحسین و آفرین کری یا تہجین و نفرین **قوله** مجتہد صاحب کے اس فقرہ کو الی قوله
مطابق کری **اقول** بعنی و بعین اللہ ہمنی دونون فقرونکو مطابق کیا تو دونوکو
نہایت مطابق پایا اور اسیطرحکا آپسمین تخالف نہین ہی اسلئی کہ مجتہد صاحب
مثل کل فرقۂ امامیہ کی نافی ایمان حقیقی خلیفۂ اول ہین اور مولانای شوستری
علیہ الرحمہ بہی مثل کل فرقۂ امامیہ کے مثبت اسلام ظاہری ابوبکر مثل اسلام
ظاہری کل منافقین کی ہین اور ان دونون باتونمین آپسمین کسیطرح کا تناقض
اور تخالف نہین ہی بلکہ علماء اہلسنت بھی بنسبت کل منافقین کے اسی بات
کی قایل ہین کہ ظاہر مین مسلمان اور حقیقت مین نری ایمان تہی پس اگر علمای شیعہ
بہی ابوبکر کو اہل نفاق سی سمجہہ کر اسکی قایل ہوئی تو کیا قباحت لازم آئی

قوله کہ ان لوگونکو دشمنی اور عداوت نی کیسا اندہا اقول حقیقت مین اور مومنون
وہی کہ جسکو محبت ثلثہ نی ایسا اندہا کر دیا ہی کہ عبارت فارسی تک کا بہی مضمون
نہین سوجہتا نعم حب الشئ یعمی ویصم وانہا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی
فی الصدور قوله ایسی صدیق کے ایمان کا انکار کرتی ہین اقول اوس صدیق کو
بر عکس نہند نام زنگی کافور ہی کذبیت سمجہ کر اوسکی ایمان کا انکار کرتی ہین
قوله جسکو خدا نی بذریعہ صادقہ اقول تدعی رویاء صادقہ واسطی ابوبکر
کی خود کاذب مفتری ہی مولانای شوستری نی رویاء صادقہ واسطی خالد کے
ثابت کیا ہی نہ واسطی ابوبکر کی اندہی ایمان ابوبکر کو ٹٹولتی پہرتی ہین مگر کہین خواب
وخیال ہین بہی نہیں ج دکہائی دیتا تب جہوٹہی خواب بناتی ہین ع این خیال
است ومحال است وجنون ✻ قوله اگر کوئی کہی کہ قاضی نور اللہ شوستری نی
اسلام کا اقرار کیا ہی اقول امر واقعی کو فرض کرنا کیا حقیقت مین قاضی علیہ الرحمہ
مثل کل شیعہ کی اسلام ظاہری کا اقرار کرتی ہین اور ایمان حقیقی کا مثل کل شیعہ
انکار کرتی ہین اور یہی حال مجتہد صاحب کا بہی ہی قوله پیغمبر صاحب کی نبوت
کو ویسی ہیچ جانا اور حضرت ع کی دعوت کو ویسی قبول کیا اقول اگر اسی امر کا
ثبوت کر دیتی تو ہماری اونکی جہگڑا ہی طی ہوگیا ہوتا آج بارہ سو برس کا زمانہ
گذرا اور لاکہون ستنی اسی ہوس خام مین مر مٹ گئی مگر الحمد للہ کہ ایک ذرہ بہی اس دعوی
کی ثابت نہو سکا بہلا آپ بیچاری ایک جہوٹہا خواب ابوبکر کی واسطی بنا کے
اور بدروغ خواب خالد کو خواب ابوبکر ٹہرا کی کیا ثابت کیجیئگا قوله سو بفضل
قاضی نور اللہ کی اقرار ہی ثابت ہوگیا اقول محض غلط اور نہایت دروغ بیفروغ

جو کس عبارت سی کس فقرہ سی کس لفظ سی قاضی علیہ الرحمہ کی ثابت ہوگیا کہ ابوبکر
نی نبوت کو دل سی سچ جانا اور دعوت کو دلسی مانا عبارت مذکورہ مین تو فقط
مسلمان ہونی ابوبکر کا ذکر ہی دلسی سچ جاننا اور دلسی قبول کرنا کس لفظ کا مفہوم
ہی مسلمان ہونا مستلزم سچ جاننی کا نہین ہی ورنہ کل منافقین مصدق نبوت
دلسی ہوجائین **قولہ** تصدیق قلبی کا مرتبہ نہ تہا **اقول** حاشا وکلا کہ تصدیق
قلبی ابوبکر مین کبھی چہو بہی گئی ہو آجتک کوئی شیعہ نہ اسکا معتقد ہی نہ قیامت
تک ہوگا **قولہ** اونکی تکذیب کی لئی اونہین کی شہید ثالث کا اقرار کافی
ہی **اقول** مخاطب کی تکذیب کی لئی یہی عبارت شہید ثالث کی کافی اور وافی
ہی کہ کہین تصدیق قلبی ابوبکر کا اوسمین ذکر ہی نہین ہی بلکہ فقط مسلمان ہونیکا
ذکر ہی اور خواب خالد کا ذکر ہی نہ خواب ابوبکر کا یعنی ابوبکر جو بظاہر مسلمان
ہوئی تو بسبب خواب خالد کی ہوئی کہ وہ خواب مثر بشارت کا ہوا کما ستعلم
قولہ ہمنی مانا کہ ایمان اور اسلام مین فرق ہی **اقول** یہہ بات آپکی ہی اگر
آپ نہ مانیگا تو بعض مقامات پر یہہ نص قرانی بل قولوا اسلمنا جہک مارکی
ماننا پڑیگا آپکی بعض مقامات پر جیسا کہ سابق مین اشارہ ہوا اسلام اور ایمان دونو
مترادف بہی ہین اور جب عبارت شہید ثالث فقط اسلام ہی پر دلالت کرتی ہی
تو آپ کیون کہا تہا کہ ہم اونکی ایمان کا اثبات کرتی ہین **قولہ** لیکن ہم
ابوبکر صدیق کا ایمان ہی امیر المومنین علی مرتضی کی اقرار سی ثابت کرتی ہین
اقول جیسا شہید ثالث کی اقرار سی ثابت کیا اب ویسا جناب امیر کی اقرار سی
ثابت کیجیئی گا تمکو تو لیاقت فہم سخن فارسی کی بہی نہین ہی تم کلام جناب امیر

علیہ السلام کیا خاک سمجھو گے **قولہ** تار و پود کو درہم و برہم کئی دیتی ہین
اقول تار و پود ایمان ابو بکر ایسا درہم و برہم نہین ہے کہ تمہاری سلجہای
سی سلجہہ جاوی علمای اہلسنت نی بارہ بارہ سو بانجی کی داڑہیونکو بیچ بنایا
جب بھی بارہ سو برس ہوئی کہ ابتک نہ سلجہا اینٹائی کی کاریگر تلک بہی ہیں
متوجہ رہی اور بہت طلائی اور نقری تقریرین بیچین مگر کوئی سجاوٹ بگاڑ
سر و صورت زیبای حضرت ابو بکر نہوئی **قولہ** اور اپنی بزرگونکی بیخبری پر افسوس
کرین ۔۔ **اقول** ہمکو تمہاری بزرگونکی بیخبری پر البتہ افسوس ہی کہ اپنی صحاح مین
احادیث نفاق ابو بکر مثل حدیث غصب فدک و حدیث جیش اسامہ اور حدیث
قرطاس اور حدیث سقیفہ و امثالہا لکھکر کیون بیچاری ابو بکر کی تار و پود ایمان
کو درہم و برہم کر گئی کہ آپ ابتلک اوسکی سلجہانی مین ستیونکی جان پر بنی ہی مگر
کچھہ نہین بن پڑتی **قولہ** علامہ حلی نی شرح تجرید مین لکھا ہی **اقول** علامہ
حلی علیہ الرحمہ نی بغرض ابطال دعوی سابق الاسلامی ابو بکر جسکی اہلسنت
مدعی ہین اس حدیث کو کتب اہلسنت سی احتجاجاً علیہم لکھا ہی اور ظاہر ہی جو کلام
الزاماً للخصم لکھا جائیگا وہ ضرور ہی کہ کتب خصم سی لکھا جاوی چنانچہ ابن ابی الحدید
نی اسکو بہی نقل کیا ہی پس جو کلام کہ مقبول اہلسنت ہو شیعہ اہلسنت کو اوس سے
الزام دی سکتی ہین اور اہلسنت کو نہین ہو سکتا کہ شیعونکو اوس سی الزام دین
قولہ علامہ حلی نے علی مرتضی ع کی زبان سی **اقول** اگر زبان حضرت علی مرتضی
صلوات اللہ و سلامہ علیہ کی سمجھنے کی مخاطب کو لیاقت ہوتی تو اس کلام کو
ہرگز زبان پر نہ لاتا کہ جس سی دعوای صدیقیت و فاروقیت شیخ عتیق اور انکی

رفیق شفیق کا کاذب اور سرمایہ فخر و مباہات از سر تا سر باطل ہو جاتا ہی اور
باوجود کذب صدیقیت اور فاروقیت کی ہوس اثبات ایمان کمال ابوالہوسی
اہلسنت کہ بنا بر اسکی ایمان خود بخرق اجماع مرکب باطل ہو جائیگا بدینوجہ کہ اجماع امت
اسی پر ہی کہ یا خلیفہ جی موصوف بصدیقیت اور ایمان تھی یا موصوف بکذب صدیقیت
اور بی ایمانی تھے پس قول بعدم صدیقیت باوجود ایمان ایک قول ثالث ہی کہ
جس سی خرق اجماع مرکب ہوا جاتا ہی و ہذا ہو باطل بالاتفاق لیکن ہم قطع نظر
اس سی کرکی کہتی ہین کہ اس عبارت سی فی نفسہ بھی اثبات ایمان ابوبکر نہین ہو سکتا بوجہ
چند وجہ اولاً یہ کہ غرض انحضرتؑ کی اس کلام بلاغت نظام سی کہ مجمع عام مین
علی المنبر فرمایا یا البطال دعوائی ہوا خواہان ابوبکر و عمر ہی جو بزعم باطل اپنی بعلت
سابق الاسلامی و سابق الایمانی ابوبکر کو لقب صدیق اکبر دیتی تھی اور اونکی لئی
افضلیت بسابقت الاسلامی ٹہراتی تھی پس فرمایا حضرت نے ردا و ابطالا لزعمہم الفاسد کہ مین ہی
اگر بزعم باطل تمھاری سبقت اسلام اور ایمان موجب صدیقیت ہی تو مین
صدیق اکبر ہون اسلئی کہ اسلام اور ایمان میرا مقدم ہی از اسلام اور ایمان ابوبکر کا
اور تمھاری عقیدہ مین اسلام اور ایمان حقیقی ہی گو حقیقت مین فقط ظاہری ہی
پس انحضرتؑ نی اطلاق ایمان ابوبکر پر نہین کیا مگر بنا بر عقیدہ ہوا خواہان ابوبکر
جیسی خدا نی ع آلھتکم خیر مین اطلاق آلہہ معبودان باطل پر نہین کیا مگر بنا بر
عقیدہ باطل اہل باطل کی اور جیسی حضرت ابراہیمؑ نی شمس و قمر کو رب
نہین کہا مگر بنا بر عقیدہ اہل باطل کے کما صرح بہ علماء التفسیر پس بنا بر اس اطلاق
اگر کوئی مومن کسی کافر سی کہی کہ الوہیت خداوند کریم کی قدیم ہی اور الوہیت

تمہاری الٰہیہ کی حادث ہی یا یون کہی اوس سی جو مسیلمہ کذاب کی نبوت کا
قایل ہی کہ نبوت خاتم الانبیاء صلعم پیشتر از نبوت مسیلمہ ہی تو آیا کوئی اوس منکر
کو مصدق الوہیت الٰہیہ و باطل یا مصدق نبوت مسیلمہ کذاب کہہ سکتا ہی
اسیطرح سی اس کلام جناب امیر سی تصدیق اسلام اور ایمان حقیقی ابوبکر
نہین ہو سکتی ثانیاً بقرینہ اینکہ روی خطاب طرف بدخواہان ابی بکر کی ہی
اور وہ اسلام اور ایمان کو مترادف جانتی ہین اور واقع مین بہی کبہی مترادف
ہوتی ہین جیسا کہ ہمنی سابق مین بیان کیا پس اگر جناب امیر علیہ السلام نی بہی
اسلام و ایمان دونونکو مترادف لیا ہو تو ابوبکر کی نفی زائد از اسلام کوئی امر ثابت
نہوگا اور ہر گاہ اسلام اعم ہی ایمان حقیقی سی جیسا کہ آیۂ قل لم تؤمنوا ولکن
قولوا اسلمنا مین ہی فلا دلالۃ لعدم نفی الخاص باحدی الدلالات الثلث اور
اگر قرینہ خطاب سی بہی قطع نظر کیا وی تو لا اقل یہہ محتمل ہی و اذا جاء الاحتمال
بطل الاستدلال پس جب تلک مخاطب کوئی دلیل عدم ترادف بر سمقام قائم
نکری ایمان حقیقی ابوبکر کلام جناب امیر علیہ السلام سی ثابت نہین کر سکتا ہی
جب معلوم ہی کہ اطلاق لفظ ایمان کا ایمان حقیقی اور ایمان ظاہری دونون پر آیا ہی
جیسا کہ جناب باری فرماتا ہی یا ایہا الرسول لا یحزنک الذین یسارعون
فی الکفر من الذین قالوا آمنا بافواھھم ولم تؤمن قلوبھم اور پہر
فرماتا ہی ومن الناس من یقول آمنا باللہ وبالیوم الآخر وما ھم
بمؤمنین اور پہر حق منافقین مین سورۂ منافقین مین فرماتا ہی ذالک
بانھم امنوا ثم کفروا فطبع علی قلوبھم فھم لا یفقھون اور پہر فرماتا ہی

ان

ان الذین اٰمنوا ثم کفروا ثم اٰمنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفراً
غرض جب اطلاق ایمان کا ایمان ظاہری پر بھی ہوا پس کہنا سنی ثابت ہوا
قول جناب امیر علیہ السلام مین جو ایمان کہ لفظ آمنت سے مراد ہے وہی
ایمان لفظ آمن ابوبکر سے بھی مراد ہو بلکہ ہم کہتے ہین کہ ایک جگہ ایمان حقیقی یعنی
ظاہری و باطنی دونو مراد ہین اور دوسری جگہ فقط ایمان ظاہری مراد ہے اس
حضرت مخاطب نے دونو ایمانون کو ایک طرحکا ہونا کہنا سنی ثابت کیا اور کیونکر
سمجھے کہ ایمان ابوبکر اور ایمان جناب امیرؑ ایک تھا شتان ما بین السمآء والارض
فرق آسمان و زمین ہے درمیان ایمان حقیقی اور ایمان ظاہری کی آرہی کوئی حرف
تشبیہ بھی اس جگہ ہوتا تو مخاطب کو بظاہر اسکا گمان ہو سکتا تھا مثلاً یون ہوتا
آمنت کما آمن ابوبکر لیکن بحمد اللہ وہ بہی تو نہین ہے اور اگر ایسا ہوتا تب بھی
اتحاد دونو ایمانو نکا بکل الوجوہ نہین ہو سکتا تھا اسلیے کہ تشبیہ کی لیے اتحاد فی بعض
الوجوہ کافی ہے ورنہ زید کالاسد مین زید کی لیے دُم ہونا بھی ضرور ہوتا پس اس
مقام مین وجہ تشبیہ مین فقط اقرار لسانی کافی تہا یہہ کچہہ ضرور نہین ہے کہ دونون
مین تصدیق جنانی بھی ہو اور شیعونکو جو کچہہ بحث ہے تو یہی تصدیق جنانی مین
ہے نہ اقرار لسانی مین جیسا کہ کُل منافقین مین پایا گیا تہا کہ مصداق یقولون
بافواھھم ما لیس فی قلوبھم کی تہی اور جب خود جناب امیر علیہ السلام خطبۂ
شقشقیہ مین کہ باعتراف مجد الدین فیروزابادی اور ابن اثیر جزری صاحب قاموس
و صاحب نہایہ کلام جناب امیرؑ ہے نفاق حضرات ثلثہ ثابت کرین اور حق حضرت
ابی بکر مین لقد تقمصھا ابن ابی قحافۃ وھو یعلم ان محلی منہ محل القطب

من الرحمی یعنی تحقیق کہ بتکلف و تصنع پہن لیا قمیص خلافت کو ابوبکر نے
یعنی بمکر و خدع و فریب خلیفہ جی بن بیٹھی حالانکہ خوب جانتا تھا کہ حقیقت مین
اسیای خلافت سوائی میری گرد کسی کے نہین پھر سکتی ھی تو اسصورت مین
اونحضرت ع کی کلام سی ایمان حقیقی ابوبکر ثابت کرنا نہایت خوش فہمی مخاطب کی
واضح ہو کہ یہہ سب گفتگو ہماری تنزلاً ہی ورنہ یہہ حدیث کتب اہلسنت کی
کہ ہماری علما نی الزاماً للخصم لکہا ہی کما اشرنا الیہ پس از راہ ابطال صدیقیت
مقبول ہی فان اقرار العقلاء علی انفسہم مقبولۃ دون لانفسہم اور از راہ ثبوت
ایمان مقبول نہین ھی جیسا کہ مخاطب اس حدیث کو از راہ اثبات ایمان بزعم فاسد
اپنی قبول کرتا ہی اور از راہ ابطال صدیقیت نہین قبول کرتا حالانکہ چونکہ حدیث
اوسکی مذہب کی ہی اوسکو ہر طرح سی قبول کرنا لازم ہی **قوله** ایمان ہی اونکا
ثابت کردیا **اقول** ایمان ظاہری جو اسجگہ مرادف اسلام ہی کوئی اوسکا منکر
نتھا کلام ایمان حقیقی مین ہی جو تصدیق جنانی پر موقوف ہی اور ہرگز کلام جناب
امیر میں تصدیق جنانی کا ذکر نہین ھی **قوله** اگر نور اللہ شوستری کی قول
سی الخ **اقول** نہ علامۂ شوستری کی قول سی ایمان حقیقی ثابت ہوا نہ قول جناب
امیر علیہ السلام سی بلکہ دونونکی قول سی سابق الاسلامی باطل ہوگئی اور یہی اہلسنت
کا مابہ الافتخار تہا اور اسی پر لقب صدیقیت دینی کا مدار تہا الحمد للہ کہ صدیقیت
بروایات مقبولۂ مخاطب مبدل بکذبیت ہوگئی آزی ساتہ کذبیت کی ایمان
ظاہری کا بہی ثبوت ہوا اور ہم اوسکی منکر نہین ہین بلکہ منکر ایمان حقیقی خلیفہ جی
کی ہین اور وہ اسمقام پر بخرق اجماع مرکب باطل ہوگیا کما اشرنا الیہ اور جب ایمان

ظاہری ثابت اور ایمان حقیقی باطل ہوگیا پس اسی کا نام نفاق ہی کیا قدر حسن
کی ہی کہ جس جس کلام سی مخاطب ایمان ثابت کرتا ہی اوسی سی نفاق ثابت
ہوتا جاتا ہی وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء **قولہ** اونکا یہہ قول کہ خلیفہ اول
از ایمان بہرہ نداشت **اقول** جس ایمان سی خلیفہ صاحب بےبہرہ تہی وہ ایمان
حقیقی ہی اور وہ ثابت نہوا بلکہ بجائی اوسکی نفاق ثابت ہوا **قولہ** الحمد للہ
علی ذلک **اقول** الحمد للہ علی ثبوت النفاق **قولہ** ایمان کو ابوبکر کی
ایسی وقعت اور عزت اور شہرت تہی **اقول** ہواخواہان ابوبکر کی نزدیک
وقعت اور عزت اور شہرت سب مسلّم ہی کہ اونہون نی بغرض فتح خلیفہ بنانے
کی ایسا ہی کیا تہا لیکن شیعونکی نزدیک جیسی وقعت اور عزت ہی آپکو خوب
معلوم ہی اور جس ایمانکی اونکی شہرت ہی وہ بہی آپکو خوب معلوم ہی کہ اونکی حق مین
بجز ایمان نفاقی کی کبہی ایمان حقیقی لب پر نہین آتا ہی بلکہ کہین وہم و خیال مین
بہی نہین گذرتا **قولہ** اسلام مین کامل نہوتی یا معاذ اللہ منافق ہوتی یا طمع
دنیا سی ایمان لائی ہوتی **اقول** تردید کی کچہہ احتیاج نہین ہی قضیہ مانعۃ الجمع
اور مانعۃ الخلو نہین بلکہ شیعونکا اعتقاد یہہ ہی کہ خلیفہ صاحب سابقہ کل ان صفات
کی موصوف تہی **قولہ** افتخار کیون کرتی **اقول** سبحان اللہ کیا خوش فہمی
حضرت مخاطب ہی کہ جناب امیرؑ تو دعوی ابوبکر کا برسر منبر علی رؤس الاشہاد
باطل کرین اور حضرت ابوبکر کی لئی بجائی صدیقیت وصف کذبیت ثابت کرین
اور مخاطب باغیرت وباحیا اوس پر افتخار کرین اور کہین کہ جناب امیرؑ افتخار کرتی ہین
مناسب و الا افتخار نفرمائی بلکہ مناسب ہی کہ بجائی افتخار انفجار افتجار فرمائی

یعنی غاصبین خلافت غاصب القاب بہی تہی **قوله** سیوم اس روایت سے
یہہ بہی ثابت ہوتا **اقول** اس سیوم کو اور اس سی پیشتر بہی دوم کو اصل
اعتراض سی کچہہ واسطہ نہین ہی وہ اعتراض کہ خود مخاطب نی شیعونکی جانب
سی اپنی اوپر کیا تہا بقوله اگر کوئی کہے کہ قاضی نور اللہ شوستری نی اسلام کا اقرار
کیا ہی اور مجتہد صاحب نی ایمان سی انکار فرمایا ہی اسکا جواب ہم چند طرح سے
دیتی ہین انتہی پس کوئی منصف مخاطب کی دوم و علی الخصوص سیوم کو اس
اعتراض سی ملاوی اور دیکہی کہ اوسکو جواب اعتراض سی کیا علاقہ ہی دوم
مین اگر ایمان بزعم مخاطب ثابت بہی ہوا تو قول جناب امیرؑ سی نہ قول مولانای
شوستری سی حالانکہ اوپر دعوی کیا تہا کہ ایمان لانا ابوبکر کا مولانای شوستری
کی روایت سی ثابت کرتی ہین اور سیوم مین یہہ بیان کیا کہ مسلمان ہونا ابوبکر
کا بطمع دنیا تہا قاضی نور اللہ شوستری کی بیان سی باطل ہوگیا اسکو قاضی رح
کی اقرار اسلام اور مجتہد صاحب کی انکار ایمان ابوبکر سی کیا علاقہ ہی ور وہ
اعتراض اس سی کیونکر دفع ہوا غرض ہماری اس تطویل سی فقط اثبات تخبط
حضرت مخاطب ہی کہ مثل ناقہ عشواء کی ہر طرف ہاتہہ پاؤن پٹکتا ہی اور
کچہہ بنا ئین نہین پڑتا ہی **قوله** ابوبکر صدیق کی اسلام اور ایمان کی نسبت
جو علماء امامیہ کا قول ہے کہ وہ صرف ظاہر مین اسلام لائی تہی **اقول**
سچ ہی یہی قول کل علماء امامیہ کا ہی کہ انھین سی مولانائی شوستری بہی
ہین اور اس روایت اونکی مین کچہہ اسلام اور ایمان ظاہری اور حقیقی سی بحث
نہین ہی اور بجز اسکے کہ ببرکت خواب خالد ابوبکر مسلمان ہوئی کوئی لفظ ایسا

نہین دلالت کرتا کہ اقرار نبوت بصدق دل کیا اور للہ و فی اللہ کیا اور بطمع دنیا نہین کیا تو ہم حیران ہین کہ اس روایت مولانائی شوستری کو قول علماء امامیہ سی مخالفت کیا ہی مخاطب کو لازم تہا کہ وجہ مخالفت بتوضیح و تصریح بیان فرماتا تا دعوی بی سر و پا نرہتا **قولہ** اور کاہنونکی کہنی سی بطمع خلافت مسلمان ہوگئی ہی **اقول** یہہ بات بھی ہیچ ہی علماء امامیہ کا اتفاق اسی پر ہی اور احادیث معصومیہ بہی اسی پر بالتصریح دلالت کرتی ہین اور اس مضمونکو کسیطرحسی مخالفت روایت مولانائی شوستری سی بھی نہین ہی اصلی مضمون روایت اسقدر ہی کہ خواب خالد سبب ایمان ابو بکر ہوا پس مرا د سبب سے ضرور ہی کہ سبب قریب لیا جاوی اسطرحپر کہ خواب خالدیا دوہ قول کاہنین کا ہوا اور طمع خلافت سراپا حلاوت غالب آئی اور یہی سبب مسلمان ہونیکا نہ یہہ کہ ابتغاء لمرضات اللہ مسلمان ہوئی **قولہ** وہ بالکل غلط ہی **اقول** وہ تو ہرگز غلط نہین ہی بلکہ آپکا غلط کہنا بالکل غلط ہی اور آپ خود غلط انشا غلط املا غلط ہین اور اگر آپ خود غلط نہوتی تو اپنی دعوی پر کوئی دلیل بیان کرتی **قولہ** لیکن قاضی صاحب کی شہادت سی ہین اونہون نی ابو بکر کو سابقین اولین مین بیان کیا **اقول** حاشا وکلا کہ قاضی صاحب نی ابو بکر کو سابقین اولین سی کہا ہو بلکہ خالد بن سعید کو سابقین اولین سی کہا اور مثل جناب امیر علیہ السلام کی سابق الاسلامی ابو بکر کو باطل کیا اور جو اسلام ابو بکر کی لئی ثابت کیا وہ موخر از اسلام خالد ثابت کیا نہین معلوم کہ حضرت مخاطب کس عبارت سی کس لفظ سی ابو بکر کا سابقین اولین سی ہونا ثابت کرتی ہین مصداق سابقین

اوّلین ہونیکی لئی بہت شرطین ہین کہ مقدم اون شروط کا ایمان اور تصدیق بالجنان ہی وہ ابوبکر کی لئی ثابت ہی نہین ہی پھر ابوبکر سابقین اوّلین سی کیونکر ہوگئی بعد چند مومنین موقنین کی فقط بظاہر مسلمان ہونیسی کوئی شخص سابقین اوّلین سے نہین ہوجاتا جب تلک سبقت ایمانی اور تصدیق جنانی نہ ثابت ہوا ور بحمد اللہ روایت قاضی نور اللہ رحمہ اللہ کی کسی لفظ کو اسپر دلالت نہین ہی پس ادّعای مخاطب از سر باطل اور حلیہ صحت سی عاطل ہی **قولہ** اونکی اگلی پچھلی جھوٹ ہوگئی **اقول** اس درشت زبانی سی کیا فائدہ جناب والا ہمارا جی نہین مانتا کہ ہم بھی مثل آپکے ایک دعوی بلا دلیل کرین اور آپکی علما کی ستّر پشت تک جھوٹا اور مفتری اور کذاب اور خائن اور غادر اور آثم کہکر گذر کرین اور نہ اسکا اثبات کرین اور نہ اسکو قبول کرائی آپکی جان چھوڑ دین کہو لیجئے صحیح مسلم کی کتاب الجہاد کے باب حکم الفئی کو اوسمین ملاحظہ فرمایئی وہ حدیث کہ جسمین حضرت خلیفہ ثانی بخطاب و عتاب جناب امیر علیہ السلام اور عبّاس سی فرماتی ہین فلما توفی رسول اللہ صلعم قال ابوبکر انا ولیّ رسول اللہ صلعم فجئتما تطلب میراثک من ابن اخیک ویطلب ھذا میراث امرأتہ من ابیھا فقال ابوبکر قال رسول اللہ صلعم لا نورث ما ترکناہ صدقۃ فرایتماہ کاذبا آثما غادرا خائنا الی ان قال ثم توفی ابوبکر فکنت ولیّ رسول اللہ صلعم وولیّ ابی بکر فرأیتمانی کاذبا آثما غادرا خائنا الحدیث یعنی ہرگاہ رسول اللہ صلعم نی وفات فرمائی ابوبکر نی کہا کہ مین وارث رسول اللہ صلعم ہون پس تم دونو آئی عباس و علیؑ اوسکی پاس آئے پس آئی عباس تو طالب میراث اپنی ابن اخ کا ہوا اور یہہ یعنی علیؑ اپنی عورت کے

باپ کی میراث کا طالب ہوا پس کہا ابو بکر نی کہ رسول خدا نی کہا ہی کہ ہم کسیکو
ورثہ نہین دیتی جو ہمنی چہوڑا وہ صدقہ ہی پس یقین کیا تم دونون نی ابو بکر کو
جہوٹہا گنا ہگار فریبیا دغا باز خائن پس جب ابو بکر مرا اور مین خلیفہ وارث
رسول اللہ صلعم اور وارث ابو بکر ہوا پس جانا تمنی مجکو بھی جہوٹہا گنا ہگار دغا باز
جہوٹہا مال مردم خوار تہی ہ‍ اور اسی حدیث کو صحیح بخاری والی نی بعینہ روایت
کیا ہی مگر جہوٹہا پن سہہ کیا ہی کہ بجائی کاذبا آثما غادرا خائنا کے کذا وکذا لکہ دیا
ہی اور شیخین کی پردہ پوشی کی مگر صحیح مسلم والی نی تو بالکل پردہ فاش ہی کر دیا
اور جہوٹہی دغا باز ہونیکی تصریح کر دی پس اگر خلیفہ صاحب سچی ہین تو بیشک
بقول جناب امیر علیہ السلام کہ جنکی شان مین یدور الحق مع علی حیث دار
متفق علیہ ہی جہوٹہی دغا باز ہین اور اگر جہوٹہی ہین تو بہی اپنا مطلب ہی
اب آپکو اپنی عمر عزیز ہی کی قسم ہی کہ بانصاف فرمایئی کہ پیروان صادقین علیہم السلام
کی اگلی پچہلے جہوٹہی ہین یا پیروان کاذب غادر وخائن کی اگلی پچہلی جہوٹہی
ہین **قولہ** علما اور مجتہدین کی قولونکو باطل کیا بلکہ اپنی صاحب الامر کے قول
کو بھی رد کیا **اقول** اللہم احفظنا من شر کل غبی وغوی خدایا اس اوٹی سمجہ کا
کیا علاج ہی چاہتا ہی مخاطب خوش فہم ہمارا کہ قول مجمع علیہ کل علما ومجتہدین
کو جو مؤید بنص معصومی ہی ایک روایت احاد جو کہ منسوب کسی معصوم کیطرف ہی
نہین ہی باطل کری حالانکہ امامیہ بمفاد خذ بالمجمع علیہ ودع الشاذ النادر
قول مجمع علیہ سی اخبار احاد ماؤل یا مطروح کرتی ہین اگر مخالف مجمع علیہ ہو جاوے
اینکہ ہرگز روایت مخالف مجمع علیہ فرقہ حقہ نہو سکیگی کہ غایۃ ما فی الباب روایت

قاضی علیہ الرحمہ سے ثبوت اسلام ابو بکر ہوتا ہے نہ ایمان اور نہ تصدیق بالجنان اور اسلام اور ایمان ظاہری بھی مجمع علیہ فرقہ حقہ ہے جیسے عدم ایمان حقیقی و عدم تصدیق جنانی متفق علیہ فرقہ حقہ ہے پس ان دونو باتوں کو تناقض اور تضاد نہیں کہ ایک دوسرے کا مبطل ہو و قد مر تفصیلاً **قوله** امام مہدی صاحب کا بھی یہی قول ہے **اقول** آپ بہت صحیح اور درست فرماتے ہیں اسبارہ میں ہم اونکی شہادت قبول کرتے ہیں فان الكذوب قد يصدق سچ ہی کہی اونحضرت نے اوسمیں فرمایا ہے اور جو کچھہ اونہوں نے فرمایا ہم اوسکا ایمان لاتے و کفرنا بالجبت والطاغوت پس اگر روایت سابقہ اسکی مخالف ہوتی تو ظاہر اوسکا مطروح کرتے مگر بحمد اللہ کہ کسی طرح سے مخالف اسکی نہیں ہے **قوله** الغرض ان روایتوں سے اسلام اور ایمان ابو بکر صدیق بخوبی ثابت ہوا الی قوله منکر نص قرآنی ہے **اقول** الغرض انھیں روایتوں سے کفر و نفاق ابو بکر کا اور کذب بہت اون جھوٹھی صدیقی کی بخوبی ثابت ہوئی اور فقال لصاحبہ کی لفظ سے یہہ بھی بنص قرآنی ثابت ہوا کہ مومن کی صاحب کافر بھی ہوتے ہیں اور اصحاب کفر کی رذائل اور درکات جو ہین اونکو علمائی اہلسنت بھی تسلیم کرتے ہیں اور ابو بکر بسبب کفر نفاق کے اونکی مصداق بھی ٹھہری پس باوجود اسکی جو اونکی صحابت کفری و نفاقی سے انکار کری اور اونکی رذائل کو نمانے وہ منکر چند نصوص قرآنی ہے

قال المخاطب القمقام هداه الله سبل السلام

آٹھواں اعتراض آٹھویں فضیلت پر ہمنے اوپر بیان کیا ہے کہ لا تحزن ان اللہ معنا سے ثابت ہوتا ہے کہ جب ابو بکر صدیق نے کفار کو در غار پر آپہنچا ہوا دیکھا

تو بخیال اسکی آںحضرتؐ کو صدمہ نہ پہنچی اندوہگین ہوئی تب حضرتؐ نی فرمایا
کہ لاتحزن ان اللّٰہ معنا کہ کچہہ غم نکر خدا ہماری ساتہہ ہی اور معنا مین
ضمیر جمع متکلّم کی ہی اسلئی فرمایا کہ اوس معیّت مین خدا کی ابوبکر بھی شریک
ہووین اس مین پیغمبر صاحبؐ نی ابوبکر کو بھی اوس معیّت مین اپنی شامل کرلیا اسپر
چند طرحسی امامیّہ اعتراض کرتی ہین آوّل اسطرحپر کہتی ہین کہ حزن ابوبکر کا طاعت
تہا یا معصیت اگر طاعت تہا تو پیغمبر خداؐ کا طاعت سی منع کرنا ثابت ہوتا ہے
اور اگر معصیّت تہا تو عصیان ابوبکر ثابت ہوا دوسرے ابوبکر کو خدا اور اوسکی رسول
کی قول پر یقین نہ تہا اور باآنکہ اپنی آنکہہ سی غار مین بہت سی نشانیان حفاظت
کی دیکہین مثل کبوترون اور عنکبوت وغیرہ کی مگر تب بھی اونکو یقین حفاظت
پر نہوا اور خوف کی ماری زور زور سی رونا شروع کیا اور ہر چند پیغمبر خداؐ نے
جہہکارا اور بزجر و توبیخ باز رکھنا چاہا مگر وہ روتی اور چلاتی ہی باز نرہی تیسرے
ابوبکر کا رونی اور چلانی سی یہہ مقصد تہا کہ کفّار آواز سن لین اور پیغمبر صاحبؐ
کو گرفتار کرلین اور اسی واسطی حضرتؐ اونکو سمجہاتی اور رونی سی باز رکہتی تہی
لیکن وہ باز نرہتی تہی اور اپنی بدنیّتی اور فساد باطنی کو رونیکی پیرایہ مین ظاہر
کرنا چاہتی تہی بلکہ بعض دانشمندون نی اسقدر اور بہی بڑھا دیا ہی کہ جب ابوبکر
کا رونی سی کام نہ نکلا اور کافرون نی آواز نہ سنی تب وہ نہون نی اپنا پاؤن
غار سی باہر کردیا کہ کفار دیکہہ لین اور غار کی اندر گہس آوین کہ اوسیوقت خدا
کی حکم سی سانپ نی اونکی پاؤن مین کاٹا اور مجبوری او نہون نی اپنا پاؤن اندر
کرلیا جو تہی جب ابوبکر کا مطلب پاؤن کی باہر کرنیسی ہی حاصل نہوا یعنی کافرون

نی اگر حضرت کو غار مین سی نہ پکڑا تب اور طرح سی پیغمبر خدا کو تکلیف دینا شروع کیا یعنی حضرت علیؑ کی یاد کرنی لگے اور اونکی تنہائی پر اپنا رنج ظاہر کرنی لگے تب پیغمبر خدا نی فرمایا کہ لَا تَحْزَنْ کہ ای ابوبکر اپنا رنج علیؑ کی تنہائی پر ظاہر نکر اِنَّ اللّٰہ معنا خدا ہماری اور علیؑ کی ساتھہ ہی پانچوین اِنَّ اللّٰہ معنا سی دو معنی مراد لیتی ہین ایک یہہ کہ خدا ہماری اور علیؑ کے ساتھہ ہی دوسرے یہہ کہ ابوبکر سی پیغمبر خدا نی کہا کہ خدا ہماری ساتھہ ہی یعنی ہماری نیکی پر اور تمہاری بدی پر مطلع ہی ہمکو نیکی کا صلہ اور تمکو بدی کا بدلا دیگا ان تقریرونکو سنکر ہر شخص محو حیرت ہوگا اور زانوی تحیر سی سر نہ اوٹھائیگا اور تعجب کریگا کہ یہہ اعتراض ہی یا مجنونونکی بڑ ہی جواب ہی یا دیوانونکی جھک ہی بلکہ جو لوگ عقل و دانش رکھتی ہین اونکو یقین ہی اپ نہوگا کہ یہہ تقریرین کسی عالم یا مجتہد کی زبان سی نکلی ہونگی مگر جسکو شک ہو وہ احقاق الحق اور مجالس المومنین وغیرہ کو کہولکر دیکھی کہ انہین تقریرون کو شہید ثالث نی کس آب و تاب سی لکھا ہی اور ملا خضر مشہدی نی ان تقریرون پر کیسا فخر کیا ہی اور صاحب تقلیب المکائد نی بجواب تقریر خاتم المحدثین اسی پر کیسا کچھہ ناز کیا ہی بلکہ مولانا صاحب پر بڑا طعنہ کیا ہی کہ اونہون نی قاضی نور اللہ شوشتری کی تقریرونکو بعینہا نقل نہین کیا اور ان لفظون سی اپنا غصہ ظاہر کیا ہی کہ ناصبی رامی بایست کہ این عبارت جناب قاضی را نقل میکرد و بر آن انچہ معقولش وارد میکرد تا شیعیان تقریری از طرف خود و نسبت دادن بہ طرف شیعیان و بعد ازان بجواب آن مشغول شدن از اعظم مکائد این ناصبی است اب ہم اون تقریرونکا خلاصہ جو اللہ سے حکیم صاحب نی بار بار تکرار کیا ہی لکھتی ہین ورنہ بیت

ادب سی خدمت مین حضرات شیعہ کی عرض کرتی ہین کہ وی ذرا انصاف فرماوین
کہ یہہ تقریرین ایسی ہین کہ اونپر کوئی ناز کری یا ایسی ہین کہ اونسی شرماوی ہمارے
نزدیک اگر کسی دانشمند یا صاحب حیا و شرم کیطرف ایسی تقریرونکو کوئی
منسوب کری تو ضرور وہ اوس نسبت کو اپنا عار و ننگ سمجہیگا اور ایسی ہیچ
اور بیہودہ باتونکی انتساب سی شرماویگا معلوم نہین کہ قاضی صاحب اور
ملا صاحب نی ان تقریرونمین کونسی مضامین حکیمانہ درج کئی ہین اور کیسی جواہر
بیش بہا اونمین رکہی ہین جنپر اونکو اور اونکی مقلدین کو اسقدر ناز و افتخار ہی
ہم تو اونمین ایک بات بہی ایسی نہین پاتی جو بیہودگی سی خالی ہو اور ایک
لفظ ایسا نہین دیکہتی جو سفاہت اور رکاکت سی محفوظ ہو ؎ ز پای تا بسرش
ہر کجا کہ می نگرم ؎ کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست ؎ ہمارے نزدیک
تو شاہ صاحب قدس اللہ سرہ نی بڑا احسان قاضی صاحب اور ملا صاحب پر
کیا تہا کہ اونکی تقریرونکو بلفظہ نقل نکیا اور فضیحت اور رسوائی سی اونکو بچایا
لیکن چونکہ حضرات امامیہ کو اونکی تشہیر ہی منظور رہی اسلئی اب ہم نی بمجبوری اونکو
نقل کر دیا اگرچہ ہمکو ایسی بیہودہ تقریرونکی جواب مین لکہنا اوقات کا ضایع
کرنا ہی مگر تنبیہًا للسفہاء کچہہ لکہتی ہین یقول المتمسك بولاية
علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہم نی بہی اوپر بیان
کیا ہی کہ ابو بکر کا اظہار حزن و بیقراری جو مستتبع گریہ و زاری تہا اور قریب بافشای
راز رسول ایزد باری تہا اگر امر واقعی تہا تو مستتبع اوسکی بدینی اور بی ایمانی
کے تہا کہ تصدیق بوعدہ خدا و رسول باوجود دیکہنی علامات اور امارات حفظ

وجہ راست کی تہی اور اگر امر تفصیحی تہا تو دلالت اوسکی نہی دینی اور نفی ایمانی پر
ظاہر تر ہی اور اگر ایک آدمی چہپ کر کسیکی ساتہہ ہو اور مالک اوسکا کہین اپنے
دشمنون سی چہپ کر بیٹہی اور وہ رونا پیٹنا شروع کری اور قلق واضطراب ظاہر کری
تو مالک اوسکو سمجہاوی تاکہ وہ تسکین پاوی اور راز پوشیدہ برملا نہو جائی تو
ایسی غلام کو لوگ نمکحرام کہینگی گو وہ کہی کہ مین اپنی واسطی نہین روتا ہون بلکہ
تمہاری ہی واسطے روتا ہون لیکن یہہ کہنا اوسکا اور مالک کا سمجہانا موجب اسکا نہوگا
کہ عقلا اس فعل غلام کو ممدوح نہین بلکہ جو عاقل سنیگا یہی کہیگا کہ یہہ چہوکرہ
بڑا پاجی نمکحرام تہا کہ مالک کو گرفتار ہی کرانیکی فکر کی تہی گو وہ مالک اپنی ہمت
سی بچ گیا ہو بوجہ جانی اسکی کہ ایک پیر فرتوت بقول مخاطب واسطی یاری اور مددگاری
کی ساتہہ ہو اور پہر اوس سی ایسی حرکت ناشایستہ عمل مین آوی پس جسطرح مالک
کا سمجہانا دافع عار وشنار واسطی غلام کی نہوگا بعینہ اسیطرح سی جناب رسولخدا
کا ابوبکر کو بقول تمہاری لا تحزن ان اللہ معنا کہکر سمجہانا موجب دفع عار
وشنار ابوبکر کیواسطی نہوگا اور اگر فرض کیا جاوی کہ جناب رسولخدا صلعم اپنی لفظ یعنی
بصیغہ نہی کہ اصل اوسکی واسطی حرمت کی ہی نہ سمجہاتی بلکہ لفظ دیگر مثل اسکے
ان اللہ معنا سی سمجہاتی جب بہی فعل قبیح کا قبح اوس سی ہرگز برطرف نہوتا چہ جائیکہ
اینکہ وہ صیغہ ہو جسکی دلالت بالاصالت اوپر ایک فعل قبیح کی ہی کما ستعرف
اور حضرت مخاطب جو اسکا دعوی کرتی ہین کہ ابوبکر بخیال اسکی کہ حضرت کو صدمہ
نہ پہنچی اندوہگین ہوئی تہی یہہ دعوای محض بلا دلیل ہی شیعہ اسکو کب مسلم کرتی ہین
نہ آیت کا کوئی لفظ اسپر کسی دلالت سی دال ہی نہ کوئی حدیث مقبول شیعہ اسپہ

دلالت کرتی ہی پھر اپکو کہاں سی ثابت ہوا کہ ابو بکر کسواسطی روتی تھی کیون نہین جائز
ہی کہ بمکر و فریب روتی ہون یا از راہ جُبن و بزدلی و قلت ایمانی بوعدۂ خدا و رسول
روتی ہون جیسا کہ اعتقاد شیعہ اونکی روایتون سی ہی اور اگر فرمائیں کہ ابو بکر خود
ہی اسکی مظہر ہوگئے ہین کہ مین اپنے واسطی نہین روتا ہون بلکہ اپکی واسطے روتا ہون تو ہم اولاً ابو بکر
کا کہنا ہی نہین مسلم رکہتی اسلئے کہ ناقل اسکی مسلم اور بخاری ہین جنکی ہزارون روایتون
ہم کذب و افترا علی اللہ جانتی ہین اور ثانیاً اگر ہم تسلیم بہی کرین تو جب ہم خود
فعل ابو بکر کو محمول بر مکر و فریب کرتی ہین تو قول ابو بکر کو بدرجہ اولی محمول بر خدع
و فریب کرینگی حضرت مخاطب کو اپنی عمر اور ابو بکر ہی کی قسم ہی کہ ذرا انصاف کو
راہ دیکر فرمائین کہ جو لوگ حضرت ابو بکر کو بشہادت حضرت عمر بقول جناب امیر
کاذب اور خائن اور غادر اور آثم کما فی صحیح المسلم سمجھتی ہین وہ کیونکر قول و فعل
ابو بکر کو محمول بر کذب و خدع و فریب نکرین اور کیونکر اونکی اس فرمانیکو کہ مین آپکے
واسطی روتا ہون عذر تقصیر بدتر از تقصیر نہ سمجہین علاوہ اسکی اختلاف بیانی
اپکا کہ مبتنی اوپر اختلاف بیانی حضرت ابو بکر کی ہی اول دلیل ہی اوپر کذب و
خدع کی کبہی تسلی دینے رسولخدا صکو مبتنی اوپر سانپ کاٹنی کی کرتی ہین جیسا کہ
پیشتر اس سی آپنی فرمایا اور کبہی مبتنی اوپر اسکی کرتی ہین کہ اپنی واسطی نہ غمگین تہے
بلکہ جناب رسولخدا صکیواسطی غمگین تہی جیسا کہ اسجگہ آپ فرماتی ہین اور کبہی مبتنی
اوپر مقتضائی بشریت اکی کرتی ہین جیسا کہ اگی چلکر فرمائیگا الغرض ہمکو قلق اونکی اس
تقریر نہین ہی مگر ایک فعل قبیح چہپانی کیواسطی آپکے معتقدین ان باتونکی بناتی
ہان لین تو مان لین بہلا شیعہ کب مانتی ہین اسلئی کہ ابو بکر کو صحابہ کفر دوا ہی کہ

جانتی ہین **قولہ** اور معنا جسمین ضمیر جمع متکلم کی ہی اسلئی فرمایا کہ اوس معیت
مین خدا کی ابو بکر بہی شریک ہووین **اقول** جواب معنا بتنقیح و توضیح تمام ہم
ردّ فضیلت ہشتم مین بیان کر چکی ہین اور چند طرحکی جوابات دی چکی منجملہ اوسکی
یہ بہی ہی کہ اطلاق صیغۂ جمع اوپر واحد کی محاورۂ فصحا و بلغا مین اور کلام خدا
مین بہت ہی اور انا اور نحن ہی ذات واحدۂ مقدّسہ مراد ہی اور اسمقام پر کلام
حضرت مخاطب ہی اسکا مؤیّد ہی اسلئی کہ سطر سابق مین آپ فرماتی ہین کہ جب
ابو بکر صدیق نی کفار کو درِ غار پر آپہنچا ہوا دیکہا تو بخیال اسکی کہ حضرت کو صدمہ
نہ پہنچی اندوہگین ہوئی اس سی صاف سمجہا گیا کہ اپنی واسطی اندوہگین نہ تہی اور
صاحب ازالۃ الخفا نی بہی تصریح اسکی کی ہی کہ جب جناب رسولخدا نی ابو بکر
سی پوچہا کہ لِمَ تَبْکِی یعنی تو کیون روتا ہی تب ابو بکر نی فرمایا کہ مین اپنی واسطے
نہین روتا بلکہ آپکی واسطی روتا ہون اور ظاہر ہی کہ جس چیز کیواسطی انسان اندوہگین
نہو اسمین تسلّی اور تسکین دینا کسی شخص کا ایک امر لغو بحت ہی پس تسلّی دینا جناب
رسولخدا صلعم کا ابو بکر کو فقط اپنی ہی واسطی تہا نہ یہہ کہ اپنی واسطی اور خود ابو بکر
کیواسطی بہی تہا پس اسصورت مین بقول مخاطب محصل اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا کا یہہ
ہوا کہ ای ابو بکر تو اپنی واسطی تو غمگین ہی نہین ہی باقی رہا میری واسطی سے
اندوہگین نہو کہ اللہ میری ساتہہ ہی بنا بر اسکی معنا کا بیچ معنی مَعِی کی ہونا خود
آپ ہی کی اقرار سی ثابت ہو گیا اور قائلین وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ کی نزدیک حضرت
مخاطب کا شرک با ابو بکر باطل ہو گیا والحمد للہ و ہذا من سوانح الوقت **قولہ**
اول اسطرح کہتی ہین کہ حزن ابو بکر کا طاعت تہا یا معصیت **اقول** ہرگز یہہ

تقریر اعتراض شیعہ نہیں ہی کاذب و مفتری ہی جو شخص کہ مدعی اسکا ہی یہہ
تقریر شیعہ ہی آج قریب ہزار سال کی زمانہ گذرا کہ شیخ مفید علیہ الرحمہ نی
اسکا انکار کیا اور اس تقریر کو تراشیدۂ ابو الحسین خیاط جو دوستاران ابو بکر
سی تہا سمجہا لیکن آجتک کسی سنی سی یہہ نہ ہو سکا کہ کتب شیعہ سی اس تقریر
کو ثابت کر کی قول شیخ مفید علیہ الرحمہ کو باطل کر دیتا اسقدر حضرات با غیرت
ہیں کہ اوسی خرقۂ پارینۂ خیاطی میں آجتک پیوند لگاتی ہیں اور اوسی کہنہ
چرکینہ سی شست و شوب لباس فاخرہ ابو بکر کو پہناتی ہیں تغافل اس سی کہ
شاید جب کہیں پہنچ گے تو اوسکو چیر پہاڑ ڈالیں گے اور نئی تکلف خلیفہ جناب
کی پردہ دری کر ڈالیں گے مصدق اس مقال کی اور مکذب مخاطب بلا کذب
و احتیال کی عبارت مجالس ہی کہ اوسمیں مذکور ہی کہ از جملۂ حکایات مفیدۂ
شیخ مفید علیہ الرحمہ آنست کہ در مجالس خود از ابو الحسین خیاط رئیس معتزلہ
نقل نمود کہ گفت روزی یکی از شیعۂ امامیہ نزد من آمد و اظہار نمود کہ رئیس ایشان
اورا فرستادہ کہ سوال نماید از آنکہ حزنی کہ از ابو بکر در غار واقع شد و حضرت
رسالت صلعم بقول خود لا تحزن ازان نہی فرمود طاعت بود یا معصیت اگر
طاعت بود پس نہی آنحضرت صلعم منع از طاعت باشد و اگر معصیت بود پس عصیان
ابو بکر ثابت شود ابو الحسین گوید کہ چون آن سوال از و شنیدم گفتم کہ امروز جواب
را بگزار و پیش آن رئیس خود برو و از و سوال کن کہ خوفی کہ موسی را بود و حق تعالی
بقول خود لا تخف منع فرمود طاعت بود یا معصیت اگر طاعت بود پس
خداوند تعالی نہی اورا از طاعت کردہ باشد و اگر معصیت بود معصیت موسی لازم آید

آن سائل نزد رئیس خود رفت وچون باز آمد گفتم که رئیس تو از ان سوال چه جواب
داد گفت مرا نصیحت نمود که دیگر با او آشنائی مکن وبعد از نقل حکایت مذکوره
جناب شیخ فرمود که صحت این بر من ظاهر نیست وو دور نیست که ابو الحسین آن
حکایت را از پیش خود وضع کرده باشد واگر راست بودی که کسی از رو سای شیعه
محرک آن سوال بودی هر آئینه آن رئیس در دفع معارضهٔ ابو الحسین تقصیر نخواستی نمود
وانچه بخاطر میرسد آنست که ابو الحسین چون آن نقض را اقوی گمان برده خواسته بود
که بوضع آن حکایت تقبیح حال امامیه نماید انتهی بلفظه منصفین اس عبارت کے
دیکھنے سے دریافت کرینگے کہ یہہ تقریر اعتراض شیعہ نہین ہی بلکہ قطع وبرید
ایک خیاط کی ہی بنابر اسکی ضرور تہا کہ مخاطب تقریر اعتراض اول کتب شیعہ
سے ثابت کرتا تب متصدی جواب ہوتا ورنہ اپنی بنائی بات کا جواب بنا اون معیدق
مثل کا آتی نقضت غزلہا انکاثا ہوتا ہی یعنی مثل اوس ان مکارہ نابکارہ کے
اپنا ہی بٹا ہوئی کو آپ ہی کہولی اعتراض شیعہ اسمقام پر اوس تقریر سے ہی
جو قاضی علیہ الرحمہ نی احقاق الحق مین بیان فرمایا ہی اور آپ نی بعد اوسکی نقل
کی جوابات قیود اوسکی سے جی چرایا ہی اور بناء جواب دیر اوسی تقریر خیاطی کے
رکہا ہی کما ستتضح عنقریب **قوله** دوسرے ابو بکر کو خدا اور اوسکی رسول ان
کی قول پر یقین نہ تہا **اقول** یہہ اعتراض ایک جزء ہی اوسی اعتراض اول کا
جو کلام قاضی علیہ الرحمہ مین مذکور ہی اور سقم بیان مخاطب اصل تقریر کے
ملانی سے ظاہر ہو جاتا ہی کہ یہان بنای کلام لحوق خوف پر ہی اور وہان کلام
مبنی ہی اوپر اظہار خوف وقلق واضطراب انزعاج اور بکا کی جو مستوجب افشاء حال

ورسول ؐ تہا اور ان دونون باتونمین بڑا فرق ہی جیساکہ عنقریب ظاہر ہوگا
قوله تیسری ابوبکر کا رونی اور چلّانی سے یہہ مقصد تہا **اقول** ابوبکر کی
یہی مقصد دلی کا حال تو شاید اپنی دوستونسی بیان کیا ہوگا شیعان علی
ابن ابی طالب ع کو کیا معلوم مگر ہم اہلسنت سی از روی انصاف ابوبکر کی
قسم دیکر پوچھتی ہین کہ اگر کوئی غلام یا خدمتگار کسیکا وہ حرکات کری کہ جس سے
افشاء راز مالک لازم آوی تو ایسی غلام اور خدمتگار کو عقلا کیا کہین گے
حضرت ابوبکر کا سن شریف تو زائد از چہل و شش و با این ریش و فش اظہار حزن
وملال اسدرجہ کرنا کہ جس سے قلق اور اضطراب اور انزعاج اور بکاء اعضاء و جوارح
پر طاری ہو اسکی کیا معنی پس اگر شیعہ کچہہ نہ کہین تب بھی جو سنیگا یہی کہیگا کہ
یا قصد ابوبکر کا گرفتار کرانی رسولخدا ص کا تہا تاکہ کفار سی کچہہ دنیای عاجل ہاتہہ
آوی یا مثل فرارات عن الزحف کی جُبن اور بُزدلی اور عدم ایمان بوعدۂ حضرت
خدا اور رسول ؐ باعث اسکا تہا بہرکیف ان حرکات کو ہر طرحسی دلالات و برسوء
حال حضرت ابوبکر کی ہی **قوله** بعضی دانشمندون نی اسقدر اور بہی بڑہا دیا ہی
اقول پاؤن بڑہانی ابوبکر کا خود مخاطب ہی اقرار کرچکی ہین فرق اسقدر
ہی کہ علت اوسکی آپنی سوراخ مار بند کرنا فرمایا ہی اور یہہ سبب اسکی ہی کہ
آپ اونسی حسن اعتقاد رکہتی ہین ورنہ کوئی دلیل اسپر قایم نہین ہی اور شیعون
کی نزدیک چونکہ نفاق ابوبکر کا ثابت ہی وہ خواہی نخواہی اس حرکت کو بہی
مثل جملہ افعال کے محمول حرکت نفاقی پر کرینگی اور دلیل شیعونکی اسکی جانب کا
کاٹنا ہی اگر نیت بخیر ہوتی تو ہرگز ایسی وقت مین کہ حیوانات دیگر مثل کبوتر

عنکبوت محکوم مشیت الجائی اور سرگرم حفاظت بالہام کبریائی تہی بلکہ نباتات
بھی مثل درخت مغیلان کی جو بحکم ایزد قہار درِ غار پر آگیا تہا جیسا کہ بعض روایات
مین ہی کیون سانپ ابوبکر کو کاٹتا اور جادۂ اطاعت سی سرکشی کرتا پس
درحقیقت شیعون ہی کا قول درست معلوم ہوتا ہی اسلئی کہ سانپ کا کاٹنا
ابوبکر کو عین حفاظت رسولخدا صلعم کی تھی اگر بمجبوری ابوبکر پاؤن کھینچ نہ لیتے
تو بیشک افشای راز رسول خدا صلعم ہوجاتا **قوله** جو تہے جب ابوبکر کا مطلب
پاؤن کی باہر کرنیسی بہی حاصل نہوا **اقول** مطابے لی ابوبکر کو تو خدا جانی عملو
تو اونکی حرکات سخیفہ سی سوائی نفاق کے بوئی وفاق نہین آتی جسوقت کہ
باظہار قلق واضطراب وُنکا قریب بافشای راز ہوئی تو کیون نہین جاتا ہے
کہ رسولخدا صلعم نے بقول آپکی واسطی تسلی اور تشفی ہی کے وجہ بکاکو بقول خود
رام تبکی یعنی کیون روتا ہی کہا کہ فی ازالۃ الخفا مکرر پوچھا ہو اور حضرت ابوبکر
نے ہر دفعہ بنہایت اضطراب یا بمقتضای آنکہ دروغگو را حافظہ نباشد ایک نئی وجہ
بیان فرمائی ہو یعنی جسطرح ایک دفعہ یہہ بیان فرمایا کہ سانپ کے کاٹنی سے
روتا ہون دوسری دفعہ کہا کہ آپکی واسطی روتا ہون جیسا کہ آپ خود مُقر ہین
اوسیطرح اوسی دفعہ یا تیسری دفعہ یہہ بھی بیان کیا ہو کہ آپکے واسطی روتا ہون کہ
قریب ہی کہ گرفتار دست کفار ہوکر شہید ہوجاینگی اور علیؑ کیواسطی بہی روتا ہون یعنی
کہ وہ تو شہید ہی ہوگئی ہونگے پس اگر شیعون نی اسکی رعایت کی تو اسمین
کونسا محال اور کیا اجتماع النقیضین اور کون شریک الباری لازم آیا کہ آپکی عقل
اوسکو قبول نہین کرتی **قوله** یا بخوبی ان اللہ معنا سی دو معنی مراد لیتی ہین

اقول

قول سابقین توجیہات وجہہ ان اللہ معنا کی گذر چکی اوس ہی مخاطب کو معلوم ہوا ہوگا کہ شیعونکے نزدیک توجیہ کلام نہین دونو معنون پر موقوف نہین ہی بلکہ جایز ہی کہ بلحاظ حضرات اہلسنت ہم اوس سی درگذر کرین جب بھی حضرت ابوبکر کی لئی کچھہ نفع اور شیعونکی لئی کچھہ ضرر نہین ہی بلکہ امر بالعکس ہی تذکر **قوله** ان تقریرونکو سنکر ہر شخص محو حیرت ہوگا **اقول** ہر شخص نہین بلکہ اپنا ایسا ہر سنی فرمایئی **قوله** اور تعجب کریگا **اقول** ہمکو تو اسمین کچھ تعجب نہین ہی بلکہ تعجب اسمین ہی کہ جس آیہ سی شیعہ کفر تلک حضرت خلیفہ اول کا بدلایل و براہین ثابت کیی دیتی ہین پھر کیونکر حضرات اہلسنت اوس سی فضیلت ابوبکر کی ثابت کرتی ہین اگر کچھہ بھی شرم و حیا ہوتی تو پھر اس آیت کا نام نلیتی **قوله** یہہ اعتراض ہی کہ مجنونونکی بڑ ہے جواب ہے کہ دیوانون کی جھک ہی **اقول** جھک مارتی ہو گوہ کھاتی ہو کیا بکتی ہو طریقہ علم کلام نقض و ابرام ہی و بلا وجہ درشتی اور بدزبانی پاجیونکا کام ہی جواب بات بات کا بات ہی اور پاجی پن کا جواب جوتہ اور لات ہی حضرت مخاطب کو اعتراضات شیعہ نی باولا کر دیا جب جواب نہین سوجھتا تب دوسرونکو دیوانہ اور مجنون کہتی ہین اور یہہ نہین سمجھتے کہ اگر خصم آپکا بر سر انتقام آویگا تو آپکی تو کیا حقیقت ہی اونکی ثلاثہ کی کیا گت بناویگا تعجب ہی کہ تیزی زبان شیعان سی تو حضرات اہلسنت نالان اور گریان ہین اور آپ اونھین سی زبان درازی کرتی ہین اور مال کار سی نہین ڈرتی کہ اگر ادہر سی بھی تبری کے پتھر ونکی بوچھار ہوگی تو حضرات کی اگلی پشتون کی پیشانی حضرات ثلثہ تک فگار ہوگی ۱۱

چو کردی با کلوخ انداز پیکار * سر خود را بنادانی شکستے
چو سنگ انداختی بر روی دشمن * حذر کن کاندر آماجش نشستے

قوله کہ انہین تقریرونکو شہید ثالث نی کس آب و تاب سی لکہا ہی **اقول** اگر خدا عی اور مکاری پیش نظر مخاطب نہوتی تو شہید ثالث کی تقریرونکو بعینہ اوسی آب و تاب سی نقل کرتا اور اوسکا جواب دیتا اور کرستانی تقریر نہ بیان کرتا طرفہ یہہ کہ با وجود بگاڑنی تقریرونکی پہر بہی جواب نہو سکا بجز ایک تقریر خیاطی کے کہ اوسکی جواب الجواب مین بلا فہم مقصود ایک عالم کی خاک اپنی سر پر اوڑائی اور پہہ بہی کچہہ بن نہ آئی اور باہمہ شور و شین مصداق رجع بخفی حنین ہوا کما ستعلم عنقریب **قوله** ملا خضر مشہدی **اقول** ہم نہین جانتی کہ یہہ بزرگ کوئی تمہاری بزرگوار ونسی ہین یا تمہاری والد ماجد کی بزرگوار ونسی ہین ہماری علما مین کوئی مشتہر بملا خضر نہین ہی **قوله** صاحب تقلیب المکائد نی بجواب تقریر خاتم المحدثین **اقول** صاحب تقلیب المکائد نی اپکی خاتم المحدثین بحدث اکبر و صغر کی کیا دی و مکاری نقل عبارت قاضی علیہ الرحمہ ظاہر کردی ہی کہ اعتراض شیعہ کی تقریر اور ہی اور شاہ جی کی تقریر اور ہی شاہ صاحب نی بکذب و فریب ایک تقریر خود تراشیدہ کو شیعونکی طرف بافتری منسوب کیا اور یہی عادت جبلی اونکی ہی کہ کل تقریرین ساختہ و پرداختہ اپنی شیعونکی طرف نسبت دیتی ہین او کسی کتاب شیعہ سی نقل نہین کرتی اور پہر جوابات مین اون تقریرون خود ساختہ کی کیسی کیسی ناز و نخرون سی مٹکتی ہین اور اپنہ منہ میان مٹہو بنتی ہین اور اپنہ تہپکیان اپ اپنی لگاتی ہین *

در مقابل آفتاب خر چو سر گنبش کند * تو خندہ بر گردون زند * اور چونکہ مخاطب نی

بخوف افتضاح اپنی خاتم المحدثین کی عبارت تحفہ اس مقام پر نقل نہ کی کہ کیا کی
اونکی ملائی عبارت قاضی علیہ الرحمہ سے ظاہر ہو جائیگی اسلیے مناسب معلوم ہوا
کہ ہم عبارت شاہ جی اور عبارت صاحب تقلیب علیہ الرحمہ اس مقام پر نقل کریں تا
کہ منصفین کے نزدیک فرق درمیان تقریر قاضی علیہ الرحمہ کی اور تقریر بود ختم
شاہ جی کی معلوم ہو جاے اور حضرت مخاطب کا بھی خدع اور فریب و خبط اور خلط
درمیان تقریر قاضی علیہ الرحمہ کی اور درمیان تقریر خیالی کے ظاہر ہو جاے پس
واضح ہو کہ عبارت تحفہ مسروقۂ شاہ جی یہ ہی کہ اپنی مکائد خزمیہ میں فرماتی ہیں
گویند اہلسنت جبان اند ابر شجاع در مقدمۂ خلافت و امامت کہ بنای کار آن بر
شجاعت و دلیری است و جنگ و قتال با کفار و تجہیز جیوش لازمۂ آن منصب
ترجیح دہند ایضاح این مبہم آنکہ شجاعت حضرت امیر چیزی نیست کہ در تمام عالم
ضرب المثل و در جمیع آفاق شہرہ و علم است و ابوبکر صدیق جبان بودند بدلیل
قولہ تعالی اذ یقول لصاحبہ لا تحزن معلوم شد کہ ابوبکر در غار محزون بود
و حزن درین قسم معارک امتحانیہ دلیل جبن است انتہی صاحب تقلیب المکائد
اسکی جواب میں فرماتی ہیں چون اہلسنت بر فضیلت ابوبکر باین آیۂ کریمہ
تمسک جستند علمای شیعہ در جواب ایشان گفتند کہ آیۂ مذکورہ ہرگز دلالت بر
فضیلت ابوبکر نمیکند بلکہ دلالت بر منقصت او البتہ میکند چنانچہ قاضی نور اللہ شوستری
در احقاق الحق گفتہ و کیف یتوہم حصول منقبۃ لہ فی حضور الغار و قد ظہر منہ فیہا
انکسارہ و زلزالہ لانہ لما دخل فی الحرز الحریز و المکان المصون بحیث جاء من اللہ تعالی
الی نبیہ مع ما ظہر لہ من الآیات من تعشیش الطائر و نسج العنکبوت علی بابہ

ولم یثق بالسلامة ولا صدق بالآیة واظہر الحزن والمخافة حتی غلبه بکاؤہ
وتزائد قلقه وانزعاجه ویلی النبی ص فی تلک الحال الی مقاساته ودفع الی مداراته
ونہاہ عن الحزن وزجرہ ونہی النبی ص لا یتوجه فی الحقیقة الا الی زجر عن القبیح
ولا سبیل الی صرفه الی المجاز بغیر دلیل لا سیما وقد ظہر من جزعه وبکائه ما یکون
من بشکه فساد الحال فی الاخفاء فہو انما نہی عن استدامة وقع منه ولو سکن نفسه
الی ما وعد اللہ تعالی نبیه وصدقه فیما اخبر به من نجاته لم یحزن حیث ان یکون
امنه ولا انزعج قلبه فی الموضع الذی یقتضی سکونه فای فضیلة فی الغار یفتخر
بہا لابی بکر لولا المکابرۃ وللہ دہذا انتہی حاصل یہہ ہی کہ کیونکر توہم کیا جاتا ہی
ایسی تعریف کا واسطی ابوبکر کی بیچ ماجرای غار کی حالانکہ اونکی خطا اور لغزش
وہان ظاہر ہوگئی اسلئی کہ ہر گاہ وہ داخل ہوئی ایسی مقام محفوظ اور مکان مصئون
مین کہ خداوند تعالی نی اپنی نبی کیواسطی جائی امن وامان ٹھہرایا اور نشانیون کو
اپنی حفظ وحمایت کی بر ملا دکہلایا جیسی کبوترون وحشی کا اوس جگہ پر بحکم خدا
نشیمن کرنا اور انڈی دینا اور عنکبوت کا در غار پر جالا تننا الغرض آیات وعلامات
طمانینت بخوبی ملاحظہ کیئی تب بہی خلیفہ صاحب نی اعتماد قول وفعل خدا ورسول
پر نکیا اور وثوق بسلامت وعافیت حاصل نہوا اور آیات حفظ خداوندی کی
تصدیق نکی اور اعلان واظہار حزن وخوف بیجا شروع کیا یہانتک کہ غلبہ گریہ
اونپر بکانی اور زائد ہوا قلق اور اضطراب اور انزعاج یعنی بیقراری اور بی صبری
اور ازحار رفتگی اونکی یہانتک کہ جناب رسولخدا کو رنج وغم اوٹھانا اور ابوبکر کو
سمجھانا بوجہانا پڑا اور زجر ومنع کیا رسولخدا صنی ایسی اظہار حزن وملال سی کہ دعوت

افشای راز تہا اور نہی رسولؐ کی بنا بر معنی حقیقی کی نہین ہی مگر منع کرنا ایک
فعل قبیح سی اور بی دلیل طرف معنی مجازی کی جانا جائز نہین ہی خصوصاً ایسی
مقام پر جہان جزع و فزع اونکا موجب خرابی حالِ اختفا ہو اور امر دفعی اضطراری
نہ تہا کہ بلا قصد و عمد دفعۃً سرزد ہو گیا ہو ورنہ احتیاج بمنع نہوتی بلکہ جب اس
حالت پر استدامت ہوئی تو حاجت بمنع ہوئی اور اگر سکون ہوتا اونکی نفس کو
ساتھہ اوس وعدہ کی جو خدا نی اپنی نبی سی کیا تہا اور تصدیق رسولؐ کرتے
اوس خبر مین جو رسولؐ نی دی تہی اپنی نجات کی دست کفار سی تو ایسا حزن ایسے
مقام امن مین نہ ظاہر کرتی اور نہ بیقرار ہوتا دل اونکا ایسی مقام مین جو مقتضی
اطمینان نفس تہا پس کیا فضیلت ہوئی ابو بکر کیواسطی غار مین جو اہلسنت کے لیے
موجب افتخار ہو بلکہ اگر انصاف کرین اور مکابرہ اور اعتساف کو راہ نہ دین تو یہ
حرکت ناشایستہ اونکی موجب عار و شنار ہی نہ باعث افتخار صاحبان انصاف
اس تقریر شستہ و رفتہ با ربط و ضبط کو دغابازون اور مکارونکی اوٹکل پچو
تقریر و بنی ملاوین کہ باہم کسقدر فرق ہی یہہ ہی تقریر شیعونکی کہ جسمین بحث
ایک حزن خاص سی ہی کہ مقام استتار تہا جو خلیفہ جی کی لیے عارض ہوا اور
مستتبع اظہار بیقراری اور گریہ وزاری تہا جو موجب افشای راز برگزیدہ خداوند
باری تعالیٰ و متفرع اوپر عدم تصدیق قول خدا اور رسولؐ کی تہا نہ وہ قماش تقریر کہ جو
انکی درزی صاحب نی کترا کہ جسمین بحث مطلق حزن سی کی ہی اور معارضہ
حزن بیجا بحزن بجائی انبیاءؑ کیا ہی اور صیغہ نہی کو جو ایک فعل قبیح کی بعد ہی
مماثل بنا ہی ساتھہ اوس صیغہ نہی کی جو بعد ایک فعل حسن کے ہی جو انبیا سی

واقع ہوا کہ اوسمین کسیطرح گنجایش اسکی نہین ہی کہ نہی کو معنی اصلی پر کوئی محمول
کرسکی باسلئی کہ عصمت انبیاء مانع ہی معنی اصلی پر محمول کرنیسی اور نہ وہ بساط
تقریر کہ جو ملا میر بساطلی نی اپنی تحفہ مسرورقہ مین بچہائی کہ مطلق حزن وخوف
کو دلیل جبن ٹہرایا حالانکہ کلام ایک حزن وخوف خاص مین ہی جو یقینی اور
عدم تصدیق آیات اور عدم ایمان بقول خدا اور رسول ہی اور مورث اعراض
از خدا ورسول ہی اور بدیہیات جلیہ سی ہی کہ جبن کو عقلا مطلقا صفات
ذمیمہ سی شمار کرتی ہین اور حزن وخوف کو عند نزول البلآء وقبل نزول البلاء
ہر جگہہ مذموم نہین جانتی بلکہ حقیقت مین حزن وخوف مثل شک ویقین کی
کیفیات طاریہ علی النفس سی ہی فی نفسہ حسن وقبح اور امر ونہی اور تکلیف اور
مواخذہ اوس سی متعلق نہین ہوسکتا مگر باعتبار سوابق اور لواحق کی کہ امور اختیاری
سی ہوتی ہین مثلاً شک ویقین کی سوابق سی ہی نظر وفکر وتامل کرنا اور دل کو
اعتقاد خلاف سی پاک کرنا اور ترک تقلید آبا اور اجداد کرنا اور لواحق مین سی
اعتراف حق بلسان وارکان کرنا اور ترک خصومت ولداد وساتہ ارباب حق کی
کرنا اور اوسکی مقتضا پر عمل کرنا تاکہ مصداق جحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم
کو نہو جیسا کہ حواشی شرح سلم مین بیان معنی التصدیق واذعان مین بخوبی
تحقیق کیا گیا ہی اسیطرح حزن وخوف سبہی فی نفسہ متعلق بحسن وقبح نہین ہوسکتا ہے
مگر باعتبار سوابق اور لواحق کی جو امور اختیاریہ ہی ہوتی ہین پس اگر سوابق اور
لواحق بجا ہین تو حزن وخوف بھی بجا ہی وحسن ہی اور اگر سوابق ولواحق بیجا ہین
تو حزن وخوف بھی بیجا در امر قبیح ہی مثلاً جس سوابق سی ہی مثلا اخافوا الله ظلمہ جسو قت

نوبت بجان ومال وعرض پہونچی اور کوئی مانع اور عائق اور حافظ وحارس اُسکا
معلوم کا نہو پس اسمقام پر خوف وحزن بجا ہی اور فعل حسن ہی اور عقلا اسکو مذموم
نکہینگی بلکہ ایسی مقام پر خوف نکرنا عین سفاہت ووقاحت اور محمول بر
تہور مذموم ہی اور فاعل اوسکا ملوم اور ضروری ہی کہ خوف معصومین اسی قسم
کا ہو جیسا کہ مقتضائی عصمت ہی اور سوابق حضرت ابوبکر سی یہہ امر نتہا بلکہ
خلاف اسکی تہا اسلئی کہ غار مین دست رس ظلمہ کی لئی مانع اور عائق حفظ و
حمایت خداوندی تہی اور وعدہ نصرت جانب خدا اسی بقول رسول مقبول
انکو معلوم ہو چکا تہا اور آیات اور علامات حفظ خدا مثل تعشیش الطائر و
نسج العنکبوت وغیرہ خود اپنی آنکہونسی دیکہتی تہی پس ایسی وقت کا حزن وخوف
نہایت بیجا اور فعل قبیح اور مبنی بر عدم ایمان بقول خدا ورسول تہا پس ایسی خوف
اور حزن مخصوص کو جو مبنی اوپر عدم ایمان کی ہی خوف وحزن معصومین پر قیاس کرنا
قیاس آسمان بر زمین ہی اور چند درجہ بالاتر از قیاس شیطان لعین ہی ؎ چہ
نسبت خاک را با عالم پاک * یہہ تہا ذکر بعض سوابق کا اب لواحق کا ذکر کرتی
ہین پس لواحق یہی ہی مثلاً ثبات وقرار اور صبر وسکون ووقار وقت لحوق حزن
وخوف خصوصاً اوس مقام پر جہان کوئی امر واجب کنندہ ثبات وتحمل ہو مثلاً
امر خدا بثبات قدم وعدم فرار عن الزحف یا حکم خدا بعدم فرار از خدا ورسول
پس ایسی مقام خوف اور حزن مین یہہ ثبات قدم اختیار کیا اور صبر وتحمل کو راہ دیا
تو نہایت فعل حسن کیا اور عقلا کی نزدیک قابل مدح وثنا ہوا اور معصومین علیہم السلام
عصمت ہی مانع ہی کہ خلاف اسکی عمل مین لاوین پس خوف وحزن انکا بطرح

باعتبار سوابق کی قبیح نہ تہا باعتبار لواحق کی بہی قبیح نہین ہوسکتا ہی برخلاف
خوف وحزن ابوبکر کے کہ جسطرح باعتبار سوابق کے قبیح تہا اوسیطرح باعتبار
لواحق کی بہی قبیح تہا اسلئی کہ بعد لحوق خوف وحزن بیجا کی ثبات قدم اور
تحمل کو ایک ذرہ بہی کارفرما نہوئی چنانچہ فرارات اونکی عن الزحف اسپر شاہد
عادل ہین اور بالخصوص مقام غار مین اظہار قلق و اضطراب اور جزع اور
اور گریہ وزاری کہ موجب افشائی راز خدا ورسول ہوتی اونسی عمل مین آئی
پس یہہ حزن وخوف خاص جو مستتبع عار وشنار اور مستلزم ایذائی رسول ایزد
انکو حزن وخوف انبیا اور معصومین سی کیا نسبت جو کوئی ایک کو دوسری پر قیاس
کری پس یہہ قیاس بہی وہی قیاس آسمان بر زمین اور چند درجہ بالاتر از قیاس
شیطان لعین ہی اب صاحبان انصاف بتلائین کہ آیا نہی جو بعد ایک حسن کے ہو
ساتہہ اوس نہی کی جو بعد ایک قبیح کی ہو مساوی ہوسکتی ہی اور کون نہی کو لیاقت
اسکی ہی کہ تسلی اور تشفی پر محمول ہو اور کون نہی کو معنی اصلی پر محمول کرنا ضروری
جسکو ایک ذرہ بہی عقل ہوگی وہ خواہی نخواہی اوس نہی کو جو بعد وقوع ایک فعل قبیح
کی ہوگی حرمت پر محمول کریگا اسی وجہ سی جناب قاضی صاحب علیہ الرحمہ نی فرمایا
اسمقام پر نہی کو محمول معنی مجازی کرنا بیوجہ ہی کہ عقل کسی عاقل کی اسکو جائز نرکہیگی
اور اسی وجہ سی جناب مفتی صاحب علیہ الرحمہ نی فرمایا کہ ناصبی را می بایست کہ این
عبارت جناب قاضی را نقل میکرد و بر آن انچہ متیون است وارد میکرد و تمسک شیدن
تقریری از طرف خود ونسبت دادن بطرف شیعان و بعد از ان بجواب آن مشغول
از عظم مکاید این ناصبی ہست قولہ بلکہ مولانا صاحب پر طعنہ کیا ہی اقول

ہمنی تقریر تراشیدہ آپکی مولانا کی اور تقریر اصلی قاضی علیہ الرحمہ کی دونو نقل کردی تو یقین ہی کہ منصفین آپکی مولانا کو ہدف طعان سنان ملام کرین کہ جواب اپنی خصم کی تقریر کا دینا تہا اور مخالف کی کرٹری چہوڑنی وار روکنا تہا نہ یہہ کہ خود ہی اپنی نازک ہاتہونسی اپنی سر پر مارین اور خود ہی سپر سنبہالین **قوله** اب ہم اون تقریرونکا خلاصہ تو لکہہ چکی **اقول** ایک تقریر با ضبط و ربط کو بگاڑ کر چند تقریرین بی سر و پا کین اور اوسکا نام خلاصہ رکہا کہ جسمین کہین سے جای فرار ملجائی اور کوئی ملجا اور ماوا جان بچنی کا ٹہر جاوی لیکن شیعہ کب اس مکر و فریب مین آتی ہین اور کب اس کتیا دی کا دہوکا کہاتی ہین **قوله** اصل عبارت کو لکہتی ہین **اقول** اصل عبارت کو تو خود صاحب تقلیب المکائد علیہ الرحمہ نی لکہہ دیا ہی لیکن تمنی اصل عبارت شاہ جی کو نہ لکہا کہ جسمین دونو باہم ملانی سی کتیا دئی شاہ جی ظاہر ہوجاتی **قوله** اور نہایت ادب سی خدمت حضرات شیعہ مین الی قوله جا اینجاست **اقول** ہم بہی بعد اسکی کہ دونو عبارتین شاہ جی اور قاضی علیہ الرحمہ کی نقل کر چکی نہایت تراز نہایت داب ادب سی خدمت مین حضرات اہلسنت کی عرض کرتی ہین کہ وی ان دونو تقریرونکو ملاوین اور ذرا انصاف کرین کہ کسقدر آپسمین فرق ہی کہا ایک خوف و حزن خاص کو باعتبار سوابق اور لواحق کی دلیل نفی دینی اور نفی ایمانی ٹہرانا اور کہا مطلق حزن و خوف کو دلیل جبن ٹہرانا شتان ما بین السماء والارض اور بعد اسکی ذرا غور فرماوین اپنی تقریر مہمل کا خود ہی جواب دینا اور اوسپر اسقدر ناز و فخر کرنا صاحبان شرم و حیائی عثمانی کا کام ہی یا عار و ننگ کا مقام ہی اور یہہ کسی کتیا دو مکر

شعبده کاری ہی یا بی غیرتی اور بیحیائی فواحش بازاری مجھے عجب دانشمندوں اور
علماءکا حال یہہ ہی تو وای بر حال جہلا بلکہ کسی ادنی سی ادنی جاہل سی بھی یہہ گمان
نہین ہوتا کہ ایسی پوچ اور بیہودہ حرکت کری کہ اپنی تقریر بیہودہ کو دوسرے کے گلے
منڈھکر اپنی بیہودگی پر ناز و غمزہ فرماوی اور خدا اور خلق خدا سی نشرماوی معلوم
نہین کہ شاہ صاحب اور مخاطب صاحب کو یہہ کونسی افعال حکیمانہ سمجھہ مین
آئی کہ جواہر بیش بہا کی جگہہ جہوٹھی موتی دیکھائی اور عوام کو دام فریب مین
لائے ہم تو باوجود ان لوگونکی روبہ بازی اور حیلہ سازی کے ایک بات بہی
ایسی نہین پاتی جو بیہودگی سی خالی ہو اور ایک لفظ بہی ایسا نہین دیکہتی جو سفاہت
اور رکاکت اور حماقت اور وقاحت اور فضاعت اور شناعت اور رذالت اور
خداعت سی محفوظ ہو ع زپای تا بسرش ہر کجا کہ می نگرم * کرشمہ دامن دل
میکشد کہ جا اینجاست * **قوله** ہماری نزدیک تو شاہ صاحب نی بڑا احسان
الی قوله نقل کردیا **اقول** ہماری نزدیک تو شاہ جی نی جو کچھہ احسان کیا حضرات
اہلسنت پر کیا کہ جو تقریر شیعونکی جگرسوز اہلسنت تہی اور انکی خرمن شکیب کو
سرتاسر جلاتی تہی اور جیتی جی دوزخ کی کناری لگاتی تہی شاہ جی نی اوسکو بخدع
و فریب بالکل بدل دیا اور بتر و تازگی تقریر ابلہ فریب آتش درونی اہلسنت پر
آب پاشی کی اور اپنی فضیحتی اور رسوائی بکذب و فریب اپنی اوپر گوارا کرلی اور
اسمقام پر مخاطب والا مقام نی بعوض احسان شاہ جی اونپر یہہ احسان کیا کہ
عبارت شاہ جی کو نقل نکیا باین خوف کہ اگر کوئی منصف اوس عبارت کو عبارت
تقریر قاضی علیہ الرحمہ سی ملاویگا تو شاہ جی کی فضیحتی اور رسوائی بکذب و فریب

ظاہر اور عیان ہو جاینگی لیکن اسکو وہ پہلی ہی کیا حاصل کہ پیشتر
تقلیب المکائد علیہ الرحمہ کشف عورات شاہ جی مع نقل عبارت
ہو چکی ہین اور اونکی مکاری اور بیحیائی اور بیغیرتی کو کرایک نیزہ دوات الاعلام
سی بہی بڑھی ہوئی ہی کالنار علی رؤس الاعلام مشتہر کر چکی ہین اور جو
کہ ان کی تشہیر باقی رہگئی ہی وہ بہی انشاء اللہ فی یوم الوقت
جاینگی **قولہ** اگرچہ ہمکو ایسی بیہودہ تقریرونکی **اقول** اگرچہ
ایسی بیہودہ خود ساختہ مہمل تقریرونکی جواب مین کچہہ لکہنا اوقات کا ضایع
کرنا ہی مگر تنبیہاً للسفہاء الجہلاء والاغبیاء الاشقیاء کچہہ لکہہ دیتی ہین

قال المخاطب لمقام هداه الله سبل السلام

نسبت پہلی اعتراض کے کہ حزن ابو بکر کا طاعت تہا یا معصیت اگر طاعت تہا تو
پیغمبر صاحب نی کیون منع کیا اگر معصیت تہا تو ابو بکر کا گنہگار ہونا خدا کی کتاب
سی ثابت ہوا جواب الزامی یہہ ہی کہ اللہ جل شانہ نی جو خطاب حضرت موسی
سی کیا ہی کہ لا تخف انک انت الاعلی اور حضرت لوط سی فرمایا ہی کہ
لا تحزن انا منجوک واھلک اور پیغمبر خدا سی فرمایا ہی کہ لا یحزنک قولھم
اس سی ظاہر ہوتا ہی کہ حضرت موسی اور حضرت لوط کو خوف تہا اور پیغمبر خدا
کو کافرونکی باتونسی رنج ہوتا تہا خدا نی اونکی اطمینان اور تسلی کی لئی لا تخف و
لا تحزن فرمایا پس ہم شیعیان پاک سی پوچہتی ہین کہ اون پیغمبرونکا خوف طاعت
تہا یا معصیت اگر طاعت تہا تو خدا کا طاعت سی منع کرنا ثابت ہوتا ہی
اگر معصیت تہا تو انبیاء معصومین کا گنہگار ہونا ثابت ہوتا ہی

اسکا جواب دینگی وہی ہماریطرف سی سمجہین انکی جواب مین قاضی نور اللہ شوستری
نی مجالس المومنین مین بہ ضمن حکایات مفیدہ شیخ مفید کی بجواب تقریر ابو الحسن
خیاط رئیس معتزلہ کی لکہا ہی کہ انبیاؑ کی عصمت بہ دلیل عقلی ثابت ہی اس لئی
جو نہی اونکی نسبت ہی اوس سی ظاہری معنی مراد نہین ہو سکتی اور ابو بکر کی عصمت
ثابت نہین اسلئی جو نہی اونکی شان مین ہی وسکی ظاہری معنی مراد ہین و عبارتہ ہذا
مضمون آن آیات نہی ست لیکن انبیاؑ از ارتکاب قبیحی کہ فاعل آن مستحق
ذم میشود بواسطہ دلیل عقلی کہ بر عصمت انبیا و اجتناب ایشان از گناہان قایم
گشتہ موجب عدول از ظاہر شدہ از ظواہر آن آیات عدول میکنیم و ہرگاہ اتفاق
حاصل باشد در انکہ ابو بکر معصوم نہ بود واجب است کہ اجرائی نہی کہ در شان آن واقع
شدہ بر ظاہر آن کہ قبح حال ابو بکر است بماند۔ بجواب اسکی ہم یہہ کہتی ہین کہ خوف
کو معصیت مین شمار کرنا ہی غلط ہی اور انبیاءؑ نی جو خوف کیا اور خدا نی اونکو
اوس سی مطمئن کیا اوس نہی کو بلا ضرورت ظاہر سی عدول کرنا ہی لغو ہی بلکہ
خوف کو معصیت قرار دیکر عمداً انبیاءؑ پر تہمت کرنا ہی اور جو فرقہ انبیاء کی
عصمت کا قائل نہین ہی اوسکو تقویت دینا ہی حالانکہ خوف منجملہ اون امور
بشریت کی ہی جنسی کسی بشر کو خواہ وہ نبی ہو خواہ امام ہو خواہ ولی ہو چارہ نہین
اور اوسپر خدا کیطرف سی بہی مواخذہ نہین ہی چنانچہ حضرت موسیٰ و ہارون
کو حکم ہوا کہ فرعون کو جا کر سمجہاؤ اور اوسکو دعوت ایمان کی کرو تو اونہون نی خوف
کیا اور یون کہا کہ ربنا اننا نخاف ان یفرط علینا او ان یطغی کہ خداوندا
ہمکو خوف ہوتا ہی کہ کہین وہ ہمپر زیادتی نکری تب اللہ نی مطمئن کیا اور فرمایا

لا تخافا انّنی معکما کہ کچھہ خوف نکرو مین تمھاری ساتھہ ہون بس ذرا
غور کرنیکا مقام ہی کہ جب حضرت موسیٰ اور ہارون باوجود نبوت کی خوف
کرین اور خدا کیطرف سی اس خوف پر اونکو عتاب نہ ہوئی اور اونکی نبوت مین
فرق نہ آوی تو اگر حضرت ابوبکر صدّیق نی جو بالاتفاق نہ نبی تھی نہ معصوم
خوف کیا تو کیا گناہ کیا بلکہ جسطرح پر خدانی حضرت موسیٰ اور ہارون کو انّنی
معکما کہکر مطمئن کردیا اسی طرح پر پیغمبر خدا نی انّ اللّٰہ معنا فرماکر ابوبکر
کو مطمئن کردیا ہمکو شہید ثالث کی سمجھہ پر نہایت تعجب آتا ہی کہ ابوبکر صدیق
کی محزون اور مغموم اور خائف ہونیسی خوف کو بہی گناہونمین داخل کردیا
اور ایک ابوبکر کی ذمہ گناہ ثابت کرنی کی لئی تمام پیغمبرونکی نسبت معاصی کا الزام
لگایا اور بلا ضرورت الفاظ خوف کو اونکی حقیقی ظاہری معنی سی عدول کیا لیکن جب
کہ جابجا قرآن مین الفاظ خوف کی انبیاء کی نسبت وارد ہین اور مفسرین نی اوسکے
ظاہری معنی مراد لئی ہین اور کسی نی خوف کو معصیت اور گناہ اور نقص ہین سمجہا نہین کہا ہی
تو ایک شہید ثالث کی کہنی سی کچھہ نہین ہوسکتا چنانچہ آیۂ فاوجس منہم خیفۃ
کی تفسیر مین علامہ طبرسی نی جو محققین شیعہ سی ہین لکہا ہی کہ فلما امتنعوا عن الاکل نکرہم و خاف
منہم وظن انّہم یریدون سوءً افقالوا ای قالت الملائکۃ لا تخف یا
ابراہیم کہ جب فرشتون نی حضرت ابراہیم کی ساتھہ کہانا نہ کہایا تو وہ ڈری
اور گمان کیا کہ کہین یہہ لوگ کچھہ بدی سی پیش نہ آوین تب ملائکہ نی کہا کہ ای
ابراہیم کچھہ خوف نکرو اور ہم سی نہ ڈرو ہم آدمی نہین ہین پس خوف دور کرنیکی
لئی جو کلمات تشفّی و تسلّی کی یہ لفظ لا تخف یا لا تخزن کلام الٰہی یا احادیث

ہوی مین مذکور ہین اونکو از قبیل اوس نہی کی تصور کرنا جو ارتکاب معاصی کے
منع کی لیے مستعمل ہین بڑی غلطی ہی ورنہ اگر یہہ امر تسلیم کر لیا جاوی کہ جہان
لفظ لا کہ جو حرف نہی کا ہی استعمال کیا جاوی وہان مراد نہی عن المعصیۃ ہو
یا جہان کسی شی کی نہی بیان ہو اوس سی اوسکا وقوع ہونا بہی ضرورے
سمجہا جاوی تو ہزارون اعتراض ایمہ کرام پر ایسی وارد ہونگی کہ سوا اونکی
عصمت کی دوسرا جواب حضرات امامیہ سی بن نہ پڑیگا مثلاً علل الشرایع
مین لکہا ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی علیہ السلام سی فرماتے ہین
کہ یا علی لا تتکلم عند الجماع ولا تنظر الی فرج امرأتك ولا تجامع امرأتك
بشهوة امرأة غيرك کہ ای علی نہ کلام کر وقت جماع کی اور نہ دیکہہ اپنی عورت
کی شرم گاہ کو اور نہ صحبت کر اپنی بی بی سی اور کسی عورت کی شہوت پر پس اگر
کوئی پوچہی کہ حضرت علی ع یہہ کام کرتی تہی یا نہ کرتی تہی اگر نہ کرتی تہی تو وہ
قاعدہ باطل ہوا جاتا ہی کہ نہی شی وقوع شی پر دال ہی اور اگر کرتی تہے تو
وہ فعل طاعت تہا یا معصیت اگر طاعت تہا تو پیغمبر خدا ص نی کیون منع کیا
اگر معصیت تہا تو امام معصوم کا گنہگار ہونا ثابت ہوا اگر کوئی یہہ جواب دے
کہ امام معصوم ہوتی ہین اسلئی اس نہی کو اگرچہ نہی عن المعصیت سے از ظاہر آن
عدول میکنم تو ہم بہی بمجبوری یہہ کہنی لگین گی کہ ابو بکر صدیق بہی محفوظ تہے
اسلئی ہم نہی لا تحزن ان اللہ معنا کو از ظاہر آن عدول میکنیم ای یارو
ایسی صریح اور صاف بات کو عناد اور عداوت سی کیون معما اور پہیلی بنا
دیتی ہو اور سیدہی سیجہی بات کو سلجہی مشکل کئی دیتی ہو ذرا انصاف کرو کہ اگر کوئی دوست

کسی دوست پر صدمہ پہنچنی سی رنج کری اور وہ دوست اوسکو اطمینان کری اور
کہی کہ کچھہ خوف نکر اللہ ہمارا مددگار ہی تو یہہ کہنا از قبیل تشفّی اور تسلّی کی ہی یا
از قسم زجر و توبیخ کی اگر تشفّی اور تسلّی کی قسم سی ہو تو لاتحزن ان اللّٰہ معنا
کو بہی اوس قسم سی سمجہو خدا کی آیتونکی تحریف لفظی نہ کرو اور یہہ بہانی نکرو کہ نہی
کی حرف کا استعمال واسطی منع اور زجر و توبیخ کی ہوتا ہی بلکہ واسطی ترحم اور شفقت
کی بہی ہوتا ہی چنانچہ اگر قرآن مجید کی لفظون پر کوئی غور کری تو اوسکو خود معلوم
ہو جاویگا کہ اکثر جگہہ خدا نی پیار و محبت مین بہی حرف نہی کا استعمال کیا ہی
چنانچہ پیغمبر خدا سی فرماتا ہی کہ لاتحرّک بہ لسانک لتعجل بہ کہ بہت
جلدی زبان نہ کہولدیا کر اور میری کلام کو پورا سن لیا کر اور دوسری مقام پر فرماتا ہی
کہ فلا تذہب نفسک علیہم حسرات کہ لوگونکی پیچہی تیری جان نہ جاتی رہی
تو ذرا انہی اپنی زبان سی تو کیا ان کلمات کو بہی قاضی صاحب زجر و توبیخ کی کلمی
سمجہینگے اور تحریک لسان اور ذہاب نفس کو معصیت اور ذم تصور کرکی
بلحاظ عصمت حضرت کی ظاہر سی عدول کرینگی اور اگر ان کلمات کو رحمت اور
شفقت پر محمول کرینگی تو اپنی دعوی کی سفاہت کی قایل ہونگی اعتراض
دوسرا کہ ابو بکر کو خدا اور رسول پر کچہہ یقین نہ تہا اسلئی باوجود دیکہنی بہت سی
نشانیون حفاظت کی وہ روئی اور ہائی ہائی مچانی لگی اسکا جواب یہہ ہی
کہ ہائی ہائی کرنا اور زور زور سی چلّانا ابو بکر صدیق کا کسی طرح ثابت نہین ہی
اسلئی کہ قرآن مجید سی تو حزن کرنا ثابت ہوتا ہی اور حزن کی معنی نوحہ اور
فریاد کی نہین ہین اگر کوئی خاص لغت کی کتاب حضرات امامیہ کی ایسی ہو کہ جو

الفاظ صحابۂ کبار کی شان مین ہون اونکی کچہہ معنی ہی علیحدہ او سمین لکہی ہون تو
ہم نہین جانتی ورنہ حزن کی معنی غم کی ہین نہ ہائی ہائی مچانی اور زور سے
چلّانے کے جسکو نور اللہ شوستری نی احقاق الحق مین لکہا ہی حتّی اغلبتہ
بکاؤہ و تزائد قلقہ وانزعاجہ علاوہ اسکی خود مفسّرین امامیہ کی تفسیر
پر خیال کرنا چاہئی کہ اونہون نی حزن کی کیا معنی لکہی ہین پس مفسّر کاشانی
نی خلاصۃ المنہج مین اسکا ترجمہ کیا ہی کہ چون گفت پیغمبر صہ یار خود را اندوہ مخور
اور علّامۂ طبرسی نی فرمایا ہی کا تحزن ای لا تخف پس ہمکو سر حیرت سے
کہ قاضی صاحب نی حزن کی معنی نوحہ و فریاد کی کہانسی نکالے یقول
المتمسك بولایۃ علی ابن ابیطالب علیہ السلم
سابقمین بیان ہوا کہ یہہ تقریر اعتراض شیعہ نہین ہی بلکہ تراشیدہ ابو الحسین
خیاط ہی شیعہ نہ مطلق حزن و خوف سے بحث کرتی ہین نہ مطلق نہی سے
بحث کرتی ہین بلکہ ایک حزن و خوف خاص سے بحث کرتی ہین جو ابو بکر کی
لئی غار مین بیوجہ عارض ہوا بلکہ بوجہ بے ایمانی و عدم تصدیق بقول خدا و رسول
عارض ہوا اور مستتبع بیقراری اور گریہ و زاری تہا اور باعتبار سوابق اور لواحق
کی بجز امر قبیح کی کسیطرحسی اوسکی لئی کوئی محمل صحیح نہین نکل سکتا اور اسیطرح
ایک نہی خاص سی بحث ہی جو بعد ایسی فعل قبیح کی واقع ہوئی کہ جسکو بجز معنی
اصلی حقیقی کی معنی مجازی پر حمل کی لیاقت نہین ہی اور باوجود اسکی اگر کوئی
معنی مجازی تشفّی پر حمل بہی کری تب بہی مطلوب اہلسنت نہین حاصل ہو سکتا ہے
اسلئی کہ اگر کوئی قباحت قلق و اضطراب ایک کافر سی مثل افشائی راز کی لازم

تو ممکن ہی کہ بنظر عدم فوت مقصود کے ایک کافر ہی تسلی او تشفی دیا جاوی فضلاً
عن المنافق المظہر بلسانہ التوافق اور جب تقریر اعتراض خود ساختہ غبی ٹہری
تو شیعونکو اسکی رد جواب کی کچہہ ضرورت نہین ہی اور جو کچہہ اس تقریر کے
جواب مین لکہنی والی نے سر و پا بکین یا کوئی موچی صاحب کہنہ ہزار سالہ کو ان
سر تو سمجہین یا کوئی بساطی صاحب اپنی بساط پر نئی ڈہنگ سی جماوین یا کوئی
اونکی معتقد صاحب ایک عالم کی خاک اپنی سر پر اوڑاوین کلاہ و طرہ بنائی
فاسد علی الفاسد ہی **قولہ** جواب الزامی یہہ ہی **اقول** رد جواب الزامی
سی جو بعد اسکی خود مذکور فرماوینگی ایسی ہوش و حواس باختہ ہوگئی کہ ذکر
جواب تحقیقی بہولی یہہ بعینہ وہی جواب ہی جسکا جامہ ہزار سال کمابیش
اس زمانہ سی پیشتر اوسی خیاط مذکور نی واسطی ستر عورات ابوبکر کی قطع
کیا تہا اور بر پیمان جد و کد لسوزن شد و مد اونکی قامت زیبا پر سیا تہا
اور ہر چند شیعون نی چیر پہاڑ کر اوسکی پرزی پرزی اوڑادیی مگر ابتلک
ہوا خواہان حضرت ابی بکر اسمین جوڑ پیوند لگاتی ہین اور سر الگو ناٹا ہی بناتی ہین
اور اونکو مار مار کر زبر دستی پہناتی ہین اور اونکی فضایح کو چہپاتی ہین لیکن
جسکو خدا نی ایک خلق کثیر کی سامنے از شرق تا غرب رسوا کیا ہوا اوسکی فضایح
کسیکی چہپانی سی نہین چہپتی **قولہ** حضرت موسیٰ کو اور حضرت لوط کو
خوف تہا **اقول** بنا بر تقریر شیعہ کی جب تلک مماثلت خوف انبیاء ع
اور خوف ابوبکر مین نہ ثابت کیجاوی تب تلک قیاس ایک کا دوسرے پر قیاس
مع الفارق ہی پس ثابت کرنا چاہیی کہ حضرت موسیٰ ع اور حضرت لوط ع اور

جناب رسولخدا ہی بعد اسکی کہ مثل ابو بکر کی ایک مامن حفظ و حراست مین
پہنچ چکی تہی اور خدائی وعدہ حفظ و حراست بہی کیا تہا بلکہ آیات اور علامات
حفظ و حراست مثل تعشیش الطائر و نسج العنکبوت بہی دیکہا یا تہا پھر بہی ان
بزرگونکو اطمینان نہ حاصل ہوا اور اسدرجہ خوف و حزن طاری ہوا کہ باوجود
اسکی کہ مقام مقتضئ سکوت تہا تا کہ خلاف رضا خدا بافشار راز خدا لازم نہ آوے
مگر ان انبیاءؑ نی مثل ابو بکر کے کچہہ اسکا لحاظ نکرکے قلق و اضطراب و بیقراری
اور گریہ اور زاری کو شروع کیا ایسی ہنگام مین خدانی ان پیغمبرونسی لا تخف
اور لا تحزن فرمایا تہا پس جب تلک یہہ سب حالات نفاق دلالات العیاذ باللہ
انبیاءؑ کی لئی حضرت مخاطب ثابت نکری تب تلک وہ نو خوف و حزن ایک
نہین ہو سکتی و انی لہ ذالک **قولہ** بجواب تقریر ابو الحسین خیاط **اقول**
سابق مین بیان ہوا کہ تقریر خیاطی تقریر شیعہ نہین ہی پس ادران احیائی
خیاط کو ضرور تہا کہ اس تقریر کو تقریر شیعہ ہونا انکی کسی کتاب معتبر سے
ثابت کرتی لیکن قریب ہزار سال کی زمانہ گذرا کہ کسی سنی سی اثبات اسکا
نہو سکا پس اسصورت مین اسکا جواب شیعونکو دینا کچہہ ضرور نہین ہے
باوجود اسکی علی التنزل شیخ مفید علیہ الرحمہ نی وہ جواب معقول دیا کہ قابل
قبول فحول ذوی العقول ہی اور اہلسنت آجتک اوسکی پیچ و تاب مین اور مثل
ابو بکر کی عجب قلق و اضطراب مین ہین کہ کچہہ بنائی نہین بن پڑتی دیوانونکی
طرح اوکہڑی بکہری باتین ہی سرو پا بکتی ہین اور اوسی سی اپنا جی خوش
رکہتی ہین کما سیعلم **قولہ** و ہذہ عبارتہ مضمون آن آیات نفی است

اقول یہہ تقریر با توقیر لا جواب مبتنی ہی اوپر چند مقدمہ کی ایک یہہ کہ مطلق امر و نھی یعنی صیغۂ افعل ولا تفعل حقیقۃً موضوع واسطی وجوب اور حرمت کی ہی اور یہہ وہ بات ہی کہ محققین اہل اصول کا اسپر اتفاق ہی اور کتنی دلائل عقلی اور نقلی کتاب اور سنّت سی علم اصول فقہ مین اسپر قایم ہین + ازانجملہ قولہ تعالیٰ فلیحذر الّذین یخالفون عن امرہ ان تصیبہم فتنۃ الخ یعنی چاہئی کہ ڈرین خلاف کنندگان امر خدا اس بات سی کہ پہنچی اونکو کوئی بلا دنیا مین یا عذاب دردناک آخرت مین و قولہ تعالےٰ مامنعک ان لا تسجد اذ امرتک یعنی کون چیز مانع ہوئی تجکو سجدہ کرنیسی جسوقت کہ امر کیا مینی تجھکو باسجدہ قال البیضاوی لبعد اذ امرتک دلیلٌ علیٰ انّ مطلق الامر للوجوب والفور یعنی توبیخ شیطان بمخالفت امر ایزد منان دلیل ہی اوپر اسبات کی کہ مطلق امر موضوع حقیقۃً واسطی وجوب اور فوریّت کی ہی اور جو لوگ کہ قائل اسکی ہین کہ امر للوجوب ہی اونکو چارہ اس سی نہین ہی کہ قائل ہون نہی مین اصالت حرمت کی بدلیل قولہ تعالےٰ ما نہاکم عنہ فانتھوا یعنی خدا و رسول جس کام سی تمکو نہی کرین اوس سی باز رہو اور جب باز رہنا واجب ہوا اسلئی کہ انتھوا امر ہی اور امر للوجوب ہی تو یہی معنی حرمت کی ہین اسواسطی کہ جس شئی سی باز رہنا واجب ہے اوسکو حرام کہتی ہین اور جب ثابت ہوا کہ حقیقۃً امر و نہی واسطی وجوب و حرمت کی ہی پس بدیہیات سی ہی کہ معنی حقیقی سی بلا قرینہ صارفہ طرف معنی مجازی کی جانا جائز نہین ہی دوسرا مقدمہ یہہ کہ بدلالۃ قولہ تعالیٰ اطیعوا اللہ

براہین ساطعہ ثابت ہی کہ انبیاء عم معصوم ہین اور کافی ہی واسطی اثبات
اس امر کی تنزیہ الانبیاء جو جواب تخطیۃ الانبیاء اہلسنت
مین لکھی گئی اور باوجود گذرنی سیکڑون برس کی آجتک اوسکا جواب
نہین ہوسکا اور بدیہیات سی ہی یہہ امر کہ عصمت مانع ہی اس سی کوئی
ہی اونکی بارہ مین متعلق بواقع ہوئی کسی امر قبیح کی ہوسکی تفسیر مقدمہ سے
کہ ابوبکر مثل انبیاء عم کی معصوم نہین اور کافی ہی واسطی اثبات اسکی اجماع
کل امت کا اوپر غیر معصومیت ابوبکر کی بلکہ بنظر بت پرستی اور شراب خواری
اور حرام کاری ایام جاہلیت یہہ امر اجلائی بدیہیات سی ہی پس کوئی امر
داعی اسکی نہین ہی کہ جو نہی اونکی بارہ مین ہو وہ خواہی نخواہی مصروف
معنی حقیقی ظاہری سی کیجاوی پس حاصل ان مقدمات بدیہیہ جلیہ کا یہ
کہ کلیۃً جو نہی انبیاء عم کی بارہ مین ہی بضرورت عصمت ضرور کہ معنی حقیقی
ظاہری سی مصروف الی المعنی المجازی ہو اور ابوبکر کی لئی یہہ امر ضرور نہین
بلکہ بلا وجہ معنی حقیقی ظاہری سی عدول کرنا جائز ہی نہین ہی یہہ
تقریر ردّ معارضۂ اہلسنت وہ معارضہ کہ جسکا نام جواب الزامی حضرت
مخاطب نی رکہا ہی اور اس تقریر کی اوٹہا دینی کی لئی ضرور ہی کہ کسی مقدمہ
کو مقدمات ممہدہ سی باطل کرین لیکن حضرات اہلسنت سی از متقدمین تا
محدثین کسی صاحب سی یہہ نہوسکا کہ کسی مقدمہ کو ان مقدمات سی رد
کرین بلکہ متاخرین محدثین نی از جانب خود بیہودہ تقریرین ترشدہ کرکی
بی سر و پا جواب دئی اور اپنی اور دوسرونکی اوقات عزیز ضایع کی کما

سمعت وستسمع تفصیلاً **قوله** بجواب اسکی ہم یہہ کہتی ہین **اقول** یہہ سوال
از ریسمان اور جواب از آسمان ہی **قوله** خوفکو معصیت مین شمار کرنا ہی غلط
ہی **اقول** یہہ کیا مہمل اور لغو کلام ہی کسنی مطلق خوفکو معصیت کہا بلکہ
بعض خوف کو ہم عین عبادت و طاعت شمار کرتی ہین مثلاً وہ خوف جو
انسان کو بلحاظ زشتی کردار اور غضب خداوند قہار اور دخول نار کی عارض ہوتا ہے
اور باعث توبہ و استغفار بدرگاہ ایزد کردگار ہوتا ہی پس ایسا خوف ہرگز معصیت
نہین اسکو معصیت مین شمار کرنا ہم بہی غلط کہتی ہین کلام اور بحث اوس خوف
مین ہی جو غیر انبیا مین مورد نہی ہو اور معارک کارزار مین مورث فرار عن الزحف
ہو اور مقام غار مین باعث افشاء راز رسول ایزد کردگار ہو اگر یہہ خوف معصیت نہ تہے
تو خدا نی کیون ایسی خوفون سے نہی فرمائی اور فارین کی حق مین غضب اللہ علیہم
کیون فرمایا **قوله** اوس نہی کو بلا ضرورت ظاہر سی عدول کرنا ہی لغو ہے
اقول حضرت مخاطب خود لغو ہی اور اوسکا ہر کلام لغو ہی اور بالخصوص یہہ
کلام لغو تر از ہر لغو ہی کچہہ ظاہر نہین ہوتا کہ مطلق نہی سی متبادر معنی حرمت
ہونیکا انکار ہی یا اقرار اگر انکار ہی تو اپنی اجداد کی تصریحات کا کتب اصول
مین کیا جواب دیتی ہین اور اگر اقرار ہی اور بخصوصیت مقام بقیام قرائن صارفہ
عن المعنی الحقیقی اسمقام پر نہی کو محمول بر معنی تسلی فرماتی ہین تو مثل شیعون کے
معنی اصلی حقیقی سی عدول کرتی ہین پہر معنی اصلی سی عدول کرنیکو لغو کیون ٹہہراتی
ہین اور شیعون نی کب معنی تسلی سی اسمقام پر عدول کیا ہی آپ ہی ان معنون کو
اصلی نہین ٹہراتی جیساکہ تمنی برخلاف تصریحات اپنی علمائی اصول کی ٹہرایا ہے

اور جب یہہ معنی اصلی نہوئی تو ضرور ہی کہ محتاج بقرینہ ہون اور قرینہ انبیاء مین عصمت انبیا ہی اسی لئی شیعون نی جہان کہین نہی متعلق با نبیاء ع ہی وہان مقتضائی مطلق نہی سی کہ حرمت ہی عدول کیا ہی طرف معنی تسلّی وغیرہ کے مثل نہی قبل از وقوع فعل تقدّماً للحفظ کما فی قولہ تعالیٰ لا تُطِعْ مِنْہُمْ آثِماً اوکفوراً لیکن اسکی لئی ضرور نہین ہی کہ جو نہی متعلق بغیر انبیاء ہی اوسمین بھی خواہی نخواہی بلا وجہ عدول کرین آری اگر کوئی وجہ عدول قایم ہو تو کرینگے اور اگر غرض یہہ ہی کہ جو نہی متعلق بخوف ہی مطلقاً خواہ نسبت با نبیاء ہو خواہ بنسبت بغیر انبیاء سب مین ضرور ہی کہ معنی اصلی حرمت سی عدول کرکی معنی تسلّی پر محمول کرین تو یہہ اول بحث ہی اسلئی کہ خوف انبیاء ع بسبب عصمت کے کسیطرح قبیح نہین ہوسکتا ہی پس معنی اصلی حرمت اوسمین مراد لینا جایز نہین ہی بخلاف خوف غیر انبیاء کی کہ باعتبار سوابق اور لواحق کی قبیح ہوسکتا ہی جیسا کہ ہمنی خوف ابو بکر مین بالخصوص غار مین اور بالخصوص فرار مین صف جنگ سی احد و خیبر اور حنین مین بیان کیا **قولہ** بلکہ خوف کو معصیت قرار دیکر عمداً انبیاء پر تہمت کرنا ہی **اقول** ہرگز شیعہ خوف انبیاء ع اور اوصیاء ع کو معصیت نہین ٹہراتی بلکہ عدم معصیت انبیاء ع مین **تنزیہ الانبیاء** لکہتی ہین تہمت انبیاء ع پر گر ہو الا وہی فرقہ گمراہ ہی جو کہ **تخطیۃ الانبیاء** اور معصومین کی خطا مین ثابت کرتا ہی **قولہ** جو فرقہ انبیاء کی عصمت کا قائل نہین **اقول** وہ حضرات اہلسنت وجماعت ہین جنکی بعض علماء یہانتک قائل ہین کہ کافر صادق اللہجہ بھی نبی ہوسکتا ہی فضلاً عن الفاجر **قولہ** تقویت دینا ہی **اقول** تقویت دینی والی

وہ نالایق ہین جو معنیٔ ظاہری سی عدول نہین کرتی اور آیات متشابہات
سی معنیٔ ظاہری مراد لیکر خطائی انبیاؑ ثابت کرتی ہین نہ وہ لوگ جو
انبیاؑ اور اوصیاؑ کو از اول عمر تا آخر ہر گناہ صغیرہ اور کبیرہ سی معصوم جانتی ہین
یہانتک کہ خطائی اجتہادی بلکہ اجتہاد تک نہین جائز رکھتی بلکہ ما ینطق عن
الہویٰ کا ایمان لاتی ہین **قولہ** حالانکہ خوف منجملہ اون امور بشریت کے
ہی **اقول** یہہ بات سچ ہی مگر انبیاؑ اور غیر انبیا میں اسقدر فرق ہی کہ
انبیا کا خوف بدلیل عصمت کبھی بیجا نہین ہو سکتا اور باعتبار سوابق اور
لواحق کی خواہی نخواہی حسن ہوگا اور خوف غیر انبیا کبھی بجا اور کبھی بیجا اور
کبھی باعتبار سوابق اور لواحق کی حسن اور کبھی قبیح ہو سکتا ہی جیسا ہمنی خوف
ابی بکر مین بیان کیا کہ محض بیجا تھا اور نہایت قبیح تھا **قولہ** اور اوسپر
خدا کیطرفسی بھی مؤاخذہ نہین ہی **اقول** اگر مراد یہہ ہی کہ بالخصوص بعض
خوف خاص پر مؤاخذہ نہین ہی تو مسلم ہی ہم بھی کہتی ہین کہ بعض خوف یعنی
جو خوف کہ بجا اور حسن ہی اوسپر مؤاخذہ نہین ہی جیسی خوف انبیا اور اوصیا
مطلقًا کہ بسبب حسن ہونی کی قابل مؤاخذہ نہین ہی بلکہ بعض خوف کو ہم عین
طاعت و عبادت و عین ایمان سمجھتی ہین جیسی خوف خدا اور خوف عذاب
اپنی سیئات اعمال پر لیکن خوف ابوبکر اس قسم کا نہ تھا بلکہ خوف بیجا اور قبیح
اور عین نفی ایمانی تھا کما مر اور اگر مراد یہہ ہی کہ مطلق خوف قابل مؤاخذہ نہین ہی
تو غیر مسلم ہی اور دعوائی بلا دلیل ہی اس دعوائی کا ذب پر کاش کوئی جھوٹی سی
ہی دلیل ذکر کی ہوتی اگر مطلقا ہر خوف مین مؤاخذہ نہین ہی تو آیہ وافی بداب

اتخشونہم فاللہ احق ان تخشوہ ان کنتم مومنین مین ذم اور انکار خوف کفار سی کیون نہ وارد ہوا بلکہ ان کنتم مومنین شعر اسکا ہی کہ جسطرح خوف خدا عین ایمان ہی اوسیطرح اسمقام پر خوف از کفار عین لی ایمانی ہی اور پہر تعریف مومنین مجاہدین مین فرمایا ہی یجاہدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لائم پس ہرگاہ عدم خوف از لائمین ممدوح ہوا تو خوف از لائمین البتہ مذموم ٹہرا اور پہر فرماتا ہی فلا تخشوا الناس واخشون یعنی جن مقامات مین تمکو خوف ناس سی منع کیا گیا ہی وہان آدمیون سی نہ ڈرو بلکہ خدا سی ڈرو والغرض ایسی مقامات کا خوف البتہ مذموم اور قابل مواخذہ ہی پس ہر خوف پر اغماض نہ ہونا محض باطل ہوگیا اور بدیہیات سی ہی کہ جو خوف آپکی شیوخ کبار کے واسطی سبب فرار مقابلہ اور مقاتلہ کفار سی ہوتا تہا اگر جائی مواخذہ نہ تہا تو کیون خداوند تعالیٰ نی آیۂ من یولہم یومئذ دبرہ نازل فرمایا اور کیون فقد باء بغضب من اللہ سی بہگوڑونپر اپنا غضب ظاہر کیا اور کیون ماواہ جہنم وبئس المصیر سی جہنم کو انکا بازگشت قرار دیا افسوس ہے کہ حضرت مخاطب عہد کرامت مہد جناب رسالتمآب مین موجود نہ تہی ورنہ صحابۂ فارین اور مرتدین متخلفین از جہاد کیطرف سی بذریعۂ سند حاصل کردہ از صدر وکالت فضولی کرتی اور بدین تقریر دلپذیر درگاہ خدا اور رسول مین معذرت خواہ ہوتی کہ فرار اور تخلف بعلت خوف ہی اور پایا جانا معلول کا عند وجود العلۃ ضروری ہی اور خوف ان امور بشریت سی ہی جس سی نبی و ولی کو مجبوری ہی اور کسیطرح قابل مواخذہ نہین ہی تو فارین غضب خدا مین

متخلفین خصوصًا الثلثۃ الّذین خلفوا دوری از رحمت خدا میں بمقتضائی
لعن اللہ من تخلّف عن جیش اسامۃ کما فی الملل و النحل گرفتار نہوئی **قولہ**
چنانچہ حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ **اقول** جب کل افعال کل انبیاءؑ اور اوصیاؑ
کی بدلیل عصمت حسن تھی تو لاریب کہ خوف انکا بھی بجا اور حسن تھا نہ مثل خوف
ابوبکر کے بیجا اور قبیح بالجملہ ذکر موسیٰؑ و عیسیٰؑ و ہارونؑ و ابراہیمؑ کا مخاطب
کو کچھہ فائدہ نہیں دیتا جب تلک عصمت ابوبکر کو ثابت نکری یا عدم عصمت انبیاء
ثابت نکری و انّی لہ ذٰلک کاش اسی قدر ثابت کر دیتا کہ ان انبیاءؑ کو بھی
باوجود اسکی کہ خدا کیطرف سی وعدۂ حفاظت ملا اور آیات حفاظت بھی
مثل تعشیش الطائر و نسج العنکبوت دکہائی گئی پھر بھی قلق و اضطراب و
بیقراری اور گریہ و زاری لاحق ہوئی اور تصدیق بوعدۂ خدا اور رسول صلعم
نہیں ہوئی اور پہر بھی خوف لاحق ہا تب البتہ دونو خوف یعنی خوف انبیاءؑ
اور خوف ابوبکر یکسان ہو جاتی و اذ لیس فلیس **قولہ** اس خوف پر انکو عتاب
نہوئی **اقول** خوف بجا اور حسن پر عتاب کی کیا وجہ **قولہ** خوف کیا تو
گناہ کیا **اقول** گناہ یہہ کیا کہ خوف بیجا اور قبیح کیا بلکہ گناہ کیا عین کفر
اور بی ایمانی کی کہ تصدیق قول خدا و رسول صلعم نکی **قولہ** ابوبکر کو مطمئن کر دیا
اقول ہمکو کلام اسمیں نہیں ہی کہ خدا اور رسولؐ اسکی کافر کو بمصلحۃ مثل عدم افشاء
راز مطمئن کریں خصوصًا ساتہہ دکہانی آیات حفظ و حراست کی مثل تعشیش الطائر
و نسج العنکبوت کی لیکن کلام اسمیں ہی کہ ابوبکر کو باوجود اس سب کے اطمینان نہوا اور
اظہار بیقراری اور گریہ و زاری کی کا ربند ہوئی کما سبجیٔ من صحاحکم لتشییع و لیل کفر

اور نفاق اوزلی ایمانی کی ہی **قولہ** ہمکو شہید ثالث کی سمجھہ پر نہایت تعجب آتا ہی **اقول** ہمکو حضرت مخاطب کی سمجھہ پر نہایت تعجب آتا ہی کہ اظہار حزن وغم وخوف ابوبکر کو کہ مبتنی اوپر بدینی اور عدم ایمان بوعدۂ خدا ورسول اور عدم تصدیق آیات حفظ کی تہا انکو گناہ بلکہ کفر ونفاق نہین کہتا اور اس خوف کفر ونفاق کو ساتہہ خوف مستحسن انبیائی معصومین کی کیونکر مساوی کئے دیتا ہی **قولہ** ایک ابوبکر کی ذمہ گناہ ثابت کرنیکی لئی **اقول** تمنی ایک ابوبکر کی ذمہ گناہ ثابت نہ کرنی کی لئی کسی خوف کو قابل مؤاخذہ نہ رکہا اور کل فارین عن الزحف کو اور کل متخلفین اور قاعدین عن الجہاد کو خدا سی خوف نکرنی پر اور کفار سی ڈرجانی پر معذور کر دیا **قولہ** تمام پیغمبرونکی نسبت معاصی کا الزام لگایا **اقول** الزام معاصی انبیاء جب ہوتا کہ خوف انبیا بہی العیاذ باللہ مثل خوف ابوبکر کے مبتنی بر کفر ونفاق وعدم ایمان بوعدۂ خدا ورسول ہوتا اور نہی انبیا بعلت عصمت معدول معنی اصلی ظاہری حرمت سی نہوتی اور ہر گاہ انبیا اور ابوبکر مین فرق آسمان وزمین پایا گیا پہر معصیت ابوبکر سی معصیت انبیاء کیونکر لازم آئی **قولہ** الفاظ خوف کو اونکی حقیقی ظاہری معنی سی عدول کیا **اقول** کلام مہمل ہے کسنی خوف کی عنوان سی عدول کیا نہی کہ معنی اصلی حرمت سے عدول کرنی کو خوف کی معنی سی عدول کرنا فرماتی ہین نہین معلوم کہ یہہ غباوت سے یا غوایت ہی **قولہ** الفاظ خوف کی انبیاء کی نسبت وارد ہین اور مفسرین نے اوسکی ظاہر معنی مراد لئی ہین **اقول** نی شبہہ جہان جہان خوف انبیاء ہی اوسکی ظاہر ہی معنی مراد ہین کوئی خوفکی باطنی معنی نہین ہین لیکن خوف انبیاء بجا او

مستحسن ہے اور خوف ابوبکر بیجا اور مستہجن **قولہ** یسین خوفکو معصیت اور گناہ
اور نقص شمار نہین کیا **اقول** اگر خوف حسن انبیاء کو معصیت اور گناہ اور
نقص نہین کہا ہی تو بوجہ معصومیت اونکی ہی اسکو لازم نہین ہی کہ خوف ابوبکر
کو بھی معصیت اور گناہ بلکہ کفر و عدم باللہ نہ کوئی شمار کری **قولہ** تو ایک
شہید ثالث کی کہنی سی کچھ نہین ہوسکتا ہی **اقول** خوف انبیاء کو حسن اور
خوف ابوبکر کو کفر و معصیت کہنی والی فقط شہید ثالث نہین ہین بلکہ دنیا بھر کے
شیعہ ہین اور یہ مسئلہ متفرع اگرچہ بالفعل کچھ نہین ہوسکتا ہی تاہم اسقدر ہوسکتا ہے
کہ مجالس خاص شیعہ مین آپ کہڑی نہین ہوسکتی اور ضرورت اسکی پڑجاتی ہی
کہ مثل شیخ کبار کی روانہ اڑاتی ہین اور معلی وادبار ہوجاتی ہین **قولہ** جناب
آیۂ فاوجس منہم خیفہ مین الی قولہ بڑی غلطی ہی **اقول** یہہ بڑی غلطی اون
اشقیا کی ہی جو تخطیۃ الانبیاء لکھتی ہین لیکن جو لوگ نہی کو معنی اصلی اور حرمت سے
بداعیۂ عصمت معدول کرکی تنزیۃ الانبیاء لکھتی ہین وہ چھوٹی بڑی غلطی
سی مبرّا ہین لیکن اس سی آپکی حضرت ابوبکر کو جنکی عصمت کو اونکی بت پرستی اور
شراب خواری نی خاک مین ملایا ہی کیا ملیگا پس جو نہی کہ اونکی بارہ مین ہے
بہ اوسکو کیا وجہ اور کیا غرض کہ معدول عن ظاہر الحرمت کرین آپ نی اونکو اپنا پیشوا بلکہ
خلیفہ بھی ٹہرایا ہی اب جو کچھہ اونکی حق مین کرین بہت بجا ہی مگر مشکل یہ ہو ہی کہ آپ
دوسروں سی بھی وہی بات کروانی چاہتی ہین یہہ بیجا ہی **قولہ** جہان لفظ
لا جو حرف نہی کا ہی استعمال کیا جاوی وہان مراد نہی عن المعصیت ہو **اقول**
لڑکے میزان خوان بھی جانتی ہین کہ لا ہر جگہہ حرف نہی نہین ہی بلکہ اکثر حرف نفی

بھی ہی اور کسینی اسکا دعویٰ کیا کہ ہر لا نہی عن المعصیت ہی آری ایکبار محققین علمائ
اصول تصریح اسکی کرتی ہین کہ اصل نہی للحرمت ہی جیسا کہ اصل امر للوجوب لیکن
یہہ کچھہ ضرور نہین ہے کہ ہر جگہہ اصلی معنی مراد ہون بلکہ جب کوئی قرینہ صارفہ
نہوگا تب اصلی ہی معنی مراد ہونگی ہ اور انبیاء ع اور اوصیاء ع مین عصمت
قرینہ صارفہ ہی کہ وہ ابو بکر مین نہین ہے اور اس امر کو ہر لا نہی عن المعصیت
ہونیسی کیا علاقہ مگر ہماری مخاطب عشق حضرت ابو بکر مین ایسی از خود رفتہ ہین
کہ ہر بات مونہہ سی بی ٹھکانی ہی نکلتی ہی **قولہ** ہزارون اعتراض ائمہ کرام ع
اقول خداوند قہار زبان او بی لگام بد انجام کی مقراض آتشین سی قطع کری
جس سی نام اعتراض بر ائمہ کرام علیہم السلام وعلی جدہم آلاف التحیۃ والسلام
نکلتا ہی اعتراض بر کرام او نہین اشقیائی لیام کا کام ہی کہ جنکو طیب ولادت سے بہرہ
نہین ہی کیا بیغیرتی اور بی ایمانی ہی قیاس کرنا حال رجس الاوثان اور نجس الاعیان
کو اوپر انوار پاک خداوند منان کی کجا نطفہائی ناپاک مشرکین اور زادہ ہائے
فواحش عاہرہ اور کجا معصومین مطہرین سلالہ کنا فی اصلاب طاہرہ وارحام
طاہرۃ ابو بکر کو عمر پر قیاس کرنا چاہیئے نہ ابو جہل کو پیغمبر ص پر سہ چہ نسبت خاک را
با عالم پاک ہ **قولہ** کہ سوائی اونکی عصمت کے دوسرا جواب حضرات امامیہ سے
نہ بن پڑیگا **اقول** دوسرا بن پڑی یا نہ بن پڑی آپکی منہہ توڑنیکی واسطی تو یہی
جواب عصمت انبیاء اور اوصیاء کافی اور وافی ہے اصلی کہ مقام ما نحن فیہ
مین مدار جواب شیعہ اوپر عصمت کی ہی یعنی اصل نہی دلالت اوپر وقوع حرمت کے
کرتی ہی مگر معصومین ع مین بقرینہ عصمت ماوّل ہی اور ابو بکر مین چونکہ باتفاق

عصمت

عصمت منتفی ہی اور وقوع خوف اور حزن بیجا باظہار اضطراب و بیقراری اور
گریہ وزاری بہی کتب اہلسنت سی ثابت ہی کما مرّ مجملاً و سیجیٔ تفصیلاً پس شیعون
کی جوتیون کو غرض نہین ہی کہ ابو بکر کی بارہ مین نہی کو معنیٔ اصلی سی معدول
کرین **قولہ** پیغمبر خدا صلعم حضرت علی ؑ سی فرماتی ہین **اقول** جیسی خدا پیغمبر سی
فرماتا ہی لا تطع منہم اثماً او کفوراً پس بضرورت عصمت دونو نہی
ماوّل ہین نہ نہی ابو بکر **قولہ** بمجبوری یہہ کہنی لگین گے کہ ابو بکر صدیق بہی
محفوظ تہی **اقول** واقع مین یہہ جواب مجبوری کا ہی جب جواب کچہہ نہ بن پڑے
تو بجز ایسی مہملات مزخرفات کی بکنی کی اور تمکو چارہ کیا ہی اسی جگہہ سی
تمہاری عاجزی جواب سی ظاہر ہی جتنی بنائی الزام شاید مسلمات شیعہ پر
رکہی ہی اور صدر کتاب مین کہا ہی کہ اونہین کے معتبر کتابون سی ہم اونکو الزام دینگی
اب جب اسمقام مین کچہہ نہین بن پڑتی تو بنائی جواب دیر محفوظیت ابو بکر
کی کرتی ہو اب تمپر واجب اور لازم ہی کہ بنابر اپنی اقرار کی محفوظیت ابو بکر کی
کسی غیر معتبر ہی کتاب شیعہ سی ثابت کرو تم خوب جانتی ہو کہ شیعہ اونکی ایمان ہی
کو نہین مانتی بلکہ اونکو کافر اور منافق جانتی ہین پہر اونکی محفوظیت کو مسلّم کرینگی
پس شیعونکی مقابل مین یہہ جواب بینا نہایت جہک مارنا اور نری فاحشہ ہے
علاوہ اسکی اگر محفوظیت بمعنی عصمت از گناہ ہی تو تم خود اقرار کر چکی ہو کہ ابو بکر
معصوم نہین ہی اور اگر بمعنی عصمت از معصیت نہین ہی تو معصیت ابو بکر سی کون
امر مانع ہی کہ جسکو ضرورت تاویل معنی اصلی نہی سی ہو اور ہم نہین سمجہتی کہ دعوی
محفوظیت کس وجہہ سی ہی آیا بت پرستی سی یا شرک سی یا نفاق سی یا ارتداد کی

یا شرب خمر سی قبل اسلام یا بعد اسلام اگر محفوظ ہوتی تو ترایں فن عرض اللہ بنا
کی مصداق کیون ہوتی اگر محفوظ ہی ہوتی تو مولین اللہ بر سی کیون ہوتے
اور ناکشین بیعت خدا و رسول سی بفرار عن الزحف کیون ہوتی آری اگر بعد
خلافت اہلسنت کی نزدیک محفوظ ہو گئی ہون تو ہو سکتا ہی مگر شیعون کے
نزدیک تو یہہ خلافت سراپا خلافت عین ارتداد ہی فلا تغفل **قوله** از ظالم
آن عدول میکنیم **اقول** بسیار بیجا میکنید کہ بدون عصمت مانعہ از معصیت از ظالم
معنی عدول میکنید پس شمارا باید کہ از ہمی جملہ اہل معاصی و فسق و فجور عدول کنید
چہ نہی فرعونی و ہامانی و نمرودی و شدادی و دست از اسلام چہ از کرستانی ہم
بردارید و بدہریت گرائید **قوله** صاف بانکو عناد اور عداوت سی کیون معما
اور پہیلی **اقول** صاف بات تو یہی ہی کہ باوجود دیکھنی آیات حفظ خداوندی کے
ابوبکر کا اظہار قلق و اضطراب و جزع و فزع دلیل نفاق ہی تم اسکو چاہو معما بنا
چاہو پہیلی بوجھو **قوله** اور سیدھی سچی بات کو کس لئی مشکل کی دیتی ہو **اقول**
سیدھی سچی بات تو یہی ہی جو تم سن چکی شیعونپر تو اسکا قائل ہو جانا بہت
سہل اور آسان ہی اگر سنیونپر مشکل پڑے تو شیعونکی پاپوش سی **قوله** اگر کوئی
دوست کسی دوست پر صدمہ پہنچنی سی رنج کری **اقول** اثبات دوستی دشمنی
دوستان ابوبکر ہی شیعہ تو اونکو دشمن حضرت رسالت اور اہلبیت رسالت سمجھے
جو مناسب بحال دشمنان ہی وہی کہینگی آپ چاہین خوش ہون چاہین ناخوش
ہون **قوله** تو یہہ کہنا از قبیل تشفی اور تسلی کے ہی کہ از قسم زجر و توبیخ کے
ہی **اقول** اگر حق دوست مین کہتا ہی اور خوف اور حزن اوسکا بجا اور درست

اور مستحسن ہی تو از قسم تشفی اور تسلی ہو سکتا ہی اور اگر کوئی دشمن باظہار جزع و فزع و قلق و اضطراب الغشائی راز کرکے فکر ایذا رسانی مین ہی اور خوف اور حزن اوسکا بیجا اور مستہجن ہے تو بیشک زجر و توبیخ پر محمول کرینگے ع
ہر سخن جائی و ہر نکتہ مقامی دارد ⁂ قولہ آیتونکی تحریف لفظی نکرو قول
تحریف لفظی تو حضرت عثمان محرق القرآن نی کی اور تحریف معنوی تم کرتی ہو
کہ بلا وجہ و بلا قرینہ معنئ اصلی سی عدول کرتی ہو قولہ اور یہہ خیال کرو
کہ نہی کی حرف کا استعمال واسطی منع اور زجر و توبیخ کی ہوتا ہی اقول یہہ بات
تم اپنی گر و گھنٹالونکو کیون نہین سکہا دیتی کہ وہ ظاہر نہی کو معنئ حرمت کبھی
نکہین قولہ بلکہ واسطی ترحم اور شفقت کے اقول ترحم اور شفقت اور
عنایت اور محبت کوئی معنئ اصلی نہین ہین بلکہ بقرائن صارفہ عن المعنی الاصلی
مراد ہوتی ہین برخلاف معنئ اصلی ظاہری کی کہ جسمین احتیاج قرائن نہین ہی
چہ جائی اینکہ معنئ اصلی پر قرائن بہی قایم ہون جیسی ما نحن فیہ مین اظہار جزع و
فزع و قلق و اضطراب مقتضی افشاء راز خدا و رسول تہا ولاریب فی حرمتہ
قولہ لاتحرک بہ لسانک الی قولہ تو ان کلمات کو بہی قاضی صاحب زجر و توبیخ
کی کلمے سمجھینگے اقول ہرگز نہ سمجھینگے اور کہینگے کہ معصومین بین الدلیل
عصمت مأول اور در باب ابوبکر معنئ حرمت اور معصیت پر محمول ہونگے قولہ
بلحاظ عصمت حضرت کی ظاہر سی عدول کرینگے اقول ہان بیشک کرینگی
لیکن ابوبکر مین تو نہ کرینگے قولہ اور اگر ان کلمات کو رحمت اور شفقت
پر محمول کرینگی تو اپنی دعوی کی سفاہت کی قائل ہونگی اقول دعوائے سفاہت

اور حماقت اور ضلالت اور غوایت اور بلادت یہہ ہی کہ کوئی شخص بلا وجہ اور
بلا ضرورتِ داعیہ اور بلا قرینۂ صارفہ معنیٔ اصلی حرمت سی عدول کرکے
معنیٔ رحمت اور شفقت پر محمول کری اور جس جس مقامات پر کوئی قرینۂ صارفہ
عن المعنی الاصلی موجود ہی جیسی مانحن فیہ مین کہ عصمت مانع حمل علی المعنی الاصلی
ہی پس یہہ مقامات موضوع بحث سی بالاتفاق خارج ہین پس سفیہ جاہل یا
متعصب متجاہل وہ ہی جو غیر معصومین کو معصومین ؑ پر قیاس کرتا ہی **قولہ**
دوسرا اعتراض کیا ابو بکر کو خدا و رسول ؐ پر کچھہ یقین نہ تہا **اقول** وعدۂ خدا و رسول
پر یقین نہ کرنا یہہ ایک جرم ہی کہ جسکا منشا اسمقام پر بجز بیدینی اور نفی ایمان کے
اور کچھہ نہین ہو سکتا ہی آپ ہی اپنی ایمان سی کسی صاحب ایمان کا نشان دیکہی
کہ جسکو وعدۂ خدا و رسول ؐ پر اعتماد نہوا ہو اور پہر وہ مومن حقیقی کہلایا ہو اگر
یقین درست ہوتا تو حزن و خوف اپنی جان کی لئی یا بقول آپکی بلکہ بقول کذب
خدا و نکی جناب رسول خدا ؐ کی لئی باوجود دیکہنی آیات کی ہرگز نہ عارض ہوتا
قولہ وہ رونی اور ہائی ہائی مچانی لگے **اقول** رونا اور ہائی ہائی مچانا
ایک جرم دیگر ہی علاوہ عدم تصدیق وعدۂ خدا و رسول ؐ کے کہ جس سے افشائے
راز خدا اور رسول ہوتا تہا اور ایذائی خدا و رسول ؐ تہی اور موذیان خدا و رسول
مصداق لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرہ ہین جیسا کہ خود جناب باری نے
فرما دیا ہی **قولہ** جواب یہہ ہی کہ ہائی ہائی کرنا اور زور زور سی چلانا ابو بکر
صدیق کا کسیطرح پر ثابت نہین ہے **اقول** سچ ہی اور بجا فرماتی ہین
کہ آپکی نزدیک ثابت نہین ہی بسبب اسکے کہ محبت ابو بکر نی آنکہو پر پردے

دوالی

ردِ نہی بر جزع و فزع ابوبکر ۱۳

دالی ہین نعم حبّک الشیٔ یعمی و یصم لیکن شیعہ تو بدلیل عقل و نقل ثابت کئی
دیتی ہین لیکن اوّل پس اس وجہ سی کہ حزن و غم اور خوف و ترس ایسی امور
قلبیّہ سی ہی کہ اگر انسان اپنی تئین سنبہالی اور ضبط کری تو ہرگز دوسرے
شخص پر منکشف نہین ہو سکتا ہی آری اگر ضبط نکری تو مظہر اوسکی اعضا
و جوارح باضطراب و بیقراری و گریہ و زاری ہو جاتی ہین پس اگر حزن و خوف
ابوبکر محض امر قلبی ہوتا اور ابوبکر نی ضبط اوسکا کیا ہوتا تو پیغمبر کو اوسکے
منع فرمانیکی یا القول تمہاری تسکین اور تسلی دینی کی کیا ضرورت تہی اور حزن
قلبی ابوبکر سی انتظام امور دنیا اور آخرت مین کونسی خلل آیا جاتا تہا جسکے
رفع کرنیمین خدا اور رسول کو یہہ اہتمام ہو کہ ضرورت منع کرنیکی یا تسکین دینی
کی پڑتی پس بلا ریب لَا تَحْزَنْ منع تہا اوس حزن و خوف سی جو مستلزم افشائی راز
خدا و رسولؐ اور مبطل مصلحت استتار فی الغار تہا اور وہ نہین ہو سکتا ہی مگر وہ
حزن جو مستتبع شور و غل و بکا ہو اور وہ خوف جو مصدر صداہائی بی محل اور بیجا
از زیر و بالا ہو اور اگر فرمائی کہ یہہ اہتمام فقط از راہ محبت و دوستی تہا کہ حزن
قلبی ابوبکر چند ساعت کا بہی گوارائی خاطر خدا و رسولؐ نہ تہا تو ہم اسکی جواب
مین عرض کرینگی کہ محبت اور دوستی بعد الایمان اور فرع ایمان ہی اور ہم ابتدائے
کتاب سی تا اینجا اور از اینجا تا آخر کتاب کفر و نفاق حضرات ثلثہ ثابت کئی ہین
اور جس آیت سی آپنی کوئی جہوٹہی فضیلت بہی نکالی ہمنی اوسی جگہہ سی اونکا
نفاق ثابت کر دیا اور قول سابق مین ہمنی بیان کیا کہ تصدیق نکرنا وعدہ خدا
و رسولؐ کی اور باوجود دیکہنی آیات خدا کی پہر ایمان نہ لانا اور یقین امن و امان نکرنا

اور اظہار حزن وخوف کرنا عین دلیل کفر ونفاق ہی اور باوجود ثبوت کفر و
نفاق دعوائی دوستی ومحبت خلاف عقل ہی یہہ ہی دلیل عقلی لیکن ثانی
یعنی دلیل نقلی پس قول آپکی محدثین اور مفسرین کا ہی چنانچہ آپکی محدث کامل
شاہ ولی اللہ صاحب کتاب ازالۃ الخفا مین صحیح بخاری ومسلم سی ناقل ہین
فارتحلنا والقوم یطلبوننا فلم یدرکنا منہم الا سراقۃ بیننا وبینہ
قدر رمح او رمحین او ثلثۃ قلت یا رسول اللہ ھذا الطلب قد لحقنا
فقال لا تحزن ان اللہ معنا حتی اذا دنی فکان بیننا وبینہ فرس
لہ فقلت یا رسول اللہ ھذا الطلب قد لحقنا وبکیت قال لم تبکی
قال قلت اما واللہ لا ابکی علی نفسی ولاکن ابکی علیک الحدیث
یعنی خود حضرت ابو بکر اپنی سرگذشت مین فرماتی ہین کہ پس ارتحال کیا ہمنی او قوم
نی ہمارا تعاقب کیا پس نہین پایا ہمکو کسی نی مگر سراقہ نی کہ درمیان ہمارے
اور درمیان اوسکی بقدر ایک نیزہ یا دو نیزہ یا تین نیزہ کی فاصلہ ہوگا پس
کہا مینی کہ یا رسول اللہ صلعم یہہ ایک شخص پہنچ گیا پس حضرت صلعم نی فرمایا لا تحزن
ان اللہ معنا تا اینکہ وہ اور قریب ہو گیا پس کہا مینی کہ یا حضرت وہ اور قریب
ہو گیا یہہ کہکی مین رویا پس حضرت صلعم نی فرمایا کہ کیون روتا ہی کہا مینی کہ مین
اپنی لئی نہین روتا ہون آپکے لئی روتا ہون انتہی اس حدیث سی چند فائدہ
حاصل ہوتی ہین ایک تو یہہ کہ حضرت ابو بکر کو اسقدر خوف غالب تھا کہ
بہ حواسی سی یہہ نہین مشخص تھا کہ کسقدر فاصلہ سراقہ سی تھا ایک نیزہ کہ دو
نیزہ کہ تین نیزہ دوسرے باوجود فرمانی رسولخدا صلعم کی لا تحزن ان اللہ معنا

پھر بھی رفع اضطراب اور بیقراری نہوا اور نوبت بگریہ وزاری پہنچی تفسیر
حزن ابوبکر بگریستن وبکا کردن تہا نہ فقط حزن قلبی جو باعث نزول سکینہ
خصوص بمشکین بالکسر تہا نہ بمسکّن بالفتح ورنہ نوبت باضطراب وبیقراری
گریہ وزاری نہ پہنچتی خصوصًا بعد فرمانی لا تحزن انّ اللہ معنا کے
پانچوین صدیق کا بکمال صدق وراستی کہنا کہ مین اپنی واسطے نہین روتا ہون
بلکہ آپکے واسطے روتا ہون اسپر دلالت کرتا ہی کہ انّ اللہ معنا سی ضمیر جمع
سی فقط رسول خدا مراد ہین نہ ابوبکر کہ اونکو اپنا کچھہ غم ہی نہ تہا پس معنا
مین اونکو داخل کرنا امر لغو وبیکار تہا یہہ تہا کلام محدثین کا اب سنیی کہ آپکے
بڑی مفسر قاضی بیضا صاحب بیضاوی مین یون کہ گراتی ہین لا تحزن یعنی
ابابکر کان منزعجًا اگر معنی انزعاج مین تردد ہو تو قاموس کو ملاحظہ فرمائی
توضیح اوسکی بقلق وصیحہ کرتی ہین اب قابل ملاحظہ یہہ بات ہی کہ جناب
مولانای شوستری کی عبارت مین جسکی آپ ناقل ہین اسیقدر ہی کہ حتّی غلبہ
بکاءہ وتزاید قلقہ وانزعاجہ پس غلبۂ بکا باقرار مسلم وبخاری وقلق
وانزعاج باقرار قاضی بیضا ثابت ہوگیا اب فرمایئی کہ مولانا شوستری نے ایسے
محدثین اور مفسرین سی بڑہکر کونسی بات زیادہ کہی کہ جسکی آپ علی الاعلان
انکار مین پڑی ہین اور جب صیحہ بہی داخل مفہوم انزعاج ہوا تو اگر ہای
ہای نہو تو وائی وائی سہی اور اگر ہون ہون نہو تو یون یون سہی الغرض
اونسی بکائی بیجا باصدار صدائی بیجا ثابت ہوگیا اور آپکا فرمانا کہ رونا وی
ہائی ہائی بیجانا ثابت نہین ہی باطل ہوگیا **قوله** حزن کی معنی غم کے ہین

نہ ہائی ہائی مچانی **اقول** پتھر پڑین اس سمجھہ پر یہہ کسنی کہا کہ حزن کے
معنی ہائی ہائی مچانی کی ہین جناب والا حزن کی معنی غم واندوہ ہی کی ہین
خواہ بوجہ خوف ہو یا بوجہ دیگر لیکن حزن وغم دو قسم کا ہوتا ہی ایک محض
قلبی کہ انسان اوسکا ضبط کری دوسرے یہہ کہ بگریہ وزاری وقلق وبیقراری
انسان اوسکا مظہر ہو لیکن حزن ابوبکر قسم ثانی ہی سے تھا جیسا کہ ہمنی قول مفسرین
اور محدثین سی ثابت کیا اور احقاق الحق مین زائد اوس سی نہین ہے کہ تمام
تر اور کوئی لغت خاص اور کتاب خاص کی تصنیف کی شیعونکو کیا حاجت
ہی اور اگر تصنیف ہی کرتی تو آپ اوسکو کب مانتی ہمکو کتب عامہ اپنے
مطالب کی اثبات کی لئی الزاما علی المخالف کافی ہین لطف آئیمین ہے کہ جسکے
جوتی اوسی کا سر **قوله** حُزن کی کیا معنی لکھے ہین **اقول** جسنی اندوہ کے
معنی لکھی اوسنی محض قلبی کی قید نہین کی اور جسنی تعبیر بخوف کیا اوسنی بطور
تسمیة المسبب باسم السبب کیا اسلئی کہ وہ حُزن وغم جسکا اظہار بیکا وقلق و
انزعاج ہو اسباب اوسکا بظاہر خوف ہی تھا گو بباطن و الله یعلم خدا [illegible]
ہو جیسا کہ حدیث کاذب فادر و خائن دلالت کرتی ہی وقد مر من صحیح المسلم

قال المخاطب المقام هداه الله سبل السلام

اور یہہ امر کہ خوف مقتضائی بشریت ہی اور انبیا اور ائمہ کو بھی ہوا ہے
اور عصمیت نہین ہی ہم اوپر ثابت کر آئی ہین اور اب پھر ثابت کرتی ہین
کہ حضرت موسیٰ نی خود الله جل شانہ سی کہا اخاف ان یقتلون کہ مین
ڈرتا ہون کہ کہین فرعون اور اوسکی لشکری مجھی قتل نکر ڈالین تب خدا نی فرمایا

کہ لا تخف انک من الآمنین کہ ہرگز اسکا خوف نکر تو امن و امان مین پہنچیگا
بلکہ علمائی امامیہ نی حضرت موسیٰ کی خائف ہونیکا ایسی موقع پر اقرار کیا ہے
کہ ذرا اوس سی انکار کر سکتی ہین نہ اوسمین تاویل کر سکتے ہین چنانچہ جو دلیل
حضرت علی کی حضرت موسیٰ سی افضل ہونی پر بیان کی ہے اوسمین یہی تقریر
کی ہی کہ حضرت موسیٰ جب مصر سی مدین کو جاتی تہی تب وہ خائف و ہراسان
تہی فخرج منہا خائفا یترقب اور حضرت علی ہجرت کی رات کو بعوض
پیغمبر کی بستر پر بفراغ خاطر سوتی تہی اگرچہ کچہہ بہی خوف ہوتا تو ہرگز اونکو
نیند نہ آتی اور اگر اسپر بہی حضرات شیعہ کی خاطر جمع نہو اور ابوبکر صدیق
پر خوف و ترس کی الزام لگانی سی باز نہ آوین تو ہم اونکی اقرار سی خود
پیغمبر خدا کا خائف ہونا ثابت کرتی ہین چنانچہ صاحب تقلیب المکائد
کید ہشتاد و ہفتم کی جواب مین فرماتی ہین کہ اگر خوف قتل و قتال نبود
پیغمبر خدا چرا مختفی بیرون رفت و حال آنکہ سبب ہجرت فرمودن آنجناب
محض خوف قتل بود بار خدایا سمجھہ مین نہین آتا کہ علماء شیعہ حضرت ابوبکر
صدیق کی حزن و خوفکو کسطرح اونکی عدم یقین پر محمول کرتی ہین جبکہ
انبیا و مرسلین کے حزن و خوف کا خود اقرار کرتی ہین اور خاصۃ سید انبیا
کی ہجرت کا سبب محض خوف قتل کہتی ہین ہماری عقیدہ کی مطابق
ابوبکر صدیق حضرت موسیٰ سی افضل نہ تہی کہ خائف ہوتی پیغمبر خدا

سی زیادہ اطمینان اونکو نہ تہا کہ قتل وقتال سی نہ ڈرتے یہہ عقیدہ تو حضرات
شیعہ کا ہی کہ حضرت موسی کو خائف بتلاوین پیغمبر خدا کی نسبت قتل وقتال
کی خوفکو نسبت دینی کو عیب سمجہا نہین لیکن حضرت علیؑ کی نسبت خوف کا خیال
بہی نکرین اور اونکی تقیہ کو ہتک آبرو کی خوف کا سبب سمجہین جیسا کہ تقلیب المکائد
کا مؤلف لکہتا ہی تقیہ بجہت خوف ہلاکت جان خود نبود بلکہ بجہت خوف
ہتک عرض وناموس بودہ الی قولہ کہ دانستی کہ خوف حضرت امیر المومنینؑ
نہ از ہلاکت جان بود بلکہ خوف ہتک عرض وناموس غرض کہ ان سب روایتون
کی دیکہنی سی یہہ بات ثابت ہوگئی کہ الزام خوف کا ابو بکر صدیق پر کسی طرح
عاید نہین ہوسکتا اسلئی کہ اگر یہہ کہا جاوی کہ اونکو خوف قتل وقتال کا تہا تو
ایسا خوف باقرار علماء شیعہ انبیاء کو بہی ہوا ہی اور اگر یہہ کہا جاوی کہ اونکو
قتل وقتال کا خوف نہ تہا بلکہ ہتک آبرو کا تو اوسکا خوف حضرت امیر المومنین
علی مرتضیٰؑ کو بہی ہوا ہی جو باعتقاد شیعہ سب نبیون سی افضل اور سب پیغمبرون سی
بہتر تہی الحاصل قرآن مجید کی آیتین اور ائمہ کی حدیثین اور علماء امامیہ
کی اقوال اسپر شاہد ہین کہ حضرت ابراہیم سی پیغمبر جو خدا کی خلیل تہی اور حضرت
موسیٰؑ سی نبی جو خدا سی باتین کرتی تہی اور حضرت سید الانبیاء علیہ التحیۃ والثنا
سی رسولؐ جو خدا کی خاص محبوب تہی اور حضرت امیر المومنین علی مرتضےٰ
سی امام جو پیغمبرؐ کی وصی اور خدا کی شیر تہی اور سب پیغمبرون سی افضل اور بہتر
تہی قتل وقتال کی خوف اور عزت اور آبرو کی خوف اور ڈر سی محفوظ نہین رہے
تو اگر ابو بکر صدیق بہی خوف وترس سی نہ بچی ہون تو کیا عجب ہے لیکن ہم

ہمارین

نہایت تعجب آتا ہی علماء شیعہ سی کہ اونہون نی ابوبکر صدیقؓ کے ایک شب
کی خوف پر اسقدر زبان درازی کی اور اونکی خوف کو اونکی کفر و نفاق کا نتیجہ
سمجھا باوجودیکہ اونکا عقیدہ ہی کہ تمام ائمہ کرامؑ اول سی آخر تک پیدایش
کی زمانہ سی موت کی وقت تک ہر لحظہ و ہر ساعت خوف مین رہی اور امام
اول سی لیکر امام آخر الزمان تک سب کے سب تقیہ کرتی رہی ایک بھی ائمہ اثنا عشر
سی ایسا نہین ہوا کہ جسکی عمر خوف و ترس مین نگذر گئی ہو اور ایک لحظہ بھی
خوف سی مہلت پائی ہو آخر تقیہ جسکی بنا سراسر خوف پر ہی ایمان کا جز اعظم
قرار دیا گیا اور التقیۃ دینی و دین آبائی امامت کا کلمہ مقرر کیا گیا
پس جبکہ ائمہ کرام باوجودیکہ موت و حیات اونکی اختیار مین ہی جب تک چاہین
زندہ رہین ملائکہ اونکی حکم مین کہ جو چاہین وہ کرین نگاہ مین اونکی وہ تاثیر کہ اگر
پہاڑ کیطرف دیکھین وہ بھی پہٹ جاوی بازو مین اونکی وہ قوت کہ اگر
ایک ہاتہہ اوٹھاوین اسی ہزار جن قتل ہوجاوین علم کا وہ حال کہ جو کچہہ ہوا
اور ہوگا سب سی آگاہ جو کچہہ گذرا اور گذریگا سب سے واقف اعجاز کی یہہ کیفیت
کہ عصا ہاتہہ سی گرا دیوین اژدہا ہوجاوی کفار اور منافقین کیطرف اشارہ کرین
یکدم مین سب کو نگل جاوی اور پھر باوجود ایسی قدرت اور طاقت اور اعجاز کے
تمام عمر خوف اور ترس مین رہین اور اپنی امامت کا دعوی تک نکرین جان
و آبرو کی ڈرسی کسی سی سچ بات نہ کہین اگر کسی اپنی اخص خواص سی کوئی اسرار
کی بات کہنی کو ہوں تو دروازی بند کرلین ڈرتی ڈرتی اپنی شاگردون کو
علوم دینی کی تعلیم دین اور اگر ایک ناصبی سامنی آجاوی تو انکار کر جاوین

اپنی خلّص احباب پر لعنت اور تبرا کرنی لگین اور حضرات شیعہ اونکی خوف و
ترس پر کچھہ بہی طعنہ نہ کرین اور اونکی امامت اور فضیلت پر اوس سے
کچھہ شبہہ نہ لاوین بلکہ اوس خوف کو بہترین عبادت سمجھین اور تقیہ کو ائمہ کرام
کا دین سمجھین اور ابوبکر صدیق کے ایک شب کی خوف پر اسقدر زبان درازی
کرین اور اونکی خوف و ترس کو اونکی کفر و نفاق کی دلیل سمجھین باوجودیکہ
نہ ابوبکر صدیق کی اختیار مین موت و زندگی تہی نہ ملائکہ اونکی تابع فرمان
تہی نہ علم ما کان و ما یکون اونکو حاصل تہا نہ اسی ہزار جن کی قتل کردینی
کی اونکو طاقت تہی معلوم نہین کہ حضرات نے ائمۂ کرام کی خوف مین اور ابوبکر
صدیق کی خوف مین ما بہ الامتیاز کیا قرار دیا ہی کہ وہی خوف ائمہ ؑ کے
حقمین فضیلت ہوا اور ابوبکر صدیق کی حقمین نقص و عیب ؎ ببین تفاوت
رہ از کجاست تا بکجا ؎ لیکن اگر ہم شیعونکے عقیدہ ہی کی موافق خوفکو
انبیا اور ائمہ کی نسبت بسبب معصوم ہونی اونکی ظاہر سی صدمل کرین
اور اون آیات کی نسبت جنسی خوف ونکا ثابت ہوتا ہی انظواہر آن عدول
سکین تو بہی کچھہ حاصل نہین ہوتا اسلئی کہ علاوہ انبیا کی خدا کی کلام سے
مومنین کا بہی خائف ہونا ثابت ہوتا ہی چنانچہ اللہ جل شانہ فرماتا ہی
کہ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکۃ الا
تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون کہ جو لوگ کہتی ہین
کہ خدا ہمارا پروردگار ہی اور پہر مضبوط رہتی ہین اونپر ملائکہ یہہ کہتی ہوی
نازل ہوتی ہین کہ لا تخافوا ولا تحزنوا اگر کچھہ خوف نکرو اور کچھہ حزن نکرو

پس اس سی اون مومنین کا جو اپنی ایمان پر نہایت مضبوط ہوتی ہین خایف اور محزون ہونا ثابت ہوا اور ایک دوسرے جگہہ پر اللہ جل شانہ مومنین سی فرماتا ہی کہ ولا تحزنوا وانتم الاعلون کہ کچہہ غم نکرو تمھین کو غلبہ ہوگا پس معلوم نہین کہ ان ایتومنین جو مومنین کی نسبت لفظ لا تحزنوا کا ہی یہہ بہی زجر و توبیخ کیواسطی ہی یا تسلی اور تشفی کی لئی پس یہہ تو ظاہر ہی کہ قاضی صاحب بہی اسکا اقرار نکرینگے کہ یہان بہی زجر و توبیخ کی لئی ہے بلکہ یہی فرماوینگی کہ تسلی و تشفی کی لئی ہی تو پھر ہم نہین سمجہتی کہ ابوبکر صدیق کی شانمین جو لفظ لا تحزن کا ہی اوسکو کسطرح زجر و توبیخ کے لیے بیان کرتی ہین العجب کی بات ہی کہ ایک ہی کلمہ لا تحزن ہزار جگہہ واسطے تسلی اور تشفی کے استعمال کیا جاوی اور ایک جگہہ واسطی زجر و توبیخ کے بیان اگر کوئی قرینہ عتاب و خفگی کا پایا جاتا تو ہم تسلیم کرتی کہ ابوبکر صدیق کی نسبت کلمہ لا تحزن واسطی زجر و توبیخ کے ہے سو وہ بہی نہین اسلیے اسطرح مومنین کی نسبت خدانی فرمایا کہ لا تحزنوا اور آگی بیان کیا کہ ابشروا بالجنۃ کہ کچہہ غم نکرو تمھاری واسطی بہشت موجود ہی ارشاد ہوا لا تحزنوا وانتم الاعلون کہ کچہہ غم نکرو تمھین کو غلبہ ہوگا اسیطرح ابوبکر صدیق سی بہی پیغمبر جی نی فرمایا کہ لا تحزن ان اللہ معنا کچہہ فکر نکرو خدا ہماری تمھاری ساتھہ ہی پس بظاہر دونون مین کچہہ فرق پایا نہین جاتا اسلئی اگر اون آیتو نمین لا تحزنوا واسطی تسلی اور تشفی کی ہی تو اس آیت مین بھی تسلی کی لئی ہی اور اگر وہان واسطے زجر و توبیخ کی

تو یہان بہی کلام باوجود اتحاد الفاظ اور تطابق قراین کی لا تخف کو او کو اون آیتون مین اتسلی پر اور یہان عتاب پر محمول کرنا موجب ہزار حیرت ہی اور باعث صد ہزار تعجب ہے لیکن ہم حضرات شیعہ کو معذور سمجھتی ہین کہ اگر الفاظ قرآنی سی اونکی حقیقی معنی مراد لیین تو صدیق اکبر کی صدیقیت کا اقرار کرنا پڑتا ہی اور اگر اقرار کرین تو مذہب ہاتہہ سی جاتا ہی لیس بجز اسکی کہ قرآنکی تحریف معنوی کرین اور کلام اللہ کی لفظونکی نئی نئی معنی بناوین اور کچہہ چارہ نہین ہے

دست بیچارہ چون بجان نرسد ۔ چارہ جز پیرہن دریدن نیست

یقول المتمسک بولایۃ علی ابن ابیطالب علیہ السلام

جو کچہہ آپنے اوپر لکہا اوسکی نیچی ہمنی بہی اپنا قلم چلادیا اور آپکی ابکار افکار کو ثیبات بنادیا اور اگر آپ پہر اونہین ثیبات فرسودہ انظار کو جلوہ گر کرتی ہین تو ہرچند اب ہمکو اونکی طرف رغبت نہین ہی مگر بخاطر آپکی پہر ہم بادل خواستہ و ناخواستہ بر خاستگی کرینگی اور تبدل کی آپکی آگے دہر ینگی اوبا اول بر رغبت تہا اور بعد اسکی بغلبۂ قوت یا فقط آپکی مروت سی ہوبہ تعریف جن جن خوفونکا ان آیات مین آپنی ذکر کیا ہی یا خوف حسن اور بیجا ہی یا موقع نہی نہین ہی یا متعلق بمعصومین ع ہی کہ جسکا حسن ہو تا بدلیل عصمت ثابت ہی کوئی اسمین سی مثل خوف ابوبکر کی باعتبار سوابق و لواحق بیجا اور قبیح اور مبتنی بر عدم تصدیق قول خدا اور رسول اور مستتبع قلق اور بیقراری اور گریہ وزاری اور مستلزم افشای راز رسول اور خداوند باری نہین **قولہ** حضرت موسی نے کہا انی اخاف ان یقتلون **اقول** جواب تقریر خوف ابوبکر بخوف موسی

یہہ وہی عجوزہ شوہا دہزار سالہ ہی کہ جسکا نشو و نما خانۂ خیاطی مین ہوا اور
فرسودۂ انظار علما و فحول سابقین ولاحقین ہی معلوم نہین کہ کب تک حضرات
اہلسنت لباسہاے تقریرات جدید اوسکو پہنا پہنا کر ہر ہر محفل مین نچاوینگی
اور گاتی ہوئی راگ گاوینگی حالانکہ ہم بالشرح و البسط تمام بیان کرچکی ہین کہ
خوف انبیا اور اوصیا باعتبار سوابق ولواحق کی مستحسن اور خوف ابی بکر
بعد وعدۂ خدا ورسول اور دیکھنی آیات حفظ وحراست کی نہایت قبیح اور
مستہجن تہا اور نہی مقام اول مین بالضرورت عصمت مصروف عن الظاہر اور
نہی مقام ثانی مین بعدم ضرورت داعیۃ عن الصرف محمول علی الظاہر ہے
پس قیاس احدہما علی الآخر قیاس مع الفارق ہی بالجملہ آپکی اگلی پچہلون نے
فریب دہی عوام پر کمر باندہی ہی اور اندیشۂ قتل کو درمیان مقیس ومقیس علیہ
کی ایک علت جامعہ ٹہراکی دونو خوفونکو یکسان کردیا ہی حالانکہ یہہ جامع
محض غلط ہی خوف ابوبکر نہ تہا مگر خوف جان جسکی وجہ سی ہر ہر لڑائی سے
جان بچاکر بہاگتی تہے اور مصداق ولّیتم مدبرین کی ہوجاتی تہے مگر
چونکہ غار مین راہ فرار بسبب آجانی کفار کی مسدود تہی بناچاری رونے پیٹنے
لگی اور افشاء راز خدا ورسول کا کچہہ خیال نکیا برخلاف حضرت موسیٰ کے
کہ وہ راہ خدا مین قتل ہوجانیکو اور شہادت پانیکو اپنا فوز عظیم جانتی تہی
اور اپنی جان جانی سی خائف نہ تہی مگر اسواسطی کہ ایسا نہو کہ میری قتل ہوجانے
سی ادای رسالت مین جو مقصود خداوند جل شانہ ہی برہمی ہوجای اور چونکہ
کوئی تدبیر جیسی واقع ہوتی مقصود خدا مین خبن پڑتی تو شاید یہہ امر موجب

موجب نارضامندی کی خدا ہو پس حقیقت مین یہہ خوف راجع طرف خوف
خدا کی ہی چنانچہ آپکی بڑی مفسر قاضی بیضاوی صاحب توجیہ حسن خوف
موسیٰ مین فرماتی ہین اخاف ان یقتلون قبل اداء الرسالة اور تحت
قولہ نخاف ان یفرط علینا فرماتی ہین ان یعجل علینا بالعقوبة
ولا یصبر علی اتمام الدعوة واظہار المعجزة یعنی غرض حضرت موسیٰ
کی یہہ ہی کہ مین خوف رکھتا ہون اسکا کہ قبل ادا کرنی تیری رسالت کی
مجھی قتل کری اور تعجیل بعقوبت کری اور اسقدر مہلت نہ دی کہ تیری دعوت
کو مین پورا ادا کر سکون (اور تیری آیات معجزہ دکھلانی مین) پس اس سی ثابت ہوا کہ حضرت موسیٰ کو جان جانے
کا خوف نتہا بلکہ حکم خداوندی کے عمل مین نہ آنیکا خوف تہا اور ہمنی بیشتر
اس سی بیان کیا ہی کہ خوف خدا عین عبادت ہی الحاصل قطع نظر از
عصمت انبیاء جو دلیل حسن و خوبی کل افعال انبیاء کی ہی ہمنی حسن ہونا خوف
موسیٰ کا تمہاری بڑی معتبر تفسیر سے ثابت کر دیا اب تمکو چاہی کہ حسن خوف
ابوبکر کو کوئی ہماری غیر معتبر ہی کتاب سی ثابت کر دو تب ایک خوف کو دوسرے
خوف پر قیاس کرو ورنہ تمہارا قیاس بدتر از قیاس ابلیس ہے قولہ
تب خدانی فرمایا لا تخف انک من الامنین اقول کیون خدا پر
افترا کرتی ہو کہین خدانی اخاف ان یقتلون کی بعد لا تخف انک
من الامنین نہین فرمایا بلکہ آیہ فلما راٰہا تہتز کانہا جان کے
بعد لا تخف انک من الامنین ہی دعوی حفظ قرآنی کے تو بری بڑے
اور ہو نہ ہی ٹھوکرین کھائی ایسی اگر کچھ بھی غیرت ہو تو چلو بھر پانی مین

ڈوب مرو **قوله** حضرت موسیٰ جب مصر سے مدین کو جاتے تھے **اقول** کہان
بہکے کدہر چلے ذرا ہوش مین آؤ عقل کے ناخون لو گفتگو ہماری تمہاری نسبت
اون خوفون کی ہے جو مورد نہی ہین کہ تم مطلق خوف منہی عنہ کو حسن کہتے ہو
اور ہم کو محمول بر تشفی کرتی ہو اور ہم اسکو نہین مانتے پس بحث نہین ہے مگر
خوف منہی عنہ مین اور بالاتفاق خوف موسیٰ وقت سفر مدین منہی عنہ تھا
اور اوسکا مستحسن ہونیمین کسیکی آجتک بحث نہین کی پھر اوسکا ذکر کرنا اس مقام
مین محض لغو اور گفتگو اوسمین خروج از محل نزاع ہے آری جب انسان عاجز ہوتا ہے
تو ایک شاخ سے دوسری شاخ پر جاتا ہے اور اسیطرح سے سر فرخارج ابہنگ
گاتا ہے الا تری انہم فی کل واد یہیمون **قوله** حضرت موسیٰ کے خائف ہونیکا
ایسے موقع پر اقرار کیا ہے **اقول** اس موقع کی خصوصیت کچھہ ضرورت نہین ہے
علماء امامیہ نے کسی موقع پر انکار خوف موسیٰ سے نہین کیا ہے آری خوف
موسیٰ کی مستحسن ہونیکا بضرورت عصمت ہر موقع پر انکار ہے اور خوف ابوبکر
کی تقبیح اور غیر مستحسن ہونیکا بسبب گریہ و بکا اور افشاء راز خدا اقرار ہے **قوله**
جو دلیل حضرت علی کی حضرت موسیٰ سے افضل ہونے پر **اقول** شیعونکی لیے
فضیلت جناب امیر پر بہت دلائل لامعہ اور حجج ساطعہ ہین مثل آیۂ انفسنا
وانفسکم اور مثل حدیث انا و علی من نور واحد و من شجرۃ واحدۃ
وعلماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل فما ظنک براس الرؤس ورئیس
الرؤساء وامیر الامراء جیساکہ بتوضیح تمام اپنے مقام پر مذکور ہین
پس شیعونکو اس دلیل کی کیا حاجت ہے اگر اسے سچے بھی تو نام عالم اور نام کتاب

کیون کہا گئی ایسی تدلیسات ابلیسی سی کیا کام نکلتا ہی **قوله** فی الحاشیہ
واضح ہو کہ حضرت موسیٰ نی ایک ہی مرتبہ خوف نہین کیا **اقول** حضرت موسیٰ
نی ایک مرتبہ خوف کیا یا سو مرتبہ یا ہزار مرتبہ کیا جو کچھہ کیا بہت خوب اور بہت
مستحسن کیا اسلئی کہ معصوم تہی اور افعال اونکی مثل افعال ابوبکر مبتنی بر بدنیتی
اور بی ایمانی نہ تہی کہ جس سی عدم تصدیق قول خدا و رسول اور عدم وثوق
بآیات خدا اور افشائی راز خدا و رسول لازم آوی **قوله** فیہا بعد ان
سانپ کی شکل پر دکہلایا تب بہی حضرت موسیٰ ڈر گئی **اقول** ہان ڈر گئی
مگر روئی چلائی تو نہین افشا، راز خدا و رسول تو نہین کیا الغرض جس جس جگہہ
پر اور جس جس طرح پر خوف حضرت موسیٰ کو لاحق ہوا وہ مستحسن تہا اور توجیہات
حسن خوف خود تمہاری مفسرین نی کی ہی وقد قال بعض العرفا، فی توجیہ
ہذا الخوف ولعمری ما احسن ما قال ؎ لقد خاف موسیٰ رونق الجہل فی الوری
وما کان یخشی عن حبال ولا عصی ؎ **قوله** فیہا خدا نی حضرت موسیٰ سی وعدہ
کر لیا تہا **اقول** آپکو کہا انسی ثابت ہوا کہ وعدہ خدا انتما ومن اتبعکما
الغالبون بہ نسبت غالب آنیکی اوپر ساحرین کی تہا اور پیشتر از خوف موسیٰ
ہو چکا تہا تا خوف موسیٰ کا بیجا ہونا لازم آوی آپ پر واجب تہا کہ پہلی
اس اپنی دعوی کو کتب شیعہ سی ثابت کرتی تب ایسی بات موہنہ سی نکالتی
لیکن سفاہت کا کیا علاج ہی اور ہم کہتی ہین کہ جسکو کچھہ بہی عقل ہی وہ بہی
سمجہتا ہی کہ ارشاد فرمانا جناب باری کا کہ جب خوف لاحق ہوا حضرت موسیٰ
کو تب ہمنی لا تخف انک انت الاعلی کہا یہہ دلالت کرتا ہی کہ خوف

قبل از وعدۂ علو وغلبہ تہا اور بعد از وعدۂ خدا ہرگز حضرت موسیٰ کو مثل ابوبکر
کی خوف نہین لاحق ہوا اور روئی پیٹی نہین اور تسیط حکافشا در از خدا و رسول
نہین کیا و من ادعی خلاف ذالک فعلیہ البیان **قوله** فیہا باوجود وعدہ
الٰہی کی حضرت موسیٰ کی خوف و اندیشہ کا کوئی محل نہ تہا **اقول** آخر آپ سے
ضبط نہو سکا اور جو کفر و زندقہ دل مین تہا وہ نکل ہی پڑا سے می تراود چہ گیم
انچہ در آوند ونست ہ بخاطر ابوبکر آپ نی خوف حضرت موسیٰ علیہ السلام بی محل ٹہرا دیا
اور یہہ آپنی کوئی امر جدید نہین کیا و لیس ہذا اول قارورۃ کسرت فی الاسلام
بلکہ پیشتر آپکی اشقی الاشقیا صاحب تخطیۃ الانبیا بہی بپاس حفظ ناموس
اپنی شیوخ ثلثہ کی کل انبیا علیہم السلام کو خاطی اور فاعل افعال قبیحہ ٹہرا چکا ہی مگر الحمد
للہ کہ تنزیہ الانبیاء نی اوسکی کفر و الحاد کو توڑا کہ جسکا آجتک باوجود گذرنی
صدہا سال کی جواب نہو سکا بالجملہ اول تقدم وعدۂ الٰہی کتب شیعہ سی ثابت
کرنا چاہئی تب یہہ کلمہ پوچ و باطل مونہہ سی نکالنا چاہئی حالانکہ نص قرآنی
اوپر تاخر وعدی کی صریح ہی کما تقدم **قوله** فیہا دلیل عدم رضا وعدۂ الٰہی
اقول یہان رضا اور عدم رضا کا ذکر کرنا دلیل مالیخولیا ہی اس مقام پر ذکر
عدم وثوق اور عدم ایمان بقول خدا و رسول ہی **قوله** فیہا تو ہزار درجہ
صدیق اکبر سی بڑھکر الزام حضرت موسیٰ پر ہو سکتا **اقول** سچ ہی حضرت موسیٰ
کو بہی غلبہ بکا اور قلق اور انزعاج ہوا اور ایمان بآیات خدا نہین لائی اور افشا
راز خدا و رسول ابوبکر سی ہزار درجہ بڑہکر کیا ذالک ظن الذین کفروا فویل
للذین کفروا من النار **قوله** فیہا منکرین آیات تعمیر و ن پر طعنہ کر سکتی ہین

اقول حضرت سلامت مثبتین نبوّت نے جو کچھہ کیا وہ ہرگز منکرین نبوت سے نہو سکا سو ہیچ کافر نکند آنچہ مسلمان کرد ند بعہد آنحضرت ببیعت یزیدی مسلمانون ہی نے کی تہی کہ اوسمین بڑے بڑے مسلمان خلیفہ زادے ابن عمر ابن الخطاب بہی تہی کما مر من صحیح البخاری والمسلم اور خاندان نبوّت کا قلع و قمع مسلمانون ہی کے ہاتہہ سے ہوا بالجملہ آپکو بخوبی معلوم ہی کہ صاحب تخطیۃ الانبیا منکرین نبوت سے نہتا بلکہ سواد اعظم حضرات اہلسنّت وجماعت سے تہا اوسنے کس قبیح کو بات رکہا کہ جسکی نسبت طرف انبیاء علیہم السلام کی نہین دی ونعوذ باللہ من فی الاکل الکفر والزندقۃ والالحاد **قوله** خود پیغمبر خدا ؐ کا خائف ہونا ثابت کرتی ہین **اقول** مکرر وسکرر معرض گزارش وفنگارش مین آیا کہ ہم خائف ہونے انبیاء اور ائمہ ؑ سے منکر نہین ہین لیکن اونکی خوف کو بضرورت عصمت بیجا نہین کہتی بلکہ نہایت بجا اور مستحسن بلکہ عین عبادت سمجہتی ہین برخلاف خوف منافقین کی کہ کفار نابکار کو پشت دیکر رو بفرار لاتی تہے اور افشاء راز خدا اور رسول صلعم کرنیکی لئی چلاتی تہی آپ گائی ہوئی راگ گاتی ہین ہم بہی بمجبوری بہیلس کے آگی بین بجاتی ہین **قوله** سمجہہ مین نہین آتا **اقول** جب عقل پر تعصب کی پردی پڑی ہین تو کیا خاک سمجہوگے **قوله** صدّیق کی حزن وخوف کو کسطرح اونکی عدم یقین پر محمول کرتی ہین **اقول** اسطرحسے کہ باوجود وعدہ خدا ورسول اور دیکہنی آیات خدا کی پہر بہی رونا پیٹنا شروع کیا اور افشاء راز خدا ورسول ص کرنے لگی **قوله** مرسلین کے حزن وخوف کا خود اقرار کرتی ہین **اقول** ہان اقرار کرتی ہین مگر مثل خوف ابوبکر از راہ بیدینی اور بی ایمانی کے

ہین کہی

نہین کہتی اور اگر بعد وعدۂ خدا اور دیدن آیات وہ بہی روئی پیٹتی ہوتے
تو البتہ آپ اونکی خوف کو مثل خوف ابو بکر کہہ سکتے تہی واذلیس فلیس **قوله**
سید الانبیاء صلعم کی ہجرت کا سبب محض خوف قتل کہتی ہین **اقول** خوف
ایسا مستحسن تہا کہ خدا نے اس سے نہی نہین فرمائی بلکہ بعوض اوسکی حکم ہجرت
باخفا فرمایا اور گو ابو بکر نے ازراہ بیدینی اوسکی ظاہر کرنیمین کوتاہی نکی مگر خدا
نے اوس دشمن باطنی کی شر سے اپنی نبی کو محفوظ رکھا **قوله** ہماری عقیدہ
کی مطابق ابو بکر صدیق حضرت موسی سے افضل نہ تہی **اقول** اور ہماری عقیدہ
کی مطابق کفار ابو بکر سے بمدارج اعلی وافضل تہی فما ظنک بالمومنین فضلاً عن
الانبیاء والمرسلین خان المنافقین نے اسفل السافلین **قوله** قتل وقتال
سے نڈر تی **اقول** انبیا بلکہ ادنی مومنین بہی بعد وعدہ حفظ خدا اور دیکہنے
آیات خدا کی ہرگز نہین ڈرتی چنانچہ آیکی بیضاوی صاحب فرماتی ہین کہ بعد اسکے
کہ عصا اژدہا بنا اور حضرت موسی ڈری پس خدا نے لا تخف فرمایا ولما
قال له ربه ذلك اطمانت نفسه حتے ادخل يده في فمها واخذ
بلحيتها یعنی ہرگاہ خدا نے یون اطمینان بخشی اونکا دل ایسا مطمئن ہوگیا بخوف
وخطر اپنی ہاتہو نکو اژدہی کی مونہہ مین ڈالکر دونو کلہ اوسکی پکڑ لئی پس اگر ابو بکر
کو بہی کچہہ بہرہ از ایمان ہوتا تو بعد وعدۂ خدا اور دیکہنے آیات خدا کی نہ ڈرتے
علاوہ اسکے انبیاء کا خوف قتل وقتال مستتبع گریہ وزاری وقلق وبیقراری اور
افشاء راز خداوندباری نتہا اور معارک قتل وقتال سے مستلزم فرار نہ تہا برخلاف
خوف ابو بکر کی کہ لڑائیونسی بہاگتی تہی اور غار مین چلاتی تہی فشتان ما بین الخ وفیہ

قوله عیب نہ جانین **اقول** البتہ کیونکہ عیب جانین کہ معصومین کو نقص و عیب سے مبرا جانتے ہین **قوله** علی ع کی نسبت خوفکا خیال بھی نکرین **اقول** جو خوف کہ ابوبکر کو تھا کہ بنا اوسکی سر سر بد یقینی اور زنی ایمانی پر تھی ہم ادنی مومنین کی نسبت بھی اوس خوفکا خیال نہین کرتی فضلاً عن المعصومین **قوله** جیسا کہ تقلیب المکائد کا مولف لکھتا ہی **اقول** جو کچھہ صاحب تقلیب نے لکھا بہت درست لکھا اگر انکو بھی خوف جان ہوتا تو مثل ابوبکر کی لڑائیون سے وہ بھی بھاگ بھاگ جایا کرتے اور رسولخدا ص کو نرغۂ کفار مین تنہا چھوڑ دیتے **قوله** الزام خوفکا ابوبکر صدیق پر کسیطرح عائد نہین ہوسکتا **اقول** ہمنے یہ ثابت کیا کہ الزام خوفکا ابوبکر پر باعتبار سوابق اور لواحق دونو کی عائد ہوسکتا ہے باعتبار سوابق کی کمی ایمانی اور بد یقینی اور زنی یقینی وعدۂ خدا اور رسول پر اور باعتبار لواحق کی رونا پیٹنا چلانا افشاء راز خدا اور رسول کرنا اب حضرت مخاطب کیسا الزام چاہتی ہین **قوله** تو ایسا خوف باقرار علمائی شیعہ انبیا کو بھی ہوا **اقول** غلط کہتی ہو ہرگز علمائی شیعہ اسکا اقرار نہین کرتی اسلئے کہ خوف انبیاء کا مثل خوف ابوبکر کی قبیح اور مذموم اور مستہجن اور منہی عنہ نتھا **قوله** تو اسکا خوف حضرت امیر المومنین علی مرتضی کو بھی ہوا **اقول** ہوا لیکن بعدم تصدیق خدا اور رسول نہین ہوا اور مستلزم ردنی بیٹھنی کا نہین ہوا اور موجب افشاء راز خدا اور رسول نہین ہوا اور مورد نہی من اللہ و الرسول نہین ہوا **قوله** سبب ہمنشینی سے افضل **اقول** آدمی جیسا ابوبکر ہے مخلوقات سے اذل اور ارذل ہے **قوله** الحاصل قرآن مجید کی آیتین **اقول** ... قرآن مجید کی ...

اور بخاری کی روایتین اور علمای سنیہ کے اقوال سب اسی پر شاہد ہین کہ حضرت
ابراہیم اور خاتم الانبیا اور افضل الاوصیار کا خوف مثل خوف ابو بکر مبتنی بر
بیدینی اور بی ایمانی اور بی یقینی کے نتھا اور خوف ابو بکر کا عین کفر والحاد اور
مستلزم مشاقۃ اللہ اور ایذار اللہ والرسول تھا لیکن ہمکو نہایت تعجب
آتا ہے کہ علمای سُنیہ کیونکر خوف بجا اور بیجا مین فرق نہین کرتے اور خوف
کفری ونفاقی کو ساتھہ اوس خوف کے جو عین ایمان بلکہ طاعات اور عبادات
خدا سے تھا مساوی کرتے ہین اور خوف نفاقی بکری ہے کی چھپانے کے لئے انبیا
اور معصومین پر زبان درازیان کرتے ہین اور بالکلیہ دین وایمان سے
ہاتھہ اوٹھاکر بخوف خدا بخاطر ابو بکر خوف معصومین کو بھی بیجا اور بی محل اور
قبیح اور مستہجن کہتے ہین **قولہ** خوف کو اونکے کفر ونفاق کا نتیجہ سمجھا **اقول**
سچ ہی ابو بکر مین ایسا ہی سمجھا اسلئے کہ اونکے کفر ونفاق کے قائل ہین اور
دلیل اسکی اس مقام پر عدم تصدیق قول خدا و رسول اور رونا پیٹنا
اور افشار راز خدا اور رسول کرنا ہے اور چونکہ معصومین مین العیاذ باللہ کفر ونفاق
کے قائل نہین ہین تو اونکے خوف کو نتیجہ ایمان کہتے ہین بر خلاف اونکے
جو انبیاء کو مثل ابو بکر معصوم نہین سمجھتے ہین مناسب بحال اونکے یہہ ہے
کہ دونون خوفون کو کفر ونفاق ہی کا نتیجہ کہین جیسا کہ مخاطب نے خوف حضرت
موسیٰ کی ہیجل اور بیجا ہونیکا اقرار ہی کردیا **قولہ** ائمہ کرام اسی قواہر سا عت
خوف مین رہے **اقول** کس خوف مین رہے جو عین ایمان تھا نہ بمثل
خوف ابو بکر کے نتیجہ کفر ونفاق تھا اور منہی عنہ من اللہ والرسول تھا **قولہ**

آخر تقیہ جسکی بنا سراسر خوف پر ہے **اقول** عجب نافہم سے کام پڑا ہے
کہ کچھ نہیں سمجھتا کہ کہانسے کہان جاتا ہے خوف بیدینی اور بے یقینی ابوبکر کو
مماثل کرتا ہی ساتھہ خوف مقاتا بت جواز تقیہ کے حضرت سلامت اتنا تو سمجھے
کہ جس جس مقام پر تقیہ کو شیعہ جائز جانتے ہین وہان کا خوف منہی عنہ
کہان ہے اوس خوف کا مثل خوف ابوبکر کے مذموم اور قبیح ہونا آپ نے
کہانسے ثابت کیا اور حسن وخوبی پر اوس خوف کے اسقدر کافی ہی کہ خدا ورسول
نے اوس خوف سے راضی ہوکر حکم بجواز تقیہ دیا اور الا ان تتقوا منہم تقاۃ
او تقیۃ کما قال البیضاوی فرمایا اور اس بارہ مین الا من اکرہ وقلبہ
مطمئن بالایمان نازل کیا اور عمار یاسر کے تقیہ کی حدیث اور جناب رسولخدا
کا فرمانا ان عادوا فعد تحت اس آیہ وافی ہدایہ کے بیضاوی مین
موجود ہے جسطرح سے صحیح بخاری مین التقیۃ الی یوم القیامۃ موجود ہے
اور لا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ اور قال رجل مؤمن من آل فرعون
یکتم ایمانہ بھی کلام خدا مین موجود ہے کما سیجئی فی بحث التقیۃ مفصلاً
انشاء اللہ تعالی الغرض خوف تقیہ محض نتیجہ ایمان ہی بدلیل یکتم ایمانہ
وبدلیل قلبہ مطمئن بالایمان اور خوف ابوبکر بقول آپ ہی کے ہم نتیجہ
عین کفر ونفاق جانتے ہین پس قیاس ایک کا دوسری پر سراسر جہالت اور
نادانی ہے **قولہ** موت اور حیات اونکے اختیار مین ہے **اقول** اس
نافہمی مین آپکا کچھ قصور نہین آپ معذور ہین یہہ قصور فہم اوسی بساطی وقوال
اور اوسی پنبہ دوز کہنہ نعال کا ہے کہ حدیث الائمہ یموتون باختیار ہم کے

معنو نہین اونہون نے بنافہمی یہی اختیار کیا یہہ نہ سمجھے کہ جسطرح اختیار کے معنے
ان شاء فعل وان شاء لم یفعل کے ہین اوسیطرح اختیار بمعنے اصطفا اور پسند
کردن بہی بہت آیا ہے کما قولہ تعالی اخترتك لنفسی وفی قولہ تعالی اخترتك
بکلامی وبرسالاتی وفی قولہ اختار موسی من قومہ سبعین
رجلًا وکما فی قولہم اختار الدنیا علی الاخرة وفی قولہم اختار البصریون
اعمال الفعل الثانی والکوفیون الاول وفی قولہم اختار الخلیل الرفع و
ابو عمر النصب پس غرض اس قسم کی احادیث سے یہہ ہے کہ انبیا اور ائمہ علیہم السلام
لقاء خدا کو پسند کرتے ہین اور مثل عمر اور ابوبکر کی موت سے کارہ نہین ہین خوف
مرگ سے لڑائیون سے مثل حضرات ثلثہ کی بہاگتی نہین کجا یہہ معنی کجا وہ معنی جو
نافہم سمجھے مگر آپ نے چونکہ نافہمون کا مذہب اختیار کیا ہے آپ کو ضرور ہے
کہ اونہین کے معنون کو اختیار کیجیے ہمارے معنی آپکو ناپسند ہے ہوگے ہمارا کیا اختیار ہے ہم کلمہ حق سنا دیتے ہین آیندہ آپکو اختیار ہے سنیے یا نہ سنیے
اگر سنتے تو سنتی کیون بنتے **قولہ** ملائکہ اونکے حکم مین الی قولہ سبکو نکل جاوے
اقول یہہ باتین جواب سے قدرت اور اختیار کی لکہین سچ ہے کہ شیعہ اسکے قائل
ہین کہ ایزد کردگار نے انبیا اور ائمہ علیہم السلام کو مخصوص باین کرامات و
معجزات کیا ہے اور مثل اہل سنت کی ہر کون برہنہ ہرزہ گرد اور ہر مجذوب و دیوانہ
صحرا نورد اور ہر کاشف مصرعہ وفرد کو صاحب ان مقامات اور درجات کا
نہین جانتے اور جناب رسولخدا کو ان جمیع فضائل مین ساری دنیا سے
افضل اور اعلی سمجھتے ہین لیکن باانہمہ کل انبیا اور ائمہ کو تابع حکم و مرضی خدا

جانتے ہین پس جس جگہہ ان لوگون کو حکم کسی امر کی اظہار اور اعلان کا
ہوتا تھا وہان بجاآوری فرمان خدا مین سرمو کوتاہی نکرتے تھے اگرچہ نوبت
بجان و مال وہتک حرمت بظاہر پہنچی جیسا کہ جناب سید الشہدا روحی لہ الفدا
نے کیا اور جس جگہہ حکم خدا باخفا و استتار ولو فی الغار ہوتا تھا اگرچہ کفار
اور منافقین استہزا کرین وہان کچہہ استہزا کی پروانہ کرکے حکم خدا کی تعمیل
فرماتے تھے اگر مستہزئین کو کچہہ بہی دین اور ایمان سے بہرہ ہوتا تو اسقدر تو
سمجہتے کہ قوت اور قدرت انبیا اور ائمہ اطہار علیہم السلام محض مستعار ہے
اور اقوی تر کل موجودات حضرت ایزد کردگار ہے اور خود فرماتا ہے ولو شاء
ربک لآمن من فی الارض کلہم جمیعًا پس باوجود اس قدرت اور
اختیار کے انبیا اور اوصیا کا معرض خوف و قتل مین ڈالنا اور امثال فرعون
کو چار چار سو برس تک دعواے انا ربکم الاعلی پر چہوڑ دینا
نہین ہے مگر کسی وجہ سے پس وہی وجہ تقیہ انبیا اور ائمہ کے لئے کافی ہے
قولہ تمام عمر خوف و ترس مین رہے اقول آری مقتضائی عقل و شرع
یہی ہے کہ انسان دوستون پر اعتماد کرے اور اپنے دشمنون سے ہمیشہ خائف
رہے اعادی کے کید و مکر سے غافل ہونا عین حماقت ہے لیکن اس خوف کو
کوئی عاقل قبیح نہین کہتا ہے خدا و رسول نے ایسے خوف و ترس کو کبہی منع
نہین فرمایا قولہ اور اپنی امامت کا دعوی تک نکرین اقول جو نے
کی ہونہہ مین کیا کس امام علیہ السلام نے دعواے امامت نہین کیا کس امام نے
معجزات و دلائل قاہرہ اور معجزات باہرہ واسطے طالبین کے اپنی امامت پر

قائم نہین کیئی کسی امام نے اتمام حجت خدا خلق پر نہین کیا عقل کسی عاقل کی باور
نہین کرتی کہ دنیا کی لاکھون عقلا کے نزدیک امامت یا نبوّت کسی کی بے دعوی
کئے اور بے حجت اور دلیل لائے ثابت ہوجاے بلکہ وہ کل دنیا والونسے
کہے کہ مین ہرگز امام نہین ہون مگر لوگ زبردستی اوسکو امام اور پیغمبر بنانے
لگین اگر نبوّت اور امامت ایسی ہی بات ہو تو تعجب ہو کہ حضرت مخاطب اور اونکے
اوستادجی کیون نہین ابتلک امام اور پیغمبر نگئے بلکہ حق تو یہہ ہے کہ باوجود
سعی وکوشش بسیار کے ابتلک امامت کرستانون کی بھی نہ حاصل ہوئے
امامت مسلمانون کی کون پوچھے آپکے نزدیک امامت خلافت مصنوعی ابوبکر
سے بھی نہایت آسان ٹھہری اسلئے کہ اوسمین جی بڑے بڑے اہتمامات
بلیغہ سقیفہ بندی اور اخذ بیعت مین بطمع وہی حکومت شام وریاست مصر اور
ایالت یمن اور فہری فوج اور وعدہ اعطای مال مفت کہ عبارت خمس و
زکوۃ سے ہے کرنا پڑی تھی اور نہایت حسن تدبیر اور حسن انتظام کی ضرورت
ہوئی تھی چنانچہ بڑے داداپیر آپکے ازالۃ الخفا مین فرماتے ہین کہ وقت
بیعت ابوبکری چند مشکلین پیش آئین از انجملہ یہہ کہ سادات اہلبیتؑ نے
بیعت سے اتعاعد کیا لیکن خلیفہ جی نے باب حسن تدبیر اوس آتش فتنہ کو بجھایا
یعنی خانۂ اہلبیتؑ جلایا ظاہرا اسی سبب سے خلیفہ ثانی فرماتے تھے کہ
بیعت ابی بکر کانت فلتۃ وقی اللہ شرہا کما فی صحیح البخاری فی کتاب الحدود
یعنی بیعت ابوبکر ایک امر ناگہانی تہا کہ خدا نے اوسکے شر سے بچایا الغرض ایسا
جای تعجب ہے کہ خلافت مصنوعی مین تو یہ اہتمام ہوئے اور امامت حقہ

بقول آپ کے بے پوچھے کہے سنے اماموں کو حاصل ہو گئی یہہ بات تو ہماری سمجھہ مین
ہرگز نہیں آتی حضرت مخاطب اپنے برادران حائکین سے جیسا چاہیں ارشاد
فرماوین وہ البتہ مان لینگے چونکہ عقل الحائک فی الدبر مشہور ہے **قولہ**
کسی سے سچ بات نہ کہیں **اقول** تم جھوٹے ہو اونہون نے سبھی سے سچ
بات کہی دشمنوں سے جو حکم تقیۃً بیان فرمایا حالت تقیہ کے لئے وہی
سچا حکم تھا اور دوستوں سے جو حکم غیر تقیہ بیان فرمایا غیر حالت تقیہ مین
وہی حکم سچا تھا ؎ ہر سخن جائے و ہر نکتہ مقامے دارد + اگر فرق مراتب
نکنی زندیقی + **قولہ** اپنے اخص خواص سے کوئی راز **اقول** سخن را از ابلہ
عقلا کو چاہیے کہ اپنے اخص خواص ہی سے کہیں اور اعادی کے موہنہ پر
دروازہ بند کرین **قولہ** ڈرتے ڈرتے اپنے شاگردوں کو علوم دینی تعلیم
کرین **اقول** آپ نے تو ابھی فرمایا کہ اونہون نے کبھی امامت کا دعوی ہی
نہیں کیا پھر اونکے شاگرد کہانسے جمع ہو گئے جنکو علوم دینی تعلیم کرنے لگے خصوصاً
مثل امام جعفر صادق علیہ السلام کے کہ چار ہزار جسکے راوی ہیں اگر یہہ لوگ دین
کیواسطے اونکے پاس نہیں جمع ہوتے تھے تو کیا عمر اور ابو بکر کیطرح اونکے پاس بھی لوگ
بطمع دنیا مال مفت لینے کو جمع ہوتے تھے الغرض عقیدہ حقہ اہل حق اس
بارے مین یہی ہے کہ ائمہ علیہم السلام مین جن لوگوں نے تقیہ نکیا بحکم خدا
و رسول نکیا اور جنہوں نے کیا بحکم خدا و رسول کیا اور بعد اتمام حجت خدا
اپنے دشمنوں بیدینوں سے کیا نہ دینداروں سے اور اہل دین اونکے فیوض
سے مہما امکن بقدر ذرہ بھی محروم نرہے اور کفار اور منافقین جسطرح

فیض انبیا سے محروم رہے اوسیطرح فیض ائمہ سے **قولہ** ایک ناصبی سامنے آجائے **اقول** آری اگر وہ ناصبی مثل ثانی اثنین یا ثالث ثلثہ صاحب فتنہ و فساد دور و دراز ہے تو اوسکے سامنے اظہار سخن راز سے انکار ضرور ہے **قولہ** اپنے خلص احباب پر لعنت اور تبرا کرنے لگین **اقول** حقیقت مین کل لعنت اور تبریکا مرجع طرف موسسین اساس الظلم کے ہوتا ہے مگر خدا نے مخالفین کے کانون اور آنکھون پر پردے ڈالی ہین اور دلون کا اندہا کیا ہے کہ وہ نہین سمجھتے ہین چنانچہ مشہور ہے کہ معاویہ جعلہ اللہ من معاویۃ الہاویہ نے بعض مومنین کو تکلیف دی کہ جناب امیر علیہ السلام سے سر منبر تبرا کرے اونہون نے منبر پر جا کر کہا ان علی ابن ابیطالب امیر المومنین والمعاویۃ یامرنی ان العنہ فلعنہ اللہ علیہ حاضرین کو دل سمجھے کہ جناب امیر سے تبری کی حالانکہ اوسنے معاویہ پر لعنت کی **قولہ** ائمہ کرام کے خوف مین اور ابو بکر کے خوف مین مابہ الامتیاز کیا قرار دیا ہے **اقول** اتنی ہی سمجھ ہوتی تو راہ ہدایت سے راہ ضلالت پر کیون جاتے الحمد للہ کہ یہ امتیاز ممیزین کو حاصل ہے بچند وجہ اول خوف ائمہ مورد نہے نہین ہے اور خوف ابو بکر مورد نہی ہے دوم خوف ائمہ معصومین مقارن بعصمت ہے اور خوف ابو بکر خاطی مقارن بخطا سوم خوف ائمہ بفرمودہ خدا و رسول ہے اور خوف ابو بکر برخلاف فرمودہ خدا و رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم چہارم خوف ائمہ مبتنی اوپر عین ایمان اور ایقان کے ہے اور خوف ابو بکر مبتنی اوپر عدم تصدیق

اور توثیق بوعدۂ خدا اور رسول اور عدم ایمان بآیات خدا ہے پس بجم
خوف ائمہ مستتبع کسی امر قبیح کا نہین ہے اور خوف ابوبکر مستتبع ہر ایک امر
شنیع کا کہ خدا اور رسول کو منظور ایک امر کا استتار اور ابوبکر کو بہ بدطینتی منظور
اوسکا اعلان و اظہار ہوا بالجملہ اگر آپ ائمہ اور ابوبکر مین کچھہ فرق سمجھتے تو دونو کے
فعل مین بھی فرق سمجھتے لاحول ولا قوۃ الا باللہ کجا ائمہ ہدیٰ اور کجا
عبد العزیٰ کجا نار اور کجا نور کجا گوہ کے کیڑے کی چمک کجا شعلۂ طور لا تستوی
الظلمات والنور ولا الظل ولا الحرور ولا یستوی اصحاب النار واصحاب الجنۃ
اصحاب الجنۃ ہم الفائزون انکے نزدیک فرعون و موسے اور ابوجہل و جناب رسولخدا
یکسان ہین یہہ تو فرمائے کہ ابوبکر کے شان مین کونسا آیۂ تطہیر آیا اور کونسا
آیۂ مباہلہ خدا نے نازل فرمایا کون سورۂ ہل اتی اوترا کہان لا اسئلکم علیہ
اجرا الا المودۃ ابی بکر کہا گیا الغرض فرق درمیان ائمہ طاہرین کے
اور اخوان من کان من الکافرین کی ہمیر خوب روشن اور جلی اور مثل آفتاب
نصف النہار کے منجلی ہے پس اسی وجہ سے ہم فرق بین فرق الفریقین کرتے
مین اگر انکو بھی خدا ہدایت دے تو آپ بھی ہمین سمجھین **قولہ** علاوہ انبیا کے خدا کے
کلام سے مومنین کا بھی خائف ہونا ثابت ہوتا ہے **اقول** نہ انبیا اور اوصیا
کے خوف کا ہمکو انکار ہے نہ خوف مومنین کا انکار ہے بلکہ ہمنے مکرر بیان کیا
بعضی از اقسام خوف نہایت مستحسن بلکہ عین طاعت اور عبادت خدا مین کلام
اوس خوف مین ہے جو مثل خوف ابوبکر کے قبیح اور مستہجن ہے کہ مبتنی اوپر
عدم تصدیق وعدۂ خدا اور رسول اور مستتبع گریہ و زاری و بیقراری و افشای راز

رسول خداوند باری ہی اور مستلزم فرار عن الزحف ہی قولہ اللہ جل شانہ
فرماتاہی انّ الذین قالوا ربّنا اللہ ثمّ استقاموا تتنزل علیہم
الملائکۃ الخ اقول جس خوف کا ذکر اس آیۂ وافی ہدایہ مین ہی وہ خوف
جان ومال نہین وہ از کفار اشرار نہین وہ خوف دنیاوی نہین بلکہ خوف
اخروی ہی اور وہ خوف مصداق خشیۃ اللہ ہی جو مامور من اللہ ہی اور
مومنین کی لئی دار دنیا مین عین عبادت اور طاعت ہی اور مبتنی بر دین و
ایمان ہی پس اس خوف کو ذکر کرنا مقابلہ مین اوس خوف کی جو مسر اسکی مسبب ہی
اور معصیت خدا اور رسول ہی کا رحضرت مخاطب ہی توضیح اسکی اسطرح
پر ہی کہ جناب باری بہ نسبت مومنین کاملین کے فرماتاہی کہ جن لوگون نے
ربّنا اللہ کہا یعنی ایمان بخدا لائی اسطور پر کہ اوسکی ذات اور صفات اور
احکام سب کا ایمان لائی پس داخل ہوگئی تحت اسکی کل ضروریات ایمان
ثمّ استقاموا بعد اوسکی اوس ایمان پر اور مقتضائی ایمان پر مردم تک
ثابت قدم اور مستقل بھی رہی یعنی مثل صحابۂ مرتدین کی مرتد نہین ہوگئی
ایسی کامل ایمانون پر وقت مرنیکے یا قبر مین یا وقت بعث و نشور کی یا تینون
وقتون مین علی اختلاف التفسیر ملائکۂ رحمت جانب پروردگار سی بہ بشارات
نازل ہونگی اور اونسی کہین گی کہ تم لوگ نہ ڈرو ہولہائی قیامت اور عقابہائی
جہنم سی اور غمگین نہو واسطی فوت ثواب کے یا بوجہ معاصی سابقہ کی کہ وہ
مغفور ہین اور بشارت لو بہشت عنبر سرشت کی وہ بہشت کہ جسکا دار دنیا
مین انبیاء نے تمسے وعدہ کیا تھا پس باتفاق مفسرین اس آیہ مین بیان حال

دنیا نہین ہی بلکہ بیان حال اوسوقت کا ہی جسوقت انسان دار تکلیف سے
خارج ہو جاتا ہی پس یہہ خوف جسکا ذکر اس آیہ مین ہی دار دنیا مین نہایت
مستحسن اور عین ایمان اور طاعت تہا اور نہی لا تخافوا کو جو خارج از
دار تکلیف اطلاق کی گئی ہی نہی تکلیفی تحریمی ٹہرانا ممکن نہین ہی اور کلام
ہمارا نہی تکلیفی مین تہا کہ بالاصالت للتحریم ہی نہ ہر نہی مین خواہ دار تکلیف
مین ہو خواہ دار آخرت مین پس ذکر اس نہی کا مانحن فیہ مین دلیل کمال
غباوت یا غوایت ہی **قوله** پہر ایک دوسری جگہہ پر اللہ جل شانہ مومنین
سی فرماتا ہی لا تحزنوا وانتم الاعلون **اقول** جناب عالی آپ نزاع
لا تحزنوا کا الین مگر مثل لا تحزن ابوبکر کے نہوگا اسلئے کہ نہ تصدیق
کرنا وعدۂ خدا ورسول کی اور نہ ایمان لانا ساتہہ آیات خدا کی اور رونا
پیٹنا چلانا کہ جس سی افشاء راز خدا ورسول ہو ہمنی آپکی کتابون سی ثابت
کر دیا پس اگر اس لا تحزنوا مین ہی آپ یہہ سب باتین ثابت کر دیجیے گا تو
ہمکو کیا عذر ہو سکتا ہی اسمین کہ ہم اس لا تحزنوا کو بہی مثل لا تحزن ابوبکر
کی محمول نہی تحریمی پر کرین کیونکہ یہان عصمت مانعہ عن الحمل علی التحریم نہین ہی
خصوصا نظر بسیاق وسباق آیہ کہ جسکو آپنی اپنی مطلوب کے موافق نہ سمجہہ
بسنت سارق القرآن جدا کیا ہی یہہ کیا حق پوشی وبیدینی ہی اور اس
چوٹی پن سی بجز خسر الدنیا والآخرۃ وذالک ہو الخسران المبین کے کیا فائدہ
ملتا ہی حقیقت حال یہہ ہی کہ خداوند تعالے نے بسبب ادن کچہے
مسلمانون کی جو جہاد مین جانیسی وہن اور سستی کرتی تہی یون فرماتا ہی

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین، حاصل
مضمون ہدایت مشحون یہہ ہی کہ جناب باری فرماتا ہی کہ ای کچی مسلمانو
ای سست یقینو جہاد مین جانی سے سستی مت کرو اور تم مین سی جو لوگ
شہید راہ خدا ہوں اوپر اسقدر حزن و غم نکرو جو جہاد سی تمکو مانع ہو یا
مثل شیوخ ثلثہ کی تمہاری لئی مورث فرار عن الزحف ہو اسلئی کہ غلبہ
از جانب خدا تمہاری ہی لئی مقرر کیا گیا ہی اگر تم سچا ایمان بخدا و رسول
لائی ہو تو جیسا ہم کہتی ہین ویسا کرو یعنی سستے نکرو اور رنج و غم سی اور
خوف و الم سی مثل حضرات ثلثہ کی بھاگ نکھڑی ہو پس انتم الاعلون
گویا علت لا تهنوا ولا تحزنوا کی ہی جیسی ان اللہ معنا علت
لا تحزن کی ہی یعنے ای کمبخت کیون روتا پیٹتا ہی خدا ہماری ساتھ ہی
ہمکو بچائیگا اوسی طرح سی یہان بھی جناب باری فرماتا ہی ای کمبختو ای
بی نصیبو کیون جہاد فی سبیل اللہ سی جان چراتی ہو کیون مری جاتی ہو کیون
روتی پیٹتی ہو خدا تمکو غالب کریگا یہہ جبن و اضطراب تمہارا عبث ہی
پس لاریب کہ نہی لا تهنوا نہی تکلیفی تحریمی ہے کیونکہ بالاتفاق جہاد فی سبیل اللہ
مین وہن اور سستی کرنا حرام ہی پس بقرینہ سیاق نہی لا تحزنوا ہی اگر تحریمی ہو
تو کیا قباحت ہی اور مراد حزن سی یہان بہی وہی حزن ہو سکتا ہے جو شان یار غار
کی لئی غار مین موجب عار اور صف جنگ مین مورث فرار اور تولی دبر بمقابلے
الکفار الفجار ہوتا تہا اب نظر کیجئی طرف مرتبہ سیاق کی کہ ان کنتم مومنین
اسپر دلالت کرتا ہی کہ یہہ وہن اور حزن مقتضائے ایمان نہین ہی بلکہ مقتضائی بی ایمانی ہی

اور لاریب کہ جو بات بمقتضائے نہی دینی اور نہی ایمانی ہے حرام ہی پس
نہی تحریمی ہوئی وہذا ہو المطلوب والحمد للہ اور قطع نظر اس سے کہ ہم دونو
نہیون کا تحریمی ہونا ثابت کرین ہم ایک مختصر بات یہہ کہتی ہین کہ آپ
مدعی ہین کہ دونو نہی لا تحزن اور لا تحزنوا ایک ہی قسم کی ہین ہم
اسکو بپاس خاطر عاطر مسلم رکھتی ہین لیکن نہی لا تحزنوا وانتم الاعلون
کی مقید ہی بہ شرط ان کنتم مؤمنین کی جسکا مؤدی یہہ ہی کہ حزن کرنا
شان مومنین سی نہین ہی اور جب یہہ حزن خلاف ایمان ہوا تو جو حزن
کہ لا تحزن ان اللہ معنا سی ہے وہ بہی ضرور ہی کہ خلاف ایمان ہو سکے
کہ بقول آپکے دونو حزن اور دونو نہی ایک ہی قسم کی ہی پس ایک ہم
دو ہوا نہین ہو سکتی تو ضرور ہوا کہ حزن لا تحزن بہی بی ایمانی ابوبکر کی
دلیل محکم ہوا اور ہمارا مطلب اس سی زائد نہین ہے اب آپکو اختیار ہی کہ
نہی کے جو معنی چاہئے قرار دیجئے **قولہ** قاضی صاحب بہی اسکا اقرار
نکرینگی کہ نہی زجر و توبیخ کے لئے ہی **اقول** کیون قاضی صاحب کے اقرار کا
مانع کون ہی اور اگر بالفرض یہان کوئی مانع ہو تو ابوبکر ہین جنکا بیچارونا
پیٹنا ہم آپکی کتابونسی ثابت کر چکی کون مانع ہی **قولہ** یہہ بہی فرماوینگی کہ
تسلی اور تشفی کے لئے ہی **اقول** نعوذ باللہ اگر مثل تمہاری ہوتی تو ایسا ہی
کہتی کہ جسمین ابوبکر کی جان بچی سو بخیریت شیعونسی تو اسکی طمع نہ کہی
قولہ پہر ہم نہین سمجہی **اقول** ہندی کی چندی آپ کی تو سمجہا ہی ہین بہی اگر نہ سمجہی
تو ایسی سمجہہ پر پتہر پڑین **قولہ** ہزار جگہہ دو سطر استغفار و تسلی کے **اقول** نہی اگر ہزار جگہہ

واسطی تسلی کے ھی تو لا کہہ جگہہ واسطی تحریم کے ھی اور بلا قرینہ واسطے
تحریم ہی کے ھی **قولہ** اگر کوئی قرینہ عتاب اور خفگی کا پایا جاتا
تو ہم تسلیم کرتی **اقول** معنی اصلی میں قرینہ کی کیا حاجت قرینہ
معنی تاویلی کے لئی چاہئے علاوہ اسکی شیعوں کے نزدیک سیکڑون
قرینہ ہیں ادنی قرینہ یہہ ہی کہ جب قبیح حرکات ناشایستہ ابوبکر صدیق
مثل عدم وثوق بآیات خدا و عدم تصدیق بوعدہ خدا و قلق و انزعاج
اور بکا اور قصد افشای راز خدا و رسول یعنی تمہاری کتابوں سی ثابت کر دیا تو
کیونکر ہو سکتا ہی کہ خدا و رسول ایسی افعال قبیح پر راضی ہون ان اللہ
لا یامر بالسوء و ینہی عن الفحشاء والمنکر والبغی و لا یرضی لعبادہ
الکفر **قولہ** تمہاری واسطی بہشت موجود ہی **اقول** سابق میں گذرا کہ
یہہ حکم احیائی و تکلیفی نہیں ہی بلکہ حکم اموات ہی فالقیاس وہن من
قیاس ال بن فارس **قولہ** اوسی طرح سی ابوبکر صدیق سی بہی **اقول** یعنی خو
ہی لا تہنوا و لا تحزنوا اور ہی لا تحزن کو مماثل ہونا جایز رکہا ہی فتذکر
قولہ پس بظاہر دونوں میں کچہہ فرق نہیں پایا جاتا ہی **اقول** البتہ بظاہر فرق نہیں ہے
ورنہ ظاہر بینوں کو نظر آتا لیکن بباطن کچہہ فرق ہی کہ باطن بینوں کو نظر آتا ہے
فارجع الی ما فصلناہ **قولہ** لا تحزنوا واسطی تسلی اور تشفی کے ہی **اقول** تمکو کہاں تک
بلوگی ہم بہی کہتی ہیں کہ لا نسلم کہ ہر جگہہ واسطی تسلی و تشفی کی ہی وقد بینا السند **قولہ**
باوجود اتحاد الفاظ و تطابق قراین **اقول** لا نسلم تطابق القراین اسلئے کہ جن جن قرینوں کا
تمنی ذکر کیا اسی میں سبع ابقا اور لوحق ابوبکری کا اثبات نہیں کیا **قولہ** صدہزار التعجب ہی **اقول**

منشاء مذہب حقیقی جہالت ہی ہی **قولہ** لیکن ہم حضرات شیعہ کو معذور
سمجھتے ہیں **اقول** لیکن شیعہ تو حضرات اہلسنت کو نہیں معذور سمجھتے ہیں
بلکہ معاقب اور معذب جانتے ہیں **قولہ** الفاظ قرآنی سے انکے حقیقی
معنی مراد لیں **اقول** شیعہ ہمیشہ حقیقی ہی معنی مراد لیتے ہیں چنانچہ ہمنے
پر بھی نہی کو معنی حقیقی حرمت پر محمول کیا ہی تمنے البتہ معنی مجازی تسلی
ابوبکر کو کفر و الحاد سے بچانے کی لئی مراد لیا ہی **قولہ** صدیقیت کا اقرار
کرنا پڑے **اقول** تمنے دیکھا کہ ہمنے معنی حقیقی حرمت کی نہی سے مراد لی
اور اوسی سے تکذیب کذیب اکبری بھی ثابت کی **قولہ** اگر اقرار کریں تو
مذہب ہاتھ سے جاتا ہی **اقول** تم اگر معنی حقیقی حرمت کا اقرار کرو تو تمہارا
مذہب ہاتھ سے جاتا ہی اور اول الخلفا قابل تعزیر ٹھہرا جاتا ہی لیکن بجز اسکے
کہ کلام اللہ کی تحریف لفظی باسقاط سیاق و سباق کرو اور تحریف معنوی
بارادۂ معنی مجازی کرو اور کلام اللہ کی لفظوں کی نئی نئی معنی گڑھو دوسرا
چارہ نہیں ہی ؎ دست بیچارہ چون بجان نرسد * چارہ جز پیرہن دریدن نیست

قال المخاطب الحمقاء هداه الله سبل السلام

اگر اسپر بھی حضرات شیعہ کی دل کو نہیں کچھ خطرہ رہجاوے اور کوئی دانشمند
کہنے لگے کہ ہمنے مانا کہ خوف گناہ نہیں اور لاتحزن ان اللہ معنا کا کلمہ تسلی
اتنا تو بھی ثابت ہوا کہ ابوبکر صدیق کو کامل یقین پیغمبر صاحب کے وعدہ
اور خدا کی حفاظت پر نہ تھا ورنہ اسطرح اونکو خوف نہوتا اوسکا جواب
ہی کہ خود حضرات شیعہ کا اقرار ہی کہ پیغمبر خدا بارہا ابوبکر صدیق سے

ہوتی ہی

ہوتی تھے اور فرماتی سنتے تھے کہ جب یہ راز کو فاش نکرو اور وہ نمانتی تھے،
پس شیعوں کیطرح ہر ایک ملحد کہہ سکتا ہی کہ پیغمبر صاحب کو بھی اپنے خدا کے
وعدہ پر اور حفاظت پر یقین نتھا ورنہ جو بات ابوبکر افشاء راز کی کرتی
تھے اوس سی پیغمبر صاحب نہ گھبراتی اور بار بار ابوبکر پر راز کی فاش نکرنی کے
خفا نہوتی پس جو اوس ملحد کو حضرات شیعہ جواب دین وہی ہماری طرف سی
قبول فرماوین لیکن اگر کوئی ذرا بھی غور کری تو موافق اصول اور عقائد شیعہ کے
حضرت ابوبکر صدیق کی نسبت خوف و حزن کا اطلاق ہو ہی نہیں سکتا اسلئی
کہ اگر وہ اقرار کرین کہ ابوبکر صدیق حقیقت مین خائف تھی تو ہم پوچھتی ہین
کہ اونکو اپنی جان کا اندیشہ اور اپنی اوپر تکلیف پہنچنی کا ڈر تھا یا پیغمبر صاحب
کی ایذا و مصیبت کا خوف اگر اونکو اپنی جانکا خوف تہا تو یہہ قول باطل
ہوا جاتا ہی کہ وہ دشمنوں سی ملی ہوئی تھی اور راز فاش کرنا چاہتی تھی اسلئے
کہ اگر وہ کافروں سی ملی ہوئی تھی تو پھر اونسی اونکو کیا ڈر ہوتا اور اگر کافروں سی
ملی ہوئی نہین تھی بلکہ اونکو کافروں کیطرف سی خیال اپنی اوپر ایذا پہنچنی کا تہا تو
اس سی دو باتین ثابت ہوتی ہین ایک تو یہ کہ کفار سبب اپنی ایمان اور رفاقت
پیغمبر کی ابوبکر صدیق سی ایسی دشمنی رکھتی تھی کہ اونکی قتل کی درپی تھی تو
اس سی وہی بات ثابت ہوئی جسکا ہم دعوی کرتی ہین دوسرے یہ کہ انکو بھی
ابوبکر صدیق کا ارادہ راز فاش کرنیکا نہ تہا اسلئے کہ جن لوگوں سی خود اونکو خوف
تہا اور جنکی ڈر سی غار مین چھپی ہوئی تھی اونھین پر اپنا راز ظاہر کرتی اور
اپنی آپکو معرض ہلاکت مین ڈالتی اور اگر یہہ کہا جاوی کہ ابوبکر صدیق کو

خوف پیغمبر صاحبؐ پر صدمہ پہنچنے کے خیال سے تہا تو یہہ خوف ہزار اطمینان سے
بہتر ہے اور ایسی عیب پر ہزار ہنر قربان ہین اور ایسے خوف کو حضرت شیعہ گناہ
کیا اگر کفر ہی سمجہین مگر ہم ثواب کیا ہزار ایمان سے بہتر سمجہینگے اور سمجہتی ہین
اور اسی خوف سے حضرت صدیق اکبر کی صدیقیت کا اعتقاد کرینگی اور کرتی ہین
اسلیے کہ اگرچہ ابوبکر صدیق کو پیغمبر صاحبؐ کی جان او رسلامتی پر یقین کامل تہا مگر
جب اونہون نے دیکہا کہ شاہ ہر دو سرا پادشاہ دین و دنیا ایک غار تنگ و
تاریک مین رونق فزا ہے اور جسطرح چاند کسیوقت ابر مین چہپ جاتا ہے اسی طرح
ماہ نبوتؐ غار مین چہپا ہوا ہے اور جسکا مقام عرش و کرسی ہے وہ ایک تنگ
جگہہ مین قیام فرماہے تو یہی حالت پیغمبرؐ کی ابوبکر کے دل کو پارہ پارہ
کرتی تہی اور اونکو بیچین کر رہی تہی چنانچہ ابوبکر صدیق کا اول غار مین
جانا اور اوسکو صاف کرنا اور سب سوراخونکو اپنی قبا چاک کرکے بند کرنا
اور پیغمبر صاحبؐ کو بلانا اور اپنے زانو پر سلانا اسپر شاہد ہے اور پہر ایسی
دردناک حالت مین جب اونہون نے کفار کو درِ غار پر دیکہا تو بخیال
ایذاے پیغمبرؐ کی جو کچہہ صدمہ اونکی دل پر ہوا ہوگا اوسکو وہی جانتے ہین
یا وہ عاشق جانے جسکا معشوق اوسکے سامہنے کسی تکلیف و ایذا مین مبتلا ہو
اور دشمن اوسکی اوسپر حملہ آور ہوئی ہون اوسوقت کوئی اوس عاشق
مسکین کی کیفیت دیکہے کہ اوسکو اضطرار ہوتا ہے یا وہ اطمینان
سے بیٹہا رہتا ہے ہان جسکو عشق و محبت سے خبر ہی نہو وہ عاشق
صادق کی خوف و اضطرار پر طعنہ نہ کرے تو کیا کرے

ای بھائیو اول ذرا پیغمبر صاحب کی ساتھہ محبت پیدا کرو تب جو پیغمبر صاحب
کی جان نثار تھے اون پر الزام لگاؤ مگر جب تمکو محبت ہے نہین ہے
تو تم اوسکی حقیقت کیا جانو ؎ تو نازنین جہانی و ناز پرورده ٭ ترا
ز سوز درون و نیاز ما چہ خبر ٭ چو دل بہ مہر نگاری نہ بستۂ ای ماه ٭
ترا ز حالت عشاق بینوا چہ خبر ٭ ای شیعان پاک ذرا مہربانی کرکے
اپنی شہید ثالث کی موشگافیون پر غور کرو کہ ابوبکر صدیق کی حزن
و غم کی نسبت کیا کچھہ زبان درازی فرمائی اور قل ظهر من جزعه ود
بکائه ما یکون من مثله فساد الحال کہکر اونکی شان گھٹائی مگر
وه تحریر اونکی خاک مین مل گئی اور سب تقریر اونکی ہباءً منثورا ہوگئی
آخر انہین باتونپر خیال کرکی اصلی خوف و حزن سی انکار فرمایا اور اوسکو
تصنع اور بناوٹ پر محمول کیا اہل انصاف سی امید ہی کہ ذرا دل لگاکر اوسکو
بھی سنین اور جو کچھہ سحر بیانی اور جادو زبانی اوس بیان مین حضرات مجتہدا
نی کی ہی اوسپر احسنت و آفرین کہین اور اسکا کچھہ خیال نکرین ایک دعوے
کو چہوڑکے دوسرا دعوی کیون کرتے ہین اور ایک امر کا اقرار کرکے
اوس سی منکر کیون ہوجاتی ہین اسلئی کہ یہہ امر اسی خاص بحث کی لیے
مخصوص نہین ہی بلکہ ہر کلیہ اور ہر جزئیہ مین اس شان کا ظہور رہی ابہی کیا ہے
جب مباحث امامت و خلافت کے آوینگے تب دیکہنا کہ یہہ حضرات کیسا
رنگ بدلتی ہین اور کیسی نئی نئی گل بوٹونسی تقریرونکو زینت دیتی ہین
؎ شاہد دلربای من بسکند از برائے من ٭ نقش و نگار و رنگ و بو

... جب حضرات امامیہ نی دیکھا کہ حزن وخوف سے کے
اثبات سے بھی محبت صدیق اکبر کی ساتھہ پیغمبر صاحب کے ثابت ہوتی ہی
تب اس دعوی کو چھوڑ کر یہہ دعوی کیا کہ ابوبکر کو کچھہ خوف نتھا بلکہ واسطے
فاش کرنی راز کے جزع وفزع کرتی تہی جیسا کہ رسالہ حسنیہ مین لکھا ہے
کہ غوغائیش از جزع وفزع وفریاد برای آن بود کہ مشرکان را اطلاع گردانند
وآگاہ بدانند کہ درین غار ست اور ملا خضر مشہدی نی لکھا ہی کہ وایضا
مما اشتہر من لذع الحیۃ ایاہ انما کان بمثابۃ حیلۃ یرید اظہار امرہ
کہ جب ابوبکر کا کام رونی اور چیخنی سی بہی نہ نکلا تب پاؤن بڑہا دیا کہ اوسکو
دیکھکر کفار اندر غار کے چلی آوین تب خدا نی سانپ کو حکم دیا اوسنی پاؤن
مین اونکی کاٹا تب مجبوری پیغمبر صاحب کا راز فاش ہونیسی بچا اسکی جواب
مین ہماری زبان سی تو کوئی بات بہی نہین نکلتی اور ایسی حکیمانہ تقریر کی تردید
ہمسی ہو ہی نہین سکتی اگر از شرق تا غرب اور از جن تا انس جمع ہون تب بہی
کسی سی یہہ عقدہ حل نہوگا فی الحقیقت جو صاحب تعصب الکائد نی اپنی بزرگون
کی تقریر نقل نکرنے پر مولانا صاحب قدس اللہ سرہ پر غصہ کیا ہی وہ نہایت
ہی بیجا تہا اگر وہ ان تقریرونکو نقل کر دیتی اور بلفظہ ان عبارتونکو لکھہ دیتے
تو حقیقت مین مذہب امامیہ کی پھر کسیکو کیا کلام ہوتا اور پھر ابوبکر صدیق
کی فضیلت کو کوئی کسطرح ثابت کرتا ای یارو انصاف کرو اور حضرات امامیہ
کے مجتہدین کی غزارت علم پر لحاظ فرماؤ کہ جو بات ہی وہ حکیمانہ جو قول
ہی وہ محققانہ یقول المتمسك بولایۃ علی ابن ابیطالب علیہ السلام

ق

ہم بخوبی آیات قرآنی سے ثابت کر چکے کہ بعضے از اقسام خوف گناہ ہیں اور
بعضے عین طاعت اور عبادت ہیں لیکن خوف ابوبکر محض گناہ تھا بلکہ ناشی
بر بدیقینی اور بے ایمانی تھا اسلیے کہ اذعان بقول خدا و رسول نکیا اور ایقان
بآیات حفظ و حراست نکیا اور خوف بیجا و بے محل کیا اور بمظہر اس خوف کا
بگریہ وزاری و قلق و بیقراری ہوا کہ جس سے قریب افشاء راز خداوندی کے
ہوا بعد ان حرکات ناشائستہ کے چاہیئے نہیں کہ تسلی پر محمول کریں یا نہیں یہ
انھیں اہل انصاف کو اختیار ہے جیسا کہ تردید قول سابقین ہم کہہ چکے حضرت
مخاطب اوسکے جواب میں ہر طرف آتے ہیں کبھی تو مطلق خوف کو مستحسن
کہتے ہیں اور دلیل استحسان لحوق خوف بانبیا کہتے ہیں اور کبھی خود تخصیص کرتے ہیں کہ
بعد از وعدہ خدا و دیدن آیات خدا خوف مستحسن نہیں ہوسکتا بلکہ محض بیجا
ہے تب جواب میں فرمانے لگتے ہیں کہ یہہ حرکت بیجا و نامستحسن فقط ابوبکر ہی
سے نہیں ہوئی بلکہ انبیاء سے بھی ہوئی پس جو شیعہ بہ نسبت فعل نامستحسن انبیا
کے جواب دینگے وہی جواب ہم ابوبکر کے فعل نامستحسن کا دینگے چنانچہ پیشتر
اس سے حضرت مخاطب بیجا و بے محل ہونے خوف حضرت موسیٰ کی مدعی ہوچکے
اب بکمال صدق ایمان جناب رسول خدا کا بھی خائف بخوف بیجا ہونا
بیان فرماتے ہیں بایں دلیل کہ اگر خائف نہوتے تو ابوبکر کو کیوں بار بار رونے
چلانے سے افشاء راز کرنے سے منع کرتے تھے اور یہہ خوف بھی بعد وعدہ خدا
اور بعد مشاہدہ آیات خدا کے تھا تو مثل خوف ابوبکر قبیح و بیجا اور العیاذ باللہ
ناشی بدیقینی اور بے یقینی جناب رسول خدا ہوا اب حضرات شیعہ اسکا جواب دیں

یہہ ہی مقصود حضرت مخاطب کا اور ہم جواب از خوف موسیٰ دیچکی اور قبل
اسکے کہ جواب از خوف رسولخدا صلعم دین خدمت مین آپکی مسلمانون کے
گزارش کرتی ہین کہ وای برین مسلمانی کہ جسمین بخلط ایک بت پرست
چہل سالہ بدکار کی انبیاء کبار کا بدکردار ہونا ثابت کیا جاوی اور تخطیۃ انبیاء
لکہی جاوی اور حیرت یہہ ہی کہ اپنی پیغمبر کیطرف اعمال قبیحہ کی نسبت دین
وشیعہ سنی اوسکا جواب مانگین تیوین یا روکیا شیعہ ہی فقط مسلمان ہین
اور وہ حضرت شیعون ہی کی پیغمبر ہین جو تم شیعو سنی جواب مانگتی ہو بہر کیف
تم جو چاہو افتری اور بہتان اپنے پیغمبر پر باندہو لیکن ہم اونکو اپنا پیغمبر
برحق اور معصوم عن کل الصغائر والکبائر جانکر جواب دیتی ہین کہ وہ جواب
ہرگز ابوبکر کیطرف سی نہین ہوسکتا ہی توضیح اوسکی یہہ ہی کہ باتفاق کل شیعہ
وسنی ابوبکر کا خائف ہونا ثابت ہی بلکہ مظہر خوف مقلق و انزعاج و بکا ہونا
بہی ہمنی سنیونکی معتبر کتابونسی ثابت کردیا ہی اور خود مخاطب خائف ہونیکا
مقر ہے غایۃ الامر وہ مطلق خوف کو قابل مواخذہ نہین سمجہتا اور ہمنی مثل
خوف ابوبکر کا قابل مواخذہ ہونا بدلائل و براہین قاطعہ ثابت کردیا کما مر اب آپکی
خوف جناب رسولخدا پر بس ہرگز خائف ہونا آنحضرت کا بعد از وعدہ
حفظ خدا اور بعد از دیدن آیات خدا ثابت نہین ہی بلکہ اونکو ایسا اطمینان
تہا کہ بقول آپکی ابوبکر کی تسلی اور تشفی کرتے تہے پس اگر کوئی ملحد بیدین
اور کوئی زندیق اشقی الاولین والآخرین مثل حضرات اہلسنت کی آنحضرت کے
مانع ہونیسی ابوبکر کو روتی اور چلاتی سی اور زجر و توبیخ افشاء راز پر نبیسے

دلیل اونکی خائف ہونی پر لاوی تو جواب الیسی ملحدو نکا یہہ ہی کہ جسطرح سے جناب باری نی اپنے رسول مقبول سی وعدہ حفاظت و نصرت فرمایا تہا اوسیطرح پر حکم استتار فی الغار اور خروج لشب تار کا بہی فرمایا تہا اور ابوبکر اپنی غلبہ بکا اور اظہار قلق و اضطراب بیجا سی چاہتے تھے کہ بجا آوری اس حکم خدا مین خلل پڑے اور استتار منجر باعلان و اظہار ہو جاوی جناب رسول خدا اس حرکت بیجا سی کہ سراسر خلاف رضائی خدا تہی متاذی ہو کر بار بار اوسکو منع اور زجر فرماتی تہی پس اس منع کو اوپر خوف بی الیقینی کی محمول کرنا نہایت بی الیقینی اونکی دینی حضرات اہلسنت بیچ ہے کجا ایک فعل ہدایت اور کجا فعل ضلالت یہہ نہین سمجھتے کہ عدم تصدیق بوعدہ خدا جو ابوبکر سی سرزد ہوئی عین ضلالت ہی اور جناب رسول خدا م کا اوس ضلالت سی منع فرمانا عین ہدایت ہی فما لھؤلاء القوم لا یکادون یفقہون وقاتلہم اللہ انی یؤفکون **قوله** وہی ہمارے طرف سی قبول فرماوین **اقول** شیعون کا جواب تو آپنی دیکھا کہ ابوبکر پر نچلا اب ضرور ہی کہ کسی اور جواب کی فکر کیجئی واتی لک ہذا اور جو حاشیہ پر اسمقام کی روایت گوہر مراد شیخ عبد الرزاق لاہجی فلسفی لکھی ہے اور اوس روایت سی اتہام جناب رسول خدا م پر کیا ہے کہ باوجود اطمینان دہی جبرئیل ع کی بہی مطمئن نہوئی منشا اوسکا سوء فہم مخاطب ہی اگر جناب رسول خدا م جبرئیل ع کے اطمینان دہی سی مطمئن نہوئی تو پھر کیا ابوبکر اور عمر کی جو لڑائیو نمین اونکو تنہا چھوڑ کر بھاگ کھڑی ہوتی تھے اطمینان دہی سی مطمئن ہوئی تھے یا حکم خداوندی فاصدع بما تؤمر

تھی آپ مین نہین لائی اور مثل ابوبکر کے بجز رونے چلانے کی اونسی کوئی کار ادائے
رسالت عمل ہی مین نہین آیا بالجملہ چونکہ امر فاصدع بما تؤمر مین کوئی کلمہ
طمانینت نہ تہا بلکہ فقط حکم ادائی رسالت تہا پس اونحضرت صلعم نے شکایت مستہزئین
مانعین عن اللہ عوت کی کہ وہ تعمیل حکم بروجہ کمال نہین ہونے دیتی اور جو نکوئی
تدبیر اونکی دفع شر کی مجہسی نہین بن پڑتی مین ڈرتا ہون کہ یہ با داعمہ فرمایا دعوت
موجب نارضامندی خدا ہو اور بعد اسکے حضرت جبرئیل نے مژدہ جانفزا
انا کفیناک المستہزئین جو دلالت اوپر ہلاکی اون ملاعین کے کرتا تہا
گوش ہوش مین پہنچایا وہ حضرت مطمئن ہوگئی اور بکمال خوشی اور خورمی کی
پوچہنے لگے کہ ای جبرئیل اس مژدہ جانفزا کا وقوع کسوقت عمل مین آیا حالانکہ
وہ ملاعین ابہی یعنی تہوڑی دیر ہوئی کہ میری پاس تہی حضرت جبرئیل نے
جواب مین فرمایا کہ ہان ابہی وقوع اسکا ہو بہ ہوا پس حزن و خوف جسکا منشا خوف
خوف خدا کی تہا خوف نبی دینی امر نہ یقینی ابوبکر سے اور اونکی رونی چلانی کو
باوجود دیکہنے آیات خدا کی نہ یا وطلہا اور کون مناسبت ہے جو آپ قیاس
احدہما علی الآخر کرین **قولہ** موافق اصول اور عقائد شیعونکی حضرت صدیق
کی نسبت خوف و حزن کا اطلاق ہوہی نہین سکتا **اقول** خوفکو کون برا سمجہتا
موافق اصول اور عقاید شیعونکی تو ابوبکر رسولے کفر و نفاق کی کسی چیز کا اطلاق
ہوہی نہین سکتا ہی **قولہ** اسلئی کہ اگر وہ اقرار کرین کہ ابوبکر صدیق حقیقت مین
خائف تہی **اقول** جس امر کو تمنی آپہی کتابونسی ثابت کردیا وہ اظہار خوف
و بیقراری اور بہ گریہ وزاری ہی کہ مفضی بافشاء راز خدا و رسول ہی باقی رہا

پہہ امر کہ خوف حقیقت مین تھا یا از راہ مکر و فریب تھا یہہ خدا کو معلوم ہے
احتمال دونون ہوسکتی ہین اور دونونکی ابتنا بر دینی تھی ہے **قوله** ہم
تو جہتی ہین کہ اونکو اپنی جان کا اندیشہ **اقول** اگر خوف واقعی تھا تو بہی
اپنا ہی اندیشہ تھا خواہ اندیشہ جان ہو خواہ ابن ربیعہ کی پہنچانے کا
قوله یا پیغمبر صاحب کی ایذا اور مصیبت کا خوف **اقول** ابو بکر تو بقول
مسلم و بخاری اسکی مدعی تہی مگر شیعہ ابو بکر اور مسلم اور بخاری تینون کو صادق
نہین جانتی اور کہتی ہین کہ اگر ایک ذرا بہی خیال ابو بکر کو پیغمبر کا ہوتا تو بہی
پیغمبر کو تنہا زغہ کفار مین چہوڑ کر نہ بہاگتی **قوله** تو سب قول باطل ہوا جاتا ہے
کہ وہ دشمنونسی ملی ہوئی تہی **اقول** اگر خوف فقط بخدع و فریب تھا تو اس
قول کی صحت مین کیا شبہہ ہے کہ بیشتر ہی سی ملی تہی اور اگر خوف واقعی تھا
تو لاریب کہ بطمع جان بچ جائیگی اور کچہہ ہاتہہ لگ جائیگی اب ملی اور افشاء
راز رسول اللہ صلعم کو ذریعہ ملجانیکا اونسی گردانا **قوله** تو پہر اونسی اونکو کیا فائدہ
ہوتا **اقول** خوف خدعی کا ہونا تو ظاہر ہی لیکن خوف واقعی پس قبل ملجانے
اوسکی بہی پائی جانیمین کوئی شک نہین ہوسکتا اور افشاء راز رسول اللہ صلعم
اوسی خوف کی مٹانیکی تدبیر تہی **قوله** دونا مین ثابت ہوتی ہین ایک تو ترک
کفار بسبب ایمان اور رفاقت **اقول** آری یہہ بات ٹہیک ہی مگر نہ ایمان
حقیقی تہا نہ رفاقت للہ تہی بلکہ ایمان نفاقی تہا اور رفاقت بطمع دنیا تہی
کما ثبت من قوله تریدون عرض الدنیا **قوله** جن لوگونسی اونکو خوف تہا
الی قوله اونہین پر اپنا راز ظاہر کرتی **اقول** آری جن لوگونسی خوف تہا اونہین سے

ملجا نیکی لیئی راز رسول اللہ ظاہر کرتی تہی تاکہ جان بہی بچ جاوی کہ جسکی ڈر سے روتی تہے اور اس حسن خدمت کی صلہ مین کہ ہمنی رسول خدا کا پتا بتایا تہا کچہہ ہات بہی لگ جاوی آپکی نزدیک خوف ابو بکر کا ساتہہ افشاء راز رسول اللہ کی جمع ہونا گویا کہ اجماع النقیضین ہے یہہ کیسی الٹی سمجہہ ہے کہ علت ومعلول کو نقیضین سمجہتی ہین یہان تو خوف ہی علت افشاء راز ہی اسلیئے کہ اگر خوف کفار نہوتا تو کفار سی ملجانی کا ارادہ نکرتے اور اگر ملجانی کا ارادہ نکرتی تو افشاء راز بہی نکرتے **قولہ** اپنی آپ کو معرض ہلاکت مین نہ ڈالتے **اقول** معرض ہلاکت سی نکلنی ہی کی لیئی تو افشاء راز رسول کیا پھر معرض ہلاکت مین پڑنا کیسا آری اگر کفار سی قصد ملجانی کا نکرتی تو ابو بکر اپنی تئین اور بی یقینی سی اپنی تئین البتہ معرض ہلاکت مین سمجہتی تہے گو حقیقت مین نظر بحفظ اللہ لرسولہ جائی امن و امان مین ہون بہر کیف جو حرکات ابو بکر سی صادر ہوئی آپکی کتابون سی ثابت کر دی گئی باقی رہا یہ کہ یہہ افعال کس وجہ سی صادر ہوئی پس چونکہ ہم ابو بکر کو مرد کہن سال باران دیدہ سرد و گرم چشیدہ جانتی ہین اونکی کل حرکات کو محمول او پر حسن تدبیر جان بچانی کی اور دنیا ہاتہہ لگانی کے کرتی ہین اسطرح پر کہ انہون نی اپنی طرف سی تدبیر کامل کی خواہ بمساعدت تقدیر چلی یا نہ چلی اب آپکو کوئی چارہ نہین ہی جز اسکے کہ یا مثل شیعونکی ان حرکات ثابتہ از کتب اہلسنت کو تدبیر حصول دنیا و تدبیر دفع خوف عن نفسہ الشریفہ پر محمول کیجئی یا حماقت اور بی وقوفی ابو بکر کے قائل ہوجئی کہ جن سی ایسی حرکتین بیجا اور بیکار اور لغو ہوئین کہ جس سی اپنی پاؤن مین

خود کلہاڑی ماری ہی قوله اگر کہا جاوے کہ ابو بکر صدیق کو خوف
پیغمبر صاحب پر صدمہ پہونچنے کے خیال سے تہا اقول پیغمبر صاحب
پر صدمہ پہونچنے کا خیال اگر ہوتا تو کفار ہی کے ہاتہہ سے صدمہ پہونچنے کا
خیال ہوتا اور بدیہیات سی سے ہے یہہ امر کہ پیغمبر کا خیال نہین ہو سکتا ہے
مگر بعد از ایمان بخدا اور رسول صلعم و بعد تصدیق بقول خدا اور رسول اور ابو بکر
کا ایمان اگر درست ہوتا اور تصدیق بقول خدا اور رسول حفظ و حراست
خداوندی کی ہوتی اور آیات خداوندی پر وثوق حاصل ہوا ہوتا تو
ہرگز صدمہ پہونچنے کا خیال خواب مین بہی نہوتا جیسا کہ جناب رسول خدا
کو نہوا اور بقول تمہارے إِنَّ اللهَ مَعَنَا کہکر ابو بکر کو تسلی
دیتے تہے پس یہی سنے ایمانی کہ جسکا ثبوت خوف قبیح کرنی سی ہی
اول دلیل ہے اسکی کہ پیغمبر صاحب کا ہرگز خیال نتہا بلکہ اپنا ہی
تہا قوله تو یہہ خوف ہزار اطمینان سی بہتر ہے اقول خوف
صدمہ پہونچنی کا مطلقاً بعد دیکہنی آیات حفظ و حراست کے مبتنی ہین کفر و
بی ثباتی و عدم یقینی پر ہی پس ایسی خوف کفر و بیدینی کا ایک اطمینان
سی بہی بہتر ہونا کوئی صاحب ایمان مسلم نہین کر سکتا ہی قوله ہزار ایمان سے
بہتر ہے اقول ایک ایمان بحق سی عالم امکان مین کسی چیز کا بہتر ہونا محض
باطل ہی وماذا بعد الحق إلا الضلال قوله اسی خوف سی حضرت
صدیق اکبر کی صدیقیت کا اعتقاد کرتی ہین اقول سچ ہی جب تصدیق
بقول خدا اور رسول نکی اور تصدیق بآیات خدا انکی تو اسی لقب کے نہ وا اہل

آرہی سے برعکس نہند نام زنگی کافور۔ **قوله** اگرچہ ابو بکر کو پیغمبر صاحب کی جان اور سلامتی پر یقین کامل تہا **اقول** دروغگو را حافظہ نباشد ابہی خود فرما چکے ہین کہ پیغمبر صاحب پر صدمہ پہنچنے کا خیال تہا جب ہر طرح کی سلامتی کا یقین تہا تو صدمہ پہنچنی کا خیال کیا معنی یہہ خیال خیال محال اور اجتماع النقیضین ہی اور صدر بحث صفحہ ۱۳ مین بہی آپ خود لکہہ چکے ہین کہ جب کفار در غار پر آ پہنچے اور درمیان پیغمبر کے اور اونکی کچہہ فاصلہ نرہا اوسوقت یار غار بہی گہبرا گیا اور خیال کرکے کہ ایسا نہو کہ کفار غار مین چہپی ہوئی سے آگاہ ہوجاوین اور مبادا پیغمبر صاحب پر کچہہ صدمہ پہنچاوین وہ غم کرنی لگا تہی اور پہر بعد تین سطر کے فرماوینگی کہ جب اونہون نی کفار کو در غار پر دیکہا تو بخیال ایذاء پیغمبر کی الخ ان عبارتون سی بدلالت مطابقی صریحی واضح ہوگیا کہ ابو بکر کو کفار ہی سی صدمہ پہنچنی کا گمان ہوا بس صاحبان انصاف غور فرماوین کہ آیا یہہ گمان باطل ساتہہ یقین کامل سلامتی کی جمع ہو سکتا ہی بس اسمقام پر مکر و فریب اور خلط و خبط اور تہافت اور تناقض کلام مخاطب قابل تماشای صاحبان انصاف ہی **قوله** مگر جب اُنہون نی دیکہا کہ شاہ ہر دو سرا الی قوله دلکو پارہ پارہ کرلی تہی **اقول** اسمین کچہہ شک نہین کہ پیش خدا اونکا رتبہ مقام عرش اور کرسی سی بہی اعلا تر تہا مگر جب مصلحت خدا نظر بامتحان عباد مقتضی اسی کو تہی کہ انبیاء اولی العزم کی لئی دنیا مین تخت طاؤسی اور بارگاہ کیکاؤسی اور مسند دارائی اور ایوان کسرائی نہ قرار دیا جاوے بلکہ بوریا

فرش خواب اور بالش تو وہ تراب نہ مخمل اور قاقم اور سنجاب ہو جیسا کہ
زہد موسیٰ اور عیسیٰ اور نوح ؑ مین منقول ہی پس لاریب کہ نظر بہ رضای خدا
یہ لوگ انہین حالات پر خوش وخرم تہی سو جیسی ایذا ابہی حضرت پر آ رہی ہو
اور جب خود جناب باری نی غار کو محل امن وامان قرار دیا ہو اور مصلحت خدا
اسوقت مین ماہ نبوت کی استتار مین ہو ورنہ قادر تہا اسپر کہ ظلمت کفر کو
بمشیت الہی دفعۃً کہو دیتا لیکن جب خدا نی ایسا نکیا اور اوسی غار
تنگ وتار کو اپنی برگزیدہ کی ای بمصلحت وقت پسند کیا اور پیغمبر نی بہی
اپنی صدق ویقین سی اوسکو پسند کر کی برضای تمام واطمینان تمام وہان
قیام پذیر ہوئی پس ابوبکر کون مہربان تر خدا سی تہا جو ان حالات کو قبیح تصور کر کی
اور اوسپر اسقدر روئی اور چلاوی کہ جس سی افشاء راز خدا لازم آوی طرفہ
یہہ ہی کہ اگر اسی حالات زہد سمات پر رونا اور پیٹنا تہا تو خیال اسکا ہی یہ
موقوف تہا کہ جب کفار کو در غار پر دیکہی تب رونی لگی اور قبل اسکی اور بعد اسکی
ابہی الیسی رقت طاری نہو تو اس سی صاف ظاہر ہی کہ ابوبکر کی دلکو بالکل کوئی چیز کہ پارہ پارہ
کرنیوالا نہ تہا مگر خوف کفار سی صدمہ پہنچی کا اور ہمنی بنا لیا کہ یہہ خوف ساتہہ یقین
حفظ وحمایت خدا کی جمع نہین ہو سکتا ہی اب فرمائی کہ بی دینی اور نہ یقینی ابوبکر
مین کیا شک رہا اور اول دلیل اوپر اسکے کہ ابوبکر کا رنج وملال بخوف ایذاء کفار تہا
اسی لی اوس مقام آنحضرت ؐ کا غار تیرہ وتار تہا کلمہ ان اللہ معنا ہی کہ آپ خود
فرما چکی ہین کہ غرض اس کلمہ سی حفاظت اور نصرت خدا کی ہی اور ظاہر ہی کہ
اسکو تعلق رفع ایذاء کفار سی ہی نہ رفع تنگی وتیرگی غار سی یعنی ان اللہ معنا سے

غرض یہہ ہی کہ خدا شر کفار سی حافظ ہوگا اور یہہ غرض نہین ہی کہ وہ غار تیرہ
و تار قصر قیصر یا قصر یاقوت وگوہر بن جائیگا اور وسیع تر از مد بصر و منتہای نظر
اور روشن تر از شمس و قمر ہو جائیگا اور فرش سندس و استبرق اوسمین بچھ جائیگا
اور ماہ نبوت اوسی غار مین چمک جائیگا اور تکلیفات بالکلیہ مبدل براحت ہو جائینگے
بہرکیف جب آپکی تین تین جگہہ اقرار کرنیسی خوف از کفار ثابت ہوگیا پس آپکی
خوف کو بعد دیکہنی آیات خدا کی ہم مبتنی بہ بدیہی یا اوزنی ایمانی پر رکہتی ہین
قوله چنانچہ ابو بکر صدیق پہلی غار مین الی قوله آیہ شاہد ہی اقول سابق مین یا
بتفصیل تمام بیان ہو چکا کہ یہہ شاہد کاذب ہی اور ابو بکر کی مصدقین کی
بنائی بات ہی قوله جو کچھہ صدمہ اونکی دلپر ہوا ہوگا اوسکو وہی جانتے ہونگے
اقول جو صدمہ کہ اونکو از راہ بدیہی یا اوزنی یقینی ہوا یا اوسکو وہی جانتی ہونگے
یا کچھہ آپ ہی جانتی ہونگے جو بدیہیون اوزنی یقینیونکے ہوا خواہ ہین قوله
یا وہ عاشق جانی جسکا معشوق اقول وہ عاشق کامل افلح خوشخصال اور
معشوق اونکی سراپا غنج و دلال جانتی ہونگی ہم سابق مین لکھہ چکی ہین کہ عشق جنون
اور ہر عاشق دیوانہ ہی اور ہر معشوق بقول ابن جوزی ما نعقد بالاجماع ہی پس
اطلاق عشق کہ خلاف عرف قرآن و حدیث ہی ایسی مقامات پر بدعات
فرق ضالہ صوفیہ سی ہی جو حضرت مخاطب کے پیر ہین قوله ای بھائیو اول
ذرا پیغمبر صاحب کی محبت پیدا کرو اقول ای سنیونکی بھائیو اول ذرا خدا سے
محبت پیدا کرو اور جانو کہ مردان خدا راہ خدا مین ہر تکلیف و ایذا کو عین راحت
سمجھتے ہین اوس مثل ابو بکر اوسپر رونی پیٹنے چلاتی نہین ہین او پہر کچھہ محبت پیغمبر کو

بیداکرو تا اونکی اور اونکی اولاد اور احفاد کی موذیون سی تبرّا کرو شیعونکے
دل اونحضرتؐ کی دشمنون کی ظلم و بیداد سی چلنی چہنی ہوئی ہین یاد رہنا چاہئین کہ ع
بدکردن شمرؔ ہم ز بدکردن اوست ✽ خون شہدا تمام برگردن اوست ✽
شیعونکی درد دل اور سوز و گداز کی تمکو کیا خبر ہی اونکا محرّم تمہاری عید ہے
اونکا ماہ غم تمہاری خوشی کی کلید ہی ع تو نازنین جہانی و ناز پروردہ ✽
ترا ز راز نہان و نیاز ما چہ خبر ✽ چو دل بمہر نگاری نہ بستۂ ای مہ ✽ ترا ز حالت
سوز و گداز ما چہ خبر ✽ **قوله** ای شیعیان پاک ذرا مہربانی کرکی اقول ای
سنّیان بی باک از نجاست مشرکان ناپاک ذرا مہربانی فرماکی اپنی گرو جبیعاب
کی موشگافیون پر غور کرو کہ ابوبکر کے حزن و غم بیدینی کی تاویل مین کیا کچہہ باتین
بنائین اور مدار حزن اسجگہ اسپر ٹہرایا کہ جسکا مقام اونکی نزدیک اس دار فانی
ہی مین عرش و کرسی تہا وہ غار تنگ و تار مین تہا اور ماہ نبوّت چند ساعت
ابر استتار مین تہا کہ جس سی ابوبکر کی نگاہ مین دنیا تیرہ و تار ہوگئی تہی اسی سبب سے
روتی پیٹتی چلاتی تہے لیکن حیف ہی کہ روز سقیفہ کے باوجود ایسی غروب ہونے ماہ نبوت
کے کہ پہر تا قیامت طلوع نہوگا کچہہ نہ روئی اور نہ چلائی بلکہ جو لوگ فرط غم سی
منکر موت ہوئی اونکو سمجہا بوجہا کر اپنی ساتہہ لیا اور نعش مطہر کو بی غسل و
کفن چہوڑ کر فکر خلافت مین دوڑی اور شریک تجہیز و تکفین نہوئی کما فی
الملل والنحل ع الغرض مخاطب نی سبب حزن مین یہان بناڈہکوسلا نکالا ور
جو سبب اصلی حزن تہا یعنی خوف کفار بصد اضطراب کبہی اوسکا اقرار کیا
اور کبہی انکار تا بیدینی و سنی یقینی ابوبکر پایہ ثبوت کو نہ پہونچی مگر الحمد للہ

ع ملل ونحل نام کتاب ہے

اگر ساری تقریر مکر و فریب اونکی خاک مین مل گئی اور ہمنی ہر طرح سے انکی دعوی
اور بے یقینی اونکی کو سنیون کی معتبر کتابون سے ثابت ہی کر دیا اب اہل انصاف
سے امید ہی کہ ذرا متوجہ ہو کر رنگ برنگ کی سحر بیانیون اور چرب زبانیون
کو اہل سنت کی سنین اور چاہین او سپر تحسین اور آفرین کرین اور چاہین ہزار
نفرین چنانچہ اسمقام پر گاہی دعوائی یقین کا ابوبکر حفظ و حراست لیجا اور
سلامتی خیر الانس و الجان کا ہی کہ وہ مستلزم عدم خوف ابوبکر ہی اور گاہی
اونکا خایف ہونا صدمہ رسانی کفار سے بیان ہوتا ہی اور کبہی مقتضائے بشریت
کہا جاتا ہی اور گاہی علت گریہ وزاری بہی خوف ٹہرایا جاتا ہی اور کبہی علت
اوسکی ماہ نبوت کا غار تیرہ و تار مین پوشیدہ ہونا اور کبہی سانپ کا کاٹنا
اور کوئی اسکا کچہہ خیال نکری کہ ایک دعوی کو چہوڑ کر دوسرا دعوی کیونکر
کرتی ہین اور ایک امر کا اقرار کرکی اوسکی منکر کیون ہو جاتی ہین اسلئی کہ یہہ امر
اسی خاص بحث کی لئی مخصوص نہین ہی بلکہ ہر کلیہ اور ہر جزئیہ مین اس
شان کا ظہور اور اس اختلاف بیان کا وفور ہی ابہی کیا ہی جب مباحث
خلافت اور امامت آوینگی تب اسکا تماشا دیکہنا کہ یہہ حضرات کیا کیا رنگ
بوقلمونی بدلتی ہین اور کیسی نئی نئی گل بوٹون سے تقریرونکو زینت دیتی ہین
ع شاہد دلربائی من میکند از برائی من + نقش و نگار و رنگ و بو تازہ بتازہ نو بنو
کبہی خلافت ابوبکر کو بحکم رسول اللہ صلعم کہتی ہین اور حضرت عمر کو اس قول سین کہ
ان لم استخلف فما استخلف من ہو خیر منی یعنی رسول اللہ صلعم کہ ...
صحیح مسلم کا ذب جانتی ہین کبہی بقیاس امامت صلوہ خلافت کو ...

بابوبکر کرتی ہین اور اس امامت صلوہ کو با وجود روایت صلوا خلف
کل بر و فاجر کبہی بحکم رسول اللہ اور کبہی بحکم عائیشہ صدیقیہ روایت کرتی ہین
اور صحاح ہین حدیث انکن کصوبحیات یوسف کی بہی تصحیح کرتی ہین
اور جب اس سب سی کچہہ کام نہین نکلتا ہی تو بلا چاری متمسک باجماع امت
ہوتی ہین اور جب اجماع کا بہی ثبوت بتخلف بنی ہاشم بتصحیح روایات مسلم وغیرہ
الی ستۃ اشہر نہین ہوتا ہی تو فقط بعیت عمر اور ابو عبیدہ جراح کو واسطے
ثبوت خلافت کی کافی اور وافی جانتی ہین کما صرح بہ التفتازانی فی شرح المقاصد
طرفہ یہہ ہی کہ خود ہی حضرت خلیفۂ خلیفہ ساز بلا حجت و دلیل بعیت بہی کرین
اور خود ہی اوسکو بعیت فلتہ ٹہراکی اوسکی فاعل پر حکم قتل بہی جاری کرین
یہہ ایک نمونہ ہی بسم اللہ خلافت کا اور آگے گے تو بڑی بڑی کہیل اور بڑے بڑے
تماشی ہین کہ خلیفہ صاحبونکی خلافت مانع شراب خواری اور زناکاری نہین شیخ
شرح وقایہ مین ہی کہ خلیفہ صاحب پر حد شرب خمر نجاری کیجاویگی اسلئے
کہ موجب ہتک دین اسلام ہی ایسی اسلام کو سلام کہ جسکے خلیفہ صاحب
شارب الخمر ہون **قولہ** جب حضرات امامیہ نی دیکھا کہ حزن و خوف کے
اثبات سی **اقول** استغفر اللہ کیسی محبت بلکہ حزن و خوف باوجود دیکہنی
آیات خدا کی محض بے دینی اور نبی یقینی پر دلیل ہی کما فصلنا **قولہ**
تب اس دعوی کو چہوڑ کر **اقول** بالکل دروغ بیفروغ ہی آج تک کوئی امامیہ
منکر خوف ابو بکر نہین ہوا بلکہ تمہاری کتابونسی ثابت کیا کہ بجزع و فزع
مظہر خوف ہوئی پہر شیعون کا کلام یہ ہی کہ اگر یہ خوف کہ جسکے مظہر ہوئے

خدع و فریب تہا تو دلیل لے سکتے ہیں کہ پیشتر ہی سے کفار سے ملی ہوئی تہی
پس یہہ خوف تصنعی بہی اونکی ثبوت بیدینی کی لئی کافی ہے اور اگر خوف
حقیقی تہا تب بہی بسبب عدم تصدیق قول خدا و رسول کی اور عدم ایمان
با یات خدا ثبوت بیدینی و نفی تقیّنی کی لئی کافی ہے **قوله** بلکہ واسطی افشای کمین کی
راز کی جزع و فزع کرتی تہی **اقول** جزع و فزع کرنا تو ہر طرح سے واسطی
فاش کرنی راز ہی کی تہا خواہ خوف حقیقی ہو خواہ تصنعی ہو تصنعی مین پیشتر
سے ملی ہوئی تہی خوف حقیقی مین اب بذریعہ افشای راز ملنا چاہتی تہے
الغرض خود خوف کذائی ایک جرم و بیدینی ہی اور جزع و فزع کرنا واسطے
افشا راز کے جرم دیگر پس اثبات ایک جرم بیدینی سے انکار جرم بیدینی دیگر
لازم نہین آتا ہی **قوله** جیساکہ رسالہ حسینیہ مین ہی **اقول** صاحب رسالہ حسینیہ
منکر خوف ابوبکر نہین ہین بلکہ اوّلاً اونکا مظہر خوف ہونا اور اس خوف کا معصیت
و بیدینی ہونا ثابت کیا ہی اور ثانیاً غدر اور خیانت اونکی بغو غا و فریاد
واسطی افشاء راز خدا و رسول صلعم کی بیان کیا ہی کہ یہہ دوسری بیدینی ہے
پس اسمقام پر یک نشد دو شد کہنا چاہیی نہ یہہ کہ ایک دعویٰ چہوڑنا
اور دوسرا اختیار کرنا ہی **قوله** مُلّا حضر مشہدی نے لکہا ہی **اقول**
ان مُلّا کو ہم نہین جانتی مگر اس بات کو مانتی ہین مصدق اسکا سانپ کا تنا
ہو سکتا ہی ورنہ کیا وجہ ہی کہ جسوقت مین حیوانات کیا نباتات تک تابع
فرمان تہی چنانچہ روضۃ الصفا مین درخت ببول کا در غار پر آگ کر سد راہ کفار
ہونا اور کبوتر ونکا انڈی دینا اور مکڑی کا جالا تننا لکہا ہی پس اسی وقت مین سانپ نے
جو کیون نافرمانی کے اور
کیون

ئیون اینذا پہنچانی ہی دلیل اوپر فساد نیت ابوبکر کی ہی نسبت یا فشائی راز
منظور نظر خلیفہ صاحب کے تہا یا بھاگ جانا کیونکہ بھاگنی مین تو بڑے
اوستاد تہی اور بڑی مشاق تہی جب لڑائیونکی مجمع عام مین فرار کو قرار بتقدم
جانتی تہی تو غار مین کب عار سمجھتے پس ملای مشہدی نی تسامح کیا کہ فقط بجای
اظہار امرہ لکہا اور اوپر بدلے الفرار من الغار نہ لکہا **قولہ** اسکی جواب مین ہماری
زبان سی کوئی بات نہین نکلتی **اقول** کہا تک نہ بان سی بات نکلی گی بقدر مقدور
آپ نی مثل ابوبکر کی باب غار مین بہت غل مچایا اور گویا جبل ثور کو اپنی سر پر
اوٹھایا لیکن آخر کار خطاب سراپا عتاب قال اخسئوا فیہا ولا تکلمون جناب
پروردگار سی پہنچا پھر اب کیونکر مونہہ سی بات نکل سکی اور حکم مالک سی کیا زور
چل سکی فالحمد للہ الذی افحم الاعادی فلا یستطیعون قیلا و
ماجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا شیعیان علی ابن ابیطالب علیہ السلام
کی کل باتین حکیمانہ علی النہج القویم و ملہم من اللہ العزیز الحکیم ہین و من یؤت
الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا کاش پہلی ہی سی یہہ سمجہی ہوتی کہ شیعونکی
سخنان لاجواب کا جواب ہمسی نہو سکیگا تو اسقدر زق زق اور بق بق کیون
کی اور کیون اپنی سر پر ایک جہان کی خاک اوڑائی اور نا حق اپنی ثلثہ کا نفاق
پوشیدہ سب پر عیان کرایا ؎ ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد ؛ ساعد سیمین خود را
رنجہ کرد ؛ **قولہ** اگر از شرق تا غرب **اقول** فی الحقیقت اگر سنیان
شرق و غرب جمع ہون تو شیعون نی جو عقدی خلافت ثلثہ مین ڈالی ہین و حل نہ سکے
یہہ شیعون ہی کا کام کہ سنیونکی گرہین کہولکر جو لین ڈہیلی کردیتی ہین چنانچہ

آپکی مولا شاہ جی کی مکر و فریب کی قلعی ہمنی اونکی نقل عبارت اور مولانا
شوستری رح کی نقل عبارت سی کہولدی کہ جو شخص دونو عبارتون کو ملاویگا
اوسپر صاف کہل جاویگا کہ آپکی مولا جی ہی پہلی لمبر کی اور خود آپ دوسری
لمبر کی جعل ساز ہین اسلئی کہ اونہون نی یہہ فریب کیا کہ نقل عبارت مولانا
شوستری نہین کی اور آپ نی یہہ فریب کیا کہ نقل عبارت اپنی مولا جی
کی نکی تا کہ ایسا نہو کہ کوئی دونو عبارتون کو ملاکی کذب شاہ جی کو سمجہ لے
مگر الحمد للہ کہ ہمنی بخوبی سمجہا دیا پہر اگر اسپر بہی کوئی نسمجہے تو اوسکی سمجہ پر
پتہر پڑین بس اگر غرارت نام نہین دغا بازیون کا ہی تو پہر ہماو غرارت
علم علمای اہلسنت کی قایل ہونی مین کیا عذر ہو سکتا ہی **قولہ فی**
الحاشیہ شیخ صدوق کی بناوٹ ہی یا ملا مجلسی کی تہمت ہی اسلئی
کہ کسی اہلسنت نی اب تک دعوی نہین کیا **اقول** نہ کسی کی بناوٹ
ہی نہ تہمت ہی بلکہ تہمت اوسی کی ہی جو بیدلیل مدعی تہمت ہی اور
دعوی نکرنا کسی اہلسنت کا شہادت علی النفی ہی جو کسی طرح قابل قبول
نہین خصوصاً غیر عدول سی ہان اگر صدوق رح اسکا دعوی کرتی کہ یہہ
امر مجمع علیہ اہلسنت ہی یا کتب اہلسنت مین مرقوم ہی تو آپ بطاہر
کہہ سکتی کہ کسی کتاب مین موجود نہین ہی یہان تو بیان ایک مناظرہ خاص کا ہی
بہ نسبت ایک ناصبی خاص کے کہ جسنی بعض شیعہ سی یہہ گفتگوی باطل کی تہی اور
ضرور نہین ہی کہ کل اہلسنت کی نزدیک یہی قابل اعتبار ہو در کل فرقہ سی ہی
حماقت مین گرفتار ہو و مندرج فی الکتب اوئی رستد و اسنی الخطب بہی کرین ہان اگر

اوس ناصبی مناظر کی کوئی کتاب خاص اس قسم کی مناظرات کی آپکے ہاتھہ
لگی ہوتی اور اوسمین یہہ تقریر نہ ہوتی تب بہی فی الجملہ آپکی سخن کو گنجایش
ہوسکتی ہر چند ہم کہسکتی تہی کہ جایز ہی کہ اس مناظرہ خاص کو اوسنے
نہ لکہا ہو اور کیونکر لکہتا حالانکہ امام علیہ السلام کی طرف سی جواب دندان شکن
پا چکا تہا پس بظاہر وہ ناصبی اس زمانہ کی لوگونسی باحیا تر تہا کہ باوجود جوابہای
دندان شکن پانی کی پہر اونہین لتہ ہائی کہنہ کو دہو دہو کر اپنی آگی کہتی ہین

قوله فیہا اگر یہہ کہا جاوی کہ مراد نواصب سی خارجی دشمن اہلسنت ہین

اقول خارجی ناصبی اہلسنت خواہ آپسمین دشمن بنین یا دوست ہم تینونکو
مثل ثلثہ کی ناصب علی اور اہلبیت طاہرین جانتی ہین کلام اسمین ہی کہ جب خود
آپ صدر روایت مین ناقل ہین کہ مبتلا شدم بمباحثہ بدترین نواصب اور
یہہ نہین ہی کہ بدترین خوارج تو کیا ضرورت داعی اسکی ہی کہ نواصب سے خوارج مراد
لئی جاوین اور اہلسنت نہ مراد لئی جاوین باوجودیکہ متن حدیث مین
تصریح اسکی ہی کہ وہ ناصبی مثل اہلسنت کی بحدیث موضوع الخلافۃ ثلثون
سنۃ بعدی کا قایل تہا اور ظاہر ہی کہ خوارج اس حدیث کی کب قایل ہین پس
نواصب سی خوارج مراد لینا کمال دانشمندی مخاطب خوش فہم ہی اب ہم
مخاطب سی یہہ پوچہتی ہین کہ اگر اپنی تئین نواصب سے نہین جانتی ہین تو اونکا
کہنا کہ اہلسنت نی اب تک یہہ دعوی نہین کیا کہ پیغمبر صاحب ابوبکر کو اونکی
ماری جانی کی خیال سی غار مین لیگئی ازنکو کیا مفید ہی اسلئی کہ مناظرہ
مذکورہ تو ساتہہ بدترین نواصب کی تہا نہ ساتہہ بدترین اہلسنت کی

اور اگر مخاطب اپنی تئین نواصب سی جانتی ہین والامر فی الواقع کذلک اور
اسی وجہ سی تحاشی نواصب یعنی اہلسنت کی اس قول سی کرتی ہین تو یہہ بہی
مخاطب کی لئی کچہہ مفید نہین ہی اسلئی کہ کل نواصب اہل سنت کا قایل ہا قول
باطل ہونیکا کسی نی دعوی نہین کیا ہی بلکہ ذکر ایک ناصبی خاص کے قایل ہونی کا
ہی جو بدترین نواصب سی تہا پس آپکی شہادت اس بات پر کہ وہ ناصبی خاص
بہی اسکا قایل نہ تہا یہہ ہی شہادت علی النفی ہی جو کسیطرح قابل قبول نہین
ہو سکتی کما فصلنا سابقًا **قوله** فیہا تو وہ بہی بعید از قیاس ہی **اقول**
جب ناصبی سی خارجی مراد لینا ہی بوجہ ہی اور خلاف صدر او متن حدیث
ہی تو آپکا بعید از قیاس کہنا بنائی فاسد علی الفاسد ہی علاوہ اسکی جواب
تنزلی یہہ ہی کہ بعید از قیاس کہنا بعید از قیاس ہی قیاس خوارج کا
نواصب پر بمقتضای الکفر ملة واحدة اسطرح پر کر سکتی ہین کہ کیون نہین
جائز ہی کہ وہ خارجی مثل ناصبیونکی حدیث الخلافة ثلثون سنة کا قایل ہو
اور جسطرح نواصب حدیث متواتر اثنا عشر خلیفة بعدی بعدد نقباء
بنی اسرائیل کی تاویل بتعمیم خلافت از راشدہ وغیر راشدہ کرتی ہین
اوسیطرح وہ خارجی بہی حدیث ثلثون سنة کو تاویل کرتا ہو اور جب نواصب کے
بلکہ اونکی خلیفہ زادی عبد اللہ عمر کو امثال یزید سی بیعت کرنیمین اور اوسکو
خلیفہ بنانیمین گو غیر راشد کہین کچہ باک نہو تو اوس خارجی کو خلافت جناب امیر ع
علیہ السلام مین کیا تامل ہو سکتا ہی کہ معاذ اللہ اپنی زعم باطل مین غیر راشد ہی کہے
پس بنا بر اسکی تقریر جواب امام علیہ السلام باحسن وجہ تمام ہی اور اگر کوئی ناصبی

مثل مخاطب کی اوس خارجی کیطرف سے کہی کہ غیر راشد کا ہمراہ لینا کچھ ضرور
نہ تھا تو ہم اولاً کہینگے کہ وہ خارجی سوای ابوبکر کے سبکو تو غیر راشد
نہین سمجھتا پس جسکو وہ مثل ابوبکر کے راشد سمجھتا ہی اوسکو کیون نہ حضرت
نے ہمراہ لیا بنابر اسکی پھر بھی جواب امام علیہ السلام کا تمام رہا اور ثانیاً
ہم کہتے ہین کہ غیر راشد مین کیا عیب ہے کہ ساتھ نہ لیا جاوی علاوہ کہ خلیفہ
رسول اللہ کو بنابر اصول مذہب اہلسنت کے فسق و فجور کرنا خود جائز ہی اور فسق
و فجور باعث عزل خلیفہ صاحب نہ مین ہو سکتا ہی چنانچہ صاحب شرح وقایہ
فقہ حنفی مین تصریح فرماتے ہین کہ امام صاحب پر حد شرب خمر جاری کرنا چاہیے
کہ موجب ہتک اسلام ہی اگر آپکو اعتبار نہو تو شرح وقایہ کتاب کمیاب نہین ہی
بلکہ دست فرسود اطفال دبستان ہی کسی لڑکے کی ہاتھ سے لیکر دیکھ لیجیے
ہمکو بڑا تعجب ہے کہ شراب خواری اور زناکاری امام صاحب کی تو موجب ہتک
اسلام نہو اور حد جاری کرنی موجب ہتک ہو جاوی بہر تقدیر جب خلافت
اور امامت کے ایسی مدارج عالیہ ٹھہری کہ حد شرع اونسے ساقط کی گئی تو غیر راشد
کے ساتھ لینی مین کیا نقص تھا کیون نہین جائز ہی کہ خلفاء کی لئی مثل
اصحاب بدر کی ایک حکم خاص اعملوا ما شئتم کا کیا گیا ہو یعنی زنا اور لواطہ
ساتھ بنین اور بنات کی اور شراب خواری اور قمار بازی اور دست درازی
اوپر اخوات اور امہات کی جو فعل قبیح اور شنیع جا ہو کرو سب تمکو معاف ہے

قولہ فیہا ء صاحب تقلیب المکائد کی اولاد اور احفاد سے **اقول** الحمد للہ
کہ صاحب تقلیب نے بنقل عبارت قاضی علیہ الرحمہ آپکے بڑے گروہ کی

کی بناوٹ ثابت کرکی اونکی مونہہ مین تھوک دیا اور اونکی اولاد اور حفاد
ابقاہم اللہ نی آپ کے چھوٹی گروجی کی پیٹھہ پر تھوک دیاکر اونکی کتاب
کی دہجیان اوڑادین اب بغیر از جواب مقتضا منگائی ہوئی اونکا ذکر
زبان پر لانا بعید از حیای عثمانی ہی بہرکیف بناوٹ شیخ صدوق اور مجلسی
علیہما الرحمہ کی تمسی ثابت نہوسکی اور تمہارا دعوی بی دلیل اور پوچ اور لچر
ہوگیا اور ہمنی بناوٹ تمہاری اور تمہاری خاتم المحدثین بالتحقیق کی نجیبی
بنقل عبارت ثابت کردی پس امثال مجلسی و شوستری کذب و افترا سی بری
اور تم اور تمہارا غوی دہلوی انہی کی کذاب و مفتری ٹہر گئی **قال**
المخاطب العمقام ہداہ اللہ سبل السلام نوان اعتراض
نوین فضیلت پر ہے اوپر ہمنی بیان کیا ہی کہ جب ابوبکر صدیق محزون اور
غمگین ہوئی اور اونکو کسی قدر اضطراب ہوا تب اللہ جل شانہ نی اپنی تسلی
اونپر نازل کی جسکا بیان خدا نی ان لفظونسی فرمایا ہی کہ فانزل سکینتہ
علیہ اسپر حضرات امامیہ چند طرح سی اعتراض کرتی ہین اول یہہ کہ علیہ
کی ضمیر راجع طرف پیغمبر خدا کی ہی نہ ابوبکر صدیق کی اسلئی اسکی یہہ معنی ہین
کہ نازل کی تسلی اپنی خدا نی اوپر پیغمبر ص کے جواب اوسکا یہہ ہی کہ حزن و
خوف تو ابوبکر صدیق کو تہا نہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو پس اگر علیہ
کی ضمیر راجع طرف پیغمبر خدا کی ہو تو آیت کی یہہ معنی ہونگی کہ جب ابوبکر صدیق
کو خوف اور اضطراب ہوا تو پیغمبر ص نے اونسی کہا کہ کچھہ غم نکر واللہ ہمارے ساتھہ
ہی پس خدا نی اپنی تسلی پیغمبر ص پر نازل کی اس عبارت نی جوڑ اور بی ربط

کو دیکھہ کر کون شخص ہی جو نہ بہکیگا اور کسکو اسپر تعجب نہوگا کہ خوف اور اضطراب تو ابوبکر کو ہوا اور پیغمبر خدا صلعم اونکی تشفی کرین اور خدا کی تسلی پیغمبر صاحب پر نازل ہوا اگر حضرات امامیہ یہہ فرماوین کہ پیغمبر خدا صلعم کو بہی خوف تہا اسلئے خدانی اونپر تسلے نازل کی اوسکی جواب مین ہم کہینگے کہ حضرات امامیہ جب ابوبکر صدیق پر خوف کی سبب سے طعنہ جُبن اور نامردی کا کرتی ہین تو پہر آپ وہی خوفکو کس منہہ سی حضرت صلعم کیطرف منسوب کرتی ہین اور اگر ہم حضرت کا خائف ہونا تسلیم بہی کرلین اور واسطی ازالۂ خوف حضرت کی تسلی کا نزول حضرت پر قبول کرین تو عبارت آیہ کی لایق اصلاح معلوم ہوتی ہی یعنی بجائی ان لفظونکی جو خدانی فرمائی کہ اذ یقول لصاحبہ لاتحزن ان اللہ معنا فانزل اللہ سکینتہ علیہ کے اسطرح پر الفاظ آیت کی ہونی چاہئی تہی کہ فانزل اللہ سکینتہ علیہ فقال لصاحبہ لاتحزن کہ پہلی خدانی اپنی تسلی حضرت پر نازل کی اور جب حضرت کو اطمینان کامل ہوگیا تب حضرت نی ابوبکر سی کہا کہ کچہہ غم نکرو خدا ہمارے ساتہہ ہی ورنہ آیت کی لفظونسی تو یہ معنی جو حضرات شیعہ کہتی ہین نہین بنتے اسلئے کہ پہلی الفاظ اسی صاف یہہ معنی ظاہر ہوتی ہین کہ پیغمبر خدا صلعم نے ابوبکر کو محزون دیکہکر فرمایا کہ لاتحزن ان اللہ معنا کہ کیون محزون ہوتی ہو خدا ہمارے ساتہہ ہی پس حضرت کے اس کہنی سی خدانی اپنی تسلی ابوبکر پر نازل کی تا کہ اونکا حزن و غم جاتا رہی پس اے یارو سوچو کہ آیت کی معنی اسطرح پر بنتی ہین جو ہم کہتی ہین یا اوسطرح جو تم کہتی ہو دوسرا اعتراض کہ اللہ جل شانہ کو ابوبکر

صدیق پر تسلی نازل کرنا منظور ہوتا تو صرف پیغمبر خدا کا ذکر کرکے ابوبکر کا ذکر
کرتا اسلیئے کہ خدا نے بغیر شرکت رسولؐ کے کبھی کسی پر تسلی نازل نہین کی چنانچہ
قاضی نور اللہ شوستری نے اس تقریر کو درضمن حکایات مفیدہ شیخ مفید
کے نہایت آب و تاب سے لکھا ہی اور اس تقریر کو عسیر الجواب سمجھ کر
یہہ فرمایا کہ چون این سخن بگوش ناصبان شنید باعث حیرت ایشان گردید
و در حیلہ خلاصی از ان جان ایشان بلب رسید اور حسب تقلیب المکاید نے
اوسکو اپنی کتاب مین بلفظہ نقل کرکے اسپر بڑا ہی ناز کیا ہی چنانچہ ہم
اوس عبارت کو بلفظہ لکھتے ہین اور اہل انصاف سے التماس کرتے ہین کہ ذرا
غور کرین کہ قاضی صاحب نے اپنی صدق طبیعت سے کیسے جھوٹے موتی نکالکر
اپنے مقلدین کی نذر کیئے ہین اور وے بھی اونکو گوہر گران بہا سمجھ کر درۃ التاج
بنائے ہوئے ہین کوئی آنکھہ کہولکر نہین دیکھتا کہ اونکے موتی جھوٹے ہین یا سچے
و ہو ہذا آنچہ کاشف صحت بیان مذکور تواند بود آنست کہ مقتدایان سابق
ما رضوان اللہ علیہم افادہ فرمودہ اند کہ خدای تعالی ہرگز در ہیچ جا کہ تسلی از اہل
ایمان با حضرت پیغمبر بودہ اند انزال سکینہ نمودہ الا آنکہ نزول آن را شامل جمیع
ایشان داشتہ چنانچہ در بعضی آیات فرمودہ کہ یوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن
عنکم شیئا وضاقت علیکم الارض بما رحبت ثم ولیتم مدبرین ثم انزل اللہ
سکینتہ علی رسولہ وعلی المومنین و در آیہ دیگر گفتہ فانزل اللہ سکینتہ
علی رسولہ وعلی المومنین و چون با آنحضرت غیر از ابوبکر در غار نبود لاجرم
خدای تعالی آنحضرت را در نزول سکینہ منفرد ساخت و او را بان مخصوص گردانید

و ابوبکر را با و شریک نکرد و گفت فانزل الله سکینته علیه و ایده
بجنود لم تروها پس اگر ابوبکر مومن می بود بایستی که خدا تعالی درین آیه
او را جاری مجرای مومنان می نمود و در عموم سکینه داخل می فرمود قوله
بنابرین نزول سکینه مخصوص او شده باشد و ابوبکر بواسطه عدم ایمان از فضیلت
سکینه محروم مانده باشد و ایضا نص قرآنی ابا دارد ازان که در آیه غار سکینه
بر غیر رسول باشد خلاصہ اس ساری تقریر کا یہہ ہی کہ خدا نی جہان تسلی
مومنین پر نازل کی ہی تو وہان اول رسولؐ پر نازل کی اور بعدہ مومنین پر
کسی جگہہ فقط مومنین پر تسلی نازل نہین کی تو کیونکر ممکن ہی کہ غار مین پیغمبر صاحب
کو چہوڑ کر فقط ابوبکر پر تسلی نازل کی ہو پس اسی آیہ سی ابوبکر کا عدم ایمان
ثابت ہوا اسلئی کہ اگر وہ با ایمان ہوتی تو بشمول پیغمبرؐ کے ضرور اون پر بہی
خدا تسلی نازل کرتا لیکن یہہ دعوی قاضی صاحب اور اونکی مشایخ کا کہ یہہ
امر خلاف نص قرآنی کی ہی کہ تشفی فقط مومنین پر خدا نازل نہین کرتا محض
غلط ہی کسی آیت سی صراحۃً کیسا کنایۃً بہی تو یہہ بات نہین پائی جاتی کہ
تسلی سوائی پیغمبرؐ کی دوسری پر تنہا نازل نہین ہوتی اور اگر دو جا جگہہ
مومنین پر بشمول نبی اور رسولؐ کے تسلی نازل کرنیکا ذکر آیا ہی تو اس سے
انکار نزول تسلی سی بلا شمول رسولؐ کی مومنین پر لازم نہین آتا پس اگر فرض
کیا جاوی کہ کسی جگہہ قرآن مجید مین ذکر نزول سکینہ کا فقط مومنین پر ہوتا
تب بہی یہ اعتراض درست نہ تہا کہ خدا کی فضل سے نزول سکینہ کا فقط
مومنین پر بلا شمول رسول کی ہونا قرآن مجید مین مذکور ہی مگر حضرات امامیہ

مین سلفاً عن خلفٍ کوئی حافظ قرآن تو ہوا ہی نہین اور شاید قاضی صاحب
نی اور اونکی مشایخ کرام نی از اول قرآن مجید کو تمام عمر مین ایک مرتبہ
دیکھا تک نہین ورنہ اس زور و شور سی انکار نکرتے اور اس شد و مد
کی ساتھہ یہہ نہ فرماتی کہ خدای تعالی ہرگز در ہیچ جای کہ یکی از اہل ایمان
با حضرت بوده اند انزال سکینہ نہ نمود چنانچہ اب ہم حضرات ماتبہ کو
نشان دیتی ہین کہ نزول سکینہ تنہا مومنین پر بلا شمول پیغمبر صاحب
کی سورۂ انا فتحنا مین دو مقام پر مذکور ہی اگر شک ہو تو قرآن مجید
مین سی اس سورہ کو نکالکر دیکھہ لین کہ اللہ جل شانہ پہلی رکوع مین فرماتا ہی
ھو الذی انزل السکینۃ فی قلوب المومنین لیزدادوا ایمانا
مع ایمانھم اور پھر تیسری رکوع مین ارشاد کرتا ہی اذ یبایعونک
تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینۃ علیھم پس ای
مومنین ذرا غور سی ان آیتونکو پڑھو اور دس بیس قرآنونکو علاوہ اونکی
مین یہہ تو نہین لکہا ہی کہ ھو الذی انزل السکینۃ فی قلب رسولہ
و قلوب المومنین یا فانزل السکینۃ علی رسولہ و علیھم اگر عرب
سی عجم تک ہند سی ایران تک کسی قرآن مین علی رسولہ کا لفظ ہو تو
تم بہی تمہاری مجلسی سچے اور اگر کسی مین یہہ لفظ نہو اور ایران اور کوفہ
کی قرآنون مین بہی فانزل السکینۃ علیھم لکہا ہو تو پھر تم ہی انصاف
کرو کہ تم اور تمہاری قاضی اور اونکی متقدمین و مشایخ جہوٹہی ہین یا سچے
ای یارو افسوس کرنی کی بات ہی کہ صدہا برس گذر گئی کہ مباحثہ ہوتا ہی

اور آج تک کسی نی سورۃ الفتح کو نکال کر بہی نہ دیکہا اور فانزل السکینۃ
علیہم پر خیال نہ کیا اور ابتک اونہین قاضی صاحب کی جہوٹہی قول پر
نازہی اور اونکی تفضیلت اور قابلیت پر افتخار ہی اور سب سے زیادہ
افسوس اس پر ہی کہ حضرات امامیہ جنمین سی دوچار ہی ایسی شخص نکلینگے
جنکو قرآن کی سورتونکی نام بہی یاد ہون اور دو ایک ہی ایسی ہونگے جنکو
انّا انزلناہ اور قل ہو اللہ کی سوائی کلام اللہ کی دوچار رکوع حفظ ہون
ورنہ خدا کی فضل سی سب کے سب قرآن شریف سی بیخبر کلام اللہ سی ناواقف
اور با این ناواقفیت یہ شوخی کہ اہل سنت و جماعت کے مقابلہ مین قرآن شریف
کی سند پیش کرتی ہین جنکی زبان پر ایک ایک لفظ قرآن مجید کا اور جنکی
دلمین ایک ایک حرف کلام اللہ کا لکہا ہوا ہی پس یہ غلطی قاضی صاحب
اور اونکی مشایخ کبار سی قرآن مجید کی ناواقفیت سی ہوئی ہی اسلئی ہم
اونکو معذور سمجہتے ہین اور اونکی غلطی سی درگذر کرتی ہین تیسرا اعتراض
کہ اگر ضمیر علیہ کی فانزل اللہ سکینتہ علیہ مین راجع طرف نبی کی
ہو تو تخلل فی الضمائر لازم آتا ہی اسلئی کہ پہلی حتی ضمیرین اخرجہ اور لصاحبہ
وغیرہ مین ہین وہ سب رسول کیطرف راجع ہین اور پہر آگی جو ضمیر وایدہ
مین ہی وہ بہی راجع طرف پیغمبر کی ہی تو کیونکر ممکن ہی کہ ضمیر علیہ کی
بیچ مین راجع طرف ابوبکر کی ہو جواب اوسکا یہہ ہی کہ اول تو ضمیر کا عود
چاہئی کہ اقرب مذکورات کیطرف ہو سو اس مقام پر ابوبکر ہین اسلئی
کہ اونہین کیطرف لصاحبہ کا اشارہ ہی دوسرے تخلل ضمیر جب مضر ہی کہ وایدہ

عطف ہو فانزل اللہ پر حالانکہ وایدہ عطف ہی اوپر فقد نصرہ اللہ
پر پس تخلل ضمیر بھی واقع نہیں ہی تیسری تخلل سے فی الضمیر قرآن مجید مین
اکثر جگہ ہی جیسا کہ ان الانسان لربہ لکنود وانہ علی ذلک
لشھید الخ مین ہی پس جو اعتراض نزول سکینہ کا ابوبکر پر تھا رد ہوا
وبفضلہ تعالی نازل ہونا تشفی کا ابوبکر پر ثابت ہوا اور جو کچھہ قاضی صاحب
اور ملا صاحب اور اونکی مشائخ اور مقلدین نی لکھا پڑھا تھا وہ سب
باطل ہوا اور اوسکی بیہودگی اور سفاہت کا حال بھی سب پر ظاہر ہو گیا
اور نہ فقط ہم اہل سنت ان اعتراضات کو بیہودہ سمجھتے ہین بلکہ بعض حضرات
امامیہ کہتے ہین کہ شرما کر اقرار کرتی ہین اسکی سفاہت کا جیسا صاحب
مجمع البیان طبرسی نی اپنی تفسیر مین لکھا ہی وقد ذکرت الشیعۃ فی
تخصیص النبی فی ہذہ الآیۃ فی السکینۃ کلاما ربنا الاضراب عن ذکرہ
احری لئلا ینسبنا ناسب الی شیء کہ شیعون نی اس آیت مین تسلی کو پیغمبر صاحب
کی ساتھہ مخصوص ہونی پر ایسی باتین لکھی ہین کہ ہم اونکا نہ لکھنا ہی مناسب
سمجھتے ہین تاکہ کوئی کہنی والا ہمکو بھی کچھہ کہنے نہ لگی پس ان علامہ کی
لفظونسی صاف ظاہر ہی کہ وہ باتین جو شیعہ ذکر کرتی ہین ایسی لوچ
اور بیہودہ ہین کہ انکو بیان کرنی سی اوسکی شرم آتی ہی غرض کہ اب اچھی
طرح پر معلوم ہو گیا کہ ان آیتون سے وہ فضائل حضرت ابوبکر صدیق کی
ثابت ہوتی ہین جو اوپر ہمنی بیان کئی اور جو اعتراضات شیعونکی ہین
وہ بالکل لوچ اور بیہودہ ہین اور سیاق آیت بھی اسی پر شاہد ہی اسلیئی

کہ اگر ان آیتون مین ابوبکر صدیق کی ذکر کرنی سی انکی رفاقت اور نصرت کا بیان منظور نہوتا تو یہہ کوئی موقع انکی نفاق کی اظہار کا نہہا کہ یہہ بابت خود حضرات امامیہ جانتی ہین اور دل مین سمجھتے ہین مگر صرف اپنی مذہب کی تعصب کے سبب سی ایسی صریح اور صاف آیت سی انکار کرتی ہین اور باوجود کہل جانی امر حق کی فضیلت افضل الصحابہ کا اقرار نہین فرماتی ہین اور اپنی سی آپکو ایسی آیات کی انکار سی مستحق جہنم بناتی ہین نعوذ باللہ من شرور انفسہم ومن سیئات اعمالہم یقول المتمسک

بولایۃ علی ابن ابی طالب علیہ السلام

جو کچھہ اوپر آپنی ظاہر کیا تھا تو وہین آپکی نیچی ہم جواب بہی داخل کر چکے اب جو یہان ظاہر کرتی ہین اوسکو بہی ہم مدخول کئی دیتی ہین اگر سکین باطن آپکی نہوگی تو پہر بہی العود احمد کی لئی ہم حاضر ہین محض کلام مضحکات فرجام آپکا اس مقام پر یہی ہی کہ اگر ضمیر علیہ کی راجع طرف رسول خدا کی کیجاوی تو ایسا اختلال معنوی پڑیگا کہ کلام خدا معاذ اللہ قابل مضحکہ و طعبہ ہوجائیگا کہ جو سُنی گا اوسکو ہنسی مین لائیگا بلکہ ایسا غلط فاحش اور لغو فاحش ہوجائیگا کہ اوسکی اصلاح دینی ضرور پڑیگی

جواب اجمالی

جواب اجمالی اسکا یہہ ہی کہ بعضی قدمائی مفسرین اہلسنت مثل زجاج وغیرہ کے مصرح اسکی ہین کہ ضمیر علیہ کی علی التعین راجع طرف رسول خدا ہی کی ہے اور اکثر مفسرین متقدمین و متاخرین معتبرین اہلسنت مثل قاضی بیضاوی جلالین وغیرہ کی مردد ہین درمیان اسکی کہ ہوسکتا ہی کہ ضمیر جناب رسول خدا صلعم

کیطرف پہری جیساکہ یہی احتمال اول ہی اور ہوسکتا ہی کہ طرف ابوبکر کی
پہری جیساکہ یہی احتمال ثانی ہی چنانچہ کل تفاسیر موجودہ اہلسنت مین
بعد لفظ سکینتہ و علیہ کی علی النبی موجود ہے پس جب کل متقدمین اور
متاخرین کے نزدیک ارجاع ضمیر علیہ طرف رسول خدا صلعم کی جائز ہوا بلکہ بعضو کے
نزدیک واجب اور کسی کی نزدیک یہ معنی قابل مضحکہ نہوئی تو اس صورت مین
ایسی معنونکو قابل مضحکہ کہنا حماقت اور جہالت اور نافہمی اور نادانی کل
مفسرین اہلسنت کی ثابت کرنا ہی اسلئی کہ ایسی معانی مضحکہ کے کلام خدا مین
مجوز ہوئی اور جب کہ مخاطب اپنی کل علماء کی ایسی بلاغت کا قایل ہوجاوی
تو ہماری نزدیک کچھہ قباحت اسمین نظر نہین آتی کہ شیعہ فقط بپاس خاطر
عاطر مخاطب کی کل قباحات سی قطع نظر کر کی جواز رجوع ضمیر کے طرف
ابوبکر کی قائل ہوجائین اور کہین کہ جسطرح جائز ہی کہ جناب رسول خدا ایک
نبی دین اور نبی الیقین کو کہ جسکو باوجود دیکھنی آیات خدا کی تسکین نہوا اور رونا
اور پیٹنا شروع کر دی بضرورت عدم افشاء راز تسکین فرماوین اسیطرح
خدا بھی رسول کو بھی جائز ہی کہ بضرورت عدم افشاء راز اوس نبی یقین کی
تسکین الجائی و جبری و قہری نازل کری تا غل مچاوی اور افشاء راز لازم نہ آوے
اور جسطرح کفار کو اندہا بہرا کردیا اوسی طرح ابوبکر کو بلجام سکون حرکت بیجا سی باز
رکہی اور گونگا بہرا بنا دی اور مصداق صم بکم عمی فہم لا یرجعون عمل مین
لاوی بہرکیف بغیر اثبات ایمان ثبوت فضیلت بکری مراحل دور ہی اب
جواب تفصیلی سنئی کہ جو معنی آپ قابل مضحکہ فرماتی ہین وہ ناشی ہوئی ہین

جواب تفصیلی

بر ایک

آپکی سوء فہم اور جہالت سی کہ ترکیب نحوی سی بہی آپ نی خبر نہین
بتصریح جملہ مفسرین مثل قاضی بیضاوی وغیرہ اِن لا تنصروہ شرط ہی کہ
جسکے جزا محذوف ہی اسلئی کہ فقد نصرہ اللہ ماضی بقدہی کہ صلاحیت
استقبال نہین رکہتی ہیں اول آپکے قاضی صاحب نی فسینصرہ اللہ محذوف
کیا ہی اور فرمایا ہی کہ فقد نصرہ اللہ بجای دلیل کے ہی کہ مقام جزا مین کہا گیا
و فیہ اصاب فیما قال اور ثانیاً فرمایا ہی کہ او ان لا تنصروہ فقد اوجب
اللہ لہ النصرۃ حین نصرہ فی مثل ذلک الوقت اور اس جگہ موشبہ کی ہو کر کہا
ہی اسلئی کہ فقد اوجب اللہ بہی ماضی بقدہی اسکو بہی صلاحیت وقوع جزا
نہین ہی چنانچہ محشیون نی اسکا مواخذہ کیا ہی بعد اسکی جناب باری نی
وقت فقد نصرہ اللہ کی بیان مین فرمایا اذ اخرجہ الذین کفروا
یعنی زمانہ ماضی مین وقت نصرت وہ تہا کہ جب کفار نی انکو ملجا بخروج
کیا تہا پہر فرمایا اذ ہما فی الغار بیضاوی صاحب فرماتی ہین کہ یہ بدل اول
ہی اذ اخرجہ سی یعنی وہ وقت نصرت غار مین تہا پہر فرمایا جناب
باری نی اذ یقول لصاحبہ بیضاوی صاحب فرماتی ہین کہ یہ بدل
ثانی ہے اذ اخرجہ سی یعنی وہی وقت نصرت وہ وقت تہا کہ جب
پیغمبر ہمارا اپنی ساتھی کو مخاطب بنہی لا تحزن فرماتا تہا پس محصل کلام
خدا یہ ہوا کہ جب ہماری پیغمبر کو کفار نی نکالا اور غار مین تہا اور انکی
رفیق نے توفیق کو شور و غل مچانی سے منع کرتا تہا تب نازل کیا ہمنی ایسے
وقتو نمین یعنی وقت خروج اور وقت غار اور وقت منع اپنی سکینہ کو

اپنی پیغمبر پر کہ وہ کسی وقت مین مثل ابو بکر کے مضطر نہوا اور خوف بیجا
اوسکو لاحق نہوا اور نہ رویا نہ چلّایا اور تائید اور نصرت اوسکی ملائکہ
کی کہ ہر چند ابو بکر درپی افشاء راز ہوا مگر ملائکہ نی چشم و گوش کفار کو کور
و کر کر دیا یہ ہین معنی صحیح اور درست مطابق تفاسیر اہلسنت کی پس ایسے
بیان بلیغ کو اگر کوئی نی جوڑ اور نی ربط کہی تو بجز اوسکی بیدانشی اور کج فہمی کے
کس چیز پر محمول ہوا اور اگر ایسی مربوط معنون پر ہنسی تو بجز دیوانگی اور جنون
سرشار کی کیا کہا جاوی قابل ہنسنی کے یہہ بات ہی کہ منظور خدا تو یہہ ہے
کہ اپنی پیغمبر ص کی نصرت کا حال اوقات اضطرار مین بیان فرماوی کہ ایسی ایسی
وقتونمین ہمنے اوسکی نصرت اسطرح پر کی کہ اوسکی دل کو ثبات و قرار دیا
کہ ہرگز مضطر نہوا اور خوف بیجا اوسکو لاحق نہوا اور تائید اوسکی ملائکہ کی
کہ اوسکی حافظ رہی اور بنا بر معنی ساختۂ مخاطب محصل یہہ ہوتا ہے
کہ ہمنی اوقات اضطرار اور اوقات نصرت پیغمبر مین ابو بکر پر تسلی نازل کی
بھلا ابو بکر پر تسلی نازل ہوئی اور نہوئی سہی اور پیغمبر ص کی نصرت سی کیا واسطہ
ہی کہ خدا کہی کہ ہمنی اوقات نصرت پیغمبر مین ابو بکر پر تسلی نازل کی کیا
خوب محتاج نصرت تو اور شخص اور صفت خلعت تسلی سی پہنی والی
دوسری صاحب ہوگئی اب ہم ابو بکر ہی کی قسم دیکر منصفان اہلسنت
سی پوچھتی ہین کہ تقریر نی جوڑ اور نی ربط اور قابل ہنسنی کی یہہ ہی یا وہ
تقریر جو ہمنے مطابق بہ ترکیب بیان کردہ مفسرین اہلسنت بیان کی
ہر چند بیان ہمارا الحمد للہ بہت واضح ہی مگر بلحاظ اسکی کہ تسکین مخاطب

بغیر نزول تسکین بر ابوبکر نہو سکتی ہم واسطی زیادتی توضیح کی کہتی ہین
کہ ہرگز ترکیب نحوی مساعد نزول تسکین بر ابوبکر نہین ہی اسلئے کہ حاصل
کلام اس مقام پر یہہ ہی کہ حضرت مخاطب نی فانزل اللہ سکینتہ
کو فقط متعلق باذ یقول لصاحبہ کیا ہی اور اذ یقول کو کلام مستانف
ٹھہرایا ہی غافل اس سی کہ اسمقام پر کلام خدا مین تین ۳ اذ واقع ہوی ہین
کہ باعتبار بدلیت کی آپسمین دست وگریبان ہین اور حکم واحد مین ہین
جیساکہ ہمنی عبارت قاضی بیضاسی بیان کیا پس اگر فانزل اللہ
جواب ہی ایک اذ کا تو ضروری کہ جواب ہو تینون اذ کا اور چونکہ
اذ اول وثانی مین لفظ صاحبہ کا نہین ہی پس ضروری کہ ضمیر علیہ
طرف رسول خدا کی پہری اور معنی کلام بلاغت نظام یہہ ہون کہ ان
تینون وقتون متقارب مین ہمنی اپنی رسول پر سکینہ نازل کیا اور انکی
تائید بملائکہ کی اور اگر فانزل اللہ جواب اذ نہین ہی تو ضروری کہ کہا جائے
کہ عطف ہی اوپر فقد نصرہ اللہ کی بفاء تفریعیہ یعنی خدائی نصرت
پیغمبرؐ اسطرح پر کی کہ اولاً انزال سکینہ اوسپر کیا اور ثانیاً اوسکو مؤید
بملائکہ حفاظ فرمایا الغرض اذ آخر کو حکم دونو اذ اول سی جدا کر دینا
نہایت ہٹ دہرمی ہی اور اگر فانزل اللہ فقط جواب اذ آخر ہی تو پہر
دونو اذ اول کا جواب کہان ہی سنی جوڑ اسی کو کہتی ہین جسمین ایک
بام دو ہوا لازم آتی ہی قولہ کسیقدر اضطرار ہوا اقول ہان اسیقدر
کہ رونی پیٹنی لگی اظہار جزع اور بیقراری کرنی لگی اور اگر غش مارا اور خوف

کفار سدّ راہ نہوتا تو شاید اضطرار باعث فرار بہی ہوتا مگر بیچارے ایسے
پہنسی تہی نہ جانی ماندن نہ پائی رفتن نہ یارای قرار نہ رای فرار
حضرت مخاطب خاطر جمع رکہیں کہ شیعہ کچہہ زیادہ اس سی نہیں کہتی ہیں مگر
بلکہ اسیقدر کو واسطی اثبات بیدینی اور بی ایمانی کے کافی سمجہتے ہیں
اسلئی کہ اگر وعدہ خدا اور رسول پر یقین ہوتا اور ایمان بآیات خدا کہ جسکو
اپنی آنکہوں سی پیہم دیکہتی تہی لائے ہوتے تو ہرگز باوجود منع رسول خدا
غلبۂ بکا اور قلق اور انزعاج نہوتا جیسا کہ ہم بیضاوی اور بروایت
ازالۃ الخفا صحیح مسلم اور بخاری سی ثابت کر چکی **قولہ** جسکا بیان خدا نے
ان لفظوں سی فرمایا **اقول** ہرگز خدا نے ان لفظوں میں ابوبکر کا نام
نہیں لیا بلکہ علیہ فرمایا ہی کہ جسکو آپ برخلاف کل مفسرین معتبرین اہل سنت کے
مخصوص بابوبکر کرتی ہیں **قولہ** اول یہ کہ علیہ کی ضمیر راجع طرف پیغمبر خدا
کی ہی **اقول** لاریب فیہ ورنہ وہ کلام جو اعلیٰ مرتبہ فصاحت و بلاغت
میں ہی بی جوڑ اور بی ربط اور بسبب تخلل ضمائر کی خلط و خبط ہوا جاتا ہی
کما عرفت و ستعرف **قولہ** حزن و خوف تو ابوبکر کو تہا **اقول** حزن و
خوف تہا یا نتہا اسکا حال علام الغیوب جانی مگر لاریب کہ باوجود دیکہنی
آیات خداوندی کی از راہ بیدینی اور بی ایمانی کی مظہر حزن خوف و اضطراب
و بیقراری و گریہ و زاری ہوئی جو مفضی بافشاء راز خدا و رسول تہا یہانتک
کہ جناب رسول خدا کو نوبت منع کرنیکی آئی **قولہ** تو آیت کی یہ معنی
ہونگی کہ جب ابوبکر کو خوف و اضطرار ہوا **اقول** محض دروغ بی فروغ اور

افتری علی اللہ ہی ہرگز کسی لفظ آیت کی یہ معنی نہین ہین کہ جب ابوبکر کو
خوف اور اضطراب ہوا افسوس ہی کہ آپ حضرت عثمان محرق القرآن
کی وقت مین بھی نہین تو وہ جلائی جاتی آپ پڑہائی جاتی معنی الفاظ
قرآنی کی ہم بیان کرچکی کہ جناب باری فرماتا ہی کہ ہمنی پیغمبر کی نصرت کی
جسوقت کہ کفار نی اونکو نکالا جسوقت کہ وہ غار مین تہی جسوقت مین کہ
اپنی ساتھی کو نہی حزن سی کرتی تہی بس ہمنی اپنی سکینہ کو اونپر نازل کیا
اور اونکی تائید ملائکہ کی فوجن سی جسکو آپ ... ذرہ بہی عقل ہوگی وہ اس طرز بیان
کو دیکھ کر کہیگا کہ انزال سکینہ کو علاقہ نہین اوقات سی تہا نہ یہ کہ جب
ابوبکر کو خوف اور اضطراب ہوا اس مقام پر تین اذ تو خدا نی اپنی پیغمبر
کی حال مین بیان فرمائی یہ چوتہا اذ کہان ہی کہ جسکا ترجمہ یہ کیا جاوی
کہ جب ابوبکر کو خوف اور اضطراب ہوا اگر اسیطرح اپنی دل سی عبارتین
بناتی ہین تو ہر شخص کو اختیار ہی کہ جو جی چاہی اپنی مطلب کی موافق بنالے
قولہ بی جوڑ اور بی ربط **اقول** ہمنی جوڑ اور ربط بخوبی ملا دیا کہ جس سی
ابوبکر کی طرف ضمیر پہیرنا محض بی جوڑ اور بی ربط ہوگیا **قولہ** کون شخص
ہی جو نہ ہنسیگا **اقول** بہلی اس بات کو اپنی قاضی اور جلالین سی تو پوچہو
جو ارجاع ضمیر طرف رسول خدا کا مقدم کہتی ہین پہر ہمسی پوچہیا تو ہم کہدینگی
کہ کوئی عاقل نہ ہنسیگا بلکہ وہ دیوانی اور مجنون ہنسینگی جنکو سیاق اور سباق
آیت سی خبر نہین ہی کہ ان لا تنصروہ سی لیکر تا اصاحبہ جناب رسول خدا
کی حال کا بیان ہوتا ہی اور سب ضمیرین اونہین حضرت صلعم کی طرف پہرتی ہین

اور لاحق مین اینکہ بجنو دجہی جناب رسول خداﷺ ہی کا حال ہی بیچ
بیچ مین ابوبکر کہان سی کود پڑی کہ جنکا حال براسہ بیان ہونی لگا اسکو
بی جوڑ اور ربط کہنا چاہیئی نہ یہ کہ بیان حال رسول خداﷺ بی جوڑ اور
بے ربط کہا جاوی **قولہ** کہ خوف اور اضطراب تو ابوبکر کو ہوا
اقول یہی خوف اور اضطراب ابوبکر کا جو باوجود وعدۂ خدا اور رسولﷺ
اور دیکہنی آیات خداوندی کی دلیل ہے یہی اور بی یقینی ہی اول دلیل ہی
اوپر اس بات کی کہ ابوبکر سکینہ خداوندی سی محض بے بہرہ تہی اگر سکینہ
انپر نازل ہوا ہوتا تو مثل جناب رسول خداﷺ انکو بہی کہہی خوف اور اضطراب
لاحق ہی نہوتا توضیح مقال او تفصیل اجمال یہہ ہی کہ مقتضائی لطف خداوندی
یہہ ہی کہ محتاج الیہ ہر مقام کا قبل از لحوق او س قباحت او رشناعت کی
جسکو مقام مقتضی ہو عنایت کیا جاوی تسلی کہ غرض اس لطف و عنایت
سی بچانا ہی فعل قبیح سی پس بعد ابتلا بالفعل قبیح لطف و عنایت مین کیا
لطف ہی جسطرح جناب باری فرماتا ہی کہ لولا ان ثبتناک لقد کدت
ترکن الیہم شیئا قلیلا ۵ یعنی ای پیغمبرﷺ اگر ہم تیری دل کو ثبات ندیتی
اور تجکو موفق ثبات قدمی نکرتی تو قریب ہوتا کہ تو میلان کری طرف
کفار کی تہوڑا سا پس جناب باری نی ثبات اپنی پیغمبرﷺ کو قبل از رکون الی
الکفار عنایت فرمایا نہ یہ جبکہ رکون الی الکفار ہو لیا تب ثابت قدمی
عنایت ہوئی پس ما نحن فیہ مین اگر سکینہ ابوبکر پر نازل ہوا ہوتا تو چاہیئی تہا
کہ قبل از لحوق اضطراب اور خوف نازل ہوا ہوتا تاکہ وہ خوف و اضطراب

جو بعد وعدهٔ خدا و رسول اور دیکهنی آیات خدا کی محض بیجا اور قبیح تها لاحق
نهونی پاتا جسطرح سی جناب رسول خدا صلعم کو نہ لاحق ہوا اور بعد اسکی کہ چند
افعال قبیحہ ابوبکر سی صادر ہو چکی مثل خوف و اضطراب بیجا اور رونا چلانا
اور موجبات افشاء راز خدا و رسول مین لانا اگر سکینہ ابوبکر پر نازل ہوا
تو کیا لطف سمجہین ہوا یہ بعینہ مثل اسکی هی کہ بنابر تصریح امام رازی حشویہ
حضرات اہلسنت دربارهٔ حضرت یوسف علی نبینا وآلہ وعلیہ السلام کے
تفسیر ہمّ بہا مین قایل اسکی ہین کہ اوس پیغمبر برگزیدهٔ خدا نی العیاذ باللہ
قصد زناکاری بازلیخا کیا بلکہ نامحرم پر دست درازی کی اور نوبت
بکشادن بند نیفہ پہنچی اور مقام مجامعت مین بیٹهی تب حضرت یعقوب ع
کو انگشت بدندان یا ایک دست قدرت کو بر سر دیوار نوشتہ دیکها
کہ افعل فعل السفہاء واسمک مکتوب فی الانبیاء اوسوقت اوس حرکت
ناشایستہ سی باز آئی حالانکہ جناب باری اس مقام پر ایک شرطیہ
فرماتا ہی کہ ہمّ بہا لولا ان رای برہان ربہ یعنی حضرت یوسف ع
قصد زلیخا کرتی اگر برہان رب نہ دیکهی ہوتی لیکن اونہون نی قصد زلیخا
نہین کیا کہ پیشتر سی برہان رب کو دیکها تها نہ بعد صدور چند معصیتون
کی اونہون نی برہان رب کو دیکها پس اسیطرح اگر سکینہ ابوبکر پر نازل
ہوا ہوتا تو چاہئی تها کہ قبل اسکی نازل ہوتا کہ خوف و اضطراب بیجا لاحق
ہوا اور جزع و فزع اور افشاء راز خدا بہی دینی و بی یقینی لازم آوے
الغرض اس بیان سی بخوبی واضح ہو گیا کہ لحوق خوف و اضطراب بیجا

ادل دلیل ہی اوپر عدم نزول سکینہ کی ابوبکر پر اور جب ابوبکر پر نزول سکینہ
باطل ہوگیا تو ضرور ہی کہ مخصوص بسکینہ رسولخدا صلعم ہون اسلئی کہ سوای
ان دونو احتمالونکی کوئی احتمال ثالث کا اسم عام پر ہونا بالاجماع باطل
ہی فثبت المطلوب والحمد للہ **قولہ** پیغمبر خدا اونکی تشفی کرین اور
خدا کی تسلی پیغمبر صاحب پر نازل ہوا **اقول** آری اگر پیغمبر خدا صلعم پر تسلی
نہ نازل ہوئی ہوتی تو بقول تمہاری اونکی تشفی کیونکر کرتی بلکہ مستلزم ہی کہ
خود ہی العیاذ باللہ رونی لگتے **قولہ** اگر حضرات امامیہ یہ فرماوین کہ
پیغمبر خدا کو بہی خوف تہا **اقول** سابق مین گذرا کہ امامیہ خوف انبیا
کی منکر نہین ہین لیکن اوس خوفکو بدلیل عصمت خوف مستحسن اور رجا بلکہ عین
طاعت اور عبادت خدا جانتی ہین نہ اوس خوفکو مثل خوف ابوبکر بعد
وعدۂ خدا اور رسول اور دیکھنی آیات خدا کی قبیح اور زشت اور ناشی از
بیدینی اور بی یقینی سمجھتی ہین پس جو شخص کہ ایسا بیدین اور بی ایمان ہی وہ
قابلیت نزول سکینۂ خدا کیونکر رکھیگا **قولہ** تو پھر اوسی خوف کو
کس موہہ سی حضرت کی طرف منسوب کرتی ہین **اقول** معاذ اللہ کہ
ہم اوسی خوف بی دینی اور بی ایمانی کو جو ابوبکر کو لاحق ہوتا تہا اور حضرات
ثلثہ کی لئی موجب فرار عن الزحف ہوتا تہا کسی نبی کیطرف انبیاء کرام
سی منسوب کرین بلکہ سابق مین گذرا کہ ہر خوف قبیح نہین ہی بلکہ بعض خوف
عین طاعت اور عبادت خدا ہی اور خوف انبیاء بدلیل عصمت اسی قبیل
سی ہی پس نہایت غباوت اور جہالت یا تجاہل واسطی اضلال کی ہی

کہ خوف مستحسن اور خوف مستہجن مین کوئی فرق نکری قولہ تو بات
آیہ کی قابل اصلاح معلوم ہوتی ہی اقول حضرت عثمان ہی بات
ھذان لساحران کو قابل اصلاح جانتی تہی جیسا کہ کتب معتبرہ قوم
مین مذکور ہی لیکن اُنہون نی غلطی لفظی سمجہہ کر چہوڑ دیا لیکن تعجب ہے کہ
مفسرین اہلسنت کو کیا ہو گیا کہ باوجود مقدم کرنی کی رسول خدا کو مرجع
ضمیر مین پہر اس غلطی معنوی کی طرف اشارہ تک بہی نکیا پہس عجب ہے
اپنی مفسرین کی عبارت کی اصلاح فرمائی تب کلام خدا کی اصلاح کیطرف
رجوع فرمائیگا ؎ تو کار زمین را نکو ساختی ✣ کہ بر آسمان نیز پرداختی ✣
اور ہمنی جواب اجمالی و تفصیلی مین معنی آیہ بخوبی واضح کر دئی اور اوس سے
ثابت ہو گیا کہ اگر ضمیر طرف ابوبکر کی پہیری جائی تو واسطی دفع تخلل ضمائر
کی اونکی جوڑ اور بی ربط ہونی کلام کی آیہ قابل اصلاح ہو جائیگا
اور تخئیل مخاطب خالی از تحصیل اور بناء فاسد علی الفاسد ہی قولہ
پس حضرت کی اس کہنی سی خدا نی اپنی تسلی ابوبکر پر نازل کی انزال ہے
ہرگز مفاد کلام خدا یہ نہین ہی بلکہ مفاد کلام خدا یہ ہی کہ ہمنی اپنی پیغمبر
کی نصرت کی جبکہ اونکو کافرون نی نکالا اور وہ حضرت اس اس حال مین
تہی پس ہمنی سکینہ اوپر نازل کیا اور تائید اونکی بملائکہ کی آگی ارشاد ہوتا ہے
تو کہ معنی آیت کی یون بنتی ہین جو ہمنی کہا یا اوس طرح پر جو تم کہتی ہو اور
خلاف سیاق و سباق بی جوڑ باتین بناتی ہو قولہ دوسرا اعتراض
اقول ابوبکر کیطرف ضمیر علیہ پہیرنی پر یہہ تقریر اعتراض نہین ہے بلکہ اعتراض

اوسپر بہ تخلل ضمائر وغیرہ ہی اور یہ تقریر اثبات کفر ونفاق ابوبکر ہی بعد
اثبات اس امر کی کہ ضمیر علیہ طرف رسول خدا ص کی پہرتی ہی جیسا کہ
مفسرین اہل سنت اسی احتمال کو مقدم کرتی ہین اور شیعہ اسی احتمال
کو مثل زجاج وغیرہ قدمای مفسرین اہلسنت کی معین کرتی ہین سو تقریر
دلپذیر یا این اسلوب بی نظیر ہی کہ جس جس مقام پر جناب رسولخدا کی
ساتہہ مومنین تہی وہان نزول سکینہ مخصوص برسول نہ ہوا بلکہ مومنین
ہی شریک کر لئی گئی جیسا کہ مکرر جناب باری نی فرمایا فانزل اللہ
سکینتہ علی رسولہ وعلی المؤمنین نہ یہ کہ فقط علی رسولہ کہکر
خاموش ہوجاتا برخلاف اسمقام کی کہ یہان فقط رسولخدا پر نازل کر کی
خاموش ہو رہا اور ابوبکر کو شریک نکیا ورنہ فرماتا علیہ وعلی صاحبہ
یا فرماتا علیہما اور جب یہ نکیا تو سمجہا گیا کہ رفیق نبی تو فیق مومن نتہا
ورنہ ضرور سکینہ مین شریک رسول خدا ص کیا جاتا جیسا کہ اور مومنین
جس جس مقام پر ہمراہ تہی شریک کئی گئی پس بی ایمانی ابوبکر کا ثبوت
کامل ہوگیا والحمد للہ یہ ہی محصل تقریر شیعہ اب اہل انصاف مخاطب
اور اوسکی پیر غوی دہلوی کی تقریرونکو دیکہین اور اس سی مطابق
کرین کہ کیسی کیسی تقریرین توجیہ القول بما لا یرضی بہ قائلہ مین بناتی ہین
اور کیا بی تامل دوسری گاتی ہین **قولہ** اسلئے کہ خدا نی بغیر شرکت
رسول کے کسی پر تسلی نازل نہین کی **اقول** جہوٹہی کی مونہہ مین گہ
کبہی کسی شیعہ نی یہہ نہین کہا کہ بغیر شرکت رسول کسی پر تسلی نہین نازل کی

بلکہ شیعوں نے یوں کہا کہ جب ساتھ رسول خدا کے مومنین نہ ہوئے تو بغیر شرکت
مومنین کے فقط رسول ص پر تسلی نہیں نازل ہوئی جیسا کہ دلالت کرتی ہی

اوپر اسکے یہ عبارت کہ در صحیح جامی کہ تسلی از اہل ایمان با حضرت پیغمبر
بودہ اند انزال سکینہ نہ نمودہ الا اینکہ نزول آنرا شامل جمیع ایشان ساختہ انتہی

قولہ جھوٹی موتی نکالکر **اقول** جھوٹی کا مونھ دنیا اور آخرت میں کالا
انشاء اللہ تعالی جھوٹا وہ ہی جو سچوں پر جھوٹھ جھوٹھ افترا کرتا ہے
قولہ کوئی آنکھ کھولکر نہیں دیکھتا **اقول** جنکو خدا نے آنکھیں دی ہیں
وہ بیشک جھوٹی سچی موتی پہچان لیتے ہیں اور جنکی آنکھیں نزول آب
عصبیت سے موتیا بند ہی وہ مثل تمہارے ہزار آنکھوں کو پھاڑ پھاڑ کے
دیکھیں مگر تمیز نہوگا اور ساتھ سچے موتیوں کے جھوٹی موتی ملا کر دونوں کو برابر
سمجھیں گے **قولہ** خلاصہ اس ساری تقریر کا یہ ہی **اقول** حضرت
سلامت یہ عبارت عربی نہیں ہی کہ جسمیں آپ کچھ کا کچھ بنا کے عوام
کو فریب دیں یہ صاف صاف فارسی دری ہی اسمیں کا تھوڑا سا بھی معنے سے
ہی کوئی پہلو نہیں نکل سکتا ہی کہ جسمیں آپ کچھ کا کچھ بنا دیں **قولہ**
کہ خدا نے تسلے جہاں مومنین پر نازل کی ہی **اقول** ہرگز کسی لفظ کا یہ
مودی نہیں ہی کہ جہاں تسلی مومنین پر نازل کی ہی تو وہاں اول رسول ص
پر نازل کی ہی بلکہ مودائی عبارت منقولہ یہ ہی کہ جہاں تسلی رسول ص پر
نازل کی اور مومنین بھی وہاں ساتھ تھے تو فقط رسول ص پر نازل نکی بلکہ
مومنین کو بھی شریک کر لیا اہل انصاف دیکھیں کہ ان دونوں مضمونوں

مین کسقدر فرق ہی قولہ کسی جگہ فقط مومنین پر تسلی نہین نازل کی ہے
اقول لعنۃ اللہ علی الکاذبین ہرگز اس عبارت کی کسی لفظ کو دلالت
اسپر نہین ہی کہ فقط مومنین پر تسلی نہین نازل ہوئی اور نہ آج تک کسی
شیعہ نی یہ دعوی کیا بلکہ دعوی یہہ ہی کہ فقط رسولخدا ص پر باوجود ہمراہ
ہونی مومنین کی تسلی نہین نازل ہوئی بلکہ ایسی وقت مین جب نازل ہوئی
تو دونو پر نازل ہوئی اور اسکو ہرگز دلالت اسپر نہین ہی کہ فقط مومنین
پر تسلی کبہی نازل نہین ہوئی فما لھؤلاء القوم لا یکادون یفقھون
قولاً قولہ تو کیونکر ممکن ہی کہ غار مین پیغمبر صاحب کو چہوڑ کر
اقول یہ ہرگز بیان شیعہ نہین بلکہ بیان اونکا یون ہی کہ کیونکر ممکن ہی
کہ غار مین باوجود مومن ہونی ابوبکر کے ابوبکر کو چہوڑ کر فقط رسول ص پر
تسلی نازل ہو گئی ابوبکر کو چہوڑ کر گیا پیغمبر ص کو چہوڑ کر ان دونون مین تمکو
کچہہ فرق نہین سوجہتا اتش آندہی اپنی کی لیئی کوئی سرمہ ہمارے پاس نہین ہی
قولہ پس اسی آیہ سی ابوبکر کا عدم ایمان ثابت ہوا الی قولہ نازل کرتا
اقول یہہ بیشک تقریر شیعہ ہی لیکن اسکو تمہاری تقریر سابق سی کچہہ واسطہ
نہین ہی بلکہ یہ متفرع ہماری تقریر کا ہی کما لا یخفی علی من لہ مسکۃ
قولہ کہ تشفی فقط مومنین پر خدا نازل نہین کرتا محض غلط اقول
سچ ہی یہہ محض غلط ہی لیکن اسکو دعوی قاضی علیہ الرحمہ اور اونکے
مشایخ کا ٹہرانا یہہ بہی محض غلط ہی پس یہہ دونو غلطیان تمہاری ہین کہ
دعوی ہی غلط کرتی ہو اور دوسرونکی طرف منسوب ہی بغلط کرتی ہو قولہ

قوله کسی آیت سے صراحۃً کیا کنایۃً **اقول** اسیطرح سے کسی عبارت شیعہ سے صراحۃً کیا کنایۃً بھی یہ بات نہیں پائی جاتی کہ تسلی سوائے پیغمبر صلعم کے دوسری پر تنہا نازل نہیں ہوئی بلکہ شیعہ یہ کہتے ہیں کہ باوجود مومنین کی تنہا پیغمبر صلعم پر تسلی نہیں نازل ہوئی اور اگر ہوئی تو بتا دو **قوله** مومنین پر بشمول نبی صلعم **اقول** یہ نہیں بلکہ نبی پر بشمول مومنین کے جب مومنین ہمراہ ہوئی تب یوں ہی ہوا **قوله** ذکر نزول سکینہ کا فقط مومنین پر **اقول** یہ تمہارا دعوی تراشیدہ ہی لازم بیش خود اسکو تم اپنی غلطی کہو بیچاری شیعوں کی طرف کیوں نسبت دیتے ہو **قوله** قرآن مجید میں مذکور ہی **اقول** بیشبہہ قرآن میں مذکور ہی لیکن نہ مذکور ہونا تمہیں نے کہا ہی شیعوں نے نہیں کہا ہی تم اپنی غلطی اپنے سر پر مارو **قوله** مگر حضرات ائمہ سے سلفاً عن خلفٍ کوئی حافظ قرآن تو ہوا ہی نہیں **اقول** تمہاری سلف وخلف کی اندھی حافظ ہونے کا ثمرہ یہی ہوا کہ شیعوں پر افترا کرنا شروع کیا بڑی بے انصافی ہی بلکہ انتہا کی بیغیرتی اور بے باکی ہی کہ عبارت وہ نقل کرتے ہیں کہ جسکا مطلب صاف صاف یہ ہی کہ فقط رسولخدا صلعم پر سکینہ نازل ہونا اور ابوبکر پر نہ نازل ہونا جیسا رائے قدما اور احتمال اول متاخرین اہلسنت ہے دلیل بے ایمانی ابوبکر ہی اسلئے کہ جب اہل ایمان سے کوئی ساتھ ہوا تو کبھی خدا نے اہل ایمان کو چھوڑ کر فقط رسول پر سکینہ نہیں نازل کیا مخاطب بے انصاف زبردستی فرماتے ہیں کہ اس عبارت کا یہ مطلب ہے کہ کبھی سکینہ فقط مومنین پر رسول خدا صلعم کو چھوڑ کر نہیں نازل ہوا اور یہ اس

دعوی کاذب بر سر شد و بدروغ و کذب یہ ہی کہ خلف و سلف شیعہ سے تو
کبھی کوئی حافظ قرآن ہوا ہی نہیں ہم جواب میں اسکی بمقتضای اینکہ ع
دروغی را جزا باشد دروغی * بجز اسکی کیا کہیں کہ آپ سچ فرماتے ہیں
آپکے سلف مثل شیوخ ثلثہ کی حافظ قرآن تہی خصوصاً مثل حضرت عمر
کی جنکی صاحبزادی سے علی ما نقل تفسیر در منثور میں منقول ہی کہ حضرت عمر
نی بارہ برس میں ایک سورہ بقر سیکہا اور اوسکی شکریہ میں بمناسبت
قد و قامت موزون ایک اونٹ قربانی کیا اور اس بات کو کسی شاعر
نی اونہین کی زبان حال یا مقال سے سلک نظم میں کہینچا ہی کہ فرماتے تہی
ع دو شش سال من مغز خود سوختم * کہ یک سورۂ بقرہ آموختم
اور بقول تمہاری شیعونکی سلف مثل جناب امیر علیہ السلام کہ جنکی شان
میں ملائی جامی شواہد النبوۃ میں کہتی ہیں کہ روایات صحیحہ سے اثبات
ہوا ہی کہ جناب ولایت مآب اس عرصہ میں کہ ایک قدم کی بعد دوسرا
قدم رکاب میں رکہتی تہی ختم قرآن فرماتے تہے اور اسیطرح دیگر ائمہ
صلوات اللہ علیہم جنکی گہر میں قرآن نازل ہوا اور جنکی شان میں خود
جناب رسول خدا نی فرمایا کہ یہ لوگ ہرگز قرآن سے جدا نہونگی حتی یردا
علی الحوض یہ لوگ ہرگز قرآن سے واقف ہی نہ تہی اس سے سچ تو یہ ہی کہ مخاطب
نی شاید عمر بہر میں کوئی بات نہی ہوگی بسا تعجب ہے کہ جنکی سلف ایسے
بلید ہوں کہ بارہ برس میں ایک سورہ بقر سیکہیں وہ حافظ ہوسکیں اور
حافظان طریقہ مصحف ناطق حافظ نہو سکیں ایک حکایت لطیفہ

حکایت لطیفہ

ظریفه یه هی که جس زمانه مین شهر غازیپور مین دورهٔ غلط العام فصیح تها یه ره نورد
وادیٔ نادانی و بوادی گمنامی بهی حسب اتفاق وارد اوس شهر کا هوا تو
زبانی بعض احباب اولی الالباب کی سُنا مینے که ایک جلسهٔ پیر صاحب
مین که مریدان خاص اور معتقدان باختصاص سی معمور تها اور دس پانچ
اهل تشیع سی بهی تفننًا و تفریحًا تماشائیان حسن مفاکهات و غرائب مکالمات
اوس جلسه سی تهے اتفاقًا ذکر حفظ قرآن درمیان مین آیا تا اینکه بموجب مقتضاے
الکلام یجر الی الکلام نوبت بذکر مذهب شیعه پهنچی که اس مذهب والون کو
توجه طرف حفظ الفاظ قرانی کے نهین هی بعض حضرات اهلسنت از راه
مهربانی بوکالت فضولی [illegible] توجیه [illegible] عدم توجه آئی اور یون فرمانے لگے
که چونکه شیعونکی نزدیک ترتیب قرانی ترتیب منزل یزدانی نهین هے بلکه
ترتیب عثمانی هے اسلیئے اس مذهب والی از بر کرنی کیطرف چندان متوجه
نهین هوتی بلکه اعتقاد اسکا رکهتی هین که پهر ایک عهد مین مامور بحفظ ترتیب
منزل یزدانی هونگے اور علاوه اسکے کهتے هین کر جب ثواب ناظره
پڑهنے کا زیاده تر هی تو الفاظ از بر کرنی سی کچهه ایسا فائده نهین هے
کوئی دوسری صاحب از راه کمال لطف و عنایت یون گوهر فشان هوئے
که هان یهه بهی هی اور علاوه اسکے انکو چندان احتیاج بهی طرف از بر کرنی کے
نهین هی اسلیئے که یهه لوگ نماز تراویح نهین پڑهتے اور پڑهاتی که حاجت اسکی هو
ورنه خواهی نخواهی یاد کرتے ایک تیسری صاحب کے نهایت سیاه چشم و بیباک اور
بیچاری شیعون پر بکلاب سعا و سی بهی زیاده تر غضبناک تهی تعصب مذهبی نے اونکی سینه

پر کینہ مین جوش مارا اور یہ میٹھی باتین اونپر نہایت تلخ گذرین لاجرم
بی تاب ہوکر اور اپنی سیہ بختی اور سیہ کاری اور سیہ قلبی سی مثل مار سیاہ
پیچ و تاب کھاکر یون زہر اوگلنی لگے کہ یہہ سب غلط ہی اور اصل یہ ہے
کہ شیعون کی قلب سیاہ ہوتی ہین اونکو کلام اللہ یاد ہی نہین ہو سکتا ہے
وہ کیا یاد کرینگی یہ بات شیعون پر بہت گران گزری بلکہ خود پیر صاحب
کو بہی ناگوار گزری اسلئے کہ جو دام مکر و فریب پیری و مریدی کا واسطے
پہنسانی عوام و خواص کے بچھایا تھا اوسکی خلاف تھا بدین لحاظ متوجہ
استمالت ہوکر فرمانی لگی کہ یہ کیا گفتگو ہی بلکہ شاید یہہ مضمون ہی کہ اور ملا
کہ ایسا نہین ہی ورنہ کل قرآن اور جزء قرآن قرآنیت مین مساوی ہی پس
سورہای قصار و طوال کو وسطی فرائض اور نوافل لیلیہ اور نہاریہ کے کیونکر
از بر کر سکتی لیکن ایک مرد مقدس مشہدی کہ وہ بہی حاضرین جلسہ سی تہا
اوسکو تاب ضبط نرہی اور پیر صاحب کیطرف متوجہ ہوکر کہنی لگا کہ مولانا صاحب
آیا حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان ہم حافظ جملہ قرآن بودہ اند
مولانا صاحب نے بعد غور و فکر کی آہستہ فرمایا کہ نہین اور ہان کیونکر فرماتی
کہ وہ مشہدی فوراً گلا دباتا اور طالب سند ہوتا تو سند کہان سی لاتی لاجرم
مولانا پن مین بٹا لگتا اور وہ وان احادیث صحاح کو سند لاتا کہ جنکا مضمون
یہ ہی کہ ان حضرات نی وقت ارادہ جمع قرآن صحابہ دیگر سی اعانت چاہی
اور مشکوۃ شریف مین موجود ہی کہ خلیفہ اول نی بمشورہ خلیفہ ثانی کے
زید بن ثابت پر تاکید جمع کرنی قرآن کی کی چنانچہ زید نی جابجا سی آیات قر

تلاش کرکی جمع کیا اور آخر سورۂ توبہ کو سوائے ابو خزیمہ انصاری کسی کے
پاس نہ پایا اور اسیطرح آیہ سورۂ احزاب کا خزیمہ بن ثابت انصاری
کی پاس ملا کما رواہ البخاری پس اگر حضرات ثلثہ حافظ کل قرآن ہوتے
تو تخصیص بعض آیات کی پیش فلان و بہمان محض لغو اور بیمعنی ہوتی +
الحاصل جب پیر صاحب نی اقرار بعدم حافظیت حضرات ثلثہ کیا تب
وہ مشہدی بی تقیہ کہنی لگا کہ پس ثابت شد کہ قلب حضرت ابو بکر ہم
سیاہ بودہ است و قلب عمر ہم سیاہ بودہ است و قلب عثمان ہم سیاہ
بودہ است کہ این ہمہ را حفظ جملہ کلام اللہ میسر نشد یہ کلام بہت ناگوار
خاطر حضرات اہلسنت ہوا اور ایک بارہ لوگ اوٹھہ کہڑی ہوئی اور
جلسہ درہم و برہم ہوگیا شیعہ سنی ہوئی اور مشہدی کو ضحک اللہ
سنک کہتی ہوئی بمقتضای رجعوا الی اہلہم مسرورًا اپنی گہر وں کو
خوش و خرم پہری اور جب کسی نی یہ حکایت سنی حق مین اوس متقدس
مشہدی کی مضمون شعر حافظ کو ادا کیا ؎ زچشم بد رخ خوب ترا
خدا حافظ ؞ کہ کردہ جملۂ نکوئی بجای ما حافظ ؞ یہ کلام متعلق بہ
سلف تہا لیکن بنسبت خلف کی پس بعنایات خدا ہمیشہ کاملین ہر فن کے
شیعون مین ہوتی ہین اور اب بہی زمانہ کاملین سی بفضل اللہ خالی نہین ہے
چنانچہ جناب حافظ سید جعفر علی صاحب چارجہ مین اور حافظ سید انور علی صاحب
لکہنؤ مین اور سید الحفاظ مرزا محمد تقی صاحب فیض آباد مین اور حافظ
سید مہدی حسین صاحب حسین گنج مین اور حافظ محمد سبحان صاحب

ف
چند اسمای حافظین مفصلہ ذیل
جو کہ بدایون میں ...
حافظ محمد اسمعیل صاحب
شبیر حسین صاحب
غلام موسی رضا صاحب
محمد اسمعیل صاحب
مولوی مسعود عالم صاحب
غلام احمد صاحب
... الدین حسین صاحب
رحیم ... صاحب
سید حسین صاحب
گنج ...

ٹانڈہ مین اور حافظ مرزا حیدر بیگ صاحب سہارنپور مین اور حافظ
ولی محمد صاحب نانوتی مین اور حافظ عابد علی صاحب میرٹھہ مین اور
حافظ محمد حسین صاحب منگلور مین اور حافظ خیرات علی صاحب مفتی گنج مین
اور حافظ فیض اللہ صاحب قصبۂ بہمن مین اور حافظ محمد جان صاحب
فیض آباد مین اور امثال انکی کثرہم اللہ تعالی حضرت مخاطب ان لوگونسی
ملاقات کرتی اور اونسی بہلی نشانی شیعہ گری کی اور پہر کلام اللہ کو سنی
اور بعد اسکی فرمائی کہ شیعون مین کوئی حافظ ہوتا ہی نہین ہی تاکہ مثل
دروغ گو بہم بررو ئی تو صادق آجاتی آتی فرق درمیان نہ ہین اسقدر
کہی شیعون کی حفاظ بحمد اللہ جملہ بالبصر و بصیرت ہین اور انمین مثال سنیون کے
اندہی حافظ نہین ہوتی کہ تراویحون مین سنیون کے وضو ڈہونڈہی کرتی ہین
اور زبان حال اونکی گویا متکلم باین مقال ہوتی ہی سے از مہتان آمعدہ
مرا ریح میکشد ⁂ افغان اگر نگشت تراویح میکشد ⁂ الغرض شیعہ
انکی ٹکی پر دورہ کلام اللہ کو تراویحون مین سمجتے نہین پہرتی اسلیے کہ
تراویح کو بشہادت خود حضرت عمر کہ البدعة نعم البدعة فرمائی تہی بدعت
سمجتے ہین اور حدیث جناب رسول خدا کو کہ کل بدعة ضلالة و کل
ضلالة سبیلها الی النار ازبر رکہتی ہین **قوله** یہہ نفرمائی کہ خدای تعالی ہرگز
درہیچ جائی کہ یکی از اہل ایمان با حضرت رسول بودہ اند انزال سکینہ نہ نمود
اقول اس مقام مین مستثنی منہ کا ذکر کرنا اور مستثنی کو چہوڑ دینا
نہایت حق پوشی اور بے انصافی سے ہی حالانکہ بعد اسکے مذکور ہی

الا انکہ نزول آنرا شامل جمیع الشان داشتہ اس استثنا سی صراحۃً یہہ بات
ثابت ہی کہ سکینہ رسول ضرور ہی کہ شامل جمیع مومنین ہو جب مومنین
ہمراہ ہوں پس موردی اسکا یہہ ہوا کہ فقط رسول پر تنہا سکینہ باوجود مومنین
کی نازل نہیں ہوتا اور اسی ہی ثبوت عدم ایمان ابوبکر ہوتا ہی باین تقریر
کہ اگر مومن ہوتا تو ضرور تہا کہ انزل اللہ سکینتہ علیہ وعلی صاحبہ ہوتا
یا انزل اللہ سکینتہ علیہما ہوتا نہ یہ کہ سکینہ مومنین ضرور ہی کہ شامل رسول
بہی ہو کہ جسکا موردی یہہ ہی کہ فقط مومنین پر تنہا سکینہ نہیں نازل ہوتا
اسلئی کہ فقط مومنین پر سکینہ نہ نازل ہونی سے اور عدم ایمان ابوبکر سے
کیا واسطہ ہی جو کوئی شیعہ اسکا مدعی واسطی اثبات عدم ایمان ابوبکر کی ہوتا
اور کسی شیعہ کو کیا غرض اس سی تہی کہ فقط مومنین پر سکینہ نازل ہونیکا
انکار کرتا لیکن مخاطب بحذف متعلقات قاضی علیہ الرحمہ چاہتا ہے کہ شیعوں کو
مدعی اوس امر کا ٹہراوی کہ جسکو اثبات عدم ایمان ابوبکر سی کچہہ علاقہ نہو مگر اس فریب سے
سی بجز خیانت اور عدم دیانت حضرت مخاطب کے کچہہ حاصل نہیں ہے
جسکو کچہہ بہی عقل ہوگی وہ سمجہے گا کہ کہاں یہہ بات کہ باوجود مومنین فقط
رسول پر سکینہ نہیں نازل ہوا اور کہاں یہہ بات کہ کہیں فقط مومنین پر سکینہ
نہیں نازل ہوا اور شیعہ مدعی سخن اول ہیں نہ مدعی سخن ثانی لیکن نافہمی و
کجفہمی مرض لاعلاج ہی **قولہ** اور آج تک سُنّیوں نی سورۃ الفتح کو نکالکر
نہیں دیکہا **اقول** شیعوں نی تو ہر سورت دیکہی اور سنیوں کو نکال کر
ہمیشہ دکہلایا مگر کیا کیجئے کہ آج تک اندہی حافظوں کو کچہہ نہ سوجہا فقط

مومنین پر سکینہ نازل ہونا تو ہی کہ شیعہ جسکی منکر نہین مگر فقط رسول صلعم پر
باوجود موجود ہونی مومنین کی کہین نہین ہی کہ جس سی ایمان ابوبکر ثابت
ہوسکی ورنہ کی سو برس سی یہ دعوی شیعو نکا باقی نہ رہ جاتا **قولہ** جنکی
زبان پر ایک ایک لفظا **اقول** آری زبان پر فقط لفظین ہین لیکن مثل
نیمچی بہیجو کی سیان مٹہو کی طرح یاد کر لیا ہی اور جب معانی نہین سمجہتے تو
اوسپر عمل کیا کرینگے پس البتہ مصداق کمثل الحمار یحمل اسفارا کی ہین
فقط تراویح پڑہانی کے لیے سب حافظ لفظی ہی ہین بحمد اللہ اوسی کی ایک
حافظ معنوی نظر آیا سب حافظون کو اندہا مصداق ام علی قلوب
اقفالہا کا پایا ولقد حق القول انہا لا تعمی الابصار ولاکن
تعمی القلوب التی فی الصدور **قولہ** ہم اونکو معذور سمجہتے ہین
اقول ہم آپکو دلکی آنکہونسی معذور سمجہتے ہین لیکن جیتی خدا انکی آنکہ
پر جو شیعون پر آپ کرتی ہین ہرگز معذور نہین سمجہتی عنقریب مرتی دم
آنکہین کہلینگے تو اسکا تماشا دیکہ لینا **قولہ** تخلل فی الضمائر
لازم آتا ہی **اقول** آپ یہ نہین سمجہتے کہ تخلل اور تشتت فی الضمائر
مین کیا خلل لازم آتا ہی جناب والا یہ بڑا نقص عظیم ہی کہ جس سے
کلام اللہ جو اعلائی مرتبہ فصاحت و بلاغت مین حد اعجاز کو پہنچا ہی
غیر فصیح ہوتا ہی اسی لیے کہ مثل اضمار قبل الذکر خلاف قیاس لغوی ہی
کہ باتفاق علمائی فصاحت مخل فصاحت ہی اور مشتمل ہونا کلام اللہ کا

ایک کلمہ غیر فصیح پر بہی جائز نہین ہی لانہ مما لقعو دالی النسبة الجہل

اوالعجز الیہ تعم کما صرّح بہ التفتازانی ۱۲ **قولہ** اول تو ضمیر کا عود
چاہیئے کہ اقرب مذکورات کی طرف ہو ۱۲ **اقول** یہ سچ ہی مگر
اوسی وقت جب اقرب کیطرف ضمیر پھیرنی سی کوئی مانع نہو اور
یہان مانع قوی موجود ہی یعنی لزوم تخلّل و تشتّت فی الضمائر کیونکہ
کل ضمائر بالاتفاق جناب رسول خدا صلعم کے واسطے ہین و اگر بیچ مین ایک ضمیر
طرف ابوبکر کی پھیرنگی تو کلام خدا بالکلیہ درجہ فصاحت سی گرجائیگا
پس جب اقرب کیواسطے ایک مانع موجود ہی تو متعین ہوگیا غیر اقرب
علاوہ اسکی بنا براس قاعدہ کی ضرور ہوگا کہ ضمیر ایّدہ کا جو بعد
اسکی ہے وہ بہی طرف صاحب کی راجع کیجیئے حالانکہ کوئی مفسّر
اس قول بیہودہ کا قایل نہین ہی اور نہ کسی مسلمان کا یہ عقیدہ ہی کہ
تائید بجلائکہ حضرت عتیق کیواسطے ہوئی مگر جب آپ نزول سکینہ کو
اور بعد اوسکی تائید بجنود کو جناب ختمی مآب سی چہین کر حضرت عتیق کو
عنایت فرمائینگی تو دیکہیئی کہ نبوت کو بہی او نحضرت صلعم کی واسطے
رکہتی ہین یا اوسکو بہی چہین لیتی ہین **قولہ** دوسری تخلّل ضمیر جب ہو
کہ ایّدہ عطف ہوفانزل اللہ پر **اقول** یہ اور طرہ ہی کہ کمال
فہم و فراست اور نحوئیت پر آپکی دلالت کرتا ہی علّت تخلّل و تشتّت
ضمائر تشتّت ہونا مرجع ضمائر کا ہی ایک کلام متسق النظام مین بہلا
عطف اور معطوف کو اس سی کیا علاقہ خدا کی لئی ذرا بہی تو عقل کو راہ
دیجیئی کچہہ تو سمجہئے ہم کہان تک مثل احفش آپکو مسائل نحویہ سمجہائین

اور آپ بہت تک نہلائین کسی نے علمای نحو اور فصاحت سے آج تک یہ
نہین کہا کہ عطف سے تشتت ضمائر جاتا رہتا ہی اگر آپ اپنی دعوی
مین سچے ہین تو کسی عالم کی قول سے سند لائی اور قواعد نحویہ اپنے
دل سے گھڑ کر نہ بنایئے علاوہ اسکے علمای تفسیر نے ایدہ کی عطف مین
اس راہ سے گفتگو کی ہی کہ جنہون نی کہا ہی کہ تائید بملائکہ غار مین بھی ہوئی
اسطرح پر کہ ملائکہ واسطے حفظ وحراست جناب رسولخدا صلعم کی نازل ہوئی
اور وجوہ کفار کو جانب غار سے پھیرتی تہی اور اونکی آنکھون پر پردہ ڈالتی تہی
کہ وہ لوگ جناب رسولخدا صلعم کو نہین دیکھہ سکتی تہی اور جناب رسولخدا صلعم
کی حق مین دعا کرتی تہی اور انکو تقویت دیتی تہی جیسا کہ قول زجاج
اور ابن عباس کا ہی اور آپکی قاضی بیضاوی نے بھی احتمال اول اور اقدم کیا ہے
پس بنا بر اسکی متعین ہوگا عطف جملہ ایدہ کا اوپر فانزل کی کہ وہ عطف
ہی اوپر اخرجہ کی پس ایدہ تحت اذ داخل ہوجائیگا اور محصل یہہ ہوگا
کہ جس وقت مین انزال سکینہ ہوا تہا اوسیوقت مین تائید بملائکہ بھی
ہوئی تہی وہ زمانہ ہوا قریب اور ابعد عن التاویل اور جنہون نی کہا ہی کہ تائید
بملائکہ بدر مین ہوئی جیسے کہ قول مجاہد اور کلبی کا ہی اونکی بنا بر حاجت
بارتکاب تاویل بعطف بعید ہوگی لیکن یہہ عطف بعید محض بی قرینہ ہے
اور خصوصیت تائید بملائکہ بدر مین مفہوم آیہ سے خارج ہی اور جب
کسی لفظ آیہ کو اوپر اس عطف بعید کی کسیطرح کی دلالت نہین ہی تو بفرض
قول مخاطب رافع تخلل وتشتت ضمائر کا چیز ہوگی اور جیسا کہ تمنی جواز

اول مین کہا کہ ضمیر کا عود چاہیئی کہ طرف اقرب مذکورات کی ہو یسیطرح
کوئی شخص کہی کہ عطف کو بہی چاہیئے کہ اوپر اقرب مذکورات کی ہو تو
اسکا کیا جواب دوگی فما ہو جوابکم فہو جوابنا بالجملہ مدار تشتت ضمائر اوپر
تشتت مرجع کی ہی اور عطف قریب وبعید موجب اتحاد مرجع ضمائر نہین
پہر کیونکر رفع تشتت ہوا ولاکن الغریق یتشبث بکل حشیش طرفہ تر یہہ
ہی کہ جیسا کہ سابق مین آپنی بی باکانہ حکم کیا کہ رجوع ضمیر علیہ طرف
رسولخدا ص کی جائز نہین ہی حالانکہ بارہ سو برس ہوئی کہ آج تک کسی
مفسر نی یہہ دعوی نہین کیا اقصی وغایت امر بعض متعصبین کا یہہ ہے کہ
اُنہون نی کہا ہی کہ ابوبکر کیطرف بہی پہیرنا ضمیر کا جائز ہی غافل اس سے
کہ تشتت وتخلل ضمائر لازم آویگا لیکن کسی نی یہ نہین کہا ہی کہ رسول خدا ص
کیطرف ضمیر پہیرنی سے اصلاح آیت مین کرنا ضرور پڑیگا بجز آپکی وہ بہی
یہان بہی آپ متعین کرتی ہین عطف اوپر نصرہ کی اور بلا حجت و دلیل
عطف اوپر اخرج وانزل کی جائز نہین رکہتی بزعم باطل اس بات کی
کہ اسمین کچہہ جواب جہلا کی نزدیک جو معنی عطف ہی نہین سمجہتی اشکال تخلل
وتشتت ضمائر سی ہوجائیگا سو بحمد اللہ وہ بہی تسیط حسی رفع نہوا اور
ایک نیا دعوی خلاف جملہ مفسرین کی جو واقع مین بہی محض باطل اور
غلط ہی آپ کی ذمہ لازم پڑا ونعم ما قیل سے ذہب الحمار یستفید لنفسہ
قرنا فآب وماله اذنان ٭ قولہ تیسرے تخلل فی الضمائر قرآن مجید
مین اکثر جگہ ہی اقول لانسلم یہ آپکا مدار باطل ہی کلام اللہ مین

کسی جگہہ کوئی امر خلاف فصاحت و بلاغت نہین ہی ورنہ بتصریح علامہ
تفتازانی نسبت جہل و عجز طرف خداوند عادر علام کی لازم آوی
تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا ۱ہ **قولہ** جیسا کہ ان الانسان
لربہ لکنود **اقول** بہت جگہونکی دعوی مین یہ ایک آیت آپ نے
نکالی کہ جسمین اپنی زعم باطل مین تخلل نے الضمائر سمجھی کاش تفسیر بیضاوی
ہی دیکھلی ہوتی کہ ایسی پوچ اور لغویات مونہہ سی نہ نکالتی جناب والا یہ
مرجع کل ضمائر کا ایک ہی ہی وہ بھی نہین کہ جس سی تشتت کا احتمال ہو
فضلا عن التخلل قال البیضاوی وانہ علی ذلک ای الانسان علی کنود
انتہی اب یہہ ارشاد فرمایی کہ اگر کوئی جاہل مثل آپ کی کہی کہ یہان تخلل و
تشتت فی الضمائر ہی تو ہم اوسکا کہنا مانین یا حضرت قاضی بیضاوی کا
محبت ثلثہ مین کیا کیا تحریفین کلام خدا مین کرتی ہین اور کیا کیا ٹھوکرین
کھاتی ہین ع فی ہر لاحو سرئی و ما شعرا ه **قولہ** بیہودگی اور سفاہت
کا حال سب پر کھل گیا **اقول** جب ہمنی معنی آیہ بموجب تفاسیر معتبرہ
اہلسنت اور اقوال مفسرین صحابہ وغیرہ مثل قاضی بیضاوی و ابن عباس و
زجاج سے لکھہ دیا تو اب جو نسبت سفاہت اور بیہودگی کی آپ دینگے
وہ سب رجوع انہین آپکے بزرگون کیطرف ہوگی اور حقیقت یہہ ہی کہ
آپکی موچی صاحب اور بساطی صاحب کی بیہودگی اور سفاہت اور
ضلالت اور حماقت سب پر کھلی ہوئی ہی اور حاجت بیان نہین کہ
عیان راچہ بیان ع غرض من جواب است این نہ جنگ است

کلوخ

حق توخ اندازرا پاداش سنگ است ﴿ **قوله** جیسا کہ صاحب مجمع البیان
طبرسی نی **اقول** جناب مولانای طبرسی رحمہ اللہ نی اسمقام مین بمقتضای
الکنایۃ ابلغ من التصریح بعبارت بلیغہ کفر صریح حضرت عتیق کا ثابت
کیاہی کہ مومنین موقنین اوسکو سمجہتی ہین اور مکذبین ضالین کی آنکہون
پر خدانی پردی ڈالے ہین تاکہ شیعیان علی ابن ابیطالب علیہ السلام
شرور نفوس شریرہ سی محفوظ رہین اور جب آپکو اَنّہٗ عَلیٰ ذٰلِکَ
لَشَہِیدٌ کا ترجمہ لفظی بہی نہین معلوم ہوا تو آپ ان کتابون کی
باریکیان کیا سمجہئےگا اگر اتنی ہی لیاقت آپ مین ہوتی تو آپ
یہہ رنگہای بوقلمونی کیون بدلتی اور شیعہ سی سُنّی اور سُنّی سی لیچر
کیون بنتے اور آپکے اوستاد گردن مروڑی مرغیون کا فتوای حلت
کیون دیتی بالجملہ مقدمات دلیل کو بوجہ اتم ثابت کردینا اور نتیجہ سی
خاموش رہنا ایک لطف عظیم رکہتاہی کہ آپکو اوسکے مذاق سے
بہرہ نہین آپکی لئے اسیقدر سمجہنا کافی ہے کہ اسمین شک نہین کہ
مولانای طبرسی علیہ الرحمہ شیعہ تہی پہر وہ عقائد شیعہ سی کیونکر
خالی ہوسکتے ہین ﴿ **قوله** جو اعتراض شیعونکی ہین وہ بالکل پوچ اور بیہودہ
ہین **اقول** آپ خود پوچ اور بیہودہ ہین جو دوسرون کو پوچ
و بیہودہ کہکر کل اہلسنت کو زبان شیعہ سی پوچ اور بیہودہ کہلاتے ہین
اس بیہودگی سے آپکو کیا حاصل ہے اور جب ہمنی آپ کی تقریر دیکہو
پوچ اور بیہودہ ہونا حضرات اہل سُنّت کی کتابون سی بخوبی ثابت کردیا

اور بعض عبارات واضح کر دیا کہ جو کچھ آپ نے کہا وہ سب خلاف
جملہ مفسرین اہل سنت ہی تو اب یقین ہی کہ اہل سنت بہی آپ سے
راضی نہونگے اور ازین در رانده و ازان در رانده ہو جائیگا لا الی
ہٰؤلاء و لا الی ہٰؤلاء ٭ **قوله** اگر این آیہ تو ممین ابو بکر صدیق کے
ذکر کرنی سے اونکی رفاقت اور نصرت کا بیان منظور نہوتا ہا **اقول**
وجہ وجیہ ذکر ابو بکر اس آیت مین ہم سابق مین بیان کر چکے کہ
جس سے ثابت ہوا کہ اس آیت مین جناب باری عز اسمہ اپنی نصرت
کو بیان کرتا ہی کہ ایسی وقت مین ہمنے اپنی پیغمبر کی نصرت کی
کہ پیغمبر ہمارا دشمنان ظاہری اور باطنی مین گرفتار تہا غرض اوقات
نصرت کا جتا دینا ہی کہ کس کس وقت مین نصرت کی ہے تو نہین کہا
کہ ابو بکر صدیق نی کیا کیا نصرت کی اور کس کس وقت اور کس کس طرح
پہ نصرت کی قول خدا مین نصرہ و انزل و ایدہ کی نسبت جناب
باری نی اپنی طرف دی ہی یا ابو بکر کیطرف اور اگر جیسا آپ کہتی ہین
کہ اس آیت سے بیان فضیلت ابو بکر اور اونکی نصرت اور حمایت
کا بیان ہے تو چاہیئے تہا کہ بجای نصرہ اللہ کی نصرہ ابو بکر او ایدہ
و حماہ ہوتا برای خدا ذرا انصاف فرمایئی کہ جناب باری کو اگر فضیلت
ابو بکر ہی بیان کرنی منظور ہتی تو نصرت و تائید کی نسبت اپنی طرف
کیون دی صاف صاف کہدیا ہوتا کہ ان لا تنصروہ فقد نصرہ ابو بکر
و ایدہ ابو بکر عجیب حال ہی کہ حقوق رفاقت و نصرت و تائید ابو بکر کو

حق جلّ و علیٰ نی ایسی الفاظ سی بیان فرمایا کہ فضیلت ایک طرف لاکھون آدمی اوس عبارت سی بجز رذیلون کے کچھہ نہین سمجھتے معلوم نہین کہ کس شرذمہ قلیلہ کا عب العیاذ باللہ حضرت جلّ شانہ پر چھایا کہ صاف صاف بہ تخصیص عبارت اون فضیلتون کو نہ بیان کرسکا مگر یہ کہ کہا جاوی کہ شیعون سے ڈر کر بمقتضائے مذہب شیعہ کاربند تقیہ ہوا لیکن ڈرنا سواد اعظم سی مناسب تر تھا نہ شیعون سی کہ مصداق انّ ھؤلاء لشرذمة قلیلون ہین بہر کیف یہ کلام ہمارا مطابق کلام مخاطب بافہم و فراست ہی جو سابق مین گذرا سخن اصلی اسمقام پر اسیقدر ہے کہ ہمکو نہایت تعجب اور حیرت ھی اونکے فہم و فراست اور عقل و کیاست پر کہ باوجود تحاشی از تقلید و تعصب اور ادّعای لسانی انصاف پھر اسقدر نہین سمجھتے کہ اس آیت مین خداوند تعالیٰ تو اپنی نصرت کا حال بیان فرماتا ہی اور منا مخاطب زبردستی غل مچاتی ہین کہ نہین ابوبکر کی نصرت کا بیان ہے نعوذ باللہ من شرور النفوس و سیّئات الاعمال ط

ثمّ دفع التحریفات عن الایات التی سمّاھا بالبیّنات ویتلوہ رفع التلبیسات عن المرویات بالاحاد وقد زعمھا من المتواترات کما ستعلم نباہ بعد حین انشاء اللہ الموفق والمعین والحمد للہ ربّ العالمین

اشتہار

جوکہ یہ کتاب دفع التحریفات و رفع التلبیسات مسمّیٰ

بہ رمی الجمرات بجواب کتاب آیات بینات خاص

واسطے شیعہ اثنا عشریہ کے طبع کی گئی ہے لہذا

کوئی صاحب اہل سنت و جماعت وغیرہ اس کتاب کو

نہ دیکھیں اور نہ خرید فرمائیں ✢ بر رسولان بلاغ

باشد وبس ✢ راقم اثم سید عابد علی عفی عنہ

لکھنؤ محلہ وزیر گنج تاریخ تیرھویں ماہ رجب المرجب یوم شنبہ ۱۲۹۸ھ مطبع اثنا عشری میں چھپا